الحکمۃ تزید الشریف شرفاً

حکمت عملی

مصنفہ

محمد سجاد مرزا بیگ دہلوی

۱۹۰۶ء

[illegible]

قیمت

فہرست مضامین کتاب حکمت عملی

زندگی کی محبت - زندگی کی محبت فطرتی ہے - زندگی کی محبت کی وجہ - موت کا خوف - موت کی تکلیف - موت کی ماہیت -

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ [1]

دیباچہ

آتشے در عندلیبان مے زنم / باز گلبانگ پریشان مے زنم
بر متاعِ صد نمکدان مے زنم / بسکہ لذت دوستم یک لختِ دل

افراد انسان کی حالتِ ظاہری و باطنی مین اس قدر اختلاف ہے اور اون مین بلحاظ صورت و سیرت۔ علم و کمال اس قدر تفاوت ہے کہ یہ بتانا مشکل ہے کہ اوس کے مدارج کس قدر ہین۔ ایک طرف انسان کا ادنےٰ درجہ اِس قدر بتذل ہے کہ لعض حیوان جن کو قدرت نے عقلِ حیوانی عطا فرمائی ہے اوس سے بہتر ہین۔ دوسری طرف اوس کا رتبہ اِس قدر اعلیٰ ہے کہ ممکنات میں سے کوئی اوس کے مرتبہ اور شان کو نہین پہونچتا۔ خود ایک ہی شخص سے مختلف اوقات میں ایسے مختلف افعال کا ظہور ہوتا ہے کہ اوس کی فطرت اور اصلی طبیعت کا

[1] اے اللہ تو پاک ہے ہمیں علم نہین مگر جتنا تونے سکھایا تو ہی ہے عالم اور حکیم ۱۲

پہچاننا مشکل ہوجاتا ہے بلکہ وہ خود بھی دھوکہ کھاتا اور اپنی جبلّت کو
نہین پہچان سکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان شیون مختلفہ کا مظہر
ہے اور فطرت نے درجہ طرح کی خاصیتین اور انواع و اقسام کی قوتین
اوس مین جمع کی ہین۔ اور جس وقت جس خاصیت اور جس قوت کا
تقاضا غالب ہو اوسی کے موافق افعال اوس سے صادر ہوتے ہین۔
لیکن اس دنیا مین ایسے اشخاص بھی ہین جن کے اخلاق مین ہمواری
اور عادات مین استواری پائی جاتی ہے۔ اور اون سے ہر حالت مین
قاعدۂ عدالت کے مطابق افعال کا ظہور ہوتا ہے۔ اس کا سبب یہ
نہین ہے کہ اون کی فطرت نیچر کے عام قاعدہ کے خلاف ہے۔ بلکہ
یہ باعث ہے کہ اون مین اپنی مختلف قوتون کو منتظم رکھنے کی طاقت و
ملکہ ہے اور یہی ملکہ انسانی کمال کا ایک درجہ ہے۔ **علم اخلاق** وہ
اصول سکھاتا ہے جن پر کاربند ہونے سے ایسا ملکہ پیدا ہو جائے کہ
افعالِ محمود انسان سے بالارادہ صادر ہونے لگین اور انسان اوس
سعادت کے حاصل کرنے کی طرف مائل ہو جو انسانی زندگی کے لئے
اقصی الغایات ہے۔

اس عالم میں انسان کے اقتدارات جس قدر زیادہ وسیع ہین۔
اوس کی ذمہ داریان بھی اوسی قدر زیادہ ہین۔ یہ جس قدر زیادہ مقتدر
ہے اوسی قدر زیادہ محتاج ہے۔ جس قدر زیادہ دانشمند ہے اوسی قدر
زیادہ اسے رہنمائی کی حاجت ہے۔ ایک حیثیت سے جس قدر زیادہ
قوی ہے دوسری حیثیت سے اوسی قدر زیادہ ضعیف ہے۔ جس قدر
ترقی اور بلندی کی طرف پرواز کرسکتا ہے اُتنا ہی پستی کی طرف تنزل
کرسکتا ہے اور وہ چیز جو اوس کو بلندی و ہدایت کی طرف اُبھارتی
یا پستی و ضلالت کی طرف دھکیلتی ہے اوس کی معلومات اوس کا دل

اون کے خیالات اوس کی خواہش اور اوس کا ارادہ ہین-
جب کسی قوم مین تنزل شروع ہوتا ہے تو پہلے اوس کے خیالات ہین فساد و رذالت پیدا ہو جاتی ہے اور حقیقت کا میلان جاتا رہتا ہے اور اوس کی عمدہ عمدہ قوتین بے محل صرف ہونے لگتی ہین - جو بُرا نتیجہ پیدا کرتی ہیں - مثلاً دولت فلاح اور بہبودی کے کامون مین صرف کی بجائے عیاشی اور غیر مستحقین کی پرورش مین خرچ ہوتی ہے- علم سے معارف یقینی کے اکتساب کی بجائے مذہبی نزاع اور اعتقادات باطل کی ترویج کا کام لیا جاتا ہے- شاعری سے عمدہ جذبات کی بجائے ناپاک اثر پھیلائے جاتے ہین لہذا کسی شخص یا کسی قوم کے خیالات کی اصلاح کرنی اوس مین ترقی کی روح پھونکنی ہے- جس طرح لباس میل اور چرک کے دھونے سے پاک ہوتا ہے- انسان تخیلات فاسدہ کی اصلاح سے نیک اور سعید ہو سکتا ہے- انسان کی دینی اور دنیوی ترقی کا مدار اعمال پر ہے- اور اعمال نتیجہ ہین اوس کے خیالات یا اوس کی طبعی تحریکون کا-
ہر زمانہ مین لوگون کے طرز معاشرت- طریق تمدن- سلطنت و تجارت- صنعت و حرفت- رسم و رواج اور اَور بہت سے خارجی اسباب سے اون کی ضرورتون اور ساتھ ہی اون کے خیالات مین فرق پیدا ہو جاتا ہے جو لوگون کے اخلاق مین بھی تبدیلی پیدا کر دیتا ہے اس واسطے ہر زمانہ مین ایسے اخلاقی اصول کے دریافت اور تحقیق کی ضرورت واقع ہوتی ہے جو موجودہ حالات کی مناسبت سے سعادت کے حصول مین مدد دین- مین نے بھی جہان تک مجھ سے ممکن ہوا- اس کتاب کو اس زمانہ اور اس ملک کی ضرورتون کے قابل بنانے کی کوشش کی ہے- اور افراد انسانی کی روحانی ارتقا کی تدابیر کے

ساتھ ساتھ قومی ترقی اور عزت حاصل کرنے کے اصول بھی بیان کئے ہین
چونکہ معاشرت اور تمدن کی اصلاح کے لئے عورتون کی حالت کی اصلاح
اور حقوق کی نگہداشت ضرور ہے لہذا موقعہ بموقعہ اس کا ذکر بھی کیا
ہے۔ مین نے اس تمام کتاب مین جو بات زیادہ تر ملحوظ رکھی ہے
اوس کا نواب[1] ممتاز یار الدولہ بہادر نے اپنے ریویو مین جو کتاب کا
مسودہ ملاحظہ فرماکر لکھا تھا اس طرح ذکر کیا ہے :۔

”اس کتاب مین بڑی خصوصیت یہ ہے کہ انسان کو آزاد
دلیر۔ غیرتمند با حوصلہ۔ پرجوش ہونے اور مہمات امور پر نظر
رکھنے۔ جائز آرام اور لذائذ کا حظ اُٹھانے کی تعلیم دی گئی
ہے۔ کیونکہ قوت فاعلہ کی ترقی سے انسان میں بلند حوصلگی
پیدا ہوتی ہے اگرچہ قوت منفعلہ کی خوبیان بھی جا بجا
بیان ہوئی ہیں۔ لیکن اس انداز سے ہین کہ اُن کا میلان
پست ہمتی کی طرف نہ ہو“

[1] میر ممتاز علی نام ممتاز یار الدولہ خطاب ہے۔ پلٹن صرف خاص کے کپتان ہین اگرچہ زمرۂ اہل سیف مین داخل ہین لیکن علمی مذاق اور اہل علم کی قدر دانی ان کی طبیعت کا خاص وصف ہے۔ حیدر آباد کے ایجوکیشنل بورڈ کے ممبر اور مدرسہ آصفیہ کے سکرٹری ہین۔ اس کے علاوہ انجمن اصلاح تمدن کے پریسیڈنٹ ہین۔ یہ انجمن ۱۸۹۵ع مین خاص آپ کی کوشش سے قائم ہوئی۔ اہل فوج مین تمدن و معاشرت کی اصلاح کرنی اور اون کے خیالات کو درست کرنا ایک ضروری اور اہم کام ہے جو یہ انجمن انجام دیتی ہے۔ مجھکو نواب صاحب کی خدمت مین مدت سے شرف نیاز مندی حاصل ہے۔ نہایت متواضع خوش اخلاق۔ صاف دل شخص ہیں۔ اس کتاب کی اشاعت مین جو دلچسپی انہون نے ظاہر فرمائی اوس کا شکریہ ادا کرنا مجھ پر فرض ہے۔

ہنر و کمال کی قدر دانی اس خاندان کا حصہ ہے ۱۹۰۶ع مین حضرت بندگان عالی کے جشن چہل سالہ سالگرہ کے موقعہ پر نواب لیاقت جنگ بہادر جو ان کے حقیقی بڑے بھائی ہین نمایش کے ڈائرکٹر مقرر ہوئے تو انہون نے ملک کی صنعت و حرفت کی سرپرستی کے علاوہ ایک کام یہ بھی کیا کہ اہل ملک کی تصنیفات کو عزت سے جگہ دی تاکہ عام طور پر علمی مذاق کو ترقی ہو۔

علم اخلاق صرف تمدن کی درستی اور قیام کے لئے ہی ضروری نہین ہے بلکہ سائنس کی ترقی بھی مکارم اخلاق پر منحصر ہے کہ انسان کسی حقیقت نفس الامر کے معلوم کرنے یا دنیا کو کسی نئی تحقیقات سے فائدہ پہونچانے کے لئے تکلیف و محنت برداشت کرتا ہے۔ اور اس واسطے نوع انسان کے دونون گروہون کو سب سے پہلے اس علم کا مطالعہ کرنا فرض ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بہت کم اشخاص اسکے اکتساب کی سعی کرتے ہین۔ ہر شہر مین اگرچہ کثرت سے مدارس قائم ہین لیکن علم اخلاق کی طرف سے اس قدر ذہول ہوگیا ہے کہ لوگ اپنے نفس کا علم بھی نہین رکھتے اور بجائے اوس کا تزکیہ و تنزیہ کرنے کے بے سود مشاغل میں سرمایۂ عمر خراب اور برباد کر رہے ہین۔ اون مین سے وہ جوہر مٹ گئے اور مٹتے جاتے ہین جو کسی قوم یا کسی ملک کے نام کو چمکانے اور روشن کرنے والے یا اوس کو ترقی دینے والے ہون اور یہ حالت زیادہ تر اوس شہر[۱] کے باشندون کی ہے جو ہندوستان کا پایۂ تخت علم و ہنر تہذیب و شائستگی فضل و کمال کا معدن تھا جس کی خاک سے سیکڑون من چلے بہادر۔ عالی دماغ مدبر۔ روشن خیال فیلسوف۔ مسیحا نفس حکیم۔ شیرین مقال شاعر۔ سحر بیان نثار۔ متبحر عالم۔ پاک باطن صوفی۔ بے ریا زاہد۔ پیدا ہوئے۔ لیکن آج وہ ایک تجارت کی منڈی ہے۔ اور وہ ساری خصوصیتین مٹ گئی ہین جو اوسے ہندوستان کے شہرون مین ممیز و ممتاز کئے ہوئے تھین یہ حالت دیکھکر دل بھرا آتا تھا اور اپنی حالت زار پر خود ہی مرثیہ پڑھنے کو دل چاہتا تھا۔ لیکن نوحہ خوانی اوس درد کا علاج نہ تھا بلکہ علاج ایک ایسا نسخہ تجویز کرنا تھا جو امراض نفسانی کا استیصال

[۱] دہلی

کرنے والا ہو۔ یہ کام جس قدر ضروری اور مفید تھا سجّاد جیسے بے کمال اور بے استعداد شخص کے لئے اوسی قدر مشکل تھا۔ لیکن قدرت کی فیّاضیان بعض اوقات اپنی بیش بہا بخششوں کے لئے بہانہ ڈھونڈھ لیتی ہین۔ مولوی[ل] بشیر الدین احمد خان صاحب کی مہربانیون نے نہ صرف دکن کو وطن بنا دیا بلکہ خیال کا دامن حکمت اور حقیقت کے جواہر ریزون سے بھر دیا۔ مین نے صرف اِتنا کیا کہ بزرگون کی فیض تعلیم و تربیت اور حکمار کی کتابون کے مطالعہ سے نفوس انسانی کی ترقی کے جو اسباب معلوم ہوئے وہ ایک جگہ اکھٹا کر دئے تاکہ میرے ہموطنون کو جو اصلاح حال پر متوجّہ ہون ایک دستور العمل مل سکے۔ حکمت کے موتی جو ہر قوم اور

ل مولوی نواب بشیر الدین احمدؐ خاں صاحب دلّی کے خاندانی رئیس ہین اسکے دا دا نواب رکن الدولہ بہادر اکبر شاہ ثانی کے وزیر اور رکن دربار تھے۔ ریاست و امارت کے علاوہ علم و کمال کا حصّہ قدرت نے خاص طور پر عطا فرمایا۔ حق پسند طبیعت اور حقیقت شناس آنکھ رکھتے ہین۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد جب دلّی کی صورت اور ساتھ ہی وہان کے خاندانون کی حالت بدل گئی تو دکن کا رُخ کیا۔ اور ابتدا سے منصبہاے جلیلہ پر ممتاز رہے۔ ہر محکمہ مین اپنے حُسنِ انتظام تدبر و جفاکشی سے نمایان اصلاحین کین۔ ریاست کی وفاداری اور خیر اندیشی کے ساتھ دیانت و صداقت کا جوہر طبیعت میں راسخ ہے۔ بلند حوصلہ۔ فراخ دل۔ عالی دماغ اور روشن خیال شخص ہین۔ اور اپنے افعال و اقوال کو حکمت کے اصول کا پابند رکھتے ہین۔ حکمت و فلسفہ کے مسائل باتون باتون مین اس طرح سمجھاتے ہین کہ دل پر نقش کالحجر ہو جاتے ہین۔ اِس بے کمال نے برسون اون کے فیض صحبت اور مثال سے سبق حاصل کیا ہے میرے حال ظاہر اور باطن کی اصلاح مین ہمیشہ مربیانہ شفقت و توجہ فرماتے ہین۔ اخلاق کی کئی کتابین مین نے مولوی صاحب سے سبقاً سبقاً پڑھی ہین اور مضامین مین اصلاحین لی ہین۔ چونکہ خود صاحب کمال اور فضل و کمال کے جوہری ہین۔ علمی اور ملکی خدمتون میں ذوق و شوق سے حصّہ لیتے ہین۔ باوجود عدیم الفرصتی کے اس کتاب کی تمام و کمال اصلاح اون ہی کی فرمائی ہوئی ہے۔

ہر ملت کے بڑے بڑے علماء و فضلاء نے اپنی عالی دماغی وسیع معلومات اور عمر بھر کے تجربون کے ذریعہ سے بہم پہونچائے مشرق سے مغرب تک پھیلے ہوئے ہین۔ اون کو جابجا سے چُنکر سلکِ مروارید بنانا مجھ جیسے کوتاہ نظر شخص کے لئے ایک مشکل کام تھا۔ لیکن شوق اور اس امید نے کہ شاید میری ناچیز کوشش اہل ملک کے لئے مفید ثابت ہو چین نہ لینے دیا۔ اور یہ مجموعہ تیار کیا۔ اگر یہ اُمید پوری ہوئی تو میری محنت ٹھکانے لگ جائیگی۔

حیدر آباد دکن
۱۴۔ جنوری سنہ ۱۹۰۶ء

محمد سجاد مرزا بیگ

مقدمہ

حکمت عملی کی تعریف

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا[1]

موجوداتِ عالم — کائنات کے مینا بازار مین جتنی چیزین صنّاع قدرت نے آراستہ کی ہین اصطلاح مین موجوداتِ عالم کہلاتی ہین۔ یہ تمام چیزین اپنی نوعیت اور وضع کے لحاظ سے مختلف اور ساخت کے لحاظ سے عجیب و غریب صنعت و کمال کا نمونہ ہین کہ ان سے بہتر اور اعلیٰ اس وقت تک پیدا نہین ہوا۔ جس طرح ان کی صورت اور ظاہری کیفیت مختلف ہے اسی طرح ان کے فوائد اور اغراض بھی جدا جدا ہین اور ہر چیز فی حد ذاتہ ایسی کامل ہے کہ نہ صرف اوس کی صورت ہی نظر فریب اور دوکانِ آفرینش کی آرایش کا باعث ہے بلکہ اوس سے وہ غرض بھی جس کے لیئے وہ بنائی گئی ہے بہت اچھی طرح پوری ہوتی ہے۔

انسان — اس بوقلمون سامان مین ایک کل کا پتلا ہے جس کا نام "انسان" ہے۔ یہہ پتلا بلحاظ خلقت تو موجوداتِ عالم کا جزو اور مینا بازار کی ایک تماشئی شے ہے لیکن اس سارے نگارخانہ کا تماشائی بھی ایک یہی ہے اور کل چیزون پر اس طرح حاوی اور متصرف ہے کہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسان مین کوئی صفت ایسی خاص ہے جو دیگر موجودات مین نہین۔ اور یہہ نہ صرف تمام مخلوقات مین زیادہ شریف ہے بلکہ خالق سموات والارض کی طرف سے اس تمام

انسان کا رتبہ — کارخانہ کا جسے دنیا کہتے ہین خلیفہ اور ایجنٹ بھی یہی مقرر ہوا ہے إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً۔ انسان کو اس دنیا مین مرتبہ تو بہت بڑا ملا ہے کہ سارے عالم مین اشرف المخلوقات اور خلیفۂ خدا ہے لیکن اوس کے ساتھہ ہی اوس کی ذمہ داریان اور فرائض کی سختیان بھی اس قدر ہین کہ

[1] ترجمہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے اور جس کو حکمت دیتا ہے اوس کو بہت سی نیکیان دیتا ہے۔

فریاد کا اور اپنے رتبہ سے گرا اس سبب سے تمام انسان اشرف المخلوقات نہین بلکہ صرف وہی انسان اشرف واعلیٰ ہین جن کی ذات مین وہ اوصاف موجود ہون جو شرافت وکمال تک پہونچانے والے اور اس اعلیٰ خطاب کے شایان بنانے والے ہین۔ یہہ صفت جو انسان کو دوسری تمام مخلوقات سے اشرف واعلیٰ کرتی ہے "حکمت" ہے۔

حکمت — حکمت ہے تو چھوٹا سا لفظ لیکن اس کے معنی اتنے وسیع ہین کہ اس مین علم وعمل کی وہ تمام باتین شامل ہین جنہین انسان کو کمال حاصل کرنے کے لیے جاننا اور اون پر کاربند ہونا چاہیئے۔

علم — "علم" موجودات کی حقیقت اور احوال کے جاننے کو کہتے ہین تاکہ جہان تک انسان سے ممکن ہے وہ کسی خاص شئی کی حقیقت جیسی کہ فی الواقع ہے معلوم کرے اور "عمل" یہ ہے کہ

عمل — جہان تک انسان سے ہوسکے ایسے مفید اور بکار آمد امور پر کاربند ہو جن کی مزاولت ومہارت اوس کے نقصون کو دور کرے اور خود اوس کی ذات مین ایسا ملکہ پیدا ہوجائے جو کمال تک

حکیم — پہونچانے والا ہو۔ جس شخص کو یہ دونو باتین اچھی طرح حاصل ہون وہ "حکیم" کہلاتا ہے اور اس کا رتبہ دوسرے انسانون سے زیادہ بلند اور زیادہ اعلیٰ ہوتا ہے پس حکمت نہ صرف علم ہی بلکہ عمل پر بھی شامل ہے کیونکہ اگر صرف علم ہی ہو اور اوس کے ساتھ عمل نہو تو وہ انسان کی ذات کو کوئی فائدہ نہین پہونچا سکتا۔ کتابین الماری مین رکھی رہتی ہین لیکن الماری کو اوس سے کیا فائدہ ہے؟ اسی طرح مضامین حافظہ مین موجود ہون لیکن اون پر کاربند نہ ہو تو انسان کو اوس سے کیا نفع حاصل ہوسکتا ہے؟ اَلْعِلْمُ بِدُوْنِ الْعَمَلِ وَبَالٌ وَالْعَمَلُ بِدُوْنِ الْعِلْمِ ضَلَالٌ[1] ہان جب علم وعمل دونون ہون تو حکمت پوری ہوگی اور انسان اپنے رتبہ اور شرافت مین مرتبہ بمرتبہ ترقی کرتا جائے گا۔ وہ علم جو انسان کو یہ سکھلائے کہ اوس کو اپنے ارادی حرکات اور افعال مین کن کن مصالح کو ملحوظ رکھنا چاہیئے تاکہ امور معاش ومعاد کا انتظام درست ہو۔

تعریف حکمت عملی — اور اوس کے نفس مین وہ قوت پیدا ہو کہ وہ کمال کی طرف ترقی کرنے لگے "حکمت عملی" کہلاتا ہے

حرکات طبعی — انسان سے جو افعال سرزد ہوتے ہین وہ یا تو اون طبیعی قوتون کے سبب سے ہوتے ہین جو فطرت نے تمام انسانون مین یکسان پیدا کی ہین۔ مثلاً تمام انسانون مین یہ خاصیت

---

[1] ترجمہ علم بغیر عمل کے وبال ہے اور عمل بغیر علم کے گمراہی ہے۔

مشترک ہے کہ وہ مل کر رہین دوسرون سے نفع حاصل کرین - اپنی مضرتون کو دور کرین
وغیرہ اس لیئے تمام لوگون سے جو ایسے افعال صادر ہون کہ اصلی تحریکون کے سبب وقوع
مین آئے ہون وہ قریب قریب یکسان ہوتے ہین اور اون کی اصلاح کے لیئے ایک سے
حرکات وضعی — اصول مقرر کیئے جا سکتے ہین لیکن بعض باتین "وضعی" ہوتی ہین مثلاً آداب اور رسم و رواج
قانون وغیرہ یہہ مختلف ممالک مین مختلف مصالح کے سبب مختلف ہوتے ہین اور ان کے
لیئے ایک قاعدہ مقرر نہین کیا جا سکتا - بلکہ خود اوس ملک کے حکما اپنے تجربہ اور سمجھہ سے
حسب اقتضائے ضرورت و مصلحت مقرر کرتے یا اوس مین اصلاح کرتے ہین -

تہذیب اخلاق — اصول اخلاق کے لحاظ سے انسان کی حرکات طبعی اور وضعی تین قسم کی ہوتی ہین
اول تو وہ جن کا اثر صرف انسان کی ذات پر پڑتا ہے یا یہ افراد انسان سے متعلق ہون
اس کے علم کا نام "تہذیب اخلاق" یا "تہذیب نفس" ہے - دوسرے وہ جو گھربار سے متعلق ہو
تدبیر منزل — اور اونکا اثر اون لوگونمین مشترک ہو جو ایک گھر کے ممبر ہین مثلاً میان بیوی اولاد بھائی بہن مان باپ
قریبی رشتہ دار وغیرہ یہ "تدبیر منزل" کہلاتی ہے تیسری وہ جنکا تعلق اتنا وسیع ہو کہ شہر و ملک و قوم کے افراد
سیاست مدن — تک پہونچتا ہے - یہ "سیاست مدن" کہلاتا ہے حکمت عملی وہ اصول و قاعدے سکھاتی ہے
جو تہذیب نفس - تدبیر منزل اور سیاست مدن مین بکار آمد ہون اور انسان نہ صرف فضیلت
وسعادت کے معنی سے واقف ہو جائے بلکہ اوس مین یہ تحریک پیدا ہو جائے کہ وہ
اپنے نفس مین ان صفتون کے پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اپنے نفس پر بقدر
قدرت حاصل کرلے کہ رذائل سے بچ سکے - نیز لوگون مین عدالت قائم ہو اور وہ صراط مستقیم
سے نہ بھٹکین بلکہ فرداً فرداً او مجتمعاً اون مین خیر و کمال پیدا ہو اور یہی [illegible] کتاب کا موضوع ہے

موجودات عالم کا کمال — موجودات عالم مین بعض چیزین ایسی ہین کہ اون کا کمال فطا[illegible] اور اون مین تغیر
تبدل واقع نہین ہو سکتا - مثلاً آفتاب و ماہتاب زمین اور تمام [illegible] ن وغیرہ کہ جب سے
ہین اور جب تک رہین گے ایسے ہی ہین اور ویسے ہی ر[illegible] بعض ایسی ہین کہ اونمین
بتدریج کمال پیدا ہوتا ہے لیکن اوس مین خود شے کے ارا[illegible] دخل نہین مثلاً درخت کہ رفتہ
رفتہ بڑھتے ہین لیکن اون کی یہ حرکت ارادی نہین ہے [illegible] ایسی چیزین ہین کہ جب ایک حد

معین پر پہونچ جاتین تو پہر اوس سے زیادہ ترقی نہین کرسکتیں۔ اور اون کے تمام افراد کا کمال یکسان ہوتاہے مثلاً حیوانات کہ ایک نوع کے سب جانور شعور وفہم مین برابر ہین۔ بیا اپنا گہونسلا بہت خوبصورت بناتا ہے لیکن اوس سے زیادہ عمدہ نہین بناسکتا نہ یہ اوس کے امکان مین ہے کہ مختلف قسم کا بنائے۔ بطخین پانی مین تیرتی ہین لیکن یہ صفت فطرتی ہے نہ اکتسابی۔ اس طرح حیوانات کے کمال مین بہی اون کے حرکات ارادی کو دخل نہین اور اسی لیئے حیوانات مین کوئی شریف اور کوئی رذیل نہین ہے۔ انسان ہی ایک ایسا مخلوق ہے کہ اوس کو کوئی کمال حاصل کرنے کے لیئے خود کوشش کرنی پڑتی ہے اور اگر نہ کرے تو اوس مین اُتنا کمال بہی پیدا نہین ہوسکتا جتنا حیوانات کو حاصل ہے۔ بطخین تیرتی ہین لیکن انسان جب تک سیکہے نہین تیر سکتا۔ پرندے اپنا آشیانہ بنالیتے ہین مگر انسان بغیر سیکہے اپنے رہنے کا مکان نہین بناسکتا۔ تمام جانور اپنی خوراک مہیا پاتے ہین انسان کو اون کے لیئے خود تردد کرنا ضرور ہے۔ یہی حال اوس کے اخلاق کا ہے کہ بغیر اکتساب کے ملکات شریفہ پیدا نہین ہوسکتے غرض جب وہ پیدا ہوتا ہے تو بہائم سے کم ہوتا ہے اور خود اپنی سعی و کوشش سے وہ رتبہ حاصل کرتا ہے کہ عالم کی تمام مخلوقات سے اشرف و اعلیٰ بن جاتا ہے اور جو ذریعہ اوس کو یہہ رتبہ بخشتا ہے وہ "حکمت عملی" ہے۔

علم حکمت عملی کی شرافت

علم حکمت عملی تمام علوم مین زیادہ شریف اور زیادہ ضروری ہے۔ اور صرف یہی ایک ایسا علم ہے جو تمام افراد انسان کے لیئے یکسان مفید اور سب کو حاصل کرنا فرض ہے۔ علم حکمت عملی طب روحانی ہے۔ کیونکہ اس کے جاننے سے نفس مین وہ قوت پیدا ہوتی ہے جو اعتدال خلقی کی حفاظت کرتی ہے اور خواہشات ردیہ جو روحانی امراض ہین دفع ہوتے ہین علوم کی شرافت تین طرح پر ہے۔ ایک تو یہ کہ اوس کا موضوع شریف ہو مثلاً علم طب۔ علم بیطاری سے زیادہ شریف ہے کہ طب انسان کے علاج کے لیئے ہے اور بیطاری حیوانات کے لیئے یا اوس علم کا فائدہ اور منفعت بہت زیادہ ہو جیسے علم حساب یا فلاحت۔ یا اوس کے دلائل و براہین بہت قوی ہون جیسے علم منطق و علم ہندسہ اس علم مین تینون صفتین موجود ہین اس کا موضوع نفس انسان ہے کہ اوس سے بہتر دنیا مین کوئی چیز نہین اسکی منفعت

یہ ہے کہ جو چیز بہائم سے کم ہو اوس کو ملایک سے افضل و برتر اور تمام کائنات مین برگزیدہ بنا دے اور یہی حال برہان وحجت کا ہی کہ اس کے مسائل کی صحت تجربہ سے ثابت اور دلائل عقلی سے متحقق ہے لہذا سب سے پہلے علم اخلاق حاصل کرنا چاہیے جسم انسان اگر اخلاط فاسدہ سے پاک نہ ہو تو جس قدر اوس کو غذا دی جاتی زیادہ مریض ہوتا جاتا ہے اسی طرح جب تک نفس مین سے ردی ملکات دور نہ ہو جاین سائنس وفلسفہ مفید نہین ہوتے بلکہ بعض اوقات کبر ونخوت پیدا ہو جاتی ہے اور انسان الحاد وبے دینی مین پڑجاتا ہے۔ اور اگرچہ بعض اشخاص کو کسی سائنس مین یدطولی حاصل ہو لیکن اون کی روح ضلالت سے نہین نکلتی نہ وہ ابنائے جنس کے ساتھ عدالت سے پیش آتے ہین۔

حکمت عملی کا منشاء

حکمت عملی کا منشا یہ ہے کہ نفس مین ایسے ملکات راسخ ہو جاین کہ بے تکلف افعال محمودہ انسان سے سرزد ہونے لگین اور یہ بات تعلیم اور عادت سے حاصل ہو سکتی ہے۔ لوگون کے مزاج مختلف واقع ہوئے ہین بعض آسانی سے نیک بات قبول کرلیتے ہین بعض بدشواری بعضون کی طبیعت خیر کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے بعضون کی کم اور بعضون کی بالکل نہین۔ لیکن ایسے لوگ جن کے اخلاق ذمیمہ مین تغیر پیدا ہونا ممکن ہی نہ ہو بہت کم ہین زیادہ تر ایسے ہی لوگ ہین کہ اون کے اخلاق مین کوئی نقص اس سبب سے رہ گیا یا جڑ پکڑ گیا ہے کہ بری تعلیم یا بری صحبت یا عدم توجہ نے اون کو اصلاح کی طرف مائل نہین کیا یا اخلاق ذمیمہ کی مدتون کی مزاولت کے سبب اون کی طبیعت مین وہ برا ملکہ ایسا مستحکم ہو گیا کہ اب چھوٹنا ممکن نہین ورنہ انسان تو انسان مناسب وقت پر اگر حیوانات کو تعلیم دی جائے تو وہ بھی بہت کچھ سیکھ جاتے ہین اور یہی خصائل بدل جاتے ہین۔ کتا اور گھوڑا تو بہت تربیت پذیر جانور ہین۔ ہاتھی باوجودیکہ مدتون جنگل مین وحشیانہ زندگی بسر کرتا ہے جب انسانی تعلیم سے مشرف ہوتا ہے تو کیسا مطیع فرمانبردار مہذب ہو جاتا ہے۔ وہ خونخوار جانور جن کی آواز کی گونج دل ہلا دیتی ہین تربیت سے ایسے مہذب ہو جاتے ہین کہ سرکس مین انسان کے ساتھ تماشے کرتے ہین وہ شیر چیتے اور ریچھ جو کہ انسان کے خون کے پیاسے ہین اوسی کا حکم مانتے ہین اور ذرا آزار نہین پہونچاتے۔ انسان قوت عقل وتمیز وادراک وفہم مین تمام حیوانات سے ممتاز ہے تو تربیت کا

اوس مین اثر کرنا بالاولی ممکن ہے اور اگر وہ عادت ڈالے تو اپنے نفس کو قابو مین رکھہ سکتا
ہے۔ انسان سے جو افعال خواہ اچھے ہون یا برُے بسہولت اور بلا تامل صادر ہوتے یا
خلق طبعی
ہوسکتے ہین وہ خلق کہلاتے ہین اور یہ کیفیت دو طرح پیدا ہوتی ہے یا تو فطرتاً یعنی کسی شخص
کا مزاج فطرتاً ایسا واقع ہوا ہو کہ کوئی خاص استعداد اوس مین زیادہ ہو اور اس حالت مین
ذرا سے اشارہ اور تحریک سے انسان سے ویسے افعال صادر ہونے لگتے ہین جن کی اوسکی
عادت
طبیعت مقتضی ہو۔ یہہ "خلق طبعی" کہلاتا ہے۔ دوسری چیز "عادت" ہے جو کوئی ملکہ پیدا کرسکتی ہے
اور اس کو بہی انسان کے اخلاق مین بہت بڑا دخل ہے۔ عادت یہ ہے کہ انسان کسی فعل
کی مزاولت کرے۔ یہانتک کہ اتنی مشق بڑھ جاوے کہ پہر اوس کام کے کرنے مین دقت نہ ہو
مثلاً کوئی شخص جس سے کبہی شجاعت ظاہر نہین ہوئی اور جو دشمن کے مقابلہ مین جاتا ہوا جہجکتا
تہا دل کو مضبوط کرکے لڑائی مین شریک ہوا اور اپنی فوج کے سپاہیون کو داد شجاعت دیتے
دیکہے اس طرح بار بار شریک ہونے اور مستعدی ظاہر کرنے سے اوس کی طبیعت مین بہی شجاعت
کا ملکہ پیدا ہوجائے یا کوئی شخص جو بے رحم آدمی نہین تہا قزاقون کے فرقہ مین شریک ہوجائے
تو اگرچہ اول اول اوس سے مشکل سے خونریزی ہوگی لیکن پہر بے گناہ کے قتل کے ارتکاب
خلق کسبی
مین ذرا بہی باک نہ ہوگا۔ یہ ملکہ جو مشق و عادت سے پیدا ہو "خلق کسبی" کہلاتا ہے اور اسی کو
اچھی طرح کام مین لانے اور اوصاف حمیدہ کی عادت ڈالنے سے انسان کے مدارج بڑھتے
ہین اور وہ رتبہ انسانیت تک پہونچتا ہے یہ آنکہون دیکہی باتین ہین کہ لڑکے نیک آدمیون کی
صحبت مین عموماً نیک و صالح اور شریرون کی مجالست سے رذیل و شریر ہو جاتے ہین اور
اون کے اخلاق مین بین تغیر پیدا ہوجاتا ہے اگر تغیر اخلاق ممکن نہ ہو تو قدرت نے جو قوت
تمیز و فکر عطا فرمائی ہے بے فائدہ ہو اور تعلیم و تادیب بالکل بے اثر ہوجائین۔ قانون۔ قاعدے
شرع۔ دینیات محض عبث اور لاحاصل ہون۔ مرض علاج پذیر بہی ہوتے ہین اور لاعلاج
بہی۔ انسان کے جسم مین مرض پیدا ہوتے اور طبیعت اون کے دفع کرنے کی کوشش بہی
کرتی ہے لیکن اوس کو مدد دینے اور ازالہ مرض کے لیے علم طب کی ضرورت ہے۔ اگر
کسی شخص کا کوئی مرض دفع نہ ہو تو علم کا بطلان یا عدم ضرورت ثابت نہین ہوتی۔ اسی طرح

اگر کوئی بُرا خلق کسی شخص مین سے نہ جائے تو اس کے یہ معنی نہین ہو سکتے کہ تغیر اخلاق ممکن نہین اور تمام انسانون مین اخلاق ضمیمہ کی اصلاح ہو ہی نہین سکتی بلکہ علم اخلاق کی ضرورت اور فائدے ویسے ہی قائم رہین گے جیسے علمِ طب کے۔

طلب صادق سعی — وہ انسان نہایت برگزیدہ صالح اور سعید ہے جس نے نیک کامون کی مزاولت اور ممارست سے اخلاق حسنہ کا ملکہ طبیعت مین پیدا کیا ہو۔ اور جس نے اپنے قوائے غضبی اور شہوانی کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا اور اپنی طبیعت کی باگین خواہشات ذمیمہ کے ہاتھون مین دیکر خصائل رذیہ اختیار کئے وہ سب سے بُرا شخص ہے اور یہ ملکات جب راسخ ہو جاتے ہیں تو انسان کو ایسا سخت جکڑ لیتے ہین جیسے آہنی زنجیرین قیدی کو۔ انسان صرف اپنی ہی کوشش اپنی ہی سعی اور اپنی ہی مرضی سے کسی اعلیٰ مقصد حاصل کرنے کی خواہش کو دل مین راسخ کرسکتا ہے اور یہی طلب صادق ہے۔ اگر وہ دنیا مین صداقت کے ممبر پر سیدھا کھڑا ہو سکتا ہے تو خود اپنی ہی کوشش سے دوسرے کے سہارے سے وہ ایک منٹ بھی نہین ٹھیر سکتا۔ انسان اپنا اور اپنے افعال کا حاکم اور مختار ہے وہ کذب چھوڑکر راست گفتاری۔ شہوت پرستی چھوڑکر زہد و پرہیزگاری۔ جور و تعدی چھوڑکر انصاف و رحم اختیار کرسکتا ہے اور اسی طرح تمام فضائل حمیدہ اپنے نفس کو قابو مین کرنے سے حاصل ہوتے ہین جو لوگ قوائے جسمانی کو کام مین نہین لاتے اور کسی قسم کی ورزش نہین کرتے اون کے جسم بھدے اور اعصاب کمزور ہو جاتے ہین وہ محنت اور زور کے کام نہین کرسکتے۔ یہی حال قوائے روحانی کا ہے کہ جو لوگ اون کو معطل چھوڑ دیتے ہین اون سے افعال محمود صادر نہین ہوتے نہ اون کو اپنے نفس پر اتنی قدرت حاصل ہوتی ہے کہ ممنوعات اور قبیح باتون سے پرہیز کرین۔ اگر کوئی نظم حفظ یاد کرین اور کبھی کبھی اوسے پڑھتے پڑھتے نہ رہین تو بھول جاتے ہین۔ اصولِ اخلاق کی طرف سے بھی

اگر غفلت کی جائے اور اون کو یاد نہ رکھا جائے تو ایک بار کتاب کا پڑھ لینا کافی نہین اور نہ صرف مطالعہ سے بلکہ عملاً اون کی اتنی ممارست رکھنی چاہیے کہ جو خواہش نفس مین نیک باتون کی پیدا ہوئی تھی وہ نہ مٹ جائے اور نیک کام نہ بہ تکلف بلکہ عادتاً وقوع مین آنے لگین۔ اور اسی واسطے مبدۂ فیاض سے انسان کو عقل عطا ہوئی ہے کہ بھلے برے کو سوچے اور بھلائیون پر اس طرح عمل کرے کہ وہ مثل طبیعت کے بنجائین۔

مقالہ اوّل

تہذیبِ اخلاق

مقالہ اوّل

تہذیب اخلاق

باب اوّل

عقل عملی کی تعریف

انسان کا اعمال پر اختیار

دنیا کی ساخت اور انسان کی خلقت کو بغور دیکھنے سے یہہ قضیہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ نیک و بد راستہ کا اختیار کرنا انسان کی مرضی اور انتخاب پر محول ہے۔ انسان دنیا مین اس طرح نہین بہیجا گیا جیسے کہ ایک سمندر مین کوئی تنکا پڑا ہو کہ پانی کی لہرین جہان چاہین اوسے بہا لیجاوین بلکہ وہ دنیا کے سمندر مین ایک ماہر تیراک کی طرح تیرتا ہے اور اپنی سعی سے جسطرف چاہتا ہے جاتا ہے۔ پانی کی لہرین اوس کی مزاحمت کرتی ہین لیکن یہہ بہی اون کا مقابلہ کر سکتا ہے اور جدہر دل مین آتا ہے اودہر اپنا رخ رکھتا ہے وہ فی حد ذاتہ اپنے اعمال و افعال مین مختار ہے اور اوسے آزادی دی گئی ہے کہ جو قوتین اوسے عطا ہوئی ہین اون کو کام مین لائے اور اسی سبب سے وہ اپنے اعمال کا جواب دہ ہے۔ دنیا مین ایسی مثالین موجود ہین کہ جو لوگ جاہل بدکار بدسلیقہ تہے اگر کسی سبب سے اپنی برائیون پر مطلع ہوگئے اور تلافی مافات کی کوشش کی تو عالم۔ نیک کردار اور ہنرمند بن گئے۔ انسان ایک فعل کا خوگر ہوتا ہے اور جب اوس کے خلاف قانون جاری کردیا جائے تو اوس سے پرہیز کرتا ہے اسی طرح اوسے اختیار ہے کہ وہ شرع اور اخلاق کے قانون کو ماننے اور اون پر عمل کرے خود انسان کا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ مین آزاد اور مختار ہون عادت اور خواہش اوس پر قادر نہین بلکہ اوس کی محکوم ہین بشرطیکہ وہ اون کو قابو مین رکہنا چاہے اگر کوئی شخص خود ہی اپنی باگ خصائل ردیہ کے ہاتہہ مین دیدے تو خود اوس کا قصور ہے بلکہ جب انسان کسی برے امر کا

ارتکاب کرنا چاہتا ہے تو کانشنس (نفس لوامہ) اوس کو روکتا ہے اور بچانے کی کوشش کرتا ہے اگر بچنا اختیار مین نہ ہوتا تو ناممکن تھا کہ طبیعت مین امور ذمیمہ سے بچنے کا تقاضا ہو بلکہ طبیعت انسانی خود جانتی ہے کہ اوس مین بچنے کی قدرت ہے اور اگر انسان آنکھ بند کرکے خود کنوین مین گر پڑے تو آپ ہی ذمہ دار ہوگا۔

اعمال کی تنقیح

اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے بہت سے لوگ اپنے اعمال کی اس غرض سے تنقیح کیا کرتے ہین کہ اپنے صحیح اوصاف سے آگہی ہو اور اس سے خود اون کے نفس کو خوشی حاصل ہوتی ہے لیکن اکثر لوگ اپنی تصویر کے صرف ایک ہی پہلو کو دیکھتے ہین اور اسکا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ انسان خود بین اور خود پسند ہو جاتا ہے لیکن اگر بنظر اصلاح دیکھے تو اوسے اپنی خوبیون کے ساتھہ اپنے عیوب بھی نظر آئین گے اور اپنی ساری اچھی بُری حقیقت آئینہ ہو جائے گی۔ اور پھر اس حالت مین وہ اپنے نفس کی اصلاح اور اپنے افعال کا انتظام کرسکے گا۔ وہ صاحب نظر جو اپنے عیوب کی خود خبر رکھتے ہین اپنے تئین ایسے سانچہ مین ڈھالتے ہین کہ دوسرون کو نکتہ چینی کی گنجایش نہین رہتی اور اپنے افعال و اعمال کی خود اصلاح کرتے رہتے ہین۔ اس طرح انسان کو اپنے حال پر غور و فکر کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ لیکن ابتدائی حالت مین یہ کیفیت ایسی کافی نہین ہوتی کہ انسان اوسی پر اکتفا کرے اور نہ اس سے اس قدر فائدہ پہونچتا ہے جتنا پہونچنا چاہیے۔ اپنے کسی فعل کی اصلاح کا خیال کرسکنے کیلیے بھی ابتدا مین بہت بڑے عزم اور بہت بڑی جرأت کی ضرورت ہوتی ہے اور جس قدر اس مین انسان کو تکلیف ہوتی ہے اوس کی نسبت فائدہ کم معلوم ہوتا ہے لیکن فائدہ ہوتا ضرور ہے۔ مستقل مزاج آدمی جو اپنی دُھن کے پورے ہوتے ہین ان تکالیف سے شکستہ خاطر نہین ہوتے نہ وہ ایسی ادھوری اصلاح پر قناعت کرتے ہین بلکہ محاسبہ نفس کی عادت کو زیادہ مستحکم اور زیادہ پائدار بنانے کی کوشش کرتے ہین اور جب تک اپنے نفس کی پوری تفتیش اور پوری درستی نہین کرلیتے سعی سے باز نہین رہتے۔ فرض کرو کہ کسی ایسے شخص سے جو اپنے نفس کی اصلاح مین مصروف ہو کوئی لغزش ہوا ور ضمیر اس ناشایستہ حرکت پر اوسے ملامت کرے تو اوسے سخت رنج ہوگا۔ اس موقع پر وہ اپنے دل مین مصمم ارادہ کرلے گا کہ وہ پھر اس فعل کا مرتکب نہ ہوگا

لیکن اپنے نفس کے امتحان کے لیئے وہ ایسے موقع کا منتظر رہے گا کہ باوجود نفس شہوانی یا غضبی کی سرکشی کے اپنی طبیعت پر قابو رکھ سکے اور جب کبھی ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی طبیعت کی باگ قوائ شہوانی یا غضبی کے ہاتھ مین دیدے اوس وقت اوس کی اصلاح کامل سمجھی جائے گی۔ اس وقت انسان کی روحانی کیفیت بدل جاتی ہے اور اوس کا رتبہ اتنا بالا ہو جاتا ہے کہ وہ برائی بھلائی کو اس طرح دیکھ سکتا ہے جیسے بلندی پر سے نیچے کی چیزین الگ الگ دکھائی دیتی ہین۔ اور انسان پر تخیلات فاسدہ کا قابو نہین چل سکتا۔

جب انسان روحانی طاقتون کو قوت پہونچاتا او خصائل حمیدہ کی عادت ڈالتا ہے اوس وقت وہ ملکات ردیّہ کا مقابلہ کرتا اور اون کے دور کرنے کی کوشش کر سکتا ہے اور جون جون فضیلت حاصل ہوتی جاتی ہے اوسی قدر رذائل کی بیخکنی بھی ہوتی جاتی ہے اس وقت انسان کو رذائل سے نفرت ہونے لگتی ہے اوسے تعجب ہوتا ہے کہ اس وقت تک ایسے بدنما خصائل کا اوس پر کیونکر قابو تھا جس قوت کے ذریعہ سے انسان کے افعال مین اتنا بڑا تغیر پیدا ہوا وہ "عقل عملی" کہلاتی ہے۔

عقل عملی

عقل عملی انسان کو یہ سمجھاتی ہے کہ جو جو وسائل اور اسباب اوسے دنیا مین حاصل ہین اون سے کوئی کام کس طرح سب سے عمدہ اور بہتر ہو سکتا ہے یہہ قوت انسان کی دیگر تمام قوتون کو مناسب درجہ پر رکھتی - اور اون مین انتظام اور ترتیب قایم رکھتی ہے۔ یہ قوت انسان کو یہ بتاتی ہے کہ اوس کا درجہ کیا ہے اور وہ دنیا مین کیا کر سکتا ہے۔ عقل عملی انسان کو اون فرائض کے ادا کرنے پر مجبور کرتی ہے جو اس وقت درپیش ہین اور اس کی مدد سے انسان خیالی اور وہمی خوش آیندہ حالتون کا انتظار نہین کرتا نہ تاسف وحسرت کے عالم مین اپنے زور وقوت کو ضائع کرتا ہے۔ بلکہ حالت موجودہ کو خوشگوار اور دل پسند بنانے کی سعی کرتا ہے۔ عقل عملی کسی خاص قوت کا نام نہین ہے بلکہ انسان کی مختلف قوتون کے ملکر کام کرنے کا نام ہے۔

راست و غلط

عقل عملی کا بڑا کام یہ ہے کہ وہ راست وغلط مین تمیز کرنا بتاتی ہے۔ اس صورت مین اس کو قوت تمیز بھی کہتے ہین - راست و غلط ایسے دو لفظ مین جن کی صحیح صحیح حقیقت معلوم

کرنے پر تمام اخلاق کی بنیاد قائم ہے۔ اگر صحیح و غلط کی تمیز نہ ہوتی تو دیگر حیوانات کی طرح انسان خواہ کچھ ہی کرے اوسے جائز ہوتا اور دنیا مین حسن و قبح بھلائی و برائی نیک نامی و بدنامی ایسے الفاظ ہوتے جن کے کچھ معنی نہ ہون لیکن قوت تمیز صحیح و غلط جائز و ناجائز مین امتیاز کرنا سکھاتی ہے اور ایک کام کو اختیار کرنے اور دوسرے کو ترک کرنے کا حکم دیتی ہے۔ راست و غلط مین تمیز کرنا اور اصول اخلاق پر کاربند ہونا خود انسان کا کام ہے بعض اوقات طبیعت کے تقاضے مختلف جانب رجحان پیدا کرتے ہین لیکن جن کے دل نور حکمت سے معمور ہین وہ تمام جذبات کو عقل کا مطیع رکھتے ہین۔ وہ عادت اور خواہش کے محکوم نہین ہوتے بلکہ اون پر حکمرانی کرتے ہین۔

انسان کی تمام زندگی ایک مدرسہ ہے جس مین وہ ہر روز تجربہ کے نئے نئے سبق پڑہتا ہے۔ اس مدرسہ کے معلم گوناگون افکارات نئے نئے امتحانات۔ نئی نئی دقتین۔ طرح طرح کی تکالیف اور مشکلین ہین لیکن یہ صبر و استقلال پرہیزگاری۔ عزیمت تامہ ہمت۔ قناعت۔ اور خداپرستی سکھاتے ہین۔ انسان کو اپنی نسبت نہ صرف یہ جاننا چاہیئے کہ وہ کیا کرسکتا ہے بلکہ یہہ بہی جاننا چاہیئے کہ وہ کیا نہین کرسکتا۔ لیکن اس سبق کے حاصل کرنیکے لیئے انسان کو دنیا مین مختلف لوگون سے ملنا اور مختلف قابلیت کے آدمیون کی صحبت سے فائدہ اوٹھانا لازم ہے۔ سوسائٹی مین ملے بغیر انسان کو اپنی قابلیت کا پورا علم نہین ہوتا بلکہ وہ ہمیشہ خودبین اور خودرائی رہتا ہے اور اپنی استعداد کے جانچنے مین غلطی کیا کرتا ہے۔ سوسائٹی مین ملنے سے اوس کو بہت سے ایسے تجربہ حاصل ہوتے ہین جو اوس کی عقل کو زیادہ اوس کے دماغ کو روشن اوسکی رائے کو مستحکم اوس کی نظر کو بلند کرتے ہین اور نیک و بد کی وہ تمیز جو عملاً کوئی اچھا کام کرنا سکھاتی ہے ایسے ہی تجربہ سے حاصل ہوتی ہے۔ تجربہ کے علاوہ علم بہی انسان کے دماغ کو روشن۔ خیالات کو درست۔ رائے کو صائب اور اعتقادات کی اصلاح کرتا اور عقل کو جلا دیتا ہے اور عقل عملی اوس معلومات سے جو تجربہ اور علم سے حاصل ہو فائدہ اوٹھانا اور اوسی کام مین لانا سکھاتی ہے۔

باب دویم

حقایق نفس الامر و اشیا کی معرفت

۱۔ حصول علم

انسان اور دیگر حیوانات مین مابہ الامتیاز

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ علم ہی وہ خاصہ ہے جس سے انسان اور حیوان مین تمیز ہو سکتی ہے۔ انسانکو جس بات سے دیگر حیوانات پر شرف و امتیاز حاصل ہے جب تک وہ اوس مین موجود نہ ہو وہ انسان کہلانیکا مستحق نہین۔ انسان زور جسمانی مین حیوانات پر شرف نہین رکھتا کیونکہ اونٹ اوس سے زیادہ زور آور ہے نہ قوی الجثہ ہونے مین اوس کو تفوق ہے کیونکہ ہاتھی آدمی سے کہین بڑا ہے۔ شجاعت کے سبب سے بھی انسان کو برتری نہین ہے کیونکہ درندے جانور انسان سے کہین زیادہ دلیر اور شجاع ہین۔ بہت سا کہانا بھی باعث شرف و امتیاز نہین۔ بیل کا پیٹ انسان سے بہت بڑا ہے بلکہ انسان کو دیگر حیوانات پر صرف اسی سبب سے شرف و امتیاز حاصل ہے کہ انسان عالم ہے اور اسی علم حاصل کرنیکے لیئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ جس کو علم نہ ملا اوسے دنیا مین کچھہ نہ ملا اور جسے علم حاصل ہوا اوس سے کچھہ باقی نہ رہا اگر کسی مریض کو کچھہ دن کہانا پانی نہ دین تو وہ مرجاتا ہے یہی حال دل کا ہے کہ جب علم و حکمت سے دل کو روک دیا جائے تو وہ بھی بہت جلد مرجاتا ہے۔ انسان کو اپنے دل کی بیماری اور موت کی خبر نہین ہوتی کیونکہ وہ دنیا کی محبت اور دیگر مشاغل مین ایسا منہمک ہوتا ہے کہ اس طرف سے بے حس ہو جاتا ہے اگر کسی شخص کو خوب نشہ چڑہا ہوا ہو تو زخم کا درد محسوس نہین ہوتا۔ اسی طرح جب فضول دنیاوی مشاغل مین انہماک ہو جائے تو دل کی بیماری کی انسان کو خبر نہین ہوتی ایک اور جگہہ امام صاحب فرماتے ہین کہ انسان کا بدن نفس کی سواری ہے اور نفس محل علم ہے اور علم ہی انسان کا مقصود ہے جس کے واسطے انسان پیدا ہوا ہے۔ انسان کا رتبہ بہائم اور ملائکہ کے درمیان

۱؎ مذاق العارفین ترجمہ احیاء العلوم جلد سویم باب اول۔

ہے اس واسطے کہ انسان باعتبار غذا اور نشو ونما کے سبزہ ہے اور حس وحرکت اختیاری کے جہت سے حیوان ہے۔ صورت قد وقامت کے اعتبار سے نقش بدیوار ہے لیکن اوس کی خاصیت اور فصل حقیقی حقائق اشیا کی معرفت ہے پس جس شخص نے اپنے تمام اعضا اور قوا سے اس طرح کام لیا کہ علم وعمل مین اوس کو استعانت ہو تو وہ فرشتونکی

علم کا فائدہ

مانند ہے "علم کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان مین نہایت بلند نہایت آزادانہ اور محققانہ خیالات پیدا ہو جاتے ہین اور انسان کی اخلاقی حالت درست ہو جاتی ہے اور وہ عمدہ قوتین جو اوسکی طبیعت مین پوشیدہ ہین ظاہر اور مجلی ہو جاتی ہین جہالت کیحالتین انسان بالکل وحشی ہوتا ہے لیکن جب اوس کو علم حاصل ہوتا ہے تو وہ مہذب اور شایستہ بن جاتا ہے اور اوس مین صداقت کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

علم کی خواہش

علم کی قدر انسان کی طبیعت مین فطرتاً پیدا ہوئی ہے۔ جاہل سے جاہل آدمی بھی کسی امر سے واقفیت اور علم ظاہر کر کے خوش ہوتا ہے اسی طرح ناواقفیت کا اظہار کرتے شرماتا اور جہالت کی طرف منسوب ہونے سے چڑتا ہے اور چونکہ علم اکتسابی اور قیام پذیر شے ہے اس سبب سے جو شرف نفس کو حصول علم سے حاصل ہوتا ہے وہ انسان کا ذاتی جوہر اور کمال خیال کیا جاتا ہے جس مین شرافت نسبی کی طرح دوسرون کا کچھہ حصہ نہین ہے اور اسی سبب سے شرف علم اعتباری نہین بلکہ حقیقی ہے۔

علم کی ضرورت

انسان کو علم کی ضرورت اکتساب معاش کے لئے نہین بلکہ آدمی بننے کے لیے علم درکار ہے "شیکسپیر کا قول ہے کہ جہالت خدا کی پھٹکار ہے اور علم کے پرون سے ہم آسمان پر اوڑتے ہین" اون نوجوانون کی تعلیم سے جنہین اپنا اکتساب معاش کسی پیشہ یا حرفہ سے کرنا ہے یہ مراد نہین کہ وہ پڑھ لکھہ کر اچھے کاریگر بن جائین گے بلکہ اہل حرفہ اور پیشہ ورون کو عمدہ تعلیم دینے سے یہ مطلب ہے کہ جس طرح وہ صناعی مین بے مثل ہون اسی طرح انسانیت کے اعلی جوہر بھی اون مین پائے جائین تعلیم کا عام اثر یہ ہے کہ جرائم کی تعداد گھٹ جاتی ہے اور لوگونکی طبیعتون مین سے آوارگی جاتی رہتی ہے۔ علم ایک زینہ ہے جس کا ایک سرا زمین پر ہے اور دوسرا سرا آسمان سے باتین کرتا ہے جو لوگ اس زینہ پر چڑھتے ہین

کتب

وہ ترقی کرتے کرتے ایک دن اوج کمال پر پہونچ جاتے ہین - افلاطون کہتا ہے کہ "انسان کے حق مین سب سے عمدہ چیز علم ہے اور جہالت تمام خرابیون کی جڑ ہے"۔

علم حاصل کرنیکے کئی طریقہ ہین منجملہ اون کے ابتدائی اور نہایت ضروری طریقہ یہہ ہے کہ کتابین پڑہے - انسان کے لیئے کتابین ایسی ہین جیسے کسی شخص کی بیئے حافظہ - اون مین ہماری قوم کے بزرگون کے کارنامے درج ہوتے ہین - ہماری ایجادین - ہمارے اختراع - ہماری ترقی و تنزل کے حالات لکھے ہوتے ہین - دوسرون کے علم اور اون کے تجربہ اور سرگزشتین کتابون کے ذریعہ سے ہمین معلوم ہوتی ہین - صانع قدرت کی بے انتہا خوشنما دستکاریون کے تذکرے کتابون ہی مین لکھے ہوئے ہوتے ہین اپنے پاک مذہب کے قوانین اور خدای عزوجل کے تقدس و عظمت وجلال کے حالات اور اوس کے احکام کتابون ہی مین محفوظ ہین وَلَقَدْ جِئْنَاهُم بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَىٰ عِلْمٍ کتابین مشکل کے وقت ہماری معاون اور غم وغصہ کے وقت دل بہلانیوالی ہین - کتابین تکلیف اور ماندگی کی حالت کو خوشی اور تسکین کی کیفیت سے بدل دیتی ہین اور ہمارے دل مین اچھے اچھے خیالات پیدا کرکے مسرت بخشتی ہین جن سے ہمارا رتبہ عالی و بلند ہوجاتا ہی جب ہم کسی بڑے مصنف فلسفی کی کتاب پڑہتے ہین تو گویا اوس سے باتین کرتے ہین اور اوسکے خیالات اور رائے سے فائدہ حاصل کرتے ہین یا اسی طرح اگر کسی فن کی کتاب پڑہتے ہین تو گویا اوسکے موجد سے مشورہ کرتے ہین اگرچہ مصنفون کو اس دنیا سے گزرے سیکڑون برس گزر گئے لیکن کتابون ذا اوسکے بیش بہا خیالات اور ایجادات کا سبق دنیا کو فوت نہین کیا

ہمارے اچھے اچھے دوست جو نہایت عمدہ عمدہ مشورے دے سکتے ہین جب ہم سے مفارقت اختیار کرتے ہین تو ہم اون کے مشورون سے محروم ہوجاتے ہین لیکن کتابین ایسی عمدہ مشیر ہین کہ ہردم اور ہروقت مشورہ کو حاضر اور موجود رہتی ہین - پھر ڈاکٹرون یا وکیلون کا سا مشورہ نہین کہ بات بات پر فیس ادا کرنی پڑے اور بار احسان جدا ہو - بلکہ بے دام اور بے منت - کتابین اوستاد ہین لیکن اوستادون کی طرح جہڑکتی اور خفا نہین ہوتین اور کیسے ہی بیش بہا مسائل کیون نہ ہون کبھی بتلانے مین بخل نہین کرتین نہ عدیم الفرصتی

کا بہانہ کرکے ٹالتے ہین اس لیے کتابون کا ذخیرہ دولت کے ذخیرہ سے زیادہ قیمتی اور زیادہ بکار آمد ہے جو لوگ صداقت کے خواستگار عقل کے جویا اور سائنس کے متلاشی ہین وہ ضرور کتاب سے محبت رکھتے ہین

مطالعہ

کتاب کا مطالعہ بہت سے فائدے بخشتا ہے۔ دل بہلتا ہے خوشی حاصل ہوتی ہے۔ قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ تحریر و تقریر مین لطافت اور حُسن پیدا ہوتا ہے۔ لیکن سارے دن پڑے پڑے وقت ٹالنے کے لیے کتاب دیکھنا سُستی اور کاہلی ہے۔ آرایش کی خاطر پڑھنا ظاہرداری اور نمایش ہے۔ البتہ علم کے دانشمندانہ نتائج پر چلنا اور فہم و فراست کے اصول پر کاربند ہوکر اپنے تمام افعال کا تصفیہ کرنا طالب علمی کا حقیقی ثمرہ ہے۔ جب سے چھاپہ کا فن ایجاد ہوا کتابین کوڑیون کے مول بکنے لگین ہین۔ ایک ماہ مین پان اور سگار کا خرچ قیمت کتاب سے کہین زیادہ ہو جاتا ہے۔ عمدہ اور دلچسپ کتاب کے پڑھنے سے جو مزا آتا ہے وہ پان اور سگار تو کیا دنیا کی کسی نعمت اور کسی دولت کے حصول سے بھی نہین آسکتا۔ پھر بیجا اخراجات مین روپیہ برباد کرنا اور کتاب خریدنے مین کفایت شعاری سے کام لینا عقل صواب اندیش کے خلاف ہے۔

پڑھنے پڑھنے کا بھی طریقہ ہے۔ کتابون کی ورق گردانی کرنا اور یہ کہدینا کہ اس مین کچھ دلچسپ بات نہین ہے کتاب کا قصور نہین بلکہ پڑھنے والے کی توجہ کا قصور ہے اور اس طرح کے پڑھنے سے کچھ زیادہ حاصل بھی نہین ہوتا بلکہ جب کتاب ہاتھ مین لے تو اوس مین محویت اور استغراق کی سی کیفیت پیدا ہو جائے۔ مضامین اچھی طرح دلنشین ہون بلکہ اون کی تصویرین ہو بہو سامنے نظر آئین

علم و تجربہ

علم سال بھر مین اتنا سکھا دیتا ہے کہ تجربہ بیس سال مین بھی نہین سکھا سکتا تجربہ جو کچھ سکھاتا ہے وہ اوس وقت کہ اکثر تیر از کمان رفتہ ہو اور تلافی مافات نہ ہو سکے۔ بلکہ بعض اوقات عمر بھر پچھتانا ہی پڑے۔ دران حالیکہ علم قبل از وقت متنبہ کر دیتا ہے اور نقصان سے بچاتا ہے۔ وہ شخص کیا خاک ملاح ہو سکتا ہے جس نے فن جہازرانی ہزارون جہاز ڈبو کر سیکھا ہو اور سیکڑون دفعہ اپنے اور دوسرون کی جانون کو معرض ہلاکت مین ڈالا ہو بلکہ جو شخص اس

کام کو شروع کرنے سے پہلے ہی کتابون کے ذریعہ سے سیکھ لے وہ کس قدر محفوظ و مامون رہ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص علم جغرافیہ سے ناواقف ہو اور بارہا دور دور کے چکر لگا کر کسی ملک کا نزدیک کا راستہ دریافت کرے تو اوس نے کیا فائدہ اوٹھایا۔ عالم شخص ایک منٹ مین کتاب کے ذریعہ سے معلوم کر سکتا ہے کہ کس راستہ سے جانے مین سہولت ہے۔ یہ ممکن ہے کہ تجربہ کار آدمی کو خاص خاص معاملات یا خاص خاص امور کی زیادہ واقفیت یا زیادہ مہارت ہو لیکن عالم آدمی کی نظر تجویز کے ہر پہلو پر حاوی ہوتی ہے اور وہ جو منصوبہ کرتا ہے یا جس کام کو کرنا چاہتا ہے اوس کے کل لوازم کو یکسان خوبی اور پورے کمال سے انجام دیتا ہے۔ خداوند تعالی نے انسان مین عقل فطرتاً اور قدرتاً پیدا کی ہے لیکن علم سے عقل کو جلا ہوتی ہے لوہے مین کاٹنے کا جوہر موجود ہے۔ لیکن تلوار کو صیقل کرنا ضرور ہے۔

کتابون کا انتخاب

وقت فرصت کے لیے کتب بینی بیشک بہت اچھا مشغلہ ہے لیکن عمدہ کتابون کا انتخاب کرنا بھی ایک ضروری کام ہے۔ ہر شخص اس قابل نہین ہے کہ اوس سے دوستی کی جائے اسیطرح ہر ایک کتاب اس قابل نہین کہ وہ پڑھی جائے۔ پڑھنا تو درکنار بعض کتابون کا تو رکھنا بھی ممنوع ہے۔ خراب کتابون کے پڑھنے سے نہ صرف تضییع اوقات ہوتی ہے بلکہ خیالات خراب اور دل مین تاریکی پیدا ہو جاتی ہے جو خوشی یا مسرت ایسی کتابون کے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے وہ ایسی بے ثبات اور جھوٹی خوشی ہے جیسے آوارہ مزاج لوگون کو لہو ولعب یا عیاشی جیسے برے مشاغل مین مصروفیت سے حاصل ہوتی ہے۔ انسان کی بدقسمتی سے دنیا مین ایسی کتابون کا ذخیرہ کچھ کم نہین ہے اور وہ ایسے ایسے عنوان سے پیش کیا جاتا ہے جس سے اوس کو مفید خلائق اور بکار آمد بلکہ قوم کی ترقی کی کنجی سمجھا جائے لوگون کے مذاق اس قدر خراب ہو رہے ہین کہ ایسی کتابون کی طرف زیادہ توجہ اور اعتنا کیا جاتا ہے اور زبانون مین بھی جن کو آج علمی زبان ہونے کا فخر ہے ایسی لغویات کی کمی نہین ہے لیکن اون مین واقعی مفید اور اعلی درجہ کی کتابین بھی نہایت کثرت سے ہین اور اون کے مصنفون کے دماغ اور مذاق ایسے اعلی رتبہ پر پہونچ گئے ہین کہ جو مضامین وہ

صرف دل بہلانے کے لیئے لکھتے ہین اون مین بہی قوم کو کسی مفید اور اعلی خیال کا سبق دیتے ہین۔ اردو کو بدقسمتی سے یہہ رتبہ حاصل نہین اس مین علمی مضامین کی بہت کمی ہے اور لوگون کی توجہ مبتذل ناول اور اشعار لکہنے کی طرف زیادہ مائل ہے جن مین سوائے حسن وعشق کے راگ گانے اور برے جذبات کو اکسانے کے اور کچہہ نہین ہوتا ایسی کتابون کے اشتہار اگرچہ بہت آب وتاب سے دیئے جاتے ہین اور اون کو اخلاق کا سبق آموز بتایا جاتا ہے لیکن یہہ دوکانداری کی باتین ایسی ہی غلط ہین جیسی کہ اشتہاری دوا فروش اپنی ناکارہ دوا اون کو بہی تمام امراض کے واسطے اکسیر کا خطاب دیا کرتے ہین۔ بعض کتابین ان سے بہی زیادہ بیہودگیون سے پرہین کہ اگر وہ آدمی ہوتین تو شرعاً اون کو ہلاک کرنیکا حکم دیا جاتا پس ایسی کتابون کا پڑہنا مفید نہین بلکہ اور زہر آلود خیالات کا پیدا کرنا

مطالعہ

علم حاصل کرنے کے لیئے پڑہنا نہایت ضروری ہے اور بعض صورتون مین اوستاد سے پڑہنا اور دوسرون سے تفہیم مطالب مین مدد لینا بہی لابدی ہے لیکن یہ ضرور نہین ہے کہ ہمیشہ اور ہر مضمون کو جب تک اوستاد سامنے نہ ہو ہاتہہ ہی نہ لگائین بلکہ خود مطالعہ کرنا اور اپنے غور وفکر سے مضامین کا حل کرنا بہت زیادہ مفید ہے۔ اس طرح کا حاصل کیا ہوا عمر بہر یاد رہتا ہے اور مضمون کے سمجہنے اور فکر کرنے کی قوت بہت زیادہ اور جلدی ترقی کرتی ہے۔ جن لوگون نے علم مین ید طولیٰ حاصل کیا ہے یا کسی سائنس کو ترقی دی ہے اونہون نے اوستاد کی پابندی نہین کی۔ اگر کسی شخص نے مدرسہ مین زیادہ نہین پڑہا یا اوس نے طالب علمی کے زمانہ مین حسب دل خواہ ترقی نہین کی تو دل شکستہ ہونے کی بات نہین ہے وہ اپنے مطالعہ اور محنت سے وہ کچہہ کرسکتا ہے جس پر مدارس مین پڑہنے والے رشک کرین۔ ایک دفعہ ہمت کرکے محنت سے مطالعہ کرنے کی عادت ڈالنے کی کوشش کی جائے تو تہوڑے دن مین سہولت نظر آنے لگتی ہے۔ اور پہر یہ مشغلہ ایسا سہل اور بامزہ معلوم ہوتا ہے کہ چہٹائو تو نہ چہوٹے۔ مدارس اور کالجون مین جو کچہہ پڑہایا جاتا ہے وہ نہایت ابتدائی اور بہت ناکافی ہوتا ہے اور اگر یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کرکے مطالعہ چہوڑ دیا جائے تو جو کچہہ حاصل کیا ہے وہ بہی بیکار

جاتا ہے بلکہ اوسکی تکمیل آئندہ زندگی مین اپنے مطالعہ اور محنت سے کرنی چاہیئے اور اسی کا نام "سیلف ایجوکیشن" ہے۔ بہت سے آدمی یہ افسوس کیا کرتے ہین کہ ہماری تعلیم ناقص رہ گئی اور ہم نے طالب علمی کے زمانہ مین فلان علم کی تحصیل یا تکمیل نہین کی لیکن اگر دیکھا جائے تو اونہون نے صرف طالب علمی ہی کے زمانہ مین عدم توجہی نہکی ہوگی بلکہ اوس کے بعد ہی جبکہ اون کی صحت درست اور قوا کام کے قابل تھے بہت سا وقت ضائع کیا ہوگا ورنہ شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست۔

اور جن لوگون نے کسی علم مین نام روشن کیا ہے اونہون نے صرف مدرسہ کی تعلیم پر اکتفا نہین کیا بلکہ اون کی تمام زندگی طالب علمی کا ایک بڑا دن تھی اور اپنے مطالعہ سے اونہون نے کمال ترقی حاصل کی۔ دوسرے لوگون سے سیکھنے مین جو علم آتا ہے وہ اس قدر یاد نہین رہتا جیسا کہ خود اپنے مطالعہ سے کیونکہ اپنے مطالعہ سے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ دل مین نقش ہوجاتا ہے اور اوس سے دماغی قوت اس قدر بڑہتی ہے کہ ایک مسئلہ خود حل کرنے سے دوسرے مسئلہ کے حل کرنے کی طاقت پیدا ہوجاتی ہے۔

مدرسہ مین قوا دماغی کو کام مین لاناسکہایا جاتا ہے اور اون کی اصلاح کی جاتی ہے اور قابلیت کا مادہ پیدا کیا جاتا ہے لیکن خیالات مین ترقی اور بلند پروازی اوس وقت پیدا ہونی شروع ہوتی ہے جب مدرسہ چھوڑنیکا وقت ہوتا ہے اور اس سبب سے اگرچہ مدرسہ کی تعلیم بہت اعلیٰ درجہ تک حاصل کی گئی ہو لیکن اگر آئندہ مطالعہ کتب جاری نہ رکہا جائے اور مطالعہ فطرت نہ کیا جائے تو روشنی خیالات اور اصابت رائے حاصل نہ ہوگی۔ نہ دماغ کی تاریکی اور اعضای باطنی کی سستی دور ہوسکتی ہے عقل اوس وقت پختہ ہوتی ہے جب انسان دنیا مین قدم رکہے اور جو علم حاصل کیا ہے اوسکو عملاً کام مین لائے

غور و فکر — علم مین ترقی کرنے اور جو کچھ پڑہا ہے اوس کو ضبط و محفوظ کرنیکے لئے یہ مناسب ہے کہ تہوڑا وقت مضامین پر غور و فکر کرنے مین صرف کیا جائے اس طرح بیٹھکر تہوڑی دیر سوچنے سے جو نتیجہ نکلے گا وہ ساری کتاب پڑہنے سے نہین حاصل ہوسکتا خیالات کا سلسلہ ایسا ترقی کرنے لگتا ہے کہ ہر وقت اعلیٰ اعلیٰ خیالات اور بیش بہا مضامین اور باریک

کا جو اہر خانہ پیش نظر رہتا ہے اور کتابون کے مضامین جو علوم کے ذخیرہ ہوتے ہین اپنے اصلی جوہر مین چھوٹی چھوٹی تصویرین بن کر حاضر و موجود ہو جاتے ہین جن سے موجودات کی حقیقت اور حقیقت کی کنہ دریافت کرنے کا وہ مادہ پیدا ہوتا ہے جو کائنات کے رازون کے معلوم کرنیکی کنجی ہے یہ کنجی اون دانشمندون کو ہاتھ لگتی ہے۔ جن کے دل بیدار ہون اور جو عمر بھر علم کے خزانہ کی تلاش کی دُھن مین لگے رہتے ہین۔

علما رکی صحبت

علم حاصل کرنیکا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ جس فن کے سیکھنے کا شوق ہے اوس کے علمار کی صحبت اختیار کی جائے اور اونکی زبانی جو مسائل سنے وہ یاد رکھے جایئن اس طریقے مین یہ سہولت ہے کہ باہم مکالمہ کے سبب دل نہین گھبراتا اور یہ سنی ہوئی باتین یاد خوب رہتی ہین۔ ایک عالم شخص کی تہوڑی دیر کی گفتگو سے ایک بڑی کتاب کے مشکل سے مشکل مسائل کا خلاصہ نہایت سہولت سے ذہن نشین ہو جاتا ہے لیکن یہہ طریقہ کتب بینی سے بالکل مستغنی نہین کر دیتا اور اوس وقت بکار آمد ہوتا ہے جبکہ پہلے سے کچھہ استعداد موجود ہو۔

علم کا شوق

جب طالب علم مدارس کے درجے طے کر رہے ہوتے ہین تو بہت سی باتین اون کو حصول علم کی طرف محرک اور اون کی آتش شوق کو مشتعل کرنے والی ہوتی ہین۔ مثلاً دوسرون پر سبقت لیجانے کا شوق۔ امتحان مین کامیابی اور نام آوری کا دلولہ۔ دوسرونکی نظرون مین مستعدی اور شوق پیدا کرنے کا خیال۔ لیکن یہ باتین اگرچہ ایک حد تک طلبا کے لیے مستحسن ہین اور اس سے ہی اون کے ہونہار ہونیکی امید ہو سکتی ہے لیکن در اصل حصول علم کی خواہش نہین ہین بلکہ جب ایسے محرک اسباب نہین رہتے اور پھر بھی انسان علم کا جویا رہتا ہے تو اوسکی کوشش سچے شوق کے نام کی مستحق ہوتی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو طالب علم مدارس مین بہت بڑھکر رہتے تھے جب کوئی ڈگری حاصل کر لیتے ہین تو پھر اون کی آتش شوق بجھہ جاتی ہے اور وہ رفتہ رفتہ سستی کی حالت مین پڑ جاتے ہین لیکن علم سے سچی محبت رکھنے والے اپنے قدم حسبِ سابق آگے بڑھاتے جاتے ہین اور نہایت استقلال سے مشکلات اور موانعات کا مقابلہ کرتے ہوئے مدارج کمال پر پہونچنے کی

عزت اور شہرت حاصل کرتے ہین - اس وقت جو چیزین اوس کو طالب علمی کے ابتدائی زمانہ مین دھندلی اور بہت دور دکھائی دیتی تہین صاف اور قریب نظر آتی ہین اور زندگی کی خوشی اور لطف مصیبت اور تکلیف کی حقیقت اوس پر کہل جاتی ہے - اور جون جون وہ دنیا مین قدم بڑہاتا ہے ہر قدم پر اوس کا علم اور اوس کا تجربہ اوسکی رہنمائی کرتا ہے - جن لوگون کے تجربہ ایسے اعلی اور جن کا علم ایسا وسیع ہو در اصل وہ عالم کہلانے کے مستحق ہین -

مشاہدہ

کائنات کا مدرسہ بھی چشم حقیقت سے دیکھنے والے کے لیئے بڑا سبق آموز ہے - جو لوگ مطالعہ فطرت کا شوق رکہتے ہین اون کے خیالات بہت وسیع اور اونکے مذاق بہت اعلی ہو جاتے ہین - جو نوجوان علی الصباح یا شام کو کسی سنسان اور سرسبز مقام مین صرف سیر کرتے ہین اون کو کبھی کبھی ایسا معلوم ہوتا ہے گویا دماغ کے کواڑ کہل گئے اور اوس مین عجیب تازہ معلومات پیدا ہو گئی - یہہ بتانا مشکل ہے کہ ایسا کیون ہوتا ہے لیکن بیشک ایسا معلوم ہوتا ہے گویا روح بشاش ہوتی ہے اور نظر عمیق اور حقیقت بین ہو جاتی ہے طبیعت مین نئی باتون کے دریافت اور معلوم کرنے کی قوت پیدا ہوتی ہے جو چیزین کہ چشم بصیرت پر پردہ ڈالے ہوئے تہین وہ مفقود ہو جاتی ہین - اسی طرح موجودات عالم کی ہر شئے کو بنظر غور و تعمق دیکھنے سے معلومات کا نیا ذخیرہ ملتا ہے واقعات طرح طرح کی جسمانی صورت مین سامنے آتے ہین اور بہت سی حقیقتین کہلتی ہین جو اور طرح اس آسانی سے نہ معلوم ہوتین اسی کا نام "مشاہدہ" ہے -

جس شخص نے کبھی آنکھہ کہول کر کسی کان کی شکل نہ دیکھی ہو اوس کو علم معدنیات کوئی فائدہ نہین دے سکتا اسی طرح علم نباتات علم حیوانات - علم طبقات الارض - علم کیمیا تعمیرات - نقشہ کشی - مصوری اور تمام فنون لطیفہ کا حال ہے کہ ان کا کمال مشاہدہ پر منحصر ہے اور جس شخص مین مشاہدہ کی قوت نہین اوس کو ان علوم کے اصول جاننے اور نجاننے یکسان ہین - افسوس ہے کہ انسان کو دنیا مین آنکھین دی گئی ہین لیکن وہ موجودات کی حقیقت کو نہین دیکھتا اور یہ نقص مشاہدہ کی قوت کے نہ ہونے سے پیدا ہوتا ہے - دنیا

مین ہزارون بلکہ لاکھون نادر چیزین ہین کہ سرسری نظر سے اون کی صورت دیکھہ لینا کام نہین آتا بلکہ اون کی ماہیت معلوم کرنی چاہیئے۔

علم کی خوشی

کسی چیز کے حسن کو دیکھنے یا کسی خوش آواز کو سننے کے لیے صرف انکھون اور کان ہی کی ضرورت نہین ہے بلکہ روح کی ضرورت ہے جو مدرکات حسی اور عقلی کے لطف اور حظ کو حاصل کرسکتی ہے اور روح جس قدر زیادہ پاک جس قدر زیادہ منزہ جس قدر زیادہ بلند ہوگی اوسی قدر مدرکات کا احساس اور احساس کی لذت زیادہ ہوگی اور چونکہ علم روح کو ترقی دیتا ہے لہذا وہ مدرکات کے لطف کے بڑہانے مین بہی ممد ہے۔ اگر ایک نادان بچہ یا جاہل شخص کائنات قدرت کا نظارہ کرے یا کسی فاضل کا لکچر سنے تو اوسے کیا اچہا معلوم ہوگا لیکن اگر ایک پڑہے لکہے صاحب استعداد شخص کو ایسا موقع ملے تو وہ بہت سی نئی معلومات سے اپنا دامن بہرلے گا۔ اور اس طرح ادراک محاسن سے اوسے خوشی حاصل ہوگی اگر کسی شخص کی قوت ادراک اتنی قوی نہ بہی ہو جیسی کہ ایک فلسفی کی ہوتی ہے لیکن اوس کے دل مین تہوڑی بہت علم کی روشنی ہو اور اوسے یہ معلوم ہو کہ قوائ دماغی کو کیونکر کام مین لاتے ہین تو اوسے تمام صور محسوسات اور معقولات مین سے انتہا دلچسپی کے سامان ملین گے مخلوقات عالم کی ماہیت فنون وحرفت کا کمال وترقی نظم کی بلند خیالی اور نزاکت۔ تاریخی واقعات وسوانحات۔ زمانہ موجودہ اور گزشتہ اقوام کے اوضاع واطوار وغیرہ کل باتین اوس کے لیئے ایک وجدانی مسرت کا سامان ہونگی۔ جو لوگ علم طبعیات۔ علم کیمیا۔ علم نباتات علم حیوانات یا کسی سائنس سے اچہی واقفیت رکہتے ہین وہ جانتے ہین کہ سائنس زندگی کی دلچسپی اور اوس کے آرام کو کس قدر بڑہاتا ہے۔ یہہ خیال کرنا کہ سائنس غیر دلچسپ مضمون ہے غلطی ہے بلکہ سائنس کی دلچسپی نے اوس کی مشکلات کو سہل کردیا ہے اور عام فائدون نے دنیا کے آرام وآسائش کے سامان اور سہولتون کے پیدا کرنے مین بہت مدد دی ہے۔ مثلاً ایک شخص جو نباتات یا تعمیرات سے ناواقف ہے کسی عمدہ درخت یا پہول یا نئی عمارت کو دیکہے تو جو دلچسپی اوس کو حاصل ہوتی ہے وہ اون لوگون کو

نہین حاصل ہوتی جو ممکنات کے علم سے جاہل ہین۔

سائنس

سائنس مشاہدہ کی قوت کو تیز اور مکمل کرتا ہے۔ اشیا موجودات اور تغیرات عالم کو سب ہی دیکھتے ہین لیکن اکثر لوگون مین مشاہدہ کی قوت نہین ہوتی اور وہ نہین جانتے کہ خاص خاص نتائج کیون پیدا ہوئے لیکن سائنس دان آدمی کا مشاہدہ صحیح نتیجہ نکال لیتا ہے وہ علت و معلول کے تعلق اور سلسلہ کو جانتا ہے اور اپنے مشاہدہ سے اس سلسلہ کا کھوج لگاتا ہے وہ موجودات کے انتظام اور تعلقات و روابط سے واقف ہوتا ہے اور اس طرح اپنے دلائل سے بہت جلدی صحیح نتیجہ پر پہونچ جاتا ہے۔

سائنس کی قوت

سائنس کے جاننے سے صرف حسن و آرائش ہی حاصل نہین ہوتی بلکہ قوت حاصل ہوتی ہے وہ قومین جو آج سائنس سے کام لیتی ہین ترقی کے آسمان کا تارہ بن رہی ہین۔ یہہ سائنس ہی کا نتیجہ ہے کہ سمندرون مین جہاز اور خشکی پر ریلین دوڑ رہی ہین اور جو مسافت پہلے برسون مین طے ہوتی تھی اب گھنٹون مین گزر جاتی ہے۔ عالم مسافرت مین جن احباب کے مرنے جینے کی خبر بھی نہ معلوم ہوتی تھی اب تار برقی (تلگرام) کے ذریعہ سے اون سے ہر وقت باتین کر سکتے ہین۔ ٹلیفون مین ہر وقت بالمشافہ باتین کرنیکا لطف حاصل ہے۔ سائنس نے قدرت کی اون اشیا کو انسان کا محکوم بنا دیا ہے جو انسان کے وہم و خیال سے بھی بالاتر تھین۔ اب آفتاب کی کرن دوستون کی عکسی تصویر کھینچتی ہے۔ اور آواز فونوگراف کے پردون مین مقید ہو جاتی ہے تاکہ جن شیرین زبانون کے لب و لہجہ سے محبت ہے ہر وقت اون کی آواز بے منت سُن سکین۔ سائنس نے خوردبین اور دوربین ایجاد کی اور دور و پاس کی ہر ایک چیز کی حقیقت کا پردہ فاش کر دیا۔ سائنس کی قوت کی ادنی کرامت یہ ہے کہ لاکھون کروڑون من کا بوجھہ جرثقیل مین تنکے کی طرح اوٹھا لیتا ہے۔ بجلی کی روشنی چاند و سورج کو شرماتی ہے اور رات کو دن کر دکھاتی ہے۔ سائنس نے انسانی محنت اور تکلیف کے کم کرنے مین بڑی مدد دی ہے جو کام وہ برسون مین پورا کرتا اب اوس سے اچھا گھنٹون مین تیار کرتا ہے۔ سیکڑون اور ہزارون طرح کی مشینین ایجاد ہوگئین

جو ایسے ایسے نادر کام کرتی ہین کہ انسان کے ہاتہہ بمشکل ویسا بناسکتے ہین اور اس قدر کم عرصہ مین بنانا تو ناممکن ہی آج اس سائنس کے طفیل سلطنتین تھمی ہوئی ہین اور اس کے سبب سے ہزارون میل دور ملکون پر حکمرانی کرتی ہین سائنس کی مدد سے انسان ایسے ایسے کام کرتا ہے کہ بادی النظر مین معجزہ اور کرامت معلوم ہوتے ہین اور سائنس ہی وہ علم ہے جس کا حاصل کرنا قوت ہے۔ اور ابھی انسان نے سائنس کے مسائل کو معلوم کرنا شروع ہی کیا ہے اور موجودات عالم کی بے انتہا خاصیتین ابھی معلوم نہین۔ علم کا ایک بے پایان سمندر موجود ہے جس کی تہ مین معلومات کے بیش بہا موتی چھپے ہوئے ہین۔

علمی تحقیقات

تمام علوم مین اس طرح ترقی ہوتی ہے کہ ذرا ذرا سی چیزون کا غور وخوض سے مشاہدہ کیا جاتا ہے اور ذرہ برابر دریافت کو نہایت احتیاط سے قائم رکھتے ہین۔ یہہ دریافتین دوسری جدید معلومات سے مل کر رفتہ رفتہ ایک علم بن جاتی ہین اور جب اون کو عملاً کام مین لایا جائے تو غضب کے کرشمہ دکھاتی ہین۔ ریاضی کے سارے اصول ایک دن مین نہین معلوم ہوگئے تھے اور ابتدا مین جو اصول دریافت کیے گئے وہ بے کار اور فضول معلوم ہوتے تھے لیکن جب اونکی تکمیل ہوگئی تو آج اونکی بدولت جرثقیل کے عمل ہوتے ہین اور تراشہای مخروطی کے اصول پر قطب نما بنتے ہین جس کے طفیل جہازون کو ناپید اکنار سمندر مین راستہ ملتا ہے۔

سائنس کی تعلیم

سائنس قومی ترقی کا زینہ ہے اور ملک کی رفاہ وبہبودی ترقی تمول سائنس پر منحصر ہے۔ افسوس ہے کہ ایسی ضروری چیز اور اسی کی تعلیم سے ہمارے ابنائے ملک کو بے پروائی اور بے اعتنائی ہے۔ ملک کے نوجوانون کو اس طرح تعلیم دینی چاہیے کہ وہ موجودات کی حقیقت اور ماہیت کو سمجھنے لگین اور نئی نئی چیزون کی ایجاد اور مسائل سائنس کے دریافت کرنے مین اون کو دلچسپی اور خوشی حاصل ہو وہ ملک کی تاریخ پر فخر کرین اور اپنے ملک کی عظمت وشان کے گیت گائین۔ مدارس کی یہ تعریف نہین ہے کہ وہان چند خشک اور بدمزہ مضامین پڑہائے جاتے ہون بلکہ اگر مدارس اپنا فرض

ادا کرنا چاہتے ہین تو طالب علمون کو اس طرح تعلیم دین کہ وہ دانشمندی کے اون
کامون کی قدر کرنا سیکہین جو ادنیٰ اعلیٰ امیر و غریب سب کے لیئے یکسان مفید ہین
اور سب کو یکسان خوشی بخشتے ہین ملک مین عالی شان اور اونچے اونچے مکان بنانا
مفید نہین بلکہ مکانون کی چہتین بلند کرنے کے عوض لوگون کے خیالات بلند کرنا زیادہ بہتر ہے

۲۔ اشاعت علوم

علم و عالم

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ حقائق موجودات کا علم ہی وہ چیز ہے جس پر صحیح صحیح اَلْعِلْمُ قُوَّۃٌ
کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس زمانہ مین تلگرام ٹلیفون ریل وغیرہ سب سائنس کے ادنیٰ
کرشمہ ہین۔ پولیٹکل اکانمی نے تجارت اور قومی دولت کی ترقی مین بے انتہا مدد دی
ہے۔ ڈاکٹری اور طب کے طفیل ہزارون بلکہ لاکھون مریض روز شفا پاتے ہین
انجنیرنگ۔ بوٹانی۔ اگریکلچر وغیرہ نے اپنے اپنے متعلقہ کامون مین ایسی مدد دی ہے
کہ ان فنون کے جاننے سے انسان کے ہاتون مین دیو کی طاقت آگئی۔ فن حرب نے
دنیا مین زلزلہ ڈال دیا اپنے ملک اور قوم کی حفاظت اور مخالف کے استیصال مین
کیا کچہ نہین کیا قس علیٰ ہذا پس ظاہر ہے کہ جس قوم کے بہت سے افراد مین علم کی قوت
ہوگی وہ قوم کیسی زبردست کیسی طاقتور اور کس رتبہ ترقی پر ہوگی کسی قوم کے ترقی یافتہ
ہونے سے یہہ مراد ہے کہ بہت سے افراد مین کمال کا جوہر موجود ہو۔ علم کے یہ
معنی ہین کہ حروف کی خاص شکلون اور کسی زبان کے الفاظ کے خاص معنی سے واقفیت
ہو بلکہ اگر کسی شخص کو بالکل ہی لکھنا پڑہنا نہ آتا ہو تو ممکن ہے کہ وہ عالم ہو۔ مثلاً ایک باغبان
جسے اپنے فن مین عمدہ دستگاہ حاصل ہے اور جسے اون اصول سے پوری واقفیت ہے
جو فن باغبانی کی کتابون مین مصنفون نے اوس ہی کی طرح تجربہ کرکے درج کیے ہین اوس
پڑہے لکہے شخص سے اوس فن مین زیادہ عالم ہے جسے باغبانی مین بالکل واقفیت
نہین۔ اسی طرح عمدہ معمار۔ مصور۔ لوہار۔ بڑہئی۔ سنگ تراش۔ سنار۔ اور تمام صنّاع
جو اپنے اپنے فن مین ید طولیٰ رکہتے ہین اوس فن کے عالم ہین اگرچہ وہ نوشت و خواند
سے عاری ہون یا اوس مین بہت کم استعداد رکہتے ہون اور ان لوگون کا وجود بہی

قوم کی ترقی اور ملک کی بہبودی کے لیئے نہایت ضروری ہے اور کتابون مین ان
فنون کے اصول مدوّن کرنے سے یہ مطلب ہے کہ دوسرے لوگ یا آیندہ نسلین
ان تجربون سے آسانی سے ایچھی طرح واقف ہوکر اپنے نئے تجربات کا علم زیادہ کرین
اوراس طرح یہ فن روزبروز زیادہ ترقی کرتا جاتا ہے ایک شخص کے تجربہ کا جاننا دوسرے
کے لیئے علم ہے۔ اگر کسی شخص کو اپنے تمام علم حاصل کرنیکے لیئے خود ہی تجربہ کرنے
پڑین تو دنیا مین علم کی مقدار بہت ہی کم رہ جائے گی اور شاید کوئی شخص یا کوئی فن
ابتدائی مرتبہ سے زیادہ ترقی نہ کرسکے اوراس سبب سے جن لوگون نے
کسی خاص فن کی اشاعت مین بخل کیا اور اوسے اپنے ہی لوگون اور اپنے ہی
خاندان مین محفوظ رکہنے کے لیئے سینہ بہ سینہ تلقین کیا۔ رفتہ رفتہ وہ فن ہی اوس
قوم سے جاتا رہا۔ پس قومی ترقی کے لیئے ضرور ہے کہ علوم وفنون کی اشاعت بہی
کی جائے اور قوم کے مختلف افراد اپنے اپنے مذاق کے موافق مختلف علوم
وفنون مین تحصیل اور اکتساب کمال کرین اس کے لیئے سب سے پہلے ضرورت
یہ ہے کہ بہت سی تعلیم گاہین قائم کی جایئن اور اون مین عام طور پر ہر شخص کو اوس کے
مذاق کے موافق ایک خاص علم اور خاص فن کی تعلیم دی جائے آج کل بہت سے مدارس (مدارس اور اونکی تعلیم)
دیہات اور قصبات تک مین قائم کیئے گئے ہین اور داخلہ کی عام اجازت بہی دی گئی
ہے لیکن ان مین سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ یہ سب ایک ہی نصاب کی تعلیم دیتے
اور طلبا کے مذاق اور میلان طبع کا بالکل خیال نہ کرکے مختلف علوم کی ابتدائی کتابین
پڑہاتے ہین جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مدارس مین پڑہنے والون کی بہت سی جماعت
بیکار ثابت ہوئی اور وہ وقت کہ اون مختلف علوم مین جن کی طرف طالب علم کا میلان نہ تہا
صرف ہوا سب بیکار گیا۔ بلکہ اون علوم کے اکتساب کے مشاغل نے اوس خاص علم
کے کما حقہ حاصل کرنے سے محروم رکہا جس کے واسطے قدرت نے اوسکی طبیعت
مناسب بنائی تہی۔ علاوہ ازین سوائے علم اخلاق کے اور کوئی تعلیم بہی کیون نہ ہو خواہ
کتنی ہی مفید اور ضروری ہو تمام اشخاص کے لیئے مفید اور ضروری نہین ہوسکتی اور بالآخر

ایسی تعلیم کا نتیجہ بے قدری اور تنزل ہوگا۔ اور یہہ نتیجہ آج کل کے مدارس کے تعلیم یافتہ اپنی آنکھوں دیکھہ رہے ہین۔ موجودہ نصاب تعلیم کے نقص جتانے اگرچہ ضروری ہین لیکن چونکہ اس مضمون کی بحث سے خارج ہین اور اون پر بہت کچھہ رد و قدح کیا جاچکا ہے لہذا صرف اسی قدر کہنا کافی ہے کہ اگر یہ تعلیم صرف قوائے دماغی کے تیز اور روشن کرنے کے لیئے دی جاتی ہے تو بھی اس کی ضرورت نہین کیونکہ اگر کسی شخص کو اوسکے مناسب طبیعت کسی خاص علم کی کماحقہ تعلیم دی جائے تو اوس تعلیم سے بھی یہ نتیجہ بہت اچھی طرح حاصل ہو سکتا ہے۔ غرض ملک مین مختلف علوم و فنون کے بہت کثرت سے مدارس قائم کیئے جائین۔ اور ہر طالب علم کو اوس کے مذاق کے موافق صرف ایک فن مین صاحب کمال بنانے کی کوشش کی جائے۔ یہہ صاحب کمال ایک ایسا تخم ہوگا جو اپنی اعلیٰ اور محققانہ تعلیم اور تصنیف سے بہت سے ایسے صاحب کمال پیدا کریگا اور اپنی کامل قابلیت سے اس فن کو اور ترقی دیگا۔ ایسے مدارس کے داخلہ کے لیئے فضول شرائط اور غیر ضروری قیود نہ لگائے جائین۔

ملکی زبان مین تعلیم

دویم تعلیم ملک کی زبان مین ہو۔ ہندوستان ایسا ملک ہے جہان بہت سی مختلف زبانین بولی جاتی ہین اور بدقسمتی سے اون مین ایک بھی علمی زبان نہین۔ فصاحت و بلاغت کی دیوی سنسکرت آج مردہ زبان ہے۔ عربی جو مسلمانون کی زندہ زبان ہے جس مین علوم و فنون کے خزانہ موجود ہین اور جس مین ہر مضمون کو کماحقہ ادا کرنے کی قوت ہے ہندوستان کے مسلمانون سے کنارہ کش ہے۔ اُردو ابھی عالم طفولیت مین ہے لیکن مبصر جانتے ہین کہ اس نونہال ہی مین ایسے آثار نمایان ہین کہ سارے ہندوستان پر ملکی زبان کی حیثیت سے حکمرانی کی قابلیت رکھتا ہے اور آج اس ہی مین علمی زبان بننے کی قابلیت ہے پس جو لوگ ہندوستان مین اشاعت علوم کے شائق ہین اونہین اُردو کو علمی زبان بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور دنیا کی مختلف زبانون سے ہر علم اور ہر فن کی کتابین اُردو مین ترجمہ و تالیف کرنی چاہیئین۔ یہہ عذر کہ اُردو مین علمی اصطلاحات کے ادا کرنے کی قوت

نہین لائق تسلیم نہین ہے کوئی زبان شروع سے علمی زبان نہ تھی مصنفین ہی نے اوسے بڑہایا اور درجہ کمال تک پہونچایا- جب سے نئے علوم وفنون آتے ہین تو اون کے ساتھہ نئے نئے الفاظ نئی نئی اصطلاحین بہی آجاتی ہین اور اس طرح زبان مین وسعت پیدا ہوجاتی ہے- اس وقت انگریزی یا کسی غیر زبان کا حاصل کرنا اور اوس کے بعد کسی فن کی طرف متوجہ ہونا بہت مشکل کام ہے اور غیر زبان کے حاصل کرنے مین اس قدر وقت صرف ہوجاتا ہے کہ پہر فن کے حاصل کرنیکی مہلت نہین ملتی- اگر اپنی زبان ہی مین علوم وفنون موجود ہون تو اگر کوئی شخص باقاعدہ طور پر مدارس مین تعلیم حاصل نہ بہی کرے تو بہی وقت بوقت بہت کچہہ سیکہہ سکتا ہے اور بہت کم عمر مین اور بہت سے لوگون کو وہ درجہ حاصل ہو سکتا ہے جو اب بہت تہوڑے لوگون کو بہی بہت سی عمر صرف کرکے نہین حاصل ہوتا - اگر گورنمنٹ نے اس طرف توجہ کی ہوتی اور اردو زبان مین علوم وفنون مدارس مین پڑہائی تو آج کو اردو کا پایہ کہین سے کہین بلند ہوا ہوتا صرف دفاتر مین اردو جاری کرنے نے جب اردو کو اتنے تہوڑے عرصہ مین اس درجہ پر پہونچا دیا تو کالجون اور مدارس مین اردو و تعلیم سے کیا اس نے علمی زبان بننے کا درجہ حاصل نہ کر لیا ہوتا لیکن جب اردو مین علوم کی تعلیم ہی رائج نہین تو کسی شخص کے دل مین اردو زبان مین تصنیف کرنے کی تحریک کیونکر پیدا ہو- ہندوستانی زبان کی ڈکشنری مین ریل- اسٹیشن- انجن ٹکٹ- پلیٹ فارم وغیرہ الفاظ بالکل موجود نہ تہے لیکن جب ہندوستان مین ریل چلانے کی ضرورت ہوئی تو شاید ایک دن بہی ان الفاظ کے موجود نہ ہونے سے ریل کی رفتار مین ہرج واقع نہ ہوا اور اب اس قسم کے سیکڑون الفاظ ہین جو محکمہ ریل یا تار یا ڈاک وغیرہ سے تعلق رکہتے ہین اور اردو الفاظ کی طرح ملک مین رائج ہین اگر علوم وفنون جدیدہ بہی اردو مین نقل کیے جایئن تو کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ اردو مین فنون جدیدہ کے اصطلاحات کی عدم موجودگی ہارج ہو سکے گی- غیر زبان خواہ کسی قدر وسیع کیون نہ ہو ملک مین اوسکے جاننے والے کتنے ہی موجود کیون نہ ہون ملکی زبان نہین بن سکتی اور ہر شخص اوس سے

فائدہ نہین حاصل کرسکتا آج سے صرف ساٹھہ برس پہلے کی بات ہے کہ دفاتر سرکاری اور خانگی خط و کتابت مین بہی زبان فارسی استعمال ہوتی تہی - اور ہندوستان مین مسلمانون کے پورے چہہ سو برس کے زمانہ مین فارسی نے ادنی و اعلی کی زبان پر قبضہ کر رکہا تہا لیکن آج فارسی کس حالت مین ہے ؟ غرض صرف ملک ہی کی زبان جب تک علمی زبان نہو اور اوس مین کثرت سے ہر علم و فن کی کتابین موجود نہون اشاعت علوم محال ہے -

تصانیف

سوم - ہر علم و فن کی کتابین کثرت سے تصنیف کی جائین اور جہان تک ممکن ہو ارزان قیمت پر فروخت ہون - ہندوستان مین اعلی تصنیف اور مصنف دونو کی کمی ہے - بہت سے جدید علوم یورپ کی زبانون مین ایسے ہین جن کی ایک ابتدائی کتاب بہی ہمارے کسی اعلی مصنف نے تصنیف نہین کی دران حالیکہ وہان اوس مضمون پر چہوٹی بڑی صدہا کتابین نہایت قابلیت اور تحقیق سے لکہی جاچکی ہین - یورپ کے کتب فروش اور صاحب مطابع وہان کے علوم و فنون کی اشاعت مین جس قدر مدد دیتے ہین اور اپنے ملک کے مصنفین کی جیسی قدر کرتے ہین ہندوستان کی کوئی ریاست بہی ویسا نہین کرتی - وہان خود صاحب مطابع طرح طرح کے عمدہ سیریز (سلسلہ) شائع کرتے ہین جس مین بڑے بڑے مصنفین حصہ لیتے ہین اور یہہ سیریز (سلسلہ) کوڑیون کے مول فروخت ہوتے ہین - وہان کی علمی سوسائٹیان علمی تحقیقات مین لگی ہوئی ہین اور ہر ملک و ہر قوم سے علم کا ذخیرہ لیکر اپنے خزانہ مین بہر رہی ہین - دراںحالیکہ ہندوستان مین ایک جماعت بہی ایسی نہین ہے جو متحدہ طور پر علمی تحقیقات اور اوس کی اشاعت مین مصروف ہو اگر ہم نئی تحقیقات نہ بہی کرین تو اتنا تو کرین کہ جو کچہہ وہ علمی سوسائٹیان جدید تحقیقات کرین اوسے بذریعہ ترجمہ یا تالیف اپنی زبان مین منتقل کرلین اور بیشک نئی تحقیقات کرنے کی قابلیت تو ہم مین بہت عرصہ مین ہوگی اول تو موجودہ ذخیرہ کو اپنے قبضہ مین کرنا ہی بہت بڑا اور بہت مفید کام ہے قوم کی موجودہ حالت سے امید نہین ہے کہ وہ بغیر گورنمنٹ کی استعانت کے کچہہ کرسکے البتہ اگر گورنمنٹ ذرا بہی توجہ کرے تو یہی لوگ سب کچہہ

کرنے کے قابل ہوجائین۔ گورنمنٹ کی طرف سے کسی خاص کتاب یا کسی خاص فن کے ترجمہ یا تالیف کی نسبت اشارہ ہونا کافی ہے لوگ خود اوس طرف متوجہ ہوجائین گے اور تہوڑے عرصہ مین بہت کچھہ کرلین گے۔ طریقہ یہ ہونا چاہیئے کہ کسی خاص کتاب کے ترجمہ کے لیئے اشتہار دیکر مختلف نمونون مین سے ایک نمونہ انتخاب کیا جائے اور اوسی شخص سے ساری کتاب کا ترجمہ کرایا جائے اگر کسی فن مین کوئی تالیف مطلوب ہے تو لوگون کو کمپٹیشن (منافست) کا موقع دیا جائے۔ اور سب سے اعلیٰ کتاب کے لکھنے والے کے لیئے کوئی مناسب انعام مقرر کیا جائے اسی طرح تہوڑے عرصہ مین چند کتابین تصنیف ہون گی اور اون مین سے صرف ایک پر گورنمنٹ کا روپیہ صرف ہوگا۔ باقی مصنفین کو جن کی تصنیف اس قابل خیال کی جائے کچھہ تہوڑا انعام یا صرف طبع کرانیکی اجرت دیدی جائے کہ وہ خود طبع کراکر فائدہ اوٹہا مین اس طرح لوگون کے دلون مین تصنیف و تالیف کی طرف توجہ اور تحصیل علم کی تحریک اور دوسرون پر علم و فضل مین تفوق حاصل کرنیکا شوق پیدا ہوگا جو کتاب گورنمنٹ خود خرید کرکے اپنے دارالاشاعت مین طبع کرائے گی اوس سے گورنمنٹ کا مالی فائدہ بہی ہے اور اس طرح تہوڑے عرصہ مین یہہ محکمہ شاید اس قابل ہوجائیگا کہ خود اپنے اخراجات کا کفیل ہوسکے اور صرف گورنمنٹ کے نام اور نگرانی کا محتاج رہے۔

کتاب کی قیمت

چہارم۔ کتابون کی قیمت جہان تک ممکن ہو کم رکھی جائے تاکہ غریب شوقین لوگ بہی بآسانی خرید سکین اور ہر شخص فائدہ اوٹہا سکے اور ہر اعلیٰ اور علمی کتاب کا ایک ارزان اڈیشن ضرور شائع کیا جائے۔

کتب خانہ

پنجم ملک مین ایسے کتب خانہ بہی ہون جن مین ہر زبان اور ہر فن کی عمدہ عمدہ تصنیفات جمع کرنے کی کوشش کی جائے اور ایسی قدیمی کتابین بہی جو اب کمیاب ہین جمع کیجائین ہر شخص کو بلافیس داخل ہونے اور مطالعہ کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ مصنفین اور عام طلبہ کو کسی ایسی کتاب کے مطالعہ مین ذرا دقت نہ ہو جو وہ کسی وجہ سے نہین حاصل کرسکتے۔ ہندوستان کے تمام مصنفین اور اہل مطابع کے ذمہ لازم کردیا جائے کہ جو نئی کتاب

وہ شائع کرین اوسکی ایک جلد کتب خانہ مین داخل کرین۔

ملک مین مدارس اور کتب خانہ قائم کرنے سے کچہہ ہی فائدہ نہین ہے کہ لوگ حرف آشنا بنکر خانگی اور دفاتر کے کام انجام دینگے بلکہ اونکی عقل اون کے دل و دماغ علم کی روشنی سے ایسے منور ہوجاینگے جن سے اونکی تمام زندگی مسرت بخش اور اعلیٰ ہوجائے گی خصوصاً ایسے بڑے شہرون مین جہان لوگ تجارت یا خاص خاص صنعت و حرفت زیادہ کرتے ہین عام کتب خانون کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ وہ تمام دن ایک ہی مشغلہ مین زیادہ لگے رہتے ہین اور چونکہ اس سے اکتساب معاش ہوتا ہے اون کی عمر ہی اوس کام مین صرف ہوجاتی ہے ان کے لیئے اس سے بہتر دوسرا دلچسپ اور مفید مشغلہ نہین ہے کہ فرصت کا وقت کتابینی مین صرف کرین۔

لیکچر

ششم لیکچر۔ ہرفن کے صاحب کمال کبہی کبہی اپنی معلومات کا اظہار بذریعہ لیکچر کر کے لوگون کو فائدہ پہونچاتے ہین۔ عام جلسون مین لیکچر سننے سے لوگ ایسی بہت سی باتون سے واقف ہوجاتے ہین جو اوس سے پہلے اون کو معلوم نہ تہین اور یہہ سنی ہوئی باتین کبہی نہین بہولتین اور سامعین کے دل مین اوس علم کے حاصل کرنے اور اوسمین کمال حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوجاتی ہے۔

جبری تعلیم

ہفتم۔ ابتدائی تعلیم لازمی قرار دی جائے۔ یہہ مسئلہ بہت غور طلب ہے کہ تعلیم لازمی قرار دینا کس طرح ممکن ہے اور وہ تعلیم کیا ہونی چاہیئے اور اوس کا نتیجہ کیا ہوگا اگرچہ میرا دل یہ نہین چاہتا کہ کسی غریب آدمی کو اگرچہ وہ خاکروب ہی کیون نہ ہو ذلیل کہون یا کسی پیشہ کو جس مین دیانتداری سے اکتساب معیشت ہوتا ہے مبتذل بتاؤن لیکن دنیا مین ضرورتاً ایسے لوگ پیدا کیئے گئے ہین جن کی حالت اس سے زیادہ ترقی نہین کرسکتی لیکن ان کے علاوہ ہر شخص کو بلکہ شاید ان کو بہی ابتدائی تعلیم دینی مفید ہوگی اور یورپ کی جن قومون نے تعلیم کو لازمی قرار دیا ہے اونہون نے اس سے بہت فائدے اوٹہائے ہین۔ یہ ضرور ہے کہ اس مطلب کے حاصل کرنیکے لیے بہت سے مدارس قائم کرنے پڑینگے اور نہ صرف تعلیم ہی بغیر فیس دینی ہوگی

بلکہ شاید کچھہ اس سے زیادہ بار بہی گورنمنٹ کو اوٹھانا پڑے ۔
یہہ تعلیم جہان تک ممکن ہو بہت کم عرصہ مین ختم ہونی چاہیئے اور نہایت ضروری معلومات اس زمانہ مین پیدا کی جائے ۔ ابتدائی تعلیم صرف اسی قدر ہونی چاہیئے کہ انسان کو کاروباری آدمی بنا سکے یعنی مادری زبان مین اس قدر مہارت کہ تحریر و تقریر اور ادائی مطلب پر قدرت حاصل ہو اور نیز اصول علم حساب کہ دنیا کی معاملات مین غلطی نہ کرے ۔ اوس کے بعد ہر شخص اپنی معلومات اور میلان کے لحاظ سے اعلی تعلیم حاصل کرے یا نہ کرے یہہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ تعلیم کا لازمی قرار دینا اہل حرفہ کو اپنے فن مین مہارت حاصل کرنے سے باز رکہے گا اور تعلیم یافتہ اشخاص کی کثرت کا جو نتیجہ آج ہے اوس سے اور بدتر ہو جائیگا ۔ لیکن یہ خرابی اوس صورت مین واقع نہ ہوگی جب یہ خیال رکہا جائے کہ ابتدائی لازمی تعلیم مین اس قدر کم زمانہ صرف کیا جائے کہ اکتساب فن مین ہارج نہ ہو اور تعلیم کاروباری آدمی بنانے کے لیے دی جائے تاکہ وہ اوس فن مین اور ترقی کر سکین اور اپنے کاروبار کو بخوبی سنبہال سکین ۔ موجودہ طرز تعلیم مین یہ خرابی ہے کہ اوس مین عمر کا بہت سا حصہ صرف ہوتا ہے اور ابتدا ہی مین وہ علوم شروع کرا دئے جاتے ہین جو کاروبار مین زیادہ مدد نہین دیتے اس طرح ضروری تعلیم بہی ایک اتنے عرصہ مین جا کر ختم ہوتی ہے جب عمر اور قواء دوسرے فن کے اکتساب کے لائق نہین رہتے ۔ قدرت کا فیض کسی کے لیے بند نہین ہے اور اوس نے غریب آدمیون کو بہی قواء عقلی اور دماغی اعلی اعلی عطا فرمائے ہین ۔ لیکن اون کی زبون حالت اور جہالت کے سبب نہ اون قواء مین جلا ہونے پاتی ہے نہ اوس کے اظہار کا موقع ملتا ہے ۔ اس طرح ہر شخص اپنے قواء باطنی کو کام مین لاکر اوس درجہ تک ترقی کر سکے گا جو قدرت نے اوس کے واسطے معین فرمایا ہو ۔

اپنے ملک مین تعلیم

ہشتم ۔ ابتدا سے لیکر انتہا تک ہر فن کی تعلیم اپنے ہی ملک مین ہو ۔ ہمارے زمانہ مین اعلی ڈگری حاصل کرنے کے لیے ولایت جانا پڑتا ہے لیکن یہہ امر اشاعت اور ترقی علوم مین بہت مانع اور نہایت ہارج ہے وہان جا کر رہنے اور تعلیم حاصل کرنے کے

موقع اوس ہی شخص کو مل سکتے ہین جو اس قدر وسیع فرصت اور بڑی استطاعت رکہتا ہو اگرچہ اوس کی قابلیت اوس غریب شخص سے کم ہو جو صرف کم استطاعتی کی وجہ سے وہان جانے سے محروم رہ گیا اور اگر اوس کو موقع ملتا تو اوس شخص سے زیادہ ترقی کرتا۔ اگر ان درجون کی تعلیم جو ولایت مین محدود رہے گئے ہین ہمارے ملک مین دی جائے تو ہر شخص کو داخل ہونے اور ترقی کرنے کا موقع مل سکتا ہے اور اب کی نسبت ہزارون قابل آدمی ہمارے ہان زیادہ ہوجائین۔ یہ عذر کہ یہان ویسے کالج اور پروفیسر نہین ہین قابل تسلیم نہین۔ کالج قائم کیئے جائین اور ویسے ہی لائق پروفیسر بلائے جائین پہر تہوڑے عرصہ مین خود ہمارے ہان ایسے لائق آدمی پیدا ہوجائینگے جو پروفیسری کی کرسی کے شایان ہون۔ ہوا اور ابر کا فیض کسی کے لیئے بند نہین ہے علم کہ غذائی روح ہے کسی کے لیئے بند نہ ہونا چاہیئے۔

۳۔ تعلیم نسوان

کمال کی ضروری شرط

موجودات عالم مین کوئی شئے اوس وقت تک کامل نہین خیال کی جاسکتی جبتک اوس کے تمام اجزا کامل نہ ہون اگر کسی لمپ کی چمنی شکستہ یا میلی ہو تو خواہ وہ کیسا ہی قیمتی اور خوشنما لمپ ہو اوس کی روشنی پوری صاف نہ ہوگی۔ انسان کیسا ہی عالی خاندان کیسا ہی نجیب الطرفین اور دولت و ثروت و حکومت کے لحاظ سے کیسا ہی عالی مرتبہ کیون نہ ہو بلحاظ شرافت اوس وقت تک کامل نہین ہوسکتا جب تک کہ اوس کا دماغ علم کی روشنی سے منور نہ ہو۔ جب تک اوس کے اخلاق و فضائل مسلمہ عمدہ اور قابل تعریف نہ ہون کوئی انسان کیسا ہی طاقتور کیون نہ ہو اوس کی صحت کامل نہین تسلیم کی جائیگی جب تک اوس کے تمام اعضا اپنا اپنا کام اچہی طرح نہ ادا کرتے یا نہ ادا کرسکتے ہون یہی حال قوم کا ہے کہ کسی قوم کا تمدن اوس وقت تک اعلی نہ ہوگا جب تک کہ اوس کے اکثر افراد مین اعلی قابلیت نہ ہو اور کوئی قوم برگزیدہ شریف اور ترقی یافتہ نہین ہوسکتی جب تک اوس کے اکثر افراد روشن خیال نیک صفات اور دانشمند نہ ہون۔ انسان کا گروہ مرد اور عورت سے

مرد و عورت

مرکب ہے اور ان کے تعلقات ایسے قوی ایسے ضروری اور باثر ہین کہ ایک کا وجود دوسرے

سے کے بغیر ناممکن ہے۔ ایک کی آسایش خوشی انتظام۔ بقا دوسرے پر منحصر ہے اور کوئی
گھر جس مین صرف دو آدمی رہتے ہون اوس وقت تک گھر نہین کہلایا جا سکتا جب تک انمین
سے ایک عورت نہ ہو پس انسان کا گروہ اُس وقت تک شایستہ مہذب ترقی یافتہ نہین
ہو سکتا جبتک یہ دونو افراد انسانی باہم ترقی نہ کرین۔ عورت و مرد ایک تصویر کے دو رُخ
ہین اور دونون کی خوبی تصویر کا حُسن ہے جس طرح تو افراد انسانی کی تہذیب کیلیے دل و
دماغ دونو کی قوتون کی یکجہد اشت کرنی پڑتی ہے اسی طرح سوسائٹی کی تہذیب کیواسطے
عورت و مرد دونو کی تعلیم کی حاجت ہے۔ مرد و عورت زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہین
اور منزل مقصود تک صحیح و سلامت پہونچنے کے لیئے دونون پہیون کا استحکام لازم
ہے۔ جو لوگ صرف مردون کو تعلیم دیکر قوم کو ترقی دینا چاہتے ہین وہ شاید یہ امید رکھتے ہین
کہ پرندی ایک پر سے آسمان پر اڑ جائین اور گاڑی ایک ہی پہیے سے منزل مقصود تک پہنچ جائے

عورتون کے کام اور اونکی ضرورت

فطرت نے جو کچھ پیدا کیا ہے اوس کے لیئے ایک خاص غرض اور غایت معین
فرمائی ہے۔ عورتین دنیا مین محض بیکار و فضول نہین پیدا کی ہین بلکہ اون کے لیئے کرنیکے
واسطے خاص کام ہین اور وہ اگرچہ مردون کے کام سے مختلف قسم کے ہین لیکن ایسے ہی
ضروری ایسے ہی لابدی ایسے ہی اہم اور ایسے ہی مشکل ہین جیسے مردون کے کام اور
اون کامون کے لیئے تعلیم تربیت عقل و فراست پیش بینی۔ انتظام کی ایسی ہی ضرورت
ہے جیسی کہ مردون کو اپنے کاروبار کے لیئے ان چیزون کی حاجت ہے۔ عورتون کے
کام مرد اور مردون کے کام عورتین نہین کر سکتین اور اگر یہ تفریق اوٹھ جائے تو نظام تمدن
بگڑ جائیگا بلکہ ہر ایک کو اپنے اپنے کام باحسن الوجوہ پورے کرنے فرض ہین اور تمدن
کی ترقی اور قومی حالت کی رفاہ بلکہ نسل انسان کی بہبودی کیلیئے دونو کی تعلیم برابر توجہ ہونی چاہیے

عورت کے اوصاف

عورت مرد کی ساتھی مرد کی مشیر مرد کی رازدار اور مرد کے گھر کی مالک اور اوس کے سکھ
برابر کی حصہ دار ہے لیکن عورتین مرد سے قوت و زور جسم و توانائی مین بہت کم ہین۔ مرد کے
اعضا زیادہ سخت زیادہ قوی زیادہ بڑے ہین۔ عورت کے اوسکی نسبت چھوٹے۔
نازک۔ دُبلے پتلے۔ ہوتے ہین لیکن اگر مرد کی دماغی قوتین عورت کی نسبت زیادہ ہین

تو عورت کے دلی جذبات مرد سے زیادہ قوی ہین - عقل - دور اندیشی تدبیر مین
خواہ وہ مرد کے برابر نہ ہو لیکن اوس کے دل مین محبت رحم غم غصہ خوشی - انفعال کا
احساس مرد کی نسبت زیادہ ہوتا ہے - مرد اگر سوسائٹی کا سر ہے تو عورت دل اور

عورتون کو تعلیم کی ضرورت

جس طرح ایک شخصی تہذیب کے لیئے دل و دماغ کے قواء کی تہذیب ضروری ہے
اسی طرح نوعی تہذیب کے واسطے مرد و عورت کی تعلیم لازم ہے اور صرف یہی نہین
کہ مردون کے دماغ اور عورتون کے دل ہی کی تہذیب کی جائے بلکہ اس کے برعکس
عورتون کے دماغ اور مردون کے دل کی تہذیب کی بہی حاجت ہے بلکہ کمزور حصہ
کو تعلیم کی زیادہ ضرورت ہے - ایک مردہ دل اور بے حس شخص سوسائٹی مین
رہنے کے قابل نہین اسی طرح ایک دیوانی عورت بہی گہر کے کام کی نہین ہے جس
مرد کے دل مین خدا کا خوف انسانی ہمدردی - انصاف نہ ہو وہ خودغرض آزاردہ
ہوگا اسی طرح جس عورت کے دماغ مین عقل و ذکاوت و فہم نہ ہو وہ اگر خوبصورت سے
خوبصورت بہی ہے تو چینی کی مورت ہے اس لیئے عورتون کی قوت عقل کو
ترقی دینے کے لیئے تعلیم کی حاجت ہے - تعلیم سے انسان کے قواء باطنی ایسے
مکمل ہو جاتے ہین کہ وہ مشاہدہ اور تجربہ سے صحیح صحیح نتائج استنباط کرنے کے قابل
ہو جاتا ہے اور جو واقعات پیش نظر ہین یا جو حالتین گزر رہی ہین اونکی نسبت صحیح رائے قائم
کر سکتا اور اوس کا خیال اوسکی صحیح کیفیت ظاہر کر سکتا ہے - نیز وہ اپنی معلومات کے
وسیلہ سے صحیح استدلال قائم کرتا ہے - اس کے علاوہ تعلیم انسان کو اس قابل
بناتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے اہم فرائض کی حقیقت کو سمجہتا اور اوس کو باحسن وجوہ
انجام دے سکتا ہے اس لیے عورتون کو بہی تعلیم کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ مردونکو
لیکن یہ تعلیم ایسی بہی نہین ہونی چاہیئے کہ عورتون مین سے اوس خصوصیت بلکہ اوس
جوہر کو کہو دے جو قدرت نے مصلحتاً اون کو عطا فرمایا ہے بلکہ یہہ تعلیم و تربیت اس قسم کی ہو
کہ اگرچہ قواء دماغی کی تہذیب ہو لیکن قواء دلی کی وہ حالت جو فطرتاً پیدا کی گئی ہے اور زیادہ
ترقی کرے تعلیم کا یہ مقصد نہین ہے کہ وہ انسان کے فطرتی خواص کو بدلے بلکہ یہہ منشاء ہے

کہ جو خاصیتین قدرتاً پیدا کی گئی ہین اون مین جلا اور صیقل ہو جائے اس لیئے اس سے
پہلے کہ یہ سوچا جائے کہ عورتون کو کیا تعلیم دی جائے یہہ دیکھنا چاہیئے کہ دنیا مین
عورتون کو قدرت نے کیا مرتبہ دیا ہے اور کس قسم کے کام اون کے سپرد کیئے ہین
(عورت کا رتبہ) عورتین اگرچہ مردون کی لونڈیان نہین ہین لیکن مردون کو اون پر فضیلت حاصل ہے۔
سوسائٹی مین قدرتاً عورت کا رتبہ مرد کے بعد ہے۔ اَلرِّجَالُ[1] قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ
بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَہُمْ عَلٰی بَعْضٍ۔ مرد اپنے بل پر کھڑا ہوتا اور اپنی قوت بازو پر بہروسا
کرتا ہے۔ مرد کو سکہایا جاتا ہے کہ وہ دنیا مین صرف اپنے ہی کیئے سے کچہہ ہو سکتا ہے
اور دنیا مین اوسے بلا کسی کے سہارے کے آگے بڑہنا چاہیئے لیکن عورت بلا
سہارے کے آگے نہین بڑہ سکتی۔ ضرور ہے کہ عورت اپنے باپ اپنے بہائی اپنے
خاوند پر بہروسہ کرے اور اوسکے ساتہہ ساتہہ بلکہ اوس کے پیچہے پیچہے چلے اگر عورتونکو
بلا سہارے چہوڑ دیا جائے تو وہ ایک دن مین برباد ہو جائین اون کی فطرتی نزاکت عموماً
دنیا کے حوادثات اور سختیونکا مقابلہ نہین کر سکتی۔ مرد عورت کا محافظ ہے اور عورت مرد
کی معاون۔ اور وہی تعلیم زیادہ عمدہ۔ زیادہ مفید ہوگی جو عورتون مین اس معاونت کی
قابلیت کو بڑہائے تاکہ سوسائٹی کا قوام نہ بگڑے اور ہر جنس اپنے اپنے کام کو اچہی طرح
(محبت کی خدمات) انجام دے۔ عورتون سے یہ معاونت محبت اور مہربانی کی خدمتون مین ظاہر ہوتی ہے
ننہے ننہے بچون کی پرورش آسان کام نہین اور عورت سے زیادہ دلچسپی سے
اوسے کوئی ادا نہین کر سکتا۔ بیمارون کی تیمارداری جس سلیقہ اور دلی جوش سے عورتین
کرتی ہین اور جیسا آرام وہ بیمار کو پہونچاتی ہین مردون سے ممکن نہین۔ رنج۔ مصیبت
افلاس اور سختی کے زمانہ مین جیسی تسکین عورتون سے پہونچتی ہے اور جیسی خاموشی اور
استقلال سے وہ مردون کا ساتہہ دیتی ہین اور صبر و برداشت کرتی ہین وہ خاص
ان ہی کا حصہ ہے۔ انتظام خانہ داری مین عورت سے زیادہ کسی شخص سے انسان کو
وہ آرام و راحت نہین مل سکتی جو عورت سے ملتی ہے اور گہر کا انتظام چہوٹی سی بات

[1] مرد عورتون کے سر دہرے ہین اس واسطے کہ بڑائی دی اللہ نے ایک کو ایک پر

نہین بلکہ ایسی شے ہے جس پر انسان کی زندگی بھر کی راحت خوشی بلکہ کامیابی کا دارومدار ہے اور جس شخص کے گھر کا انتظام بگڑا ہوا ہی اوس کو خواہ امیر ہو یا غریب دنیا مین چین نہین

عورتون کی اخلاقی خصوصیات

عورتین جسمانی طاقت مین مرد کی نسبت کمزور ہوتی ہین اور اون کے بدن بھی مردون کی نسبت نازک ہوتے ہین اسی طرح اون کی قوت ادراک اور فہم مرد کی نسبت کم اور اون کا دل بھی کمزور دتاثر کرتا ہے عورتون مین حیا اور اخلاق کے حاصل کرنے کی قابلیت مردون سے زیادہ ہوتی ہے اون کے مذہبی عقائد بھی مردونکی نسبت زیادہ مستحکم اور قوی ہوتے ہین لیکن اوہام پرستی اور ضعیف الاعتقادی بھی بہت ہوتی ہے۔ عورتین مردون کی نسبت زیادہ باعصمت اور زیادہ پرہیزگار ہوتی ہین اور وہ اس کو اپنی عزت وآبرو کا باعث خیال کرتی ہین عورتون مین محبت اور نفرت کے دونون مادہ مردون سے زیادہ ہوتے ہین لیکن اونکی محبت یا بغض کا دایرہ وسیع نہین ہوتا۔ قومی کامون مین عورتین شاذ ونادر ہی حصہ لیتی ہین اون کی محبت اپنے بال بچون اور گھر والون تک محدود رہتی ہے لیکن ہمدردی اور شفقت کا مادہ عورتونمین زیادہ تیز اور قوی ہوتا ہے اور مصیبت زدہ کے حال پر عورتون کو زیادہ رحم آتا ہے اور اکثر وہ اوسکی مدد کرنے مین مردون سے زیادہ تکلیف بھی برداشت کر لیتی ہین۔ اور عام طور پر اونکی حالت کا اقتضا یہ ہے کہ گھر کے کاروبار اون کے ہاتھون مین دیئے جایئن اور مرد باہر کے کام سرانجام دین اگر عورت اور مرد کی ایک ایک ایسی تصویر کھینچی جائے جس سے اون کے خصائل اچھی طرح معلوم ہوسکین تو مرد کی تصویر سے دلیری ہمت۔ تدبر ظاہر ہوگا۔ اور عورت کی تصویر دیکھین تو شرم۔ حیا۔ خوف۔ ہمدردی نرم دلی پائی جائیگی۔ اور یہی ایسے صفات ہین جو عورت و مرد مین تمیز پیدا کرتے ہین۔

تعلیم نسوان

عورتین صرف مردون کے دل بہلانے کے لیے ہی نہین پیدا کی گئی ہین بلکہ وہ دنیا کے انتظام مین حصہ دار اور امن وآسایش کی کارپرداز ہین وہ زندگی کو خود اپنے لیئے اور دوسرون کے لیے مفید اور بکارآمد بناتی ہین۔ خداوند تعالی نے اون کو دماغ اور قوت متخیلہ عطا فرمائی ہے۔ اگرچہ یہ قوت مردون کی نسبت کم ہو لیکن یہہ کمی اتنی

کمی نہین ہے کہ صنف کے درجہ پر ہو جو کام اون کو بطور فرض ادا کرنے پڑتے ہین اون کے
لیئے ہمدرد دل اور فہم رسا کی ضرورت ہے۔ عورتون کا صرف یہی کام نہین ہے کہ وہ اپنا
سارا وقت آرایش و سنگہار مین صرف کرین اور اگر ایسا کرین گی تو شاید حسن صورت مین
نظر فریبی پیدا کرلین لیکن زندگی کے کاروبار اس سے نہین چل سکتے بلکہ اس استعداد
کے حاصل کرنے کے لیئے اعلی تعلیم کی ضرورت ہے۔ اعلی تعلیم سے یہہ مراد
نہین کہ مردون کی سی تعلیم دی جائے بلکہ اون فنون کی تعلیم سے مراد ہے جو عورتون کے
لیئے ضروری اور بکار آمد ہین اور جن کی مقدار اوسی قدر ہو جتنی کہ مردون کی تعلیم کی۔
اگرچہ مضامین مین اختلاف ہو۔ تعلیم عقل کو روشن کرتی اور قوائے دماغی کو جلا دیتی ہے
اور گہر کا کوئی کام ایسا نہین جس مین عورت کی دانش اور فراست سے اوس کی عمدگی
نہ بڑہتی ہو۔ تعلیم عورت مین خیالات کی بلندی اور پیش بینی پیدا کرتی ہے اور تعلیم کے اچہے
عورت اس قابل ہوسکتی ہے کہ وہ گہر کا انتظام بلکہ اپنے اور دوسرون کی زندگی کا انتظام
سوچ سمجھکر کرے اور انتظام خانگی کے عمدہ عمدہ اصول سوچے۔ تعلیم ہر طرح عورت کو
ایسی تقویت دیتی ہے جیسی کہ مردون کو تقویت بخشتی ہے۔ تعلیم عورت کو دہوکہ اور فریب
سے بچاتی اور اوس کو بہت سے جاہلانہ لالچون اور اوہام پرستی سے محفوظ رکہتی ہے
تعلیم عورت کا اثر زیادہ قوی اور ساتہہ ہی زیادہ مفید بہی کر دیتی ہے کیونکہ جو کچہہ وہ کہتی یا کرتی ہے
وہ کہنے اور کرنے کے قابل ہوتا ہے اور ہر دل اوس کو نہ صرف بہ سہولت بلکہ بہ طیب خاطر
منظور کرتا ہے۔ اگر عورتون کے اخلاق کمزور اور اون کے دل ناپاک ہون تو مرد اونکے
اثر سے نہین بچ سکتے کیونکہ انسان کی اخلاقی تعلیم زیادہ تر اوس کے گہر کی حالت پر منحصر ہے
اس لیئے عورتون کی تعلیم نہ اون کی ذات کے لیئے مفید ہے بلکہ قومی بہبودی اور ترقی
کا زینہ بہی ہے۔ جس قدر عورت اور مرد دونون کے قوائے عقلی اور غضبی مہذب اور شایستہ
ہون گے جس قدر اون کے دل آلایش سے پاک اور منزہ ہون گے اور جس قدر اونکے
قوا کی باگ عقل کے ہاتہہ مین ہو گی اوسی قدر سوسائٹی مین امن و ترقی بہبودی اور
آسایش ہو گی اور اوسی قدر انسان کا تمدن اعلی درجہ پر ہوگا۔ اس سے لیئے عورتون کو تعلیم

تعلیم نسوان کا اثر مردون پر

دینا گویا مردون کو تعلیم دینا ہے اور عورتون کا ردیۂ اور عقل درست کرنا مردون کا اخلاق درست کرنا ہے۔ جہان کہین عورتون کی حالت خراب ہوگی وہان مردونکی حالت خراب ہونی لازمی ہے کسی قوم کی حالت کے خراب ہونے کے یہہ معنی ہین کہ اوس کے ممبرون کی حالت درست نہین ہے اور لڑکون کی ابتر حالت اس کا نتیجہ ہے کہ مائین جاہل ہین بوجہ صحت اخلاق۔ ابتدائی تعلیم سب ماؤن کی نگرانی مین ہوتی ہے۔ خصوصاً صحت کا مسئلہ ایسا ہے کہ اخلاق اور تعلیم بہی اوس کے تحت مین آجاتے ہین جو عورتین صحت کے اصول سے ناواقف ہین یا اصول اخلاق سے جاہل ہین وہ اپنے بچون کو کسی طرح عمدہ تربیت نہین کرسکتین اور اس وقت کی بے تربیتی یا فساد صحت آئندہ عمر بہر اپنا رنگ دکہلاتا ہے۔ تعلیم یافتہ عورت ابتدا ہی سے اپنی اولاد مین حسن اخلاق کی جڑ قائم کرسکتی ہے۔

تعلیم نسوان
کے خصوصیات

ہر چیز کی خصوصیت اوس کا جوہر ہے۔ آفتاب کی تمازت اور تیز روشنی اوسکا خاصّہ ہے۔ ماہتاب کی ہلکی اور ٹہنڈی روشنی۔ ماہتاب کی دلاویزی اور خوشنمائی اور عام پسند ہونے کا باعث ہے اگر ماہتاب کی یہ خاصیت جاتی رہے اور وہ آفتاب کی ہمسری کرنے لگے تو رات کی بہار اور راحت مٹ جائے اور ساتہہ ہی ماہتاب بے قدر ہوجائے۔ اگر کوئی تعلیم عورتون مین سے عورتون کے جوہر مٹادے تو وہ سوسائٹی کے راحت و آرام اور امن و آسایش کو کہودیگی اور نہ صرف مرد ہی بلکہ عورتین بہی مصیبت مین پڑجائین گی۔ دنیا مین جو شخص جس کام کیواسطے پیدا کیا گیا ہے اوسے پورے طور پر انجام دینا اوس کی سعادت و عزت کا باعث ہے اور اوس حد سے افراط و تفریط مین تجاوز کرنا اور دوسرون کی نقلین اُتارنا اپنی عزت کا کہودینا ہے اگر کسی عورت سے کوئی ایسا کام بن آئے جو عموماً عورتونکا حصّہ نہین ہے تو بعض اوقات سوسائٹی کی غلط فہمی سے اس پر بہت واہ واہ ہوتی ہے لیکن وہ صرف تعجب کا اظہار ہوتا ہے اور اوسی وقت تک رہتا ہے کہ ایک دوسرے سرزد ہوا ہو۔ گہوڑے کی صفت تیز رفتاری اور اطاعت سوار ہے بندر کی

طرح ناچنا اور کرتب وکہانا گہوڑے کی صفت نہین ہے لیکن سرکس کے گہوڑے کرتب دکہاتے ہین اور تماشائی اون کی تعریف کرتے ہین اسی طرح سوسائٹی مین بعض عورتین غیر معمولی طور پر مردون کے سے کام کرتی ہین اور اون کی تحسین و آفرین بہی ہوتی ہے لیکن وہ صرف اظہار تعجب ہے۔

سوسائٹی پر عورتون کے حقوق ہین اور اون مین سب سے بڑا حق یہ ہے کہ عورتون کو تعلیم دی جاے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ[1] لیکن فرض وہ تعلیم ہے جو عورتون کے ذاتی جوہرون کو نہ صرف قائم رکہے بلکہ ترقی دے۔

مذہب کی تعلیم

اول مذہب کی تعلیم عورتون کے لیئے لازمی اور ضروری ہے۔ مذہب کی تعلیم خدا کا خوف۔ ایمانداری۔ صداقت۔ پرہیزگاری۔ عصمت۔ رحمدلی۔ انصاف۔ فیاضی۔ رقت قلب۔ صبر۔ توکل۔ پیدا کرتی ہے اور یہ ایسے اوصاف ہین جو ایک عورت مین لازمی طور پر ہونے چاہیئن۔

عورتون مین مذہبی تعلیم تمام سوسائٹی کو مذہب کی طرف مائل رکہتی ہے بچون کا قاعدہ ہے کہ جو کچہہ وہ گہر مین دیکہتے ہین وہی سیکہتے ہین اور جو مذہب مان کے دودہ کے ساتہہ اون کو حاصل ہوتا ہے وہ رگ رگ مین ایسا پیوستہ ہو جاتا ہے کہ پہر اونکے دل سے اوس کے اعتقادات نہین بہول سکتے۔ مان کا اثر بچون کے رویئے کو بہت کچہہ بناتا یا بگاڑتا ہے جس طرح بچے بچپنے مین عورت کے دودہ سے پرورش پاتے اور اوسکی گود مین پلتے ہین اسی طرح اس عالم طفولیت مین مان کے اخلاق سے اون کی روح نشو و نما پاتی ہے۔ اگر وہ دینداری کی ہوا مین پلتے ہین تو ضرور بڑے ہو کر بہی اون کے دل مین مذہب کی چمک رہتی ہے اور جو بچے اپنے گہر مین جہالت کا اندہیرا دیکہتے ہین اور بے دینی اور لامذہبی کی باتین بچپنے مین اون کے دل مین گہر کر چکتی ہین تو بڑے ہو کر اگر اون کو علم دین پڑہایا جائے تو اوس کی جڑ مضبوط نہین ہوتی اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ عالم طفولیت مین بچون پر عورت کا اثر نہایت

[1] طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر۔

کی جہت سے ہوتا ہے۔ جوانون پر عورت مشیر صلاح کا ہمدم وہمراز بن کر اپنا اثر ڈالتی ہے۔ غرض کبھی مان بہن کی جہت سے اور کبھی بیوی کی حالت مین مردون پر عورتونکا اثر رہتا ہے اور انسان کی قسمت مین یہ اثر اچھا اور برا ہو سکتا ہے۔ دیندار عورتکا اثر ہمیشہ اچھا۔ ہمیشہ مفید اور قابل اعتماد ہوگا اور جہان عورت کی بے دینی اپنا اثر ڈال رہی ہو وہان کی نحوست اور بربادی کا کہین ٹھکانا نہین ہے۔

اپنی زبان کی تعلیم

دویم اپنی زبان کی تعلیم ہونی چاہیئے۔ کلام کی شستگی اور لطافت عورتون کی زبان کا جوہر ہے۔ اون کے محاورے اور ادائی مطلب کی آسان اور دلکش ترکیبین اون کی ضرب الامثال۔ زبان مین شیرینی اور شستگی پیدا کرتی ہین۔ اور اوسکی سادگی اور حسن کو قائم رکھتی ہین۔ زبان کی آراستگی مین مردون سے زیادہ عورتونکا حصہ ہے کیونکہ جو صفائی اور شیرینی مرد بہ تکلف زبان مین پیدا کرتے ہین عورتین بے ساختہ اور قدرتی طور پر ادا کرتی ہین اس لئے اپنی زبان کی تعلیم عورتون کو اعلی درجہ کی دینی چاہیئے۔ یہ تعلیم نہ صرف عورتون کے جوہر کو ترقی دیگی بلکہ خود سوسائٹی کو اس سے یہ فائدہ پہونچیگا کہ زبان مین وسعت اور لطافت پیدا ہوگی۔

جو عورتین اپنے عزیزون یا خاوندون سے دور ہوتی ہین اور جہالت کے سبب اون کو خط تک نہین لکھ سکتین اون کی تکلیفین اور دقتین بہت زیادہ بڑھجاتی ہین غیرون سے خط لکھوانے یا پڑھوانے پڑتے ہین اور کوئی بات خواہ کسی قدر راز کی کیون نہ ہو پوشیدہ نہین رکھ سکتین۔ اپنی زبان پر اتنی قدرت کہ ہر طرح کے مضمون کو بہ آسانی ادا کرسکین عورتون کو حاصل ہونی چاہیئے۔ جو شخص اپنے مافی الضمیر کو مناسب الفاظ مین ظاہر نہین کرسکتا وہ گونگا ہے۔ ایک تعلیم یافتہ شخص کو اس سے بڑی تکلیف ہوتی ہے کہ اوسکی بیوی اوسکا مطلب نہ سمجھ سکے یا اپنا مطلب نہ ادا کرسکے۔ اسی طرح عورتون کا خط بھی پاکیزہ اور پختہ ہونا لازم ہے وہ اگر خوشنویس نہ ہون تو صاف اور بائیقرار ضرور لکھتی ہون۔ حروف مین اس قدر خوشنمائی ہو کہ اچھے معلوم ہوتے ہون۔ ذاتی کمالات کی خوشنمائی ظاہری اور عارضی بناؤ سنگہار سے زیادہ دلفریب اور قدر افزا ہوتی ہے۔ ایک عورت کے ہاتھہ مین

خط

خوشنما خط لگنگن اور چوڑیون سے زیادہ دلکش ہے اور اوسکی وقعت اور عزت کو بہت بڑہا دیتا ہے

علم حساب کی تعلیم

سویم علم حساب - یہ ضرورت نہین ہے کہ دفاتر کے محاسب اور تجارت پیشہ اشخاص کو ہی حساب مین مہارت ہو بلکہ حساب ہر مرد اور ہر عورت کو جاننا چاہیئے - کوئی دن ایسا نہین ہے کہ انسان کو علم حساب کے اصول سے کام نہ پڑتا ہو ہر چھوٹے سے چھوٹے گہر کے انتظام کے لیئے بہی حساب جاننے کی ضرورت ہے امیر آدمیونکی بیویون کو تو علم حساب سے ہر روز زیادہ کام پڑتا ہے کیونکہ اون کو اپنے گہر کا انتظام بڑے پیمانہ پر کرنا ہوتا ہے - چونکہ عورتین علم حساب سے ناواقف ہوتی ہین اس سبب سے گہر کے کاروبار کے انتظام مین وہ اتنا حصہ نہین لے سکتین جتنا لینا چاہیئے اور اپنے مردونکا خانگی انتظام مین ہاتہہ نہین بٹاتین - بعض مردون کی نسبت عورتون کو یہہ شکایت ہوتی ہے کہ وہ خود خرچ اوٹہاتے ہین بیشک گہر کا خرچ اوٹہانا عورت کا حق ہے لیکن عورتون کو اپنے تئین اس لائق بنانا چاہیئے کہ وہ آمدنی کو سلیقہ سے خرچ کر سکین اور آمد و خرچ کا حساب مرتب رکہہ سکین - جاہل عورتین ذرا ذرا سے لین دین مین دہوکہ کہا جاتی ہین اور گہر کی آمدنی کا ایک حصہ اپنی جہالت کے ہاتون برباد کرتی ہین عورتونمین کاروبار کی قابلیت ایسی ضروری ہے جیسی کہ مردون مین اور اچہے منتظم گہر مین آرام و فلاح قائم رکہنے کے لیئے عورت مین کام کرنے کا سلیقہ ہونا لازم ہے کام سے یہہ مراد نہین ہے کہ تجارت ہو بلکہ زندگی کا معمولی کام جو روزمرہ کیا جاتا ہے ایسا ہی ضروری ہے اور ہر چیز جو گہر کے استعمال کے لیئے خریدی جائے یا گہر کی کوئی چیز فروخت کی جائے یا بنائی جائے کام ہے اور ان سب کے لیئے علم حساب جاننے کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ دوکانداری کے لیئے - شادی بیاہ کے موقع پر ہزارون روپیہ خود عورتون کو خرچ کرنا پڑتا ہے اور چھوٹی بڑی ہزارون چیزین خریدی اور بنائی جاتی ہین کیا ایسے وقت علم حساب کا جاننا ضروری نہین ہے - علاوہ ازین علم حساب طبیعت مین غور محنت اور کفایت شعاری کی عادت ڈالتا ہے اور ترتیب ہوشیاری پابندی طریقہ اور صحیح نتیجہ نکالنا سکہاتا ہے - علم حساب کی ضرورت روپیہ پیدا کرنے کے لیئے اس قدر

نہین ہے جس قدر روپیہ خرچ کرنے کے لیئے ہے اور گہر کا روپیہ عورتین ہی زیادہ خرچ کرتی ہین

اصول خانہ داری کی تعلیم

چہارم اصول خانہ داری تدبیر منزل کے بیان مین - خانہ داری کی لیاقت کی ضرورت پر کسی قدر وضاحت سے بحث کی گئی ہے - شاید اس بات کے ثابت کرنے کی ضرورت نہین ہے کہ عورت کو اصول خانہ داری سے واقف ہونا لازم ہے اور یہ ضرورت امرا کو غربا کی نسبت بہت زیادہ ہے جس قدر کسی گہر مین دولت زیادہ ہو اوسی قدر گہر والی مین انتظام خانہ داری کی لیاقت زیادہ ہونی چاہیئے - اگر کسی انجنیر کو فن تعمیر مین واقفیت نہ ہو - یا ڈاکٹر کو علم طب سے آگہی نہ ہو یا سپاہی کو استعمال آلات حرب نہ آتا ہو تو وہ اپنا فرض ادا نہین کر سکتا - جس عورت کو اصول خانہ داری سے آگہی نہو وہ خواہ مردون کے سے کام کرے بلکہ اون سے بہتر کرے لیکن عورت کے کام انجام نہین دے سکتی - کوئی کام کیون نہ ہو اوسکا طریقہ آنا ضرور ہے اور اسی کا نام سلیقہ ہے - علاوہ ازین پیش بینی بہی سر انجام امور مین مدد دیتی ہے اور پیش بینی اوس وقت حاصل ہوسکتی ہے جب دماغ مین امور کے جانچنے سوچنے اور نتیجہ نکالنے کی قوت ہو اور علم و تجربہ نے قوت متخیلہ کو قوت دی ہو

افسوس ہے کہ ملک مین اس وقت ایسی کتابین رائج نہین ہین جو اصول خانہ داری سکہاتی ہون - سینا پیرونا کہانا پکانا - گہر کا خرچ چلانا - نوکرون کی نگرانی بچون کی نگہداشت اور پرورش اون کی تربیت وغیرہ ایسے سہل کام سمجہے جاتے ہین کہ اون کی طرف ہمارے مصنفین نے ابہی تک التفات نہین کیا اور اوس آسایش و برکت کے حاصل کرنے مین مدد نہین کی جسکی ہر شخص کو ضرورت ہے - عورتون کو اون کے مناسب حال تعلیم نہ دینا ایک غلطی سے نکال کر دوسری غلطی مین ڈالنا ہے اون کو دنیا مین وہ کام نہین کرنے جو مردون کو کرنے ہین پہر دونو کو ایک سی تعلیم کیا فائدہ دیگی؟ عورتین تو عورتین تمام مردون کو ایک سی تعلیم مفید و بکار آمد نہین ہوسکتی اور اس زمانہ مین قومی تنزل کا بڑا سبب یہی ہے کہ مردون کو ضرورت زمانہ کے مطابق تعلیم نہین دی جاتی بلکہ سب کو ایک لکڑی ہانکا جاتا ہے اگر اس گروہ

مین عورتین بھی شامل ہوگیئن تو سوسائٹی ترقی تو کرے گی لیکن معکوس ۔

خانہ داری کا علم عورت کا خاص حصّہ ہے اگر دیگر علوم مین اوسے کمال دستگاہ حاصل ہو لیکن خانہ داری کے اصول سے ناواقف ہو تو وہ عورت عالمہ و فاضلہ ہو سکتی ہے لیکن عورت نہین ہو سکتی۔ کوئی شخص جو علم حساب سے ناواقف ہو تاجر نہین ہو سکتا اسی طرح عورت خانہ داری کی قابلیّت کے بغیر عورت کہلانے کی مستحق نہین۔

عورت کو خواہ امیر ہو یا غریب۔ جوان ہو یا بڑھیا۔ منکوحہ ہو یا غیر منکوحہ ہر حال مین گھر کے ہر کام کرنے کی لیاقت اور ہر کام کو اچھی طرح انجام دینے کی استعداد حاصل ہونی لازم ہے کیونکہ یہ عورت کا بڑا فرض ہے اور اگر ان کامون کا اوسے علم نہ ہو تو یہ کام آسان نہین بلکہ مشکل نظر آئین گے۔ اور مشکل بھی ایسے کہ نہ خود کرنے کی لیاقت اور نہ خادمون سے کام لینے کی قابلیت۔

تعلیم نسوان کا جہان ذکر کیا جاتا ہے وہان حروف کی شکلون اور الفاظ کے معنی جاننے سے مراد لی جاتی ہے لیکن تعلیم صرف اسی کا نام نہین ہے بلکہ ہر پیشہ اور ہر کام کی تعلیم جو کسی خاص شخص یا فرقہ کے لیئے ضروری ہے اوسے حاصل کرنی چاہیئے ورنہ وہ اوس فن مین جاہل رہے گا۔ کسان اور زمیندار کو فلاحت و زراعت۔ باغبان کو باغبانی معمار کو عمارت کا علم جاننا ضروری ہے۔ اسی طرح انتظام خانہ داری کا علم عورت کے لیئے فرض ہے اور تعلیم نسوان کے حامیون کو سب سے پہلے یہہ تعلیم دینی چاہیئے خصوصاً طفولیت کے زمانہ مین اس مین مہارت پیدا کرنی لازم ہے اگر ابتدائی عمر مین اس طرف توجہ نہ کی جائے تو آیندہ بھی اس کام مین دل نہ لگے گا۔ بعض عورتون کی یہ تعریف کی جاتی ہے کہ وہ شعر خوب کہتی ہین بعض ہارمونیم خوب بجاتی ہین کسی نے کسی غیر زبان مین مہارت حاصل کی ہے لیکن یہ اوصاف اوسی وقت تک بہت عجیب اور مستحسن معلوم ہوتے ہین جب قوم کے کروڑون افراد مین ایک دو نے یہہ خصوصیت حاصل کی ہو اگر تمام عورتین صرف اسی طرف متوجہ ہو جائین اور گھر بار کے کام چھوڑ دین تو آج گھر کا شیرازہ بکھر جائے اور لوگون کو جاہل لیکن سلیقہ مند عورتونکی

تلاش ہو اگرچہ سلیقہ مند عورت کو جاہل کہنا زیبا نہین ہے۔ شاید کوئی شخص ایسی عورت پسند نہ کریگا جو میان اور بچون کے کپڑے سینے تو درکنار اپنے کپڑے بھی سینے کے لیئے درزی کو دے اور اگر کبھی باورچی یا ماما پکانیوالی نہ ہو تو اوس دن گھر کے گھر کو فاقہ کرنا پڑے اور بجاے سینے اور پکانے کے اوسنے میان کو سنانیکو ایک عمدہ غزل لکھکر رکھی ہو

اگر اوقات باقاعدہ صرف کیئے جاوین اگر ہر کام مناسب وقت پر اور مناسب طریقہ سے کیا جائے تو عورتون کو اتنا وقت ملتا ہے کہ وہ گہر کے کام دہندے کے بعد لکھنا پڑہنا سیکھ سکین اور بعض عورتین کوئی خاص علم بھی اچھی طرح سیکھ سکتی ہین۔

امیر آدمیون کی بیویان اور بیٹیان گہر کے کام کرتے ہوئے اس سبب سے شرماتی ہین کہ وہ کام اون کی خلاف شان ہین لیکن یہ جھوٹی شرم ہے جو کام جس کے کرنیکا ہے اوس کے کرنے مین ذلت نہین عزت ہے۔ گہر کا کوئی کام عیب اور قابل شرم نہین بلکہ یہہ کام نہ کرنے اور نہ سیکھنے قابل شرم ہین اور ان کامون مین جسقدر اعلیٰ مہارت ہوگی اوسی قدر وہ عورت زیادہ قابل قدر خیال کی جائے گی۔ اس سے عورت کا مذاق اوس کی ذہانت اور طبیعت کی کیفیت معلوم ہوتی ہے کیونکہ گہر کو بنانا اور سنوارنا آرایش اور زیبایش کا سبب ہے عمدہ کہانا اور کپڑا تیار کرنا صرف پکانا اور سینا ہی نہین ہے بلکہ جس کے واسطے کیا گیا ہو اوسکی محبت کا اظہار اور اوس کے واسطے تفریح اور راحت کا سامان ہوتا ہے جس کی دل عزت اور قدر کرتے ہین۔

علم حفظان صحت او طب و ڈاکٹری کی تعلیم

پنجم۔ علم حفظان صحت۔ انسان کی صحت اوس کا حسن ہے اور عورت کا حسن اوسکی قیمت زیادہ کرتا ہے۔ عورتون کو صحت و توانائی کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی مردون کو۔ عورتون کے ذمہ خانہ داری کے کام ہین لیکن وہ کام آسان نہین اور اونکی نگرانی اور انجام دہی بغیر کامل صحت کے ناممکن ہے علاوہ ازین صحت قیام و ثبات ذات کا سبب ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ عورت کی ذات دنیا مین ایسی ناکارہ ہے کہ اوس کے قیام و ثبات کی نگہداشت نہ کی جائے اس واسطے عورتون کو اصول حفظان صحت کی تعلیم دینی لازم ہے۔ یہہ ناممکن ہے کہ اگر کسی شخص مین خود اپنی صحت

کی نگہداشت کی لیاقت نہ ہو تو ڈاکٹر اور حکیم اوس کی صحت کی ذمہ داری کرسکین بعض
موقع اور حالتین ایسی ہوتی ہین کہ وہان کسی عمدہ طبیب کا میسر آنا ناممکن ہوتا ہے یا بعض
بے احتیاطیان بیماریان پیدا کرتی ہین اور یہ بیماریان اگرچہ ابتدا مین خفیف معلوم ہوتی
ہین لیکن پہر عمر بہر کے لیئے روگ لگا دیتی ہین۔ جب تک خود انسان کو حفظ صحت کے
اصول نہ معلوم ہون وہ صحت جیسی نازک اور ضروری چیز کو اچہی طرح قائم نہین رکہہ سکتا
بچون کی صحت کا مسئلہ اور بہی زیادہ نازک ہے اور اونکی پرورش بالکل عورتون کے
ہاتہہ مین ہے بے احتیاط اور ناواقف عورتین بچون کی صحت کو ایسا خراب کر دیتی ہین
کہ وہ بڑے ہو کر ہمیشہ مریض اور ناتوان رہتے ہین اس واسطے لازم ہے کہ عورتون کو
حفظان صحت کے اصول سے آگہی ہو۔ اس کے علاوہ بعض عورتون کو طب و ڈاکٹری
مین پوری مہارت بہی حاصل کرنی چاہیئے تاکہ وہ اپنی قوم اور ملک کی عورتون کی خدمت
کرسکین۔ عورتون کی بعض بیماریان اس قسم کی ہوتی ہین کہ وہ ڈاکٹرون سے بیان کرتے
شرماتی ہین بعض وقت یہ ضرورت آپڑتی ہے کہ اگر کوئی عمدہ ڈاکٹر مشورہ اور مدد نہ دے
تو اون کی جان پر بن جاتی ہے اور ان تمام موقعون پر عورتون کی خدمت کی زیادہ
حاجت ہوتی ہے۔ عورتین فرقہ اناث کے ضروریات و مختصہ حالات اور تکالیف سے
خود واقف ہوتی ہین اس سبب سے اون کے امراض اور کیفیت کو زیادہ سہولت سے
سمجہہ سکتی ہین اور چونکہ اوس تکلیف کا احساس کرسکتی ہین اون کو قدرتاً بیمار سے زیادہ ہمدردی
اور اوس کے حال پر زیادہ توجہ ہوتی ہے۔ ایک شریف عورت جس طرح ایک لیڈی
ڈاکٹر سے اپنی کیفیت بیان کرسکتی اور آزادی سے اپنے تئین اوس کے حوالہ کرسکتی ہے
یہ گوارا نہین کرتی کہ مردون کو اوس کی خبر بہی ہو۔ اس زمانہ مین ڈاکٹر عورتون کی ضرورت
اس قدر زیادہ ہے کہ غیر ملکون سے ڈاکٹر عورتین یہان آ آکر ہندوستانی عورتون کی خدمت
کرتی ہین۔ یہہ ملک جس طرح تجارتی اشیا مین دوسرون کا محتاج ہے اسی طرح حفظ صحت
اور بقائے شخص کے لیئے بہی دوسرون کی معاونت کا حاجتمند ہے۔ یورپین و امریکن ڈاکٹر
عورتون کی تعداد اول تو اس قدر کافی نہین ہے اور کبہی کافی نہین ہوسکتی کہ اتنے بڑے

ملک کی خدمات پورے طور پر انجام دے سکین۔ بڑے بڑے شہرون مین صرف امرا ایسے ایسے نازک موقع پر اون سے فائدہ حاصل کر سکتے ہین کہ جب جان پر آ بنے اور اون کی طلب کے بغیر علاج ہی نہو۔ باقی چھوٹے چھوٹے شہرون کے باشندے اور ہر طبقہ کے اکثر اشخاص ان کی خدمت سے محروم ہین۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ غیر ملک کی عورتین ایسی ہمدردی اور دلسوزی سے توجہ نہین کر سکتین جیسی اپنی قوم اپنے ملک اپنے مذہب کی عورتین بکار آمد ہو سکتی ہین۔ جن کو یگانگت کے سبب بسہولت اور ہر وقت طلب کرنا اور مشورہ لینا ممکن ہو۔ متوسط حال اور غربا تو یورپین لیڈی ڈاکٹرون سے ادائے فیس کی عدم استطاعت کے سبب رجوع نہین کر سکتے اور جو کرتے بھی ہین تو بیماری سے زیادہ اخراجات کی تکلیف سے مصیبت مین پڑجاتے ہین۔ اختلاف زبان بھی پورے طور پر فائدہ حاصل کرنے نہین دیتا۔ نہ یہان کی عورتین اپنے مطالب اور حالت کو اون کی زبان مین ادا کر سکتی ہین نہ وہ یہان کی زبان اچھی طرح سمجھتی ہین۔ اس طرح دونون ایک دوسرے سے الگ اور ناواقف رہتے ہین اور علاج جیسے نازک کام مین دقت واقع ہوتی ہے۔ اگر اپنے ملک کی عورتین طب و ڈاکٹری مین مہارت حاصل کرین تو یہ دقتین رفع ہوجائین اور ہزارون جانین تکلیف و مصیبت سے بچ جائین۔

دیگر مضامین کی تعلیم

ششم۔ عام واقفیت۔ یہ ضرور نہین کہ عورتون کی تعلیم کو ان ہی مضامین پر محدود کر رکھا جائے جو اوپر بیان کیے گئے ہین۔ بلکہ یہ چیزین تعلیم کا لازمی جزو ہین اور ابتدا مین ان سے واقفیت حاصل کرنی فرض ہے جس طرح لباس زیور پر مقدم ہے۔ اسی طرح یہ مضامین دوسرے مضامین پر مقدم ہین۔ ان مین جہان تک کمال حاصل کیا جائے بہتر ہے اس کے علاوہ اگر فرصت و موقع ہو تو علم و فضل مین زیادہ کمال حاصل کرنا اور قوائے دماغی کو ترقی دینا شرافت و سعادت کی تکمیل ہے۔

باب سوئم

خدا کا فرض انسان پر

مذہب

علم کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان اپنے فرائض سے آگاہ ہو جاتا ہے اور اوس سے اون فرائض کے ادا کرنے کی تدبیر معلوم ہو جاتی ہے۔ انسان کا سب سے پہلا فرض ہے کہ وہ اپنے خالق کو پہچانے اور اوسکی عبادت کرے اور اسیکا نام مذہب ہے

مذہب فطرتی ہے

دنیا مین چند ایسے فلاسفر بہی ہوئے ہین جنہون نے باوجود علم و فضل مذہب سے انکار کیا ہے مگر اون کی تعداد مذہب کے ماننے والون سے کم بلکہ بہت کم ہے اور تاریخ مین قدیم سے قدیم زمانہ مین جہان کسی قوم کا پتہ لگا ہے وہان اوس کے مذہب کا ضرور پتہ لگا ہے اگرچہ کیسی ہی ضعیف الاعتقادی کی بنیاد پر کیون نہ ہو جس زمانہ مین شایستگی اور تہذیب کا نام بہی نہ تہا اور انسان اپنی ضروریات زندگی صرف جانورون کی طرح یا اوس سے کسی قدر بہتر پورا کرتا تہا۔ جب وہ درختون کی جڑون اور پہلون اور پتون پر گزارہ کرتا تہا۔ جبکہ وہ زمین کے بہٹ یا جہونپڑون مین رہتا تہا تو اوس وقت بہی کسی نہ کسی مذہب کا پیرو تہا اس سے ظاہر ہوا کہ مذہب ایک ایسی چیز ہے کہ قدرت طبعی طور پر ہمین سکہاتی ہے اور نیچر مین کوئی امر ودیعت نہین کیا جاتا جو ضروری اور سچا نہ ہو۔ اگر دنیا مین سے مذہب اوٹہہ جاوے تو اخلاق کبہی قائم نہین رہ سکتا اور دنیا فقط نا امیدی اور یاس کا منظر ہو جائے کوئی شخص اپنے انجام یا آخرت یا موت کو امید سے نہ دیکہے اور تسلی نہ حاصل کرے اور زندگی کا آخر زمانہ نہایت تاریک اور دلخراش ہو اور کوئی شخص روحانی زندگی کی طرف رجوع نہ کرے بلکہ صرف امورات دنیوی کے سرانجام اور خود غرضی کے خیالات رہ جاوین اور روز بروز زیادہ پست ہوتے جاوین

مذہب کا اثر دلوں پر

مذہب نے دنیا مین جس قدر ترقی پہیلائی اور جس قدر اعلیٰ نتائج مذہب کے ادنیٰ اشارہ نے پیدا کیے اون سے دنیا بےخبر نہین ہے وہ قومین جو بالکل کمزور حالت مین

پڑی تھین مذہب کے اثر سے اون مین شجاعت اور دلیری پیدا ہوگئی - بزدل اور بے ہمت بہادری کا دم بہرنے لگے - جو لوگ غلامی کی حالت مین تہے مذہب نے اون کو آزادی دی اور وحشی اور خونخوار قومین مہذب و شایستہ ہوگئین مذہب کے سوا اور کوئی ایسی چیز نہین ہے جو انسان مین یکایک ایسی تحریک پیدا کردی اور اونکی کایا پلٹ دے

مذہب کا اثر اخلاق پر

جہان قانون کی دسترس نہین وہان مذہب ہی راہ راست پر لا سکتا اور رکہہ سکتا ہے انسان کو ایسے ہزارون موقع ملتے ہین کہ اگر وہان کوئی گناہ کرے تو قانون نہین جان سکتا اور قانون کی سزا کا خوف کبہی اون مواقع پر باز نہین رکہہ سکتا مگر صرف خدائے تعالیٰ کے علیم و بصیر ہونے کا ایمان اور سزا و جزا کا یقین ہی بچا سکتا ہے - اور کونشنس جن امور کو صحیح و غلط بتاتا ہے اون پر عمل صرف مذہب ہی کرا سکتا ہے - خفیہ خیالات اور ارادون صرف مذہب ہی کا قابو چل سکتا ہے واللہ علیم بذات الصدور[1] صرف مذہب ہی ابنائے جنس کے ساتہہ عدالت - محبت - مروت - ہمدردی سکہاتا ہے - خود مذہب عصمت پاکدامنی پر قائم رکہہ سکتا ہے اگر مذہب نہ ہو تو قانون ہیچ ہے نہ کبہی قانون کی روک کافی ہو سکتی ہے اگر مذہب اوٹہہ جائے تو انتظام دنیا بالکل ابتر ہوجائے قانون اس سے زیادہ نہین ہے کہ جو لوگ خاص معاملہ مین مذہب کے قانون سے تجاوز کرین اون کو اپنی دسترس کے موافق درست کرے - مذہب تمام اخلاق کی جڑ ہے اور سچی مسرت صرف مذہب ہی سے حاصل ہو سکتی ہے - مذہب دنیوی رشتون مین اتحاد لوگون مین اخوت دوستون مین محبت و یگانگت - مصیبتون مین استقلال اور آرام - صبر و شکر غم و الم مین تسکین و مدد - معاملات مین عدالت - غرض تاریکی مین نور اور موت مین امید پیدا کرتا ہے - اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمت الی النور[2] جب دنیا کے کامون مین ناامیدیون کی انتہا نہین رہتی اور تکلیفین اور مشکلین چارون طرف سے گہیر لیتی ہین تو خداوند عزوجل کی ذات پاک کا یقین اور اوس کے انعامات کے وعدون پر بہروسہ ہی زندگی کا وسیلہ رہتا ہے - میرا یہہ مطلب نہین ہے کہ کسی خاص مذہب کی فضیلت

[1] ترجمہ اور اللہ جانتا ہے جو دلون مین ہے - [2] اللہ دوست ہے اون لوگون کا جو ایمان لائے نکالتا ہی اون کو تاریکیون سے روشنی کی طرف -

جتاوین یا کسی خاص مذہب کے اصول کی تعلیم کرون بلکہ صرف اس قدر جتانا ہے کہ مذہب لابدی اور ضروری چیز ہے اور اصلاح امور معاش و معاد و اخلاق و تمدن مین اوس سے بڑھ کر رہنما اور اوس سے عمدہ معلم اور اس سے قوی حاکم اور کوئی نہین۔ اور خداوند عزوجل پر ایمان اور اوس کی عظمت و محبت و سپاس گزاری کا اثر طبیعت کو مجلی اور منور کرتا ہے۔ خداوند تعالی انسان کے افعال و اقوال کو دیکھتا اور سنتا ہے خدا اون کی نگہداشت کرتا اور اون پر رحمت نازل کرتا ہے اور جو اوس کی مدد کے خواہان ہین اون کی مدد فرماتا ہے۔ وَكَفىٰ بِاللهِ وَكِيلًا[1]۔

بیدینی کا اثر

جو لوگ الحاد کی تعلیم دیتے ہین یا الحاد کے قائل ہین وہ نسل انسان مین سے تمام اصلی آرام۔ دلی تسکین اور اطمینان قلبی۔ امید۔ مدد اور حیات جاودانی کی بیخ کنی کرتے ہین۔ اگر یہ ممکن ہو کہ تمام ستارون کی روشنی بجھا دی جائے تو رات کیسی تیرہ و تار ہو جائے پس اوس ستارہ کو بجھانا جو روح کو روشن کرتا ہے کیسا خوفناک ہے۔

تمام آفرینش اپنے خالق کو ظاہر کرتی ہے

جن لوگون کو اللہ تعالی نے حقیقت شناس آنکھ دی ہے وہ دیکھتے ہین کہ صانع قدرت کا جلوہ موجودات کے ہر ذرہ مین موجود ہے اور ادنی و اعلی ہر ایک چیز ظاہر کر رہی ہے کہ اس کا کوئی ایسا صانع ہے جس کی قدرت اور حکمت کو کوئی نہین پہونچ سکتا۔ اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ[2]۔ زمین و آسمان دریا و سمندر پہاڑ پھل پھول۔ چاند اور سورج سیارے۔ ستارے انسان و حیوان وغیرہ کل نظام قدرت اوس کے بے انتہا علم اور غیر محدود دانش کی مثالین ہین۔ جن لوگون نے نظام قدرت کے اصول چشم غور و نظر عمیق سے ملاحظہ کیے ہین وہ ذرا ذرا سی بات مین ایسی ایسی اسرار مخفی پاتے ہین کہ انسان خواہ کیسا ہی کامل کیون نہ ہو بغیر استعجاب کے رہ نہین سکتا اور اوس کو کم از کم اتنا ماننا پڑتا ہے کہ قوت بشری ایسے انتظام کرنے سے قاصر ہے۔ پس جب انسان کہ

---

[1] اور بس کرتا ہے خدا کام بنانے والا۔ [2] تحقیق پیدا کرنے مین آسمان و زمین کے اور آگے پیچھے آنے مین رات دن کے البتہ نشانیاں ہین عقلمندون کے لیئے۔

اشرف المخلوقات ہے ایسا عاجز و تار سا ہے تو بدیگران چہ رسد - کارخانہ عالم مین ایک
نظام شمسی ہی ہے کہ عقل دیکھہ دیکھہ کر دنگ ہوتی ہے اور منجم جانتے ہین کہ اسکے ایسے
بے تعداد نظام ہین اور اس زمین اور اس دنیا سے بڑے بڑے اور بہت [illegible]
ہین جن پر وہ قادر ذوالجلال حکمرانی کرتا ہے - اس نظام مین ایک سیارہ [illegible]
سیارے کے گرد اس طرح گردش کرتا ہی اور وہ بلحاظ قد و قامت فاصلہ [illegible]
ٹھیک اور مناسب ہے کہ کل مل کر ایک عمدہ انتظام اور اتحاد پیدا کر [illegible]
پروفیسر فلنٹ بیان کرتے ہین کہ زمین چاند اور سورج سے اس طرح متعلق [illegible]
موسمون کے تغیر و تبدل فصل کی آمد و رفت مد و جزر کے وقوع مین [illegible]
ہوتی ہے نہ دہوکہ اور اس نظام شمسی جیسے اور [illegible]
اور نظام ہین اور لاکہون سورج اور ستارے [illegible]
ایسی ترتیب اور تعلق ہے اور ایسے ریاضی کے [illegible]
کی اور کل نظام کی کامل محافظت کرتے ہین اور [illegible] اور خوبی پیدا کرتی ہین [illegible]
مدار دوسرے مدار پر اثر ڈالتا ہے اور اون کا تعلق [illegible] اس طرح پر ہے کہ اگر اوس مین
ذرا فرق واقع ہو تو تمام نظام منتشر ہو جائے لیکن [illegible] نظام ایسے حیرت انگیز اصول پر
قائم ہے کہ یہ ظاہری خوفناک پہیلاوے [illegible] کے روکنے اور عام خوبی پیدا کرنے کے
باعث ہوتے ہین - کیونکہ دوسری قوتین [illegible] قاعدی پر اونہین درست رکھتی ہین

یہ مسلم ہے کہ مادہ مین ارادی اور تجویز کی [illegible] نہین ہے نہ اوس مین یہ لیاقت ہے
کہ کوئی ایسا قاعدہ مقرر کرے [illegible] ٹھیک ٹھیک اور مفید واقع ہون - اگر
یہہ بہی فرض کر لیا جائے کہ مادہ [illegible] خاص خواص رکہتا ہے جن کا اثر نظام
عالم پر پڑتا ہے - مگر اوسی [illegible] کر حاصل ہوئی کہ ہر فعل کا نتیجہ مفید اور موید
یہ نظام پیدا ہوا - کیون نہین [illegible] بے ترتیبی اور خلل واقع ہوتا اور وہ خاصیتین
کبہی کوئی بے ڈہنگا نتیجہ [illegible] پیدا نہین کرتین - یہ خاصیتین اوس قاعدے سے جو خدا
سموات والارض نے مقرر [illegible] ذرا انحراف کرین تو تمام عالم کو ایکدم مین تہ و بالا کر دین

مادہ مین قوت ارادی نہین ہے

نیچر میں ضابطہ و قانون ہے

اگر نیچر مین کوئی ترتیب اور قاعدہ نہ ہوتا تو اس امر کے شبہ کرنے کی وجہ ہوتی کہ اوس پر کوئی حکمران نہین ہے۔ مگر نیچر کے تمام سلسلے نہایت مدبرانہ ترتیب اور کامل قوانین سے وابستہ ہین۔ جن کو نہ کبہی تبدیل کی ضرورت ہوتی ہے نہ جس مین کبہی تغیر واقع ہوتا ہے اور یہ قاعدہ اس طرح واقع ہوا ہے کہ مادہ کی تمام خاصیتین جو نہایت تیز اور قوی ہین اوس کے حکم کی سطادعت سے نہ صرف نظام پیدا کرتی ہین بلکہ کوئی فعل حکمت اور کسی بہلائی سے خالی نہین ہے پہر کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ مادہ نے اپنی سرکش طاقتون کو اس طرح قابو مین رکہا دران حالیکہ کوئی حاکم نہ ہو!۔

خدا قوانین قدرت کا مقنن ہے

قوانین قدرت اپنے مقنن کی بے انتہا قدرت کا اظہار اپنے فعل مین کرتے ہین جیسا کہ کسی فاضل کی لیاقت کا نمونہ اوس کی ایجاد کی ہوئی مشین کے پرزون اور ہر حرکت سے ہو۔ مثلاً ایک گہنٹہ ہی ہے کہ پرزون مین کام کرنے کی قوت ہے مگر جب تک وہ بالترتیب نہ جمائے جائین اون سے ٹہیک وقت معلوم کرنا ناممکن ہے۔ یہہ خیال کیسا مضحکہ آمیز ہوگا۔ اگر کوئی شخص بیان کرے کہ بغیر گہڑی ساز کی قوت فکر کے تمام پرزے اس طرح جمع ہوگئے اور رفتہ رفتہ چلنے لگا۔ اگرچہ وقت گہنٹہ سے معلوم ہوتا ہے لیکن تمام شکریہ کا مستحق موجد ہے نہ گہنٹہ۔

گرچہ تیر از کمان ہمی گزرد ۔ از کماندار بیند اہل خرد

تمام قسم کے محسوسات کی معلوم کرنے سے حواس خمسہ عاجز ہین

یہ کوئی دلیل نہین کہ ہم خدا کو نہین دیکہہ سکتے۔ خدا تو خدا ہم تو ہوا کو بہی نہین دیکہہ سکتے اور ہوا کے احساس مین قوت ہائی شامہ باصرہ اور ذائقہ تینون بیکار ہین صرف سامعہ اور لامسہ اوسے احساس کر سکتی ہین پس جس طرح کسی چیز کا بعض حواس سے معلوم ہونا محال ہے ممکن ہے کہ کسی چیز کے احساس مین پانچون حواس ظاہری بیکار ہون اور عقل و نور ایمان ہی اوس تک رسائی کر سکے۔

اتفاقاً کوئی فعل سرزد نہین ہوتا نکوئی شئ پیدا ہوئی ہے

ہم خدا کو نہین دیکہتے لیکن خدا کے کامون کو دیکہتے ہین۔ یہہ عجائبات فی حد ذاتہ ایسے مکمل اور ایسے اعلیٰ ہین کہ ان سے زیادہ بہتر ہونا ممکن نہین اگر کوئی ان کا بنانیوالا نہین ہے تو ان کی ایسی حیرت انگیز ساخت کیونکر ہوئی!؟ اور یہ کمال و خوبی کہان سے

آئی؟ جو لوگ خداوند تعالیٰ کی ذات کے قائل نہین وہ یہ جواب دیتے ہین کہ
اتفاق سے مادہ نے ایسی صورت اختیار کی اور اتفاق سے اوس کو صفاتیں ملکر
ایسے خوبصورت اور ایسے اعلیٰ ہوئے لیکن فی الاصل اتفاق کوئی چیز نہین ہے
اور اگر ہو بھی تو وہ اندھا دھند کام کر سکتا ہے نہ اوس مین اشیاء کے جانچنے کی تمیز
ہو سکتی ہے نہ اون کو انتخاب کرنے اور ترتیب کی عقل۔ اتفاق سے یہ کیونکر ممکن
ہے کہ اتنی بڑی اتنی وسیع گوناگون اور بوقلمون کائنات پیدا کرے اور اوس مین وہ
انتظام اور ترتیب ملحوظ رکھے جو تدبیر و اندیشہ کی حد سے بہت بالاتر ہے اس لیئے
ضرور ہے کہ اس تمام کائنات کا ایسا خالق ہو جس کی غیر متناہی قدرت جس کی بیحد و
اندازہ عقل ہو۔ جس کی تدبیر اتنی سلیم اور درست ہو کہ اوس کے کامون مین پھر اصلاح
کی گنجایش اور نقص کا نام باقی نہ رہے نہ کہ وہ بے ارادہ اور بلا اندیشہ پیدا ہو گئی عمدہ
نظم کی کتاب لو اور پڑہو۔ کیا کوئی شخص یہ خیال کر سکتا ہے کہ کسی قادر الکلام شاعر
کے بغیر یہ نظم پیدا ہو گئی اور حروف جو ایک زمانہ مین علیحدہ علیحدہ تھے خود بخود آکر
اس طرح جمع ہوئے کہ اون سے الفاظ بنے اور پھر الفاظ اس طرح مرتب ہوئے کہ
اون سے فقرے بنے اور وہ بھی مقفیٰ اور ہموزن۔ پھر الفاظ کی ترتیب ایسی باقاعدہ
اور درست واقع ہوئی کہ اوس سے نہایت باریک اور نازک معنی پیدا ہوئے۔
اور معنی بھی مسلسل واقعات کا خاکہ کھنچا تو ایسا کہ تصویر آنکھون کے سامنے کھنچ گئی کسی
منظر کا بیان کیا تو ایسا ہی دلفریب کہ پڑہنے والا محو ہو گیا۔ غم و غصہ۔ محبت و مبغضت
کی تصویرین کھینچین تو ایسی عمدہ کہ آنکھون کے سامنے سمان بندہ گیا۔ غرض ایک
کتاب طرح طرح کی دلچسپ اور مفید مضامین سے آراستہ ہوئی۔ اور یہہ صرف
حروف کے اتفاقاً مل جانے سے ہوا اور کسی شاعر کی قوت متخیلہ کو اس مین دخل نہین ا
جس اتفاق مین اتنی قدرت نہین کہ ایک مصرع گھڑ سکے تو ساری نظم گھڑ لینا کس طرح
ممکن ہے۔ کوئی فلسفی جو قدرت الٰہی کے بطلان پر تلا بیٹھا ہے یہ دعویٰ نہین کرتا کہ کوئی
نظم حروف کے اتفاقاً جمع ہونے سے پیدا ہو سکتی ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ کتاب فطرت

جو عمدہ سے عمدہ نظم ونثر کی کتاب سے ہزارہا درجہ بہتر ہے کیونکر بغیر مصنف کے پیدا ہوگئی! اگر پردہ کے پیچھے سے ستار بجنے کی آواز آرہی ہو تو کون ایسا بیوقوف ہوگا جو یہ اعتبار کرے کہ بغیر انسان کے ہاتھ کی مدد کے ستار کے تار آپ ہی آپ پڑے بج رہے ہین اور دلکش ترانہ پیدا کر رہے ہین ؟ ایک سنسان جنگل مین ایک پتھر کی مورت کھڑی ہوئی ہو تو فلسفی یہ نتیجہ نکالین گے کہ یقیناً یہان پہلے آدمی رہتے تھے۔ اور اون کو سنگ تراشی مین بہت بڑا دخل تھا۔ مورت کے اعضا کی موزونیت۔ تراش کی خوبی اور صفائی۔ صورت اور خط وخال کی مناسبت۔ ساخت اور استادگی کے طرز مین انسان سے بالکل مشابہت صناع کی ہنرمندی پر دال ہین اگر کسی فلسفی سے یہہ کہا جائے کہ اس مورت کو انسان نے کبھی نہین بنایا بلکہ مادہ (خاک) کے ذرّے خود بخود آکر اس طرح جمع ہونے لگے کہ بمرور زمانہ اس قسم کی ایک مجموعی صورت پیدا ہوگئی جو انسان کی شکل سے بالکل مشابہ ہے اور ایک عرصہ کے بعد اس مین چلنے پھرنے سوچنے سمجھنے اور استدلال کرنے کی عقل پیدا ہوجائے گی تو کون اوس کا یقین کریگا؟ لیکن تعجب ہے کہ ایک گروہ اس کا قائل ہے کہ انسان جس کی تصویر بغیر بنائے نہین بن سکتی خود بغیر صانع کے پیدا ہوگیا! اور اتفاق جو ریت کے ذرون کو ایک جگہہ جمع نہین کرسکتا کہ ایک مورت بنا دیتے اوس نے زمین۔ آفتاب۔ ماہتاب۔ سیّارے۔ درخت۔ پتھر۔ انسان۔ حیوان اور لاکھون کروڑون طرح کے کامل نظام پیدا کردئے جن مین سے ایک انسان بھی ہے کہ اپنی ساخت مین ایک حیرت انگیز صناعی کا مجموعہ ہے دیگر مخلوقات کی طرح یہ بھی مادہ سے بنا ہے لیکن اس مین عقل اس درجہ پر ہے کہ کسی اور شئی مین نہین سوچنے کی قوت اور حیوانات مین بھی ہے لیکن بہت کم۔ سوال یہ ہے کہ کیا مادہ مین سوچنے کی قوت اور عقل وتمیز ہے اور قوت عقل وتمیز کیا کوئی علیحدہ چیز ہے جو انسانی مادہ مین زیادہ کی گئی ہے؟ اگر خود مادہ مین یہہ قابلیت ہے کہ بغیر کسی زیادتی کے قوت متخیلہ اوس مین موجود ہو تو بھی کم از کم یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ تمام مادہ سوچنے کی

مادہ مین قوت ادراک وفہم نہین ہے۔

قوت نہین رکہتا اور جو مادہ کہ آج سوچ سکتا ہے پچاس برس پہلے سوچنے اور سمجھنے پر قادر نہ تہا۔ مثلاً وہی مادہ جس کا ایک نوجوان لڑکے کا جسم بنا ہے دس برس پہلے جب وہ پیدا ہوا نہین سوچ سکتا تہا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مادہ مین تخیل کی قوت ایک خاص قسم کی ترکیب اور ترتیب اور بعض اجزا کی حرکت سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک پتہر یا لکڑی یا پہل پہول سوچنے کی قوت نہین رکہتا ہے اور ان کو متخیل بنانے کے لیے ان کے تمام اجزا کو ایک نئے ڈہنگ سے ترکیب دینا اور خاص طریقہ سے ایک درجہ پر پہونچانا ضرور ہے۔ وہ کون ہے جسکو یہ اندازہ ہے کہ مادہ مین اس طرح یہ تغیر پیدا کیا جائے۔ اور اس درجہ تک (نہ ذرا کم نہ ذرا زیادہ) اس کی ترکیب بدلی جائے کہ یہ بے ڈہنگا مادہ ایک لڑکے کی صورت اختیار کرے اور اس مین رفتہ رفتہ ادراک فہم۔ ذہانت۔ عقل۔ شعور۔ پیدا ہو۔ یہ مسلم ہے کہ وہی مادہ جس سے یہ صورت بنی ہے عقل سے خارج ہے پہر عقل کا پیدا کرنا اور ایسا حکیمانہ کام کرنا اوس سے کیونکر ممکن ہے۔ مادہ سے بیشک سب چیزین بنتی ہین لیکن اس سے زیادہ احمقانہ خیال اور نہین ہو سکتا کہ مادہ سب چیزون کو بناتا ہی ہے اور وہ اوصاف اون مین پیدا کرتا ہے جو خود مادہ مین نہین اگر یہ کہا جائے کہ مادہ اور عقل دو علیحدہ چیزین ہین اور انسان کا جسم ایک مادہ سے بنتا ہے اور عقل اوس مین زیادہ کی جاتی ہے تو بہی کسی صانع کی ضرورت ہے جو عقل جیسے بیش بہا جوہر کو مادہ مین ملانے کی قوت رکہتا ہو۔

کائنات کی کل چیزین بیکار پیدا نہین ہوئین۔

ملحد فلاسفر کا قول ہے کہ دنیا اور اوس کی چیزین انسان کے لیے یا کسی مطلب کے لیے نہین بنائی گئی ہین بلکہ خود انسان نے دنیا اور اوس کی تمام چیزونکو اپنے مطلب کا بنا لیا ہے۔ وہ کہتے ہین کہ انسان قدرت کی لاکہون چیزون کو استعمال کرتا ہے اور اون سے آرام پاتا ہے لیکن قدرت نے اون چیزونکو انسان کے آرام کے لیے نہین بنایا بلکہ یون ہی بے تمیزی سے پیدا کر دیا تہا انسان نے جن چیزون کو جس طرح اپنے مطلب کا پایا برتا۔ مثلاً کوئی دہقان کسی

کسی پہاڑ کے ناہموار پتہرون پر پاؤن رکہکر اوپر جا یا اور نیچے آیا کرے تو اس سے یہہ نہین ثابت ہوتا کہ وہ ناہموار چٹانین اس لیئے بنائی گئی تہین کہ دہقان اون کو سیڑہیون کی طرح استعمال کرے یا اگر خوب زور کا مینہہ پڑ رہا ہو اور کسی شخص کو وہان کوئی ایسا غار مل جائے کہ اوس مین پناہ لے لے تو اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ غار خاص اسی کام کے لیئے بنایا گیا تہا بلکہ انسان نے اس حسن اتفاق سے فائدہ اوٹہایا۔ یہی دنیا کی تمام موجودات کا حال ہے کہ اتفاق سے بن گئین نہ اون کے بننے کا کوئی خاص مطلب تہا نہ غرض خود انسان نے اون کو اپنے مطلب کا پایا اور استعمال کرنے لگا۔ پس اگر تعریف ہے تو انسان کی ہے کہ اوسنے اپنے گرد و پیش کی چیزون کے کام مین لانے کا ڈہب آتا ہے۔ ملحدین کی یہ بڑی دلیل ہے لیکن اس سے زیادہ کمزور دلیل اور کوئی نہ ہوگی جسے سُن کر ہنسی آتی ہے دنیا کی مثال چٹان یا غار کی سی نہین ہے جس کے ذریعہ سے انسان پہاڑ پر چڑہا یا دم کے دم اوس نے پناہ لی بلکہ دنیا کی مثال ایک مکان کی سی ہے جس کی عمارت شاندار اور وسیع ہے اور جس کے دالان اور کمرے ضرورت کے لیئے مناسب اور ایک دوسرے کے متناسب بنائے گئے ہین جس مین نہ صرف تعمیر کی خوبصورتی کا لحاظ رکہا گیا ہے بلکہ مکین کی ضرورتون کے لحاظ سے آرام اور صحت کا بہی پورا خیال ہے اور جس مین تمام بیش قیمت اور بوقلمون اسباب ایسی عمدگی سے آراستہ کیا گیا ہے کہ اس سے زیادہ بہتر ممکن نہین ہے اور اوس کی ایک ایک چیز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ پہلے ہی سوچ سمجھکر اس کام کے لیئے بنائی گئی تہی۔ اس مکان مین کوئی چیز ناموزون اور بے جوڑ نہین ہے اور ڈہونڈہے سے بہی کوئی ایسی چیز نہین ملتی جو کسی خاص فائدے یا غرض کے لیئے نہ بنائی گئی ہو ایسی عمدہ ایجاد کی نسبت کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ اوس کی تکوین بے فائدہ اور بے ضرورت کی گئی ہتی اور اتفاق سے وہ سب درست اور مناسب اور مفید نکلی بلکہ صاف ظاہر ہے کہ معمار قدرت کا یہ منشا ہتا کہ اوس کے بنائے ہوئے محل نہ صرف دلفریب ہی ہون بلکہ مفید بہی اور ان فائدون کو اوسنے پہلے سے سوچ سمجھ لیا تہا

صفات الٰہی

پس جب اللہ تعالیٰ موجودات کے ذرہ ذرہ پر قادر اور حاکم علی الاطلاق ہے
تو ضرور ہے کہ اوس کا علم موجودات کی ہر فرد سے زیادہ اوس کی قدرت کائنات
کی ہر شے سے برتر اوس کے صفات تمام نقائص سے منزہ اوس کی ذات خواص
بشری سے پاک و مبرا ہو اوس کی رحمت ہر دل کو ڈھارس دے اوس کا عدل ہر
شخص کو تنبیہ اور تادیب کا خوف دلائے اوس کے جلال اور اوس کے قہر سے
ہر وقت انسان ڈرتا رہے اور جانے کہ کوئی آنکھ ہمین ہمیشہ دیکھتی ہے کوئی ہاتھ

احکام مذہب

ہمین پکڑے ہوئے ہے اور جب تک ہم اوس کی مرضی کے مطابق نہ چلین اور
اوس کے احکام کی بجاآوری نہ کرین نہ دنیا مین کوئی ٹھکانا ہے نہ دین مین اور ہماری
خوش قسمتی سے اگرچہ مذہب کے بھید سمجھنے مین ہماری سمجھ قاصر ہو مگر احکام ایسے
سہل اور صاف ہین کہ نہ اون پر کاربند ہونا گران ہے نہ اون کی تفہیم مین ذرا دقت ہے
[1]مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُم مِّنْ حَرَجٍ وَلٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ پھر یہہ کس قدر خوبی ہے کہ حسن تمدن اور حسن معاشرت ہی بعینہٖ شریعت
کی تعلیم ہے اور دنیوی فرائض کی بجاآوری اور حقوق کی نگہداشت ہی خدا کی خوشنودی
اور رضامندی کا باعث ہے پس اصول شریعت پر کاربند ہونا علی وجہ الکمال ہوشیل
لائف کی صلاح ہے کیونکہ احکام شریعت معاملات مین عدالت ابنائے جنس کے ساتھ
رعایت اور صداقت نیز ادائے فرائض سکھاتے ہین اور اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے
اپنا علم انسان کو دیا ہے کہ انسان خدائے تعالیٰ سے مدد طلب کرے اور اوس کی
مرضی کے موافق کام کرے شریعت اوسکی رضاجوئی کا خاص طریقہ ہے پس احکام شریعت مین

عبادت کا انسان پر اثر

فرصت و تنہائی کے وقت جب انسان خدائے عزوجل کے سامنے سر نیاز
جھکاتا ہے اور اپنی عبودیت کا اقرار کرتا ہے تو اوس کا رتبہ زیادہ بلند ہو جاتا ہے اوسکی
روح مین تازگی اور جلا پیدا ہوتی ہے اور اوس کو یہ اطمینان اور تسکین حاصل ہوتی ہے
کہ وہ ایسی بارگاہ مین موجود ہے جس سے بڑا کوئی دربار نہین اور ایسے عظیم الشان شہنشاہ

[1] خدا نہین چاہتا کہ تمہارے لیے کوئی ہرج کرے بلکہ یہ چاہتا ہے کہ تمکو پاک کرے اور تمپر اپنی نعمت پوری کرے شاید تم شکر کرو

تعلق اخلاص و عبودیت قائم کرنے سے اوس کے دل کو ایسی تقویت حاصل ہوتی ہے جو کسی فانی بادشاہ کے اکرام اور وعدون سے ممکن نہین - خواہ کیسی ہی تنہائی اور ہو کا مقام کیون نہ ہو عبادت الٰہی کی حالت مین خوف و پریشانی معلوم نہین ہوتی اور رقت و گران گزرتا ہے انسان کے خیالات اور دلی جذبات اسفل سے اعلیٰ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہین اور اسی سبب سے عبادت مین انشراح خاطر حاصل ہوتا ہے کیونکہ اوس کے دل مین نئی امیدین پیدا ہوتی ہین اور نئی کیفیتین اوس پر اپنی تجلی ڈالتی ہین - خوف و رنج و ہراس و انقباض رفع ہو جاتا ہے اور ایک اطمینان کی اعلیٰ کیفیت اور استغنیٰ کا سا سرور حاصل ہوتا ہے - اِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ -

عبادت کبر و نخوت سے بچاتی ہے اور خود داری قائم رکھتی ہے

انسان مختلف خیالات اور مختلف حالتون کا مجموعہ ہے کبھی اوس کا علم اتنا وسیع ہوتا ہے کہ وہ ہر چیز کی ماہیت اور حقیقت کی کُنہ معلوم کرتا ہے اور کبھی اوس پر اس قدر جہالت طاری ہوتی ہے کہ اپنی ذات اور اپنے رتبہ کو بھی نہین پہچانتا اور اپنے رتبہ کی شناخت مین اتنی غلطی کرتا ہے کہ جب غرور و نخوت عُجب و سربلندی کی طرف رجوع ہوتا ہے تو ریاست و شہنشاہی سے گزر کر خدائی کا دعویٰ کرتا ہے اور خود بینی مین ایسا گرفتار ہو جاتا ہے کہ اپنے سوا کوئی چیز اوس سے اعلیٰ اور برتر نہین سوجھتی - اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جابر اور ظالم - ناخدا ترس - سفاک بن جاتا ہے لوگون کے حقوق تلف کرتا ہے اور اپنی قوت غضبی کے جوش مین ملک کو برباد اور ویران کرتا ہے - وہ ایک مست ہاتھی یا جھلائے ہوئے شیر کی طرح ہر طرف حملہ کرتا ہے اور خوف و ہراس پھیلاتا ہے - دوسری جانب تنزل کی طرف مائل ہوتا ہے تو اپنے رتبہ سے اتنا گر پڑتا ہے کہ جمادات اور نباتات کی پرستش کرتا ہے - حیوانات کو معبود جانتا ہے توہمات مین گرفتار ہو جاتا ہے اور ضعیف الاعتقادی ہر ادنیٰ چیز کے سامنے

ﷺ تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اونہون نے اچھے کام کئے اور نماز کو قائم رکھا اور زکوٰۃ دی اون کے لئے بدلا ہے اون کے رب کے پاس اور اون کو کوئی ڈر نہین ہے نہ رنج -

جھکا دیتی ہے اس حالت مین اوس کی روح ابتذال کی طرف مائل ہوتی ہے اور
اوس مین کمزوری اور تاریکی پیدا ہو جاتی ہے لیکن سچا مذہب انسان کو سکھاتا ہے
کہ انسان اشرف المخلوقات ہے وہ بیشک برگزیدہ ہے لیکن مطلق العنان نہین
بلکہ اوس کے اختیارات محدود ہین اور اس بزرگی کا حق ہر شخص کو حاصل نہین
بلکہ اون کو حاصل ہوتا ہے جو اوس کے مستحق ہین۔ یہہ استحقاق وراثۃً عطا
نہین ہوتا بلکہ انسان خود اوسے پیدا کرتا ہے اور جس کا دل جس رُتبہ پر پہونچنے
کو چاہے پہونچ سکتا ہے۔ مذہب یہ بھی سکھاتا ہے کہ انسان کی قدرت اور قوت
بہت کم ہے اور ایسا خدائی قادر مطلق اوس پر حاکم ہے جو اوس کے افعال کو
دیکھتا اور اوس سے بازپرس کر سکتا ہے اور آئیدن انسان کو اوس کے سامنے
اپنے بھلے بُرے کامون کا حساب دینا اور جوابدہی کرنی پڑے گی۔ اِنَّ الَّذِیْنَ[1]
یُضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَہُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ
عبادت الٰہی ایک طرف انسان کو اپنی حد سے قدم باہر نکالنے نہین دیتی اور
اوس مین عجز و انکسار کی کیفیت کو قائم رکھتی ہے دوسری طرف اوسے انسانیت
کے رتبہ سے گرنے نہین دیتی اور وہ ایسے خدائی ذوالجلال کے سوا جو جسم و مادہ
جہت و مکان سے بالکل پاک ہے اور جسکی قوت و عظمت لاانتہا ہو کسیکے سامنے نہین جھکتا

بے دینی کا سبب

اس زمانہ مین جہان امور معاشرت اور لباس مین فیشن کا اتباع کیا جاتا ہے
خیالات مین بھی فیشن کی ہوا چل رہی ہے۔ ہر شخص بہ استثناء بعضے انگریزی کی
تھوڑی مہارت پیدا کرتے ہی اصول مذہب کو لغو بتانا شروع کر دیتا ہے اور اون پر
کاربند ہونا یا احکام شریعت بجا لانا تو نہ صرف خلاف جنٹلمینی سمجھتا ہے بلکہ اون خصائل
رزیلہ سے بھی بدتر جو وہ جنٹلمینی کے پردہ مین اختیار کر لیتا ہے۔ ہمارے زمانہ کے
نوجوانون نے انگریزون کی خوبیان نہین بلکہ اون کی بُرائیون اور خرابیون کا چربہ
اوتارا ہے بہت سے اشخاص جو عرفاً جنٹلمین کہلاتے ہین علوم ظاہری و باطنی

[1] ترجمہ۔ تحقیق جو لوگ گمراہ کرتے ہین اللہ کے راستہ سے اون کے لیے سخت عذاب ہے کیونکہ وہ حساب کا دن بھول گئے

دونوسے بے بہرہ ہین اور صرف شراب پینے لباس اور تکلفات ظاہری مین روپیہ برباد کرنے۔ آزادی کو بے حیائی کے طور پر استعمال کرنیوالے ہین انہون نے فضول خرچی مین روپیہ برباد کرنا اور پیانو بجانا ہی سیکہا کاش انگریزونکا پابندی وقت۔ ادائے فرائض منصب۔ تلاش علوم۔ توسیع تجارت کسب کمال حب وطن حب قوم جستجوی فضیلت مین بہی اتباع کرتے مگر افسوس ہے ایسے بہت کم ہین جنہون نے تہوڑا یا بہت اوصاف حمیدہ سے حصہ لیا ہو وہ اپنے دماغ اور خیالات کی بلندی صرف اسی مین دکہاتے ہین کہ اپنے اسلاف کی ہر ایک شئے کی خواہ کسی قدر عمدہ ہو حتی کہ مذہب کی بہی حقارت کرین۔ وہ اپنی عقل کو اس قدر کامل اور اس قدر رسا جانتے ہین کہ جو اون کی سمجہہ مین نہ آئے اوس کے وجود ہی سے انکار کرتے ہین۔ حالانکہ وہ کیا اور اونکی عقل کیا۔ اور عقل بہی وہ جس کو تعلیم مذہبی کی ہوا بہی نہ لگی ہو اور تعلیم کا معیار اگر کچہہ ہو بہی تو صرف یونیورسٹی کورس۔ جس طرح علم نباتات کا ماہر عمدہ انجنیر نہین ہو سکتا۔ اور ایک اعلی درجہ کا مہندس علم حیوانات سے ناواقف ہوتا ہے۔ جس طرح علم عروض کا ماہر منطقی استدلال نہین سمجہہ سکتا۔ جس طرح ایک منجم فلسفہ پر بحث نہین کر سکتا اور اوسکی عقل اپنے علم کے سوا دوسرے علوم مین اچہی طرح نہین دوڑتی اسی طرح علم دین پڑہے اور اوس مین کمال حاصل کیے بغیر مذہب کی کنہ حقیقت سمجہہ مین نہین آسکتی نہ ہر ایک انسان کی عقل اگرچہ علوم دنیوی سے بہرہ مند ہو رموز مذہب کو سمجہہ سکتی ہے۔ افراد انسان قوت عقل مین متفاوت ہین بعض بہت تیز عقل اور ذہین ہوتے ہین بعض کم بعض بالکل ہی بے وقوف۔ بعض کسی خاص فن کے مسائل کو اچہی طرح سمجہہ سکتے ہین اور دوسرے فن مین اون کی عقل نارسا ہوتی ہے۔ مثلاً اکثر علماء کہ منطق و فلسفہ ریاضیات وغیرہ مین ید طولیٰ رکہتے ہین قانون اور پولیٹکس مین اون کی عقل کام نہین کرتی اور اگر انتظام مملکت اون کے ہاتہہ مین دیدیا جائے تو اونکا علم ذرا بہی رہنمائی نہین کر سکتا۔ بعض لوگ ایک مسئلہ کو سہولت سے سمجہہ لیتے ہین بعض بہ دقت بعض بالکل

مذہب کی کنہ سمجہنے کے لئے علم مذہب کی ضرورت ہے

نہین سمجھ سکتے اسی طرح ممکن ہے کہ بعض مسائل ایسے مشکل ہون (اور وہ دین کے بعض مسائل ہین) کہ افراد انسانی مین بہت بڑے بڑے ہی اون کو نہین سمجھ سکتے اور صرف وہی لوگ اون کی حقیقت سے واقف ہوتے ہین جن کو اللہ تعالیٰ نے خاص علم عطا فرمایا ہے اور جن کے سینے حقیقت و معرفت کے نور سے معمور ہین کوئی صحیح مسئلہ اگر کسی شخص کی سمجھ مین نہ آئے تو وہ مسئلہ غلط نہین ہوسکتا اس صورت مین قصور اوسکی فہم کا ہے نہ مسئلہ کا۔ دنیا مین ایسی بہت سی باتین ہین کہ انسان کی سمجھ مین نہین آتین۔ اور ممکن نہین کہ قدرت کے تمام اصول ہر ایک شخص سمجھ سکے۔ لیکن کیا ہر ایک بات سے جسے وہ نہین سمجھ سکتا انکار کر دینا مقتضائی عقل ہے؟ یہ سب جانتے ہین کہ مقناطیس مین لوہے کو کھینچنے کی قوت ہے مگر کوئی بتائے کہ کیون ہے؟ اور اگر یہی قاعدہ ہے کہ جو سمجھ مین نہ آئے وہ غلط تو یہہ بدیہی امر ہی غلط!

انسان مین عقل ہے لیکن ہر انسان مین بلکہ کسی انسان مین الا ماشاءاللہ کامل عقل نہین ہے۔ اس لیئے نہ تو انسان کو اپنی عقل اور علم پر اتنا بھروسہ کرنا چاہیئے کہ وہ تمام حقائق کو احاطہ کرنے کی کوشش کرے اور جو بات نہ سمجھ سکے اوس کو غلط بتا دے۔ نہ اپنی عقل کو ایسا معطل چھوڑ دینا لازم ہے کہ اعتقادات حق و باطل مین تمیز ہی نہ کرے بلکہ حقیقت و معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرنی اور اون لوگون کی پیروی مناسب ہے جو علم و عقل مین ہم سے فائق ہین۔ اللہ تعالیٰ دانش مفید عطا فرمائے اور ہمیشہ صراط مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔

باب چہارم

اپنی ذات کا فرض انسان پر

۱۔ اصول صحت

انسان کا فرض جس طرح انسان پر خدا کا یہ فرض ہے کہ اوس کو پہچانے اور اوس کی عبادت کرے اسی طرح اپنی ذات کا یہ فرض ہے کہ اوس کی نگہداشت کرے اور اپنی صحت

وتندرستی کا خیال رکہے۔ نعمتہائے دنیا سے متمتع ہو اور خوشی و راحت حاصل کرے

صحت کی تعریف

صحت کی تعریف یہہ ہے کہ بدن کا ہر ایک حصہ اوس کام کو اچہی طرح انجام دے جو اوس کے خلق کی علت غائی ہے۔ دل و دماغ۔ پہیپہڑا۔ جگر۔ معدہ رگ و پٹہے۔ جلد۔ سب کسی نہ کسی کام کے لیئے بنائے گئے ہین اور ہر وقت اپنا کام کرتے رہتے ہین۔ صحت کی حالت یہ ہے کہ مزاج اعتدال کی طرف مائل ہو اور یہہ کل اعضاء اپنے اپنے کام ٹہیک انجام دین۔ بیماری کی تعریف یہ ہے کہ اعضائے جسمانی کو جو کام قدرتاً سپرد ہے اوس کو کل اعضاء یا کوئی عضو درستی سے انجام نہ دیتا ہو اور مزاج اعتدال سے منحرف ہو جائے۔ جب انسان بیمار ہوتا ہے تو ضرور کوئی سبب ایسا پیدا ہو جاتا ہے جس نے بیمار ڈالا ہو اور اگر وہ سبب واقع نہ ہوتا تو بیماری پیدا نہ ہوتی۔ بیماری کے بعض اسباب تو ایسے ظاہر اور صریح ہوتے ہین کہ معمولی واقفیت اور عقل کا آدمی بہی سمجہہ سکتا ہے لیکن بعض اسباب علالت ایسے خفی و دقیق ہوتے ہین اور اون کی تشخیص ایسی مشکل ہے کہ بڑے بڑے اطباء اور ڈاکٹر بہی اوس مین قاصر رہتے ہین لیکن خواہ کچہہ ہی سبب کیون نہ ہو اکثر بیماری خود انسان کی غفلت یا اصول حفظان صحت کے خلاف کرنے سے پیدا ہوتی ہے اس واسطے اون قواعد کا جاننا جو حفظان صحت سے تعلق رکہتے ہین ہر انسان پر لازم اور ضروری ہے اور اسی سبب سے علم طب کا رتبہ علم دین کے برابر قرار دیا گیا ہے [۱] اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْیَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ اگرچہ یہ ضرور نہین ہے کہ ہر شخص اس فن کو اس درجہ تک حاصل کرے کہ بو علی سینا اور علوی خان ہی بن جائے لیکن حفظان صحت کے اون قواعد سے جو عموماً ہر وقت کام آتے ہین واقفیت پیدا کرلینی واجب ہے تاکہ جو امور صحت کو نقصان پہونچانے والے ہین اون سے اجتناب کیا جاسکے اور مفید صحت طریقے اختیار کیئے جائین۔ انسان اپنے جسم کا مالک نہین بلکہ امانت دار ہے اور یہہ اوس کو صرف اس واسطے عطا ہوا ہے کہ جو باطنی اور دماغی قوتین قدرت نے [illegible]

[۱] ترجمہ۔ علم دو علم ہین علم دین اور علم بدن۔

وہ جسم کے ذریعے سے عملاً کام میں آتین۔ جسم ایک آلہ ہے لیکن ایسا عمدہ اور ضروری آلہ ہے کہ کوئی نیک و بد فعل بغیر اوس کی معاونت کے واقع نہین ہو سکتا۔ جسمانی صحت دماغی کامون کے لیئے ضروری ہے اور صرف دماغی کامون ہی پر منحصر نہین انسان جو کچھہ کرتا ہے اپنے جسم کے ذریعہ سے کرتا ہے۔ اس لیئے ہر فعل کے عمدہ طور پر صادر ہونے کے واسطے جسم کی درستی اور صحت لازمی ہے۔ بہت سے طالب علم ہین جو علم مین صرف اس سبب سے ترقی نہ کرسکے کہ اون کی صحت خراب تھی۔ جب حافظہ کمزور ہو جائے اور ناتوان جسم محنت نہ کرسکے تو ترقی کیونکر نصیب ہو؟

صحت کے فائدے

توانا اور صحیح المزاج آدمی مشکلات کا مقابلہ کرنے سے نہین ڈرتا بلکہ جب کبھی کوئی وقت پیش آئے تو اوسے اپنے قوت بازو سے دور کردینے کے لیئے فوراً آمادہ ہو جاتا ہے۔ انسان کے لیئے یہ کس قدر حسرت انگیز بات ہے کہ وہ قبل از وقت بڈھا ہو جائے اور اصول صحت پر کاربند نہ ہونے کے سبب اوس کو یہ افسوس کرنا پڑے کہ وہ اس سے زیادہ طاقتور اور چست و چالاک ہو سکتا تھا۔

جسمانی طاقت کو بنائے رکھنا اور صحت کو بگڑنے نہ دینا بہت سے موقعون پر عزت و آبرو کا سبب بھی ہوتا ہے کیونکہ جن کے جسم مین طاقت ہے وہ خطرات کا دلیری سے مقابلہ کرتے ہین اور اکثر خطرون سے بچ جاتے ہین۔ اپنے دوستون اور عزیز و اقارب کی برے وقت پر مدد کرسکتے ہین اور نہ صرف اپنی بلکہ اورونکی جان بھی بچا دیتے ہین۔ سب سے زیادہ یہ کہ اپنے ملک اپنی قوم اپنے مذہب کی ہر طرح حمایت کرسکتے ہین اور اسی سبب سے دنیا مین اون کا نام روشن ہوتا اور لوگ اون کی قدر و منزلت کرتے اور وہ دوسرون کے واسطے شجاعت اور جوانمردی کی ایک شریفانہ مثال قایم کرتے ہین۔ اس کے علاوہ آج کل ہمارا طرز زندگی اس قسم کا واقع ہوا ہے کہ جبتک ہم اپنی صحت کی خود پرداخت نہ کرین اوس کا قائم رہنا ذرا مشکل ہے۔ ہم اکثر بڑے بڑے شہرون مین رہتے ہین اور ایسے پیشے کرتے ہین جن سے جسمانی ورزش کچھہ نہین ہوتی جس کا عموماً نتیجہ ہے

کہ روز بروز قوتین کم ہوتی اور عمرین گھٹتی جاتی ہین لہذا حفظان صحت کے اصول سے
واقفیت حاصل کرنا اور اون پر کاربند ہونا نہایت ضروری بلکہ فرض ہے حالت
بیماری مین انسان اپنے فرائض ادا کرنے سے قاصر رہتا ہے ۔ زود رنج و بدخو
ہوجاتا ۔ اور دوسرے لوگون پر بار خاطر ہوتا ہے۔

طلبا کی صحت

طلبا کو اپنی صحت کی حفاظت نہایت ضروری ہے کیونکہ اگر اون کی صحت
خراب ہوئی تو زندگی بجای خوشی کے رنج پہونچانے لگے گی مطالعہ چھٹ جائے گا
اور اگر نہ بھی چھٹے اور وہ رتبہ حاصل کرلین جو اون کو مدنظر تھا تو بھی بعد فراغ تحصیل
علم بیکار ہوجائین گے اور اس علم کا کچھہ پھل نہ پاسکین گے ۔ افسوس ہے کہ شوقین
طلبا اس طرف بہت کم خیال کرتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ رات دن دماغی محنت
کرنا اور جسمانی ورزش نکرنا یا کتاب کا کیڑا بن جانا قوائی بدنی کو کمزور کرتا اور جسم کو
گھن لگا دیتا ہے ۔ کاریگر اپنے اوزارون کو سپاہی اپنے ہتیارون کو ہر وقت تیز
و صاف رکھتے ہین ۔ طلبا کو بھی اپنے جسمانی اور دماغی قوا کو ایسا صحیح رکھنا چاہئے
کہ اون سے پورا پورا کام لے سکین ۔

ہم دیکھتے ہین کہ کوئی شخص امیر ہے کوئی غریب ہے کوئی عیش و آرام کے مزے
اوڑا رہا ہے کوئی رات دن محنت و مصیبت مین پھنسا ہوا ہے تو ہمین اون کی ظاہری
اور بیرونی حالتون کے اس قدر اختلاف پر تعجب ہوتا ہے لیکن ہمین اس وقت
یہ خیال نہین آتا کہ خوشی تو ہمہی مین سے پیدا ہوتی ہے اور صحت جسمانی اصلی خوشی
حاصل کرنے کا سرچشمہ ہے یہہ ایسی دولت ہے کہ ممکن ہے کہ فقیر کے پاس ہو اور
بادشاہ اس کے لیئے ترسا کرے اور جب صحت حاصل نہین ہے تو دولت کے
سامان اور شان و شکوہ کے اسباب سب بیکار و ہیچ ہین صحت خدا کا ایسا بڑا عطیہ
ہے کہ قارون کا خزانہ بھی اوس کا بدل نہین ہوسکتا ۔ افسوس ہے کہ بعض لوگ
اس کی پروا نہین کرتے اور اپنی نادانی و ناعاقبت اندیشی و بے توجہی سے اسے
کھو دیتے ہین یا خطرات مین ڈال کر ایسا خراب کرتے ہین کہ پہر صحت سے ہاتھہ

دہونا پڑتا ہے۔ صحت کے صرف یہی معنی نہین ہین کہ جسم مین کوئی روگ یا تکلیف نہ ہو بلکہ یہہ معنی ہین کہ جسم مین توانائی اور تازگی موجود ہو اور انسان قوا ظاہری و باطنی کو کما حقہ استعمال کرسکے اور اون سے نفع اور خوشی حاصل کرسکے۔ انجن کا ایک پرزا بگڑ جائے تو ساری کلین چلنے سے رک جاتی ہین اور جو پرزے چلتے بہی ہین وہ بہی کام نہین دے سکتے جس لیئے وہ مشین بنائی گئی تہی۔ یہی حال جسم کا ہے کہ ذرا بہی مزاج خراب ہو یا ذرا بہی پہانس چبہہ جائے تو ساری جان بےکل ہوجاتی ہے

آدمی کہتے ہین جس کو ایک پتلا کل کا ہے　　پہر کہان کل اوس کو جب ہو کل ذرا بگڑی ہوئی

جب قوا سے برابر کام لیا جائے اور اون کو ضروری آرام و راحت پہونچائی جائے تو صحت حاصل رہتی ہے لیکن جو لوگ کسی خاص فن کے پیچہے ہاتہہ دہو کر پڑ جاتے ہین خصوصاً وہ جو دماغی کام زیادہ کرتے ہین اونکے دماغ پر تو زیادہ بار پڑ جاتا ہے اور دوسرے اعضا معطل رہ جاتے ہین جس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ اعضا سے کام لینے کا اندازہ اور قرینہ بگڑ جاتا ہے اور صحت مفقود ہوجاتی ہے۔

صحت قومی ترقی کا سبب ہے

ہر قوم مین دو طرح کی برتری ہوتی ہے۔ ایک تو بلحاظ قوا دماغی دوسرے بلحاظ قوا جسمانی۔ صحت جسمانی کا ٹہیک ہونا دونون کے لیئے لازمی امر ہے۔ جو قومین جسم مین توانا اور طاقتور ہین اون کی ذکاوت و ذہانت و دانش و فراست بہی زیادہ اعلی درجہ کی اور زیادہ ترقی پر ہوتی ہے۔ جو لوگ دماغی محنت کرتے کرتے اپنی صحت کو خراب کرلیتے ہین اور جن کے جسم کمزور اور ناتوان ہوجاتے ہین اون کی عقلی قوت کا مرتبہ بہی رفتہ رفتہ گہٹ جاتا ہے اور اون کی آیندہ نسلون کے دماغ کمزور اور ناتوان پیدا ہونے لگتے ہین۔

انسان کا دماغ کوئی خزانہ نہین ہے کہ وہان ہر طرح کے مضامین بہرے رہین بلکہ دماغ کی قوت کے یہہ معنی ہین کہ وہ ہر قسم کے امور سوچنے اور ہر قسم کے واقعات سے صحیح نتائج استنباط کرنے کے لائق ہو اور صرف یہی قوت ہے جو ایک نسل سے دوسری نسل مین منتقل ہوسکتی ہے ورنہ یہہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے علم کا ذخیرہ

اپنی اولاد مین منتقل کردے۔

علاج
انسان کے واسطے جس قدر نعمتین دنیا مین پیدا کی گئی ہین اون کو حاصل کرنے اور اون کا حظ اوٹہانے کے لیے خود انسان کو اکتساب کی تکلیف اوٹہانی شرط قرار دی گئی ہے۔ یہی حال صحت کا ہے کہ اصول صحت پر کاربند ہونے اور قوانین حفظان صحت پر عمل کرنے سے صحت قائم رہتی ہے۔ چونکہ عمل کرنے سے پہلے علم ضروری ہے۔ حفظان صحت کے قواعد جاننے اور اون کو کام مین لانے سے انسان بہت سی ایسی بیماریون سے بچ سکتا ہے جو آب و ہوا کے نا صاف ہونے یا غذا و لباس و مکان کی خرابی سے پیدا ہوتی ہین۔ بیمار پڑکر علاج کرنے سے یہہ بہتر ہے کہ عالم صحت مین بیماری سے محفوظ رہنے کی تدبیر و کوشش کی جائے اور اس کے لیے یہہ ضرور ہے کہ صحت قائم رکہنے اور انحراف اعتدال مزاج سے بچنے کی تدابیر کا ہمیشہ خیال رکہا جائے اگرچہ پرہیز علاج سے بہتر ہے لیکن اگر بیماری زیادہ ہو اور بغیر دوا استعمال کیے جا ہی نہ سکے تو دوا استعمال کرنے کا مضائقہ نہین۔ دوا بیماری کا استیصال نہین کرتی۔ بیماری کوئی مادی شی نہین ہے کہ اوس کا استیصال ہو سکے بلکہ دوا کا فعل یہ ہے کہ اعتدال مین نقص واقع ہونے کے سبب جو خرابی پڑ رہی ہے اوس کو روکتی ہے اور طبیعت اوس نقص کو دور کرتی اور اصلی حالت پر لاتی ہے۔ دوا طبیعت کو مدد دینے کا آلہ ہے نہ کہ بیماری کو دور کرنے کا۔ حالت بیماری مین دوا بیشک مفید ہوتی ہے لیکن صحت کا قیام دوا کے ذریعے سے نہین طبیعت کی قوت کو قائم رکہنے سے ممکن ہے اور طبیعت کی قوت ہوا پانی غذا لباس وغیرہ غرض ستہ ضروریہ کے اعتدال پر منحصر ہے نہ کہ دوا پر اس لیے مناسب ہے کہ حفظان صحت کے چند ضروری اصول اس موقع پر مختصراً بیان کیے جائین۔

ورزش
۱۔ جسمانی ورزش اور تفریح۔ اعضائے جسمانی کا نمو اور اون کی صحت ورزش پر منحصر ہے ہر عضو۔ ہر رگ۔ ہر پٹہہ۔ ہر ہڈی ورزش سے توانا ہوتی اور بڑہتی ہے اور اون مین زیادہ کام کرنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ ورزش کرنے سے خون کا دوران

بدن مین خوب ہوتا ہے اور اعضا اچھی طرح سے حرکت کرتے ہین اگر ورزش نہ کی جائے اور دن بھر بیٹھے ایک کام کیئے جائین یا کتاب پڑہے جائین اور یہہ اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے تو یہہ خود اپنا قصور ہے۔ فطرت کا قاعدہ ہے کہ وہ غلطی کی سزا دیئے بغیر نہین چھوڑتی۔ جب اپنے ہاتون اپنی صحت بگاڑی جائے تو نتیجہ پر کیا الزام ہے؟ کم از کم دو تین گھنٹہ کھلی ہوا مین پھرنا یا کچھہ ورزش کرنی ہر شخص کو لازم ہے بلیرڈس۔ کرکٹ۔ فٹ بال۔ ٹینس وغیرہ کھیل۔ ورزش مین داخل ہین اور یہہ نہ صرف صحت کو درست کرتے ہین بلکہ کام کرنے کی قوت بخشتے ہین نوجوان لڑکون پر اس قسم کے کھیل باہم ملکر کھیلنے سے اخلاقی اثر بھی عمدہ پڑتا ہے کیونکہ اون کو بغیر کسی غرض یا لالچ کے باہم ملکر کام کرنے کی عادت پڑتی ہے اور جو اچھا کام کرتے ہین اون کی وقعت کرنا اور خود بھی اوسی قدر شہرت بہم پہونچانے کی خواہش پیدا ہوتی ہے جنگل مین شکار کرنا دریا مین مچھلیان پکڑنا میدانون مین گھوڑے دوڑانا۔ تالابون مین تیرنا۔ غرض تمام قسم کے اسپورٹ اعضا کو توانا دل کو مضبوط اور بدن کو چست کرتے ہین اور وقت پڑے پر کام آتے ہین۔ ایک زمانہ تھا کہ ہمارے بزرگون کی زندگی ان ہی مشاغل مین بسر ہوتی تھی اور اسی سبب سے وہ ہم سے کہین زیادہ طاقتور اور بہادر ہوتے تھے اگر ہمین کسانون کی طرح ہل چلانے اور کھیتی کرنے کی ضرورت نہین پڑتی تو نہ سہی گھر کے صحن مین اپنے ہاتھون سے کیاریان بنانا پودے لگانا اون کو پانی دینا اور اپنی تفریح کے لیئے ایک چھوٹا سا باغیچہ اپنے ہاتھہ سے تیار کرنا طبیعت مین پسندیدہ مذاق پیدا کرتا ہے اور نیچر کی خوشنما چیزون کی قدر کرنا اور موجودات عالم کی خوبصورتی سے حظ اوٹھانا سکھاتا ہے اسیطرح ایک چھوٹی سی کشتی کو مجمع احباب کے ساتھہ یا تنہا اپنے ہاتھہ سے کھینا اور سیر آب کے لطف اوٹھانا نہ صرف مسرت بخش مشغلہ ہے بلکہ قیام صحت کے لیئے عمدہ ورزش ہے اسی طرح اگر عضلات سے مناسب کام لیا جائے تو وہ مضبوط ہی ہوتے ہین لیکن اگر اون سے کام نہ لیا جائے یا زیادہ کام لیا جائے تو وہ کمزور اور ناتوان

ہو جائین گے اور سکڑ جائین گے - ہر عضو ایک خاص کام کے لیے بنایا گیا ہے اور اُس سے وہ کام مناسب طور پر لیا جائے تو وہ مضبوط ہوتا ہے اور کام کرنے کی قوت باقی رہتی ہے لیکن اگر اوس سے کام لینا چھوڑ دین تو اوس کام کی قوت بھی اوس سے رفتہ رفتہ جاتی رہے گی - ہاتھ پاؤن - دماغ اور آنکھین غرض کل اعضا، اوس وقت تک کام کر سکتے ہین جب تک کہ اون کی قوت کے مطابق اون سے کام لیا جائے نہین تو تھوڑے دن مین بیکار ہو جاتے ہین اور انسان بیمار ہو جاتا ہے - یہہ خیال رکھنا چاہیے کہ سترہ اٹھارہ سال کی عمر سے پہلے لڑکے اور لڑکیان جس قدر قوت و طاقت حاصل کرلین اوس سے ہی یہہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ بڑے ہوکر وہ کیسے صحیح المزاج اور توانا ہون گے - جب لڑکے بڑے ہو جاتے ہین تو اون کو اکتساب معاش کے لیے سخت سخت محنتین اوٹھانی پڑتی ہین اس لیے اوائل عمر مین ایسی عادت ڈالنی اور قوت حاصل کرنی چاہیے کہ بڑی عمر مین وہ محنت کے کام کر سکین اور اون کے اعضائے بدنی و ذہنی اچھی طرح کام دے سکین - جمناسٹک کرنا - ڈنڈ پیلنا - مگدر ہلانا - اوچھلنا - کودنا - دوڑنا بھاگنا - سب مفید صحت ہین اور اعضائے بدن کو قوت بخشتے ہین -

اصلی خوبصورتی

نوجوانی اور نمو کے زمانہ مین ورزش کرنے سے جسم بنتا اور خوبصورت ہوتا ہے تیس پنتیس برس کی عمر مین ورزش کرنے سے بدن کی خوبصورتی اور مضبوطی قائم رہتی ہے - خوبصورتی صرف یہی نہین ہے کہ انسان کا رنگ اُجلا اور صاف ہو بلکہ اصلی خوبصورتی یہ ہے کہ جسم سڈول اور موزون ہو اعضا، استوار اور پُر گوشت اعصاب پختہ اور کھنچے ہوئے ہون - یہہ خوبیان ورزش سے پیدا ہوتی ہین - سینہ چوڑا ہوتا ہے پٹھے مضبوط ہوتے ہین تنفس مین سہولت اور دل کی حرکت مین تیزی پیدا ہوتی ہے - ہڈیان پسلیان مضبوط ہوتی ہین - کھانا خوب ہضم ہوتا اور جزو بدن ہوتا ہے - کھانا کھاتے ہی یا خلو معدہ مین ورزش نہین کرنی چاہیے کمزور آدمیون کو لازم ہے کہ صبح کی ہواخوری کو جانے سے پہلے کچھ کھا لیا کرین -

جن لوگون کی عمر پینتیس سال سے زیادہ ہے وہ بہت زیادہ ورزش کرنے سے پرہیز
کرین کیونکہ عصبی طاقت بہت صرف ہوتی ہے اور اس زمانہ مین اعضاء بدن
ایسے لچکدار نہین رہتے جیسے کہ اوائل عمر مین تھے اور اس سبب سے محنت کی
تکان اون سے جلدی رفع نہین ہوتی لیکن ان لوگون کو بھی باقاعدہ ہلکی ورزش
روزانہ کرنی مفید ہے۔

۲۔ تفریح۔ قیام حیات کے لیئے ضروری چیز پاک وصاف ہوا ہے۔ جس قدر
پاک وصاف ہوا ملے گی اوسی قدر صحت زیادہ عمدہ اور درست ہوگی۔ کہانا تو دنمین
دو تین ہی دفعہ کہاتے ہین لیکن ہوا کی ضرورت ہردم ہے۔ صاف ہوا سے خون
زیادہ صاف ہوتا ہے اور ناصاف ہوا خفیف زہر کا اثر رکھتی ہے اگرچہ ہم لوگ چھوٹے
مکانون مین اکھٹے رہتے ہین جن مین ہوا صاف نہین رہ سکتی لیکن پھر بھی مکان
ہوادار بنانا چاہیے اور کمرہ مین ایسے دریچہ رکہے جائین جن مین ہوا کی آمد و رفت خوب
ہو۔ جب ہوا صاف نہین ہوتی تو دل کا عمل بھی کمزور ہوجاتا ہے اور آلات تنفس صاف
نہین رہتے بلکہ تمام جسم کا نشو و نما اچھی طرح نہین ہوتا۔ رات کو منہ لپیٹ کر سونے کی
عادت بھی مضر صحت ہے کیونکہ تازہ ہوا کپڑے کے اندر نہین جاسکتی اور وہی خراب
ہوا بار بار آلات تنفس مین جاکر آلات تنفس کو خراب کرتی ہے۔

صبح و شام ہوا خوری کرنا جنگل۔ میدان۔ کہیت۔ اور باغ مین دور دور نکل جانا
اور جس قدر ہوسکے تماشائے قدرت سے دل بہلانا۔ حفظان صحت کے لیئے اول درجہ
کا مفید عمل ہے۔ زمین و آسمان جنگل اور میدان۔ ندی۔ نالے۔ دریا اور تالاب
پہاڑ اور سمندر فطرت کے سبق آموز ہین اور جو کچھ ہم کتابون سے سیکھتے ہین اوس سے
زیادہ یہہ ہمین سکھاتے ہین۔ کیونکہ ایسے مقامات کی سیر کرنے سے قوت متخیلہ کو بہت بڑی
ترقی ہوتی ہے۔ ایسے مقامات پر قدرت کے دلفریب منظر دیکھنا اور اوسکی بے انتہا
خوشنما دستکاریون کا مزا لوٹنا نہ صرف چاق و چوبند کرتا ہے بلکہ افکارات اور پریشانی
یا انقباض طبع کو دور کرکے تسکین و راحت بخشتا ہے اور جو دل کہ پہلے آلام اور افکارات

سچی تفریح

کے بوجھ سے دبا جاتا تھا کسی قدر بلکہ بہت کچھ ہلکا ہو جاتا ہے اور طبیعت پر بشاشت
چھا جاتی ہے۔ اگرچہ بظاہر یہ نہ معلوم ہو کہ یہہ انقلاب کیونکر ہوا۔ کسی نے سقراط
سے پوچھا کہ سچی تفریح کیا ہے اوس نے جواب دیا کہ سچی تفریح وہ ہے جو خوشنما رنگ
خوشنما صورت۔ خوشبودار مہک اور دل فریب آواز یا کسی ایسی چیز سے پیدا ہو جسکی
موجودگی مسرت بخش اور دل خوشکن ہو لیکن اگر وہ کیفیت جاتی رہے تو تکلیف نہ ہو
ایسے اوصاف کا مجمع سوائے سبزہ و شاداب جنگلون یا باغون کے اور کہان مل سکتے ہین
قدرتی پہولون کے رنگ سے زیادہ عمدہ رنگ اون کی صورت سے زیادہ خوشنما
اور دل فریب صورت اون کی خوشبو سے زیادہ بہتر خوشبو جو ہوا مین عطر افشانی کر کے
اپنی مہک کو دور دور پہونچاتی ہے اور کہان مل سکتی ہے؟ اور جہان وہ چہوٹے
چہوٹے آزاد گویئے جو رنگا رنگ کے پرون کا فاخرہ لباس پہنے ہوئے اون قدرتی
تازنینون کی محفل مین خالق اکبر کی قدرت کے راگ ڈال ڈال پر گاتے پہرتے
ہین ثابت کرتے ہین کہ ان کی آواز سے زیادہ دلکش کوئی آواز نہین ہے۔ اور
پہر کس قدر بے آزار کہ جب یہہ سمان بدل جائے تو نہ کسی دل پر ملال نہ کسی طبیعت پر رنج
لوگ بعض موسمون کو برا کہتے ہین لیکن اصل مین کوئی موسم برا نہین ہے۔
ہر موسم مین تفریح حاصل ہوتی ہے لیکن مختلف طرح سے۔ گرمی۔ جاڑا۔ برسات
موسم بہار اور خزان صبح اور شام۔ رات اور دن۔ دہوپ اور ابر۔ دریا اور سمندر
درخت اور پودے۔ پہل اور پہول بلکہ موجودات عالم کی کل چیزین اور ہر ایک کا تغیر
حقیقت مین نظر کے لیئے دل فریب ہے لیکن افسوس ہے کہ ہمین ان سے لطف
اوٹہانا نہین آتا۔ ہم رات رات بہر تہیٹر کے دنگل اور ناچ گانے کے جلسون مین
صرف کر دیتے ہین جو مضر صحت مضر اخلاق اور اصراف بیجا مین داخل ہین۔ اور ان
بے انتہا مسرت بخش چیزون سے حظ حاصل کرنے کی ہمین پروا ہی نہین ہوتی
یہہ ہماری تعلیم اور تربیت کا قصور ہے کہ ہم کو بچپنے مین اصلی خوبصورتی کی قدر کرنا اور
اوس کا حظ اوٹہانا نہین سکہایا جاتا لیکن جو لوگ چشم بصیرت سے خالق کی دستکاریون کو

دیکھتے ہین وہ جانتے ہین کہ ایک تیتری سے کے پرین جو خوشنما اور حیرت انگیز رنگ ہین وہ آنکھ سے کسی پردہ مین نہین۔ عیش پرستی اور لہو ولعب کی زندگی کو ہم لوگ مزے کی گزران کہتے ہین لیکن اصل مین یہ طرز حقیقی خوشی سے بہت دور ہے۔ اور جب اس کا نقصان اوٹھانا پڑتا ہے تو لوگ دنیا کو بُرا کہنے لگتے ہین لیکن اصل مین خود انسان ہی کا قصور ہے انسان کی زندگی کی قیمت اوسکی اخلاقی حالت سے اندازہ کی جاسکتی ہے۔ روح اور جسم دونون مل کر انسان کی تکمیل کرتے ہین۔ روح کا کام یہ ہے کہ وہ جسم پر عقلمندی سے حکم چلائے اور اوس کو بھٹکنے نہ دے لیکن اگر اسکے خلاف جسم روح پر حکم چلائے اور عقل کا کہنا نہ مانے تو روح و جسم کا ملاپ نہین رہ سکتا اور انسان بے وقوف اور مصیبت زدہ بن جاتا ہے۔

پرہیزگاری مد صحت ہے

صحت زیادہ تر عمدہ عادات اور استعمال کی اشیاء پر منحصر ہے اور اگر اس کا خیال رکھا جائے تو ادویات کی ضرورت نہین پڑتی اصول صحت کے خلاف نہ کرو اور طبیعت کو اس قدر توانا اور بشاش رکھو کہ امراض کی مزاحمت کرسکے۔ تو یہ ہزار دواؤن کی ایک دوا ہے۔ غصہ۔ غم۔ رنج۔ فکر۔ نفرت اور خوف بشاشت کو کھو دیتے ہین اور اسی سبب سے صحت پر بُرا اثر ڈالتے ہین۔ اس کے برخلاف بشاشت خوش دلی۔ نیک مزاجی تسکین خاطر صحت کے بڑے مد ہین سستی کاہلی۔ عیاشی۔ اوباشی سے اس قدر لوگ قبل از وقت مرتے ہین کہ زیادہ محنت اور کام کرنے سے ہرگز نہین مرتے۔ اگر علی الصباح اوٹھکر ورزش اور ہوا خوری سے دماغ کو تازہ کیا جائے اور پرہیزگاری کی عادت ہو تو سخت سے سخت محنت کا بھی تحمل ہو سکے گا۔

تہذیب مضر صحت ہے

یہہ کم تعجب کی بات نہین ہے کہ وہ حیوانات جن مین نہ انسان کی برابر عقل ہے نہ علم ہے اپنی اپنی عمر طبعی کو پہونچ جاتے ہین اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ عمر طبعی سے پہلے مرین۔ مثلاً کتا سولہ سال تک زندہ رہ سکتا ہے۔ بلی دس سال تک۔ گھوڑا پچیس سال تک یہہ حیوانات عموماً اتنی عمر تک زندہ رہتے ہین۔ لیکن انسان کی

طبعی عمر ستر سال ہے اور اس کی زندگی کا یہہ حال ہے کہ باوجود فضل و دانش
کے جن ممالک مین حفظان صحت کا بہت خیال ہے وہان بہی بحساب اوسط عمر
بیالیس سال سے زیادہ نہین ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ انسان کی یہ
تہذیب اور شائستگی ہی انسان کے لیئے باعث مضرت واقع ہوئی ہے۔ لوگ
بڑے بڑے شہرون اور گنجان آبادیون مین رہتے ہین۔ اونچے اونچے مکانات
اور عمارات بناتے ہین۔ کہانے پینے مین وہ وہ تکلفات کرتے ہین کہ قوا ر معدہ
وجگر (جاذبہ ماسکہ وہاضمہ ودافعہ) کے لیئے مضر ہو جاتے ہین۔ شراب وکباب کی
لذتون مین پڑکر صحت کو خراب کر لیتے ہین اون عیاشون کا تو کیا کہنا ہے جو راتدن
رنگ رلیان منائین اور اپنی صحت کو بگاڑلین اسی طرح بعض لوگ ایسے پیشے کرتے
ہین کہ وہ بہی مضرت سے خالی نہین۔ مثلاً قصابی۔ رنگریزی۔ دباغی وغیرہ
حیوانون کی نسبت انسان پر وبائی امراض کا اثر بہی زیادہ
ہوتا ہے۔ موروثی امراض کا اثر بہی انسان پر زیادہ پڑتا ہے۔ تمدن انسان
کو عزلت گزینی اور آبادی سے کنارہ کشی کی اجازت نہین دیتا اور ان سب کا
یہ نتیجہ ہے کہ بہت کم انسان عمر طبعی کو پہونچتے ہین اور بہت جلد موت کا شکار ہوجاتے ہین
۳۔ صفائی۔ طبی تحقیقات سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ بہت سی متعدی بیماریان صفائی
غلاظت کے وجود اور صفائی کے نہ ہونے سے پیدا ہوتی ہین۔ ہمارا بدن
ہمارا گہر۔ ہمارے اردگرد کی کل جگہہ۔ پانی کہانا۔ سب نہایت صاف اور پاک
ہونا چاہیئے۔ بدن کو صاف رکہنے کے لیئے ہر روز صاف پانی سے نہانا لازم ہے
انسان کے بدن مین وہ مادہ جو جسم کو بناتا اور بدل ماتحلل ہوتا ہے ہر وقت پکتا
رہتا ہے اوس مادّہ کے پکنے مین بہت سا میل اور فضلہ باقی رہ جاتا ہے۔ فضلہ
مسامات کی راہ سے پسینہ کے ساتہہ نکلتا ہے اس واسطے مسامات کو کشادہ رکہنے کیلیئے
بدن صاف رکہنا نہایت ضرور ہے۔ ورنہ جلدی امراض پیدا ہوکر صحت خراب ہوجاتی ہے
لوگ شہرون قصبون اور گاؤن مین مل کر رہتے ہین اگر سب لوگ صفائی کا

انتظام رکہیں اور حفظان صحت کے اصول پر عمل کرین تو اوس آبادی مین بیماری بہت کم ہو جاے گی اور اموات گہٹ جائین گی۔ ایک شخص کی مضر صحت عادتین صرف اوسی کو نقصان نہین پہونچاتین بلکہ اوس کے ٹروسیون پر بہی اوس کا اثر پڑتا ہے اس طور پر جو چیز ایک شخص کو نقصان پہونچا سکتی ہے وہ تمام آبادی کو نقصان پہونچانیکا سبب ہو سکتی ہے اور یہی وبائی امراض کے شیوع کی اصل ہے یہ اچہی طرح سمجھہ لینا چاہیئے کہ جہان آبادی زیادہ ہوگی وہان امراض کے اسباب ہمیشہ پیدا ہوتے رہین گے اور اگر ان اسباب کو دور کرنے کی کوشش نہ کی جاے تو ہمیشہ بڑہتے جائین گے۔ افسوس یہ ہے کہ لوگ اس طرف توجہ نہین کرتے۔ اور اوس وقت تک اون کو خبر نہین ہوتی جب تک کہ کوئی سخت وبائی مرض نہ پہیل جاے اور لوگون کی جان معرض ہلاکت مین نہ پڑے۔ اس سبب سے مہذب سلطنتون نے لوگون کو صفائی رکہنے پر قانوناً مجبور کیا ہے اور اگر بازارون سڑکون اور آبادی کے قریب مقامات پر کوئی شخص غلاظت پہیلاے تو قانوناً اوسے سزا ملتی ہے ہماری گورنمنٹ کی یہ توجہ بیشک قابل شکریہ ہے۔ اور لوگون کو ان قوانین کی سخت پابندی کرنی چاہیئے۔ لیکن پہر بہی جیسی چاہیئے ویسی صفائی نہین رہتی۔ اور یہ گورنمنٹ کا قصور نہین بلکہ عام رعایا کا قصور ہے کہ وہ اپنے مکانات وغیرہ صاف نہین رکہتے۔ اگر ہر شخص اس قدر انتظام رکہے کہ اپنا مکان اور مکان کے گرد و نواح کی جگہہ صاف و پاک رکہے تو سارا شہر صاف رہے اور لوگون کی صحت مین خلل نہ ہو جس شخص کے مزاج مین صفائی کا خیال نہین وہ صرف اپنا ہی نہین بلکہ سب لوگون کا دشمن ہے۔

کیونکہ قوم کی زندگی اور قوت کی ایک علامت یہ ہے کہ اوس کی آبادی نہ صرف وسیع ہو بلکہ تندرست بہی ہو اور قوم کے بہت سے افراد کی صحت و تندرستی علم و صنعت و حرفت زراعت اور تجارت مین کامیابی کا سبب ہوتی ہے۔ پس جو شخص کہ لوگون کی صحت مین خلل ڈالنے کے کام کرے وہ اپنی جان کا اور اون تمام لوگون کا جنہین وہ ہتلائے جانی دشمن ہے

ضروریات زندگی

ہوا۔ پانی اور غذا۔ دنیا مین جسم کے قائم رکہنے کے لیے بہت سی چیزون کی ضرورت

ہوتی ہے۔ مثلاً ہوا۔ پانی۔ کہانا۔ کپڑا دہوپ لیکن ان مین ہوا سب سے زیادہ مقدم ہے۔ انسان پیدا ہوتے ہی سانس لیتا ہے اور جب مرتا ہے تب ہی سانس بند ہوتا ہے۔ اگر ایک دم سانس لینے کو ہوا نہ ملے تو جان کے لالے پڑ جاتی ہین دم گہٹ جاتا ہے۔ جان ادہ موئی ہو جاتی ہے اور اگر تہوڑی دیر یہ حالت رہے تو دم نکل جاتا ہے۔ دنیا مین ہوا کی کمی نہین جس قدر قیام زندگی کے لیئے اس کی زیادہ ضرورت ہے قدرت نے اوسی قدر افراط سے پیدا کی ہے کہ بیسہ خرچ کیے بغیر بلا طلب مل جاتی ہے لیکن اس دنیا مین انسان کے واسطے جو چیز مہیا کی گئی ہے خواہ دنیا مین اوسکی قلت ہو یا کثرت ہو انسان کی محنت اوس مین ضرور درکار رہے۔ ہوا کے پیدا کرنے مین انسان کی محنت کی ضرورت نہین لیکن صاف رکہنے مین انسان کی محنت کو بڑا دخل ہے۔ زندگی کا مدار بیشک ہوا پر ہے لیکن صحت قائم رکہنے کے لیئے صاف ہوا کی ضرورت ہے اگر ہوا ناصاف ہوگی تو صحت کو نقصان پہونچائے گی اور اگر بہت ہی خراب ہوگی تو بجائے قیام حیات کے موت کا باعث ہوگی اور پہر ایک کی نہین بلکہ ہوا کی خرابی شہر کے شہر صاف کر دیتی ہے۔ اکثر بڑے شہرون اور آبادیون مین بیماری کا سبب یہی ہوتا ہے کہ اوس بستی کی صفائی اچہی نہین ہوتی اور ہوا مین زہریلے اور مضر صحت بخارات ملے رہتے ہین اور وہی ہوا سانس کے ساتہ پہیپہڑے مین جاتی اور جسم کو خراب کرتی ہے۔ ایک جوان آدمی ایک سانس مین معمولاً پچیس یا تیس مکعب انچ ہوا سونگہہ جاتا ہے اور اگر بڑا سانس لے تو اس سے کہین زیادہ یعنی ایکسو تیس مکعب انچ یا ایک گیلن ہوا سونگہہ سکتا ہے۔

ہوا کی ترکیب

ہوا گویا ایک سمندر ہے جس مین ہم اس طرح رہتے ہین جیسے مچہلیان پانی مین سطح زمین سے پچاس میل تک ہوا اس قابل ہے کہ اوس مین سانس لیا جا سکتا ہے۔ آگے بڑہکر ہوا تو موجود ہوتی ہے مگر اس قدر نہین کہ سانس لیا جا سکے یا کوئی جاندار زندہ رہ سکے۔ یہہ ہوا دو گاسون سے مرکب ہے ایک کا نام اوکسیجن ہے اور دوسری کا نام نائٹروجن۔ اس کے علاوہ ہوا مین آبی بخارات کاربانک ایسڈ گاس اور اموینا

(نوسا ور) ملا ہوا ہوتا ہے لیکن یہ چیزین ہوا کے اجزا نہین ہین - کاربانک ایسڈ گاس اور امونیا تو ایسی کم مقدار مین ہوتے ہین کہ تنفس پر اون کا کچھ اثر نہین پڑتا نہ یہ دونو انسان کی حیات کے لیے ضروری ہین البتہ نباتات پر انکا بہت عمدہ اثر ہوتا ہے - جہان کہین آبادی گنجان ہے اور صفائی کا خیال نہین ہے وہانکی ہوا مین نباتی اجزا زہریلے بخارات حیوانات کے فضلات کے ذرے اور ایسی ہی مضر اجزا ملی ہوئی ہوتی ہین

آکسیجن اور نائٹروجن جو ہوا کے اجزا ہین تقریباً ایک اور چار کی نسبت سے ہوتے ہین یعنی سنو حصہ ہوا مین اکیس حصہ آکسیجن اور اُناسی حصہ نائٹروجن گاس ہوگی - ان مین آکسیجن ممد حیات ہے اس سے خون صاف ہوتا ہے زندگی قائم رہتی ہے آگ روشن ہوتی ہے - یہی گاس ہلکی ہلکی بدن کے اندر جلتی رہتی ہے لیکن یہ گاس بہت تیز ہے اگر صرف آکسیجن ہی ہو تو ایک دم سے جل اوٹھے اور ساری کائنات جلا دے - انسان اور حیوان سب جل کر خاکستر ہو جائین قدرت کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہین اوس نے اس کے ساتھہ نائٹروجن اتنی مقدار مین ملادی ہے کہ یہ تیزی کم ہوگئی اور اوسی قدر رہ گئی جس قدر بکار آمد اور مفید ہے - نائٹروجن بے آزار گاس ہے اور وہ آکسیجن کی حرارت اور تیزی کو اعتدال پر رکھتی ہے لیکن نائٹروجن فی نفسہ ممد حیات نہین ہے اگر کسی حیوان کو صرف نائٹروجن گاس مین رکھا جاے تو فوراً مرجائیگا - یا شمع روشن کرو تو گل ہو جاے گی - غرض مفید حیات وہی مرکب ہے جو قدرت کاملہ نے پیدا کیا ہے -

ہوا کی خرابی کے اسباب

سانس کے ساتھہ جو ہوا باہر نکلتی ہے اوس مین آبی بخارات ملے ہوئے ہوتے ہین - اگر ایک جوان آدمی کے سانس کا اندازہ کیا جاے تو چوبیس گھنٹہ مین نو اونس سے لیکر گیارہ اونس تک پانی سانس کے ساتھہ نکل کر ہوا مین مل جاتا ہے - جاڑے کے موسم مین تو یہ بخارات صاف منہہ سے نکلتے ہوئے معلوم ہوتے ہین - اگر کسی آئینہ پر سانس لو تو اوس کی سطح بھیگ جاتی ہے آبی بخارات کے علاوہ کاربانک ایسڈ گاس بھی سانس کے ساتھہ نکلتی ہے آبی بخارات اور کاربانک ایسڈ گاس

صحت کے لیے مضر نہین لیکن ان دونون کے علاوہ سانس کے ساتھہ حیوانی
مادہ بہی نکلتا ہے اور یہ چیز البتہ مضر صحت ہے اور اگر ہوا مین زیادہ مقدار مین
ملا ہوا ہو تو قاتل ہے۔ اس طرح سانس لینے سے ہوا خراب ہو جاتی ہے اور
اگر وہی ہوا جو ایک بار سانس کیساتہہ باہر نکلی ہے پہر سانس کے ساتھہ اندر جائے تو صحت
پر برا اثر ڈالتی ہے۔ جن چھوٹے چھوٹے مکانون مین بہت سے آدمی مل کر رہتے
ہین اون کی صحت اسی سبب سے خراب ہو جاتی ہے کہ جو ہوا سانس لینے سے
خراب ہو گئی ہے وہی ہوا پہر اون کو سونگہنی پڑتی ہے اور اس طرح خون صاف
نہین رہتا بلکہ غلیظ اور خراب ہو جاتا ہے اور بیماری کے بیج جڑ پکڑ جاتے ہین۔ چنانچہ
درد سر۔ بدہضمی۔ کمزوری وغیرہ امراض پیدا ہوتے ہین۔ جو لوگ کہلے میدانون مین
رہتے ہین اون کی صحت اسی سبب سے شہر کے اندر رہنے والون کی نسبت
زیادہ عمدہ ہوتی ہے۔

ہوا مین جو خراب مادہ ملا ہوا ہوتا ہے وہ دکہائی نہین دیتا لیکن بدبو محسوس
ہوتی ہے اور اگر بدبو زیادہ ہو تو سمجہ لو کہ اس مین خراب اجزا بہی زیادہ ہین جو لوگ
صاف ہوا مین رہنے کے عادی ہین اون کو ذراسی بدبو بہی صاف محسوس ہوتی
ہے اور وہ پہچان جاتے ہین کہ فلان جگہہ کی ہوا خراب ہے اور جہان تک ممکن ہو
اوس کے صاف رکہنے کی تدبیر کرتے ہین لیکن جو لوگ خراب اور بدبودار ہوا مین
رہتے ہین وہ اس کے ایسے عادی ہو جاتے ہین کہ اونہین محسوس نہین ہوتا
کہ ہوا مین کیا کچہہ خراب اور بدبودار اجزا ملے ہوئے ہین۔

تنفس حیوانات کے علاوہ اور اسباب بہی ہین جو ہوا کو خراب کر دیتے ہین۔
مثلاً آگ اور لمپ کے جلنے سے بہی ہوا خراب ہوتی ہے کیونکہ آگ اور لمپ وغیرہ
بغیر اکسیجن کے نہین جل سکتے اور اس طرح ہوا کی اکسیجن جو ممد حیات ہے خرچ ہو جاتی
ہے اور اس مین سے کاربانک ایسڈ گاس اور طرح طرح کے بخارات نکل کر ہوا مین
ملتے ہین اس لیے جس کمرہ مین آگ یا لمپ زیادہ روشن ہون وہان ہوا بہی زیادہ ہو جاتی ہے

مردہ جانورون اور نباتات کے سڑنے سے بھی ہوا خراب ہوتی ہے کیونکہ زمین سے متعفن بخارات نکل کر ہوا مین مل جاتے ہین اور جب سانس کے ساتھہ اندر جاتے ہین تو صحت پر خراب اثر ڈالتے ہین اس واسطے مکان اور اوس کے اردگرد کی زمین کو کوڑے اور فضلات سے بہت پاک رکھنا چاہیئے۔

میلے کپڑے اور میلی دیوارین اور میلا اسباب بھی ہوا کو خراب کرتا ہے۔ اور ان مین سے بدبو آتی ہے لہذا گھر کی ساری چیزون کو حتی الامکان پاک و صاف رکھنا واجب ہے جس مکان مین دروازے اور کھڑکیان اتنی کافی ہونگی کہ ہوا۔ اور دھوپ آسکے تو اوس مین بدبو کی شکایت نہ ہوگی۔

جس طرح انسان کے جسم مین ہوا داخل ہوتی ہے اوسی طرح زمین کے اندر بھی داخل ہوتی ہے لیکن جب اوس مین سے نکلتی ہے تو بہت سے بخارات اور نباتی حیوانی مادون کے ذرات اور خراب اجزا جو زمین مین موجود ہوتے ہین ہوا مین مل جاتے ہین۔ جہان کہین کوڑا کرکٹ مزبلہ اور ناپاک فضلات اور ایسی ہی بدبودار چیزین پڑی ہوتی ہین۔ موریان بہتی ہین۔ فضلات کے ڈھیر لگے رہتے ہین وہانکی زمین مین زہریلے مادہ بہت زیادہ ہوتے ہین اور بہت کثرت سے ہوا کو خراب کرتے ہین اس کا علاج یہی ہے کہ جہان تک ممکن ہو گھر کی اور گھر کے گرد و نواح کی زمین پاک و صاف رکھین۔ قبرستان آبادی سے دور بنائین۔ مویشی کو کھلے میدان مین رکھین۔ گھر کا کوڑا اور تمام فضلات کو نکال کر دور پھنکوا دیا کرین اور وہ تدابیر اختیار کرین جو ہوا کو صاف رکھتی ہین۔ بڑی بات یہ ہے کہ مکان مین ہوا اور دھوپ آنے کا راستہ کافی ہو دوسرے یہ کہ جہان تک ممکن ہو صفائی رکھی جائے۔ مکان مین چھت کے قریب درآمد و برآمد ہوا کے لیئے دریچہ رہنے چاہئین تاکہ خراب ہوا نکل جائے اور باہر کی صاف ہوا اندر داخل ہو اور جیسی باہر کی ہوا صاف ہے ایسی ہی کمرہ کے اندر کی ہوا بھی صاف رہے

پانی

ہوا سے دوسرے درجہ پر پانی کی ضرورت ہے۔ اگر کھانا نہ ملے اور پانی ملتا رہے تو انسان چند روز تک زندہ رہ سکتا ہے۔ انسان کے جسم سے پانی کئی طرح خارج ہوتا ہے

پھیپھڑے کے بخارات ۔ پسینہ ۔ پیشاب ۔ سب پانی ہی ہین اور جس قدر پانی خارج
کم ہوجاتا ہے اوس کی بجائے صاف پانی مناسب مقدار مین پینا چاہیے ۔ یہ پانی
بدن مین جاکر بہت سے کام کرتا ہے ۔ خون کو رقیق رکھتا ہے تاکہ وہ بدن مین اچھی طرح
دورہ کرسکے اور باریک رگون مین بھی بآسانی پہونچے ۔ خون کے اس فعل سے سارے
بدن کا نشو و نما ہوتا ہے ۔ اگر بدن مین ضرورت سے کم پانی ہو تو خون اس قدر غلیظ ہوجاتا
ہے کہ باریک رگون اور شرائین مین نہین پہونچ سکتا ۔ بعض رگین تار عنکبوت سے بھی
زیادہ باریک اور نازک ہین کہ بغیر خوردبین کی مدد کے نظر ہی نہین آسکتین لیکن خون اونمین
بھی پہونچ جاتا ہے اور پہونچنا ضرور ہے ورنہ اگر خون کا دوران کم ہو اور وہ اتنا غلیظ ہوجائے
کہ رگون مین اچھی طرح دوڑ نہ سکے تو متعدد امراض اور مرض ہیضہ پیدا ہوتا ہے ۔ پانی ہی سے
غذا معدہ مین تحلیل ہوتی ہے اور رگون مین پہونچکر ہر ایک حصہ بدن کی پرورش کرتی ہے پانی ہی
کے سبب سے بدن میل سے صاف رہتا ہے اور جلدی امراض پیدا نہین ہوتے
لیکن یہ سارے فائدے اوس وقت اچھی طرح ظاہر ہوتے ہین جبکہ وہ پانی جو استعمال
کیا جائے پاک و صاف ہو ورنہ بجائے فائدے کے اولٹا نقصان اوٹھانا پڑتا ہے ۔
اور انسان طرح طرح کی بیماریون مین گھر جاتا ہے ۔ ناصاف پانی سے اکثر مہلک اور خراب
امراض پیدا ہوتے ہین مثلاً شکایات امعاء ۔ ہیضہ ۔ پیچش ۔ اسہال ۔ ملیریا ۔ تپ لرزہ
تپ نوبت ۔ تاپ تلی ۔ امراض جگر ۔ ضعف معدہ ۔ سنگ مثانہ ۔ نارو وغیرہ اس سبب سے
اس امر کا ہمیشہ اہتمام رکھنا چاہیئے کہ استعمال کے واسطے صاف پانی مہیا کیا جائے
اور خواہ کتنا ہی خرچ اور محنت کیون نہ کرنی پڑے برداشت کرکے صاف
پانی حاصل کرنے مین کبھی دریغ نہ کیا جائے اور یہ احتیاط رکھی جائے کہ جس چشمہ یا کوئین
کا پانی پینے اور کھانا پکانے کے کام مین آتا ہے اوسے لوگ خراب اور غلیظ نہ کرین ۔

پانی دو گاسون اوکسیجن اور ہائڈروجن سے بنا ہے ۔ جو پانی مین ایک اور آٹھ
کی نسبت سے ملی ہوتی ہین ۔ انسان کے جسم مین پانی کی ایک بڑی مقدار کئی
ذریعے سے داخل ہوتی ہے اور خود انسان کے جسم مین جو کہ بظاہر گوشت کا معلوم ہوتا ہے

تقریباً ۳/۴ وزن پانی کا ہے۔ جو چیز ہم کہاتے ہین اوس مین کم وبیش پانی ملا ہوا ہوتا ہے۔ سیر بہر گوشت مین چوبیس اونس پانی ہوتا ہے یہی حال آلوٴن کا ہے آدہ سیر چپاتیون مین چہ اونس پانی ہوتا ہے۔ ترکاریون مین عموماً ۹/۱۰ حصہ پانی ہے شربت۔ چاء۔ کافی وغیرہ تو پانی ہی ہین۔ کہانے اور سالن مین بہت سی حصہ پانی ہوتا ہے

پانی کے حاصل ہونے کے بہت سے ذرائع ہین اون مین سے بعض کا پانی بہت صاف ہوتا ہے بعض کا غلیظ۔ بعض کا بے احتیاطی سے ناصاف ہوجاتا ہے اور اگر احتیاط رکہی جائے تو پاک وصاف رہتا ہے۔

بارش کا پانی — بارش کا پانی زمین پر پڑنے سے پہلے بہت صاف و مقطر ہوتا ہے اور کسی صاف برتن مین جمع کرکے پئین تو بہت مفید صحت ہے۔ ہند کے بعض مقامات مین لوگ چہتون یا زمین کے غارون سے بارش کا پانی جمع کرتے ہین لیکن یہ پانی صاف نہین رہتا کیونکہ اس مین چونہ مٹی۔ اور اوس کے ساتہہ اور بہت سے خراب اجزا مل جاتے ہین۔

دریا کا پانی — دریا کا پانی عموماً ناصاف اور بدمزہ ہوتا ہے اوس مین مٹی اور کوڑہ وغیرہ بہت ملا ہوا ہوتا ہے۔ بڑے بڑے دریاؤن کا پانی جو بہت تیز بہتے ہین چہاننے اور صاف کرنے کے بعد پینے کے قابل ہوسکتا ہے۔ دریاؤن کے پانی خراب ہونے کا سبب یہ ہے کہ عموماً بڑے بڑے شہر دیہات اور گاؤن دریا کے کنارے آباد ہوتے ہین لوگ اون مین جاکر نہاتے اور کوڑہ اور فضلہ پہینکتے ہین۔ مردے جلاتے اور کپڑے دہوتے ہین اور سارے شہر کی موریان بہکر دریا مین جاتی ہین اگر دریا ان خرابیون سے پاک ہو تو اوسکا پانی ایسا ناصاف نہوگا کہ قابل استعمال نہو

چشمہ کا پانی — چشمہ کا پانی عموماً بہت صاف اور عمدہ ہوتا ہی اور پینے کیلیے سب سے عمدہ پانی یہی ہے

جہیل کا پانی — جہیل کا پانی ہمیشہ بہت ناپاک اور ناصاف ہوتا ہے اس مین نباتی اجزا بہت ملے ہوئے ہوتے ہین اور گلا سڑا نباتی مادہ۔ ملیریا بخار ہیضہ وغیرہ بیماریان پیدا کرتا ہے۔ اول تو ایسا پانی پینا ہی نہین چاہیے اور اگر کبہی ایسا اتفاق ہو کہ سوا

جھیل کے اور کوئی پانی ہی نہ ملے تو پہلے پانی کو جوش کرکے چھان لینا مناسب ہے

کنوئین کا پانی

کنوئین کا پانی - بعض کنوئین زیادہ عمیق نہین ہوتے اور سطح زمین سے بیس سے چالیس فٹ کے اندر پانی نکل آتا ہے - ان کنوؤن کے پانی مین معہ خراب اجزا، اور گلا سڑا مادہ جو زمین پر پڑا ہوتا ہے مل جاتا ہے اور اس سبب سے ایسے کنوؤن کا پانی صاف اور عمدہ نہین ہوتا اسلیے پینے سے پہلے اوسے صاف کرنا چاہیئے بعض کنوئین چالیس پچاس فیٹ گہرے ہوتے ہین اور اون کی تہ پھوڑکر پانی نکالا جاتا ہے یہہ پانی نہایت صاف اور عمدہ ہوتا ہے اور اسمین کوئی خراب مادہ ملا ہوا نہین ہوتا

تالاب کا پانی

تالاب کا پانی بھی کسی قدر ناصاف اور کثیف ہوتا ہے اور لوگ اوس مین نہانے کپڑے دہونے اور مویشی کو پانی پلانے سے اور بھی خراب کر دیتے ہین جس تالاب کا پانی کم ہوکر خشک ہونے کے قریب ہوگیا ہو وہ بہت ہی ناصاف ہوتا ہے -

خندق کا پانی

خندق اور گڑھون کا پانی بہت ہی ناپاک ہوتا ہے اور اس کا استعمال کرنا نہایت ہی مضر صحت ہے اور جب خندق اور گندے آبادی کے قریب ہون تو بہت ہی کثیف اور خراب ہوتے ہین -

دریا جھیل - تالاب اور کنڈ کا پانی انسان کی بے احتیاطی سے زیادہ خراب ہوتا ہے کہ لوگ اوس کے کنارہ کپڑے دہوتے ہین مویشی کو پانی پلاتے ہین - نہاتے ہین - نجاست دہوتے ہین - شہر کی ساری کثافت بہکر اوس مین جاکر پڑتی ہے ورنہ اگر ان باتون سے احتیاط کی جائے تو اوس کا پانی بھی ایک حد تک صاف اور قابل استعمال رہ سکتا ہے - جو پانی تیزی سے بہتا ہے وہ بند پانی کی نسبت زیادہ صاف ہوتا ہے کیونکہ اوسمین ہوا زیادہ ملتی ہے اور آکسیجن جو ممد حیات گاس ہے جو پانی کو صاف کرتی ہے -

پانی صاف کرنیکی ترکیبین

اگر کسی آبادی مین ایسا موقع ہو کہ سوائے تالاب کے اور کوئی پانی کا منبع نہ ہو تو نہانے کے تالاب جدا اور پانی پینے کے تالاب جدا ہونے چاہیئین اور پانی پینے کے تالابون کے گرد دیوار یا کٹہرا بنادین تاکہ مویشی اور جانور اوس مین سے

پانی نہ پی سکیں تالاب کے گرد درخت بھی نہ اگنے دیں تاکہ پتّے پانی میں گر کر نہ گلیں۔ اسی طرح کنوئیں کے گرد بھی منڈیر بنانی چاہیے کہ اوپر کا پانی بہ کر کنوئیں میں نہ جائے۔ جو پانی سطح زمین سے بہکر کنوئیں میں گرتا ہے اوس میں بہت سے ردی اور خراب مادے ملے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ پانی کو خراب کر دیتے ہیں اسیطرح کنوئیں کے اوپر بھی درخت چھایا ہوا نہ ہو یا کنوئیں کے اوپر ایسا پٹ بنا دیں کہ جب پانی بھر چکیں تو بند کر دیا جائے۔

جن شہروں میں نل کے ذریعے پانی پہونچایا جاتا ہے وہاں اکثر عمدہ اور صاف پانی مل سکتا ہے کیونکہ نل میں آنے سے پہلے پانی صاف کیا جاتا ہے اور نل کے پانی کو لوگ اوس طرح خراب نہیں کر سکتے جیسے کہ تالاب یا دریا کے پانی کو خراب کرتے ہیں۔ اگر نل میں آنے سے پہلے پانی صاف نہ کیا جائے تو زیادہ مفید نہیں ہوتا

صاف پانی

پانی کی خوبی یہ ہے کہ اوس کا رنگ نہو نہایت صاف اور چمکدار ہو خوش ذائقہ ہو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس میں آکسیجن اور کاربانک ایسڈ موجود ہیں۔ پانی میں کسی قسم کی بو بھی نہ ہونی چاہیے۔ اگر بہت سے عمیق پانی کو دیکھنے سے پانی نیلگون معلوم ہو تو برا نہیں ہے۔ سبز رنگ بھی بہت خراب نہیں لیکن زرد یا بھورے رنگ کا پانی عموماً مضر صحت ہوتا ہے۔

بارش کا پانی اور پہاڑی چشموں کا پانی بغیر چھانے استعمال کیا جا سکتا ہے باقی سب پانیوں کو استعمال سے پہلے صاف کرنا لازم ہے اگر پینے سے پہلے پانی کو جوش کر لیا جائے تو پانی کے وہ کیڑے جو باعث بیماری ہوتے ہیں سب مرجاتے ہیں اور اگر پانی کو دو تین بار جوش کر کے چھان لیں تو نہایت صاف اور صحت بخش ہو جاتا ہے

پانی چھاننے کی ترکیب

پانی چھاننے اور صاف کرنے کی عمدہ اور سہل ترکیب یہ ہے کہ ایک لکڑی کی گھڑونچی پر اوپر تلے تین مٹی کے گھڑے رکھیں اوپر کے گھڑے کو صاف کوئلے سے آدھا بھر دیں بیچ کے نصف گھڑے میں دریا کا ریت صاف کیا ہوا بھر دیں۔ ان گھڑوں میں ایک ایک سوراخ کر کے اوپر کے گھڑے میں پانی بھریں۔ اس طرح سب سے نیچے

کے گھڑے مین صاف پانی جمع ہوجاے گا۔ ان گھڑون پر بہی سوراخ دار چپنیان ڈہانک دین تاکہ پانی مین کوئی چیز یا گرد و غبار نہ پڑے اور اوس مین سے پرندے پانی نہ پیین اور کیڑے نہ گرین اس طریقے سے پانی ٹھنڈا اور خوش ذائقہ رہتا ہے اور جوش کرنے سے جو بدمزگی پیدا ہوجاتی ہے وہ بہی نہین ہوتی۔ ہر دو مہینے کے بعد ان کوکون کو یا تو بدل ڈالین یا صاف کرکے دہوپ مین سکہائین۔ اور پہر استعمال کرین۔ چہ ہفتہ بعد ریت اوپر اوپر سے نکال ڈالنی چاہیئے اور تین مہینے کے بعد سب ریت کو بدل ڈالنا لازم ہے اس فلٹر مین یہ خوبی ہے کہ بہت آسان اور سہل الحصول اور کم خرچ ہے۔ بازار مین طرح طرح کے فلٹر بکتے ہین ان مین بہی پانی خوب صاف ہوتا ہے سفر اور دورہ کے موقع پر پاکٹ فلٹر رکہنا بہت بکار آمد ہے کیونکہ بعض اوقات جنگل مین جہیل کا ناصاف پانی ہی پینے کو ملتا ہے

غذا کی ضرورت

انسان کا بدن ایک جلتی ہوئی بہٹی کے مانند ہے کہ بہٹی سلگائے رکہنے کے لیئے ایندہن کی ضرورت ہوتی ہے۔ جسم ہر وقت کچہہ نہ کچہہ گہٹتا رہتا ہے اگر اوس کو ایک دن رات کہانا نہ دو اور پہر تولو تو وزن مین بہت کمی نظر آئے گی۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیئے خوراک کی ضرورت ہے کہ بدل ماتحلل ہو اور جسم توانا او صحیح رہے انسان ہو یا حیوان ہر وقت کچہہ نہ کچہہ کام کرتا رہتا ہے۔ زندگی اور موت مین ایک بڑا فرق یہ بہی ہے کہ زندہ آدمی ہر وقت کوئی نہ کوئی کام کرتا ہے اور مردہ ساکن اور غیر متحرک رہتا ہے۔ یہ کام خواہ کیسا ہی کم کیون نہ ہو جسم کا ذرا سا حصّہ گہٹا دیتا ہے۔ ظاہری اور بڑی بڑی حرکتون کو جانے دو۔ سانس لینے مطالعہ کرنے اور دل کے دہڑکنے سے بہی جسم مین کمی و تحلیل واقع ہوتی ہے اور طبیعت جو کہ مدبر بدن ہے اس کمی کو پورا کرنے کے لیئے غذا کی طالب ہوتی ہے اسی کا نام بہوک اور پیاس ہے۔ ایک جوان آدمی ایک دن مین تین ساڑہے تین سیر گہٹتا ہے اور خوراک دیا نی اوسی قدر پورا کردیتی ہے۔ بچے جس قدر گہٹتے ہین اوسی قدر زیادہ کہاتے پیتے ہین اس سبب سے اون مین نشو و نما ہوتا ہے اور اون کا وزن بڑہتا رہتا ہے۔ اگر کسی شخص کو کہانا نہ دیا جائے

تو غالباً سات آٹھ دن بعد مر جائیگا - خوراک ہی سے انسان کے جسم مین حرارت اور گرمی پیدا ہوتی ہے - فاقہ کشی سے بدن ٹھنڈا پڑجاتا ہے - خوراک پر معدہ مین جانے کے بعد بہت سے تغیر ہوتے ہین اور پھر وہ خون بنکر رگ رگ مین دوڑتی ہے اور جسم کے ہر حصہ کا نشو و نما کرتی ہے - ہر شخص کے لیے کہانے کی اشیاء کا مقرر کرنا مشکل ہے یہ کوئی خاص مقدار ہی مقرر کی جا سکتی ہے کیونکہ ایک ہی طرح کا کہانا سب کو میسر نہین ہو سکتا - مقدار بہی جسم و توانائی کے لحاظ سے بہت کم و بیش ہوتی ہے - معدہ ایک خاص وقت مین کہانے کی ایک معین مقدار ہضم کر سکتا ہے اور اگر معدہ کو خوب بہر دیا جائے تو نہ تو وہ کام کر سکتا ہے نہ دماغ اور وہی غذا باعث خرابی ہو جاتی ہے -

عمدہ خوراک

غذا مین صرف اس قدر خیال رکہنا چاہیئے کہ اوس مین بدن کو پرورش کرنے کی قابلیت زیادہ ہو - دودہ مین بدن کو پرورش کرنے کی قابلیت بہت ہے اوس مین وہ تمام اجزا موجود ہین جن سے انسان کا بدن نشو و نما پا سکتا ہے اور اس سبب سے بچون کے لیے سب سے پہلے اور سب سے عمدہ غذا دودہ قرار دیا گیا ہے - افسوس ہے کہ گھوسی دودہ مین خراب پانی ملا دیتے ہین - اور بالائی اوتار کر اوسے بدمزہ و کمزور بلکہ مضر کر دیتے ہین -

نمک بہی جسم کی ساخت مین بہت کام دیتا ہے بلکہ ہڈیان اسی کی بنتی ہین - چربی - گھی - مکھن - بالائی - تیل - جسم مین گرمی - پیدا کرتے ہین اور بدن کو موٹا کرتے اور طاقتور بناتے ہین - بکری کا گوشت مچھلی اور پرندون کا گوشت طاقت بخش ہے اور اچھی طرح پکا ہوا ہو تو خوب جزو بدن ہوتا ہے - انڈا - شہد خالص خون پیدا کرتے ہین مختلف قسم کی دالین - گیہون - چانول وغیرہ اجناس مقوی ہین - چنا گوشت پیدا کرتا ہے - میوون مین بہت سے ایسے اجزا ہوتے ہین جو جسم کی ساخت اور پرورش مین بہت بکار آمد ہین - تازی ترکاریان مثلاً آلو - کرم کلا - گوبہی - ساگ - گاجر - شلغم چقندر وغیرہ - خون کو درست حالت مین رکھتے ہین اور بہت عمدہ غذا ہین -

غذا کی نسبت پند ہدایات

خداوند تعالیٰ نے ہمارے لیے مختلف غذائین پیدا کی ہین۔ اس لیے ہمین اون سے تمتع حاصل کرنا چاہیئے۔ ایک غذا کہاتے کہاتے بہوک بند ہو جاتی اور طبیعت اکتا جاتی ہے۔ لیکن جو کچہہ کہائین وہ حالت عمر موسم اور وقت کے لحاظ سے مناسب ہو۔ محنتی آدمی کو غذا کی زیادہ ضرورت ہے۔ کاہل اور بیکار کو کم۔ جوان عورت کو جوان مرد کی نسبت کم غذا درکار ہے۔ بچون مین افعال حیوانی زیادہ تیز ہوتے ہین اس لیے اون کو زیادہ غذا کی ضرورت ہے لیکن ایک دفعہ ہی نہین بلکہ تہوڑا تہوڑا کرکے کئی بار کہانا چاہیئے۔ دن مین زیادہ سے زیادہ تین بار اور کم سے کم دو بار کہانا صحت قائم رکہتا ہے۔ ہر کہانے مین پانچ چہہ گہنٹے سے کم کا وقفہ نہ ہو اور بیچ مین کچہہ نہ کہائین کہانا کہانے کے بعد فوراً سخت دماغی یا جسمانی محنت کرنی نہین چاہیے بلکہ کم از کم معدہ کو ڈیڑہ گہنٹہ کا آرام دینا لازم ہے۔ بیماری کی حالت مین چونکہ ہاضمہ سُست اور کمزور ہو جاتا ہے اس سبب سے زیادہ کہانا مناسب نہین۔ جاڑے کے موسم مین گوشت اور گہی۔ گرمی مین نباتات اور میوے زیادہ کہانے چاہئین۔ یہ غذا خون ہوکر سارے بدن مین دوڑ جاتی ہے۔ اور پہر یہ خون کہین ہڈی بنتا ہے کہین بال کہین ناخن کہین دماغی نازک بافت۔

اصول صحت کی پوری ماہیت کتب حفظان صحت اور طب کے مطالعہ سے حاصل ہوسکتی ہے۔ اس کتاب مین اس سے زیادہ کی گنجایش نہین ہے۔

۲۔ رنج و راحت

انسان کا مقصد

دنیا مین ہر شخص کا مقصد یہ ہے کہ وہ خوشی اور راحت حاصل کرے۔ اور ہر انسان کا یہی مقصد ہونا چاہیئے اس لیے راحت و رنج کی حقیقت مین غور کرنا اور حقیقی راحت کے حاصل ہونے کے طریقون کو معلوم کرنا مفید ہے۔

دنیا کی حالت

انسان کی سعادت اوس کی اعمال کی عمدگی پر منحصر ہے اور ہر کام کی عمدگی کا انحصار خواہ دینی ہو یا دنیوی اسباب کی عمدگی اور جمعیت خاطر پر ہے اس لیے یہ امر قابل غور ہے کہ دنیا جس مین انسان رہتا ہے پریشانی تشویش رنج و کلفت کا

سامان ظاہر مسرت بخش نہین ہوتے

زندان سے ہے کہ انسان اوس مین پریشانی تکلیف اور عدم میسری اسباب کے سبب کچھہ نہ کرسکے یا اس مین راحت - آرام - اور کام کی تکمیل کے اسباب اتنے اور کثرت سے مہیا ہین کہ وہ بلا دقت و تکلیف بہ اطمینان خاطر اپنے فرائض کو انجام دے سکے اس کی حقیقت اسباب دنیا اور انسان کے حالات پر بغور نظر ڈالنے سے منکشف ہوسکتی ہے - زمانہ کی حالت یہ ہے کہ کوئی خوش نظر آتا ہے کوئی ناخوش کسی کے ہان خوشی کے شادیانے بج رہے ہین کوئی سر پر ہاتھہ دہر کر رو رہا ہے کسی کے پاس تمام اسباب راحت اور سامان عیش مہیا ہین کوئی ضروریات زندگی کو محتاج ہے - ایک طرف نظر ڈالو تو جو کل ہنس رہے تھے آج رو رہے ہین وہی سامان جو عیش و کامرانی کے اسباب خیال کیئے جاتے تھے موجود ہین لیکن دل کا کنول کملایا ہوا ہے طبیعت افسردہ ہے انقباض طبع و رنج و آلام نے گہیر رکہا ہے - دوسری طرف دیکھو تو وہ غریب نادار شخص جس کو سامان امارت اسباب راحت مین سے کچھہ بہی میسر نہین خوشی کے مارے پہولا نہین سماتا چہرے سے بشاشت ٹپک رہی ہے دل مطمئن اور چین سے ہے - غرض ظاہری و باطنی حالات مین اس قدر اختلاف ہے کہ یہ نہین کہا جاسکتا کہ کون خوش ہے اور کون ناخوش اور یہ معلوم کرنا کہ آیا قدرت نے انسان کو راحت و آرام مین بسر کرنے کے لیئے پیدا کیا ہے - یا رنج و کلفت مین مبتلا رہنے کے لیئے اور وہ راحت جس کی تلاش مین ہر ایک انسان سرگردان ہے کس طرح حاصل ہوسکتی ہے ذرا آسان کام نہین ہے لیکن خدائی عزوجل جو خالق کائنات ہے اپنے رازون کو چھپاتا نہین اور جس قدر مخلوقات کی حقیقت مین غور کیا جائے اوسکی کنہ معلوم ہوتی جاتی ہے رنج و راحت کی کیفیت کے معلوم کرنے کے لیئے دنیا اور اوس کے اسباب پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا وہ انسان کی ضرورتون کے لیئے کافی اور مسرت بخش ہین یا ناکافی اور ایذا رسان؟ دوسرے یہ کہ مصائب کی حقیقت مین غور کرین کہ انسان اس قدر کیون رنج و افکار مین پڑا ہوا ہے اور جس اندرونی بے اطمینانی اور تکلیف مین وہ گرفتار ہے یہ واقعی ہے یا صرف

انسان نے اوس کو ایسا سمجھ رکھا ہے؟ اور کوئی مصیبت قدرتاً انسان پر پڑتی ہے یا وہ خود اپنی غلطی سے اوس مین گرفتار ہوا ہے؟ نیز ان رنج و مصائب سے بچنا جن مین انسان عموماً مبتلا رہتا ہے ممکن ہے یا نہین؟ ان امور مین غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ انسان کی اصلی ضروریات بہت کم ہین اور دنیا مین اون کے پورا کرنے کے عمدہ عمدہ سامان بافراط مہیا ہین - ہر ایک چیز انسان کے لیئے مفید اور مسرت بخش ہے اور کائنات کا تمام سلسلہ حیرت انگیز خوشنما اور دل بہلانیوالا ہے - گویا ایک عجائب خانہ نادرات روزگار سے صرف اس واسطے آراستہ کیا گیا ہے کہ انسان کا دل بہلے لیکن عموماً انسان ان سے وہ مسرت و راحت نہین حاصل کرتا جو ان سے حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ وہ دنیا کی اصل خوبیون کو نہین دیکھتا اور ایسی خوبیون کی تلاش کرتا ہے جو دراصل دہوکہ دہ یا نمائیشی اور عارضی ہین انسان نے ان غیر حقیقی خوبیون کا اعتبار اس قدر بڑہا لیا ہے کہ اب اصلی حُسن پر اوس کی نظر نہین پڑتی مثلاً انسان قدرتی سین اور دلچسپ مناظر سے کماحقہ لطف نہین اوٹہاتا قدرت کے خوش الحان گویئے یا انسان کے سادہ و دلکش راگ اوسے محو نہین کرتے بلکہ وہ اون کی تصویرین تھیٹر کے نظر فریب پردون مین دیکھکر خوش ہوتا ہے - اور کسبیون کے ناچ اور طبلہ کی تہاپ پر سر دُہنتا ہے - اسی طرح اشیاء کی لذت سے ناآشنا ہے - اوسے عمدہ کہانا مزا نہین دیتا جب تک چاندی کی رکابیون مین نہ ہو - گویا کہانے مین مزا نہین رکابیون مین ہے اوس نے اس بات کو نظر انداز کر دیا ہے کہ کہانے کی لذت بہوک کی شدت پر منحصر ہے اور ہمیشہ عمدہ باورچی کی تلاش کرتا ہے - غرض اسی طرح لذات و راحت کے حصول کے طریقے انسان نے بہلا دیئے ہین اور ایسے نئے طریقے گہڑ لیئے ہین جو بمشکل اوس کو کبہی کوئی عارضی خوشی بخشتے ہین - انسان قوت غضبی کا محکوم ہو گیا ہے اور ترفع جاہ کی خواہشنے اوس کو عجیب کشمکش اور مخمصہ مین ڈال رکہا ہے وہ سمجہتا ہے کہ جس قدر رفعت جاہ اور تمول حاصل ہو جائیگا اوس کی راحت یا خوشی یا اطمینان بڑہتا جائے گا لیکن ایسا

اسباب دنیا کی افراط اور حسن

تلاش لذت مین انسان کی غلط فہمی

نہین ہوتا۔ بادشاہون کو دولت - عزت حشمت۔ شہرت سبھی کچھ حاصل ہوتی ہے لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ وہ ہمیشہ خوش اور آرام سے رہتے ہین اور ظاہر ہے کہ جس شخص کی رائے کی بھلائی برائی پر ایک عالم کی بہبودی اور خرابی کا انحصار ہو جس کے ذمے بہت سے بڑے بڑے اور مہتم بالشان فرائض ہون جس کے دشمن نہایت قوی اور زبردست ہون وہ کیونکر بے فکر ہوسکتا ہے۔ یہی خوشیان ابر کا سایہ ہین کہ آن کی آن مین گزر جاتی ہین اور جو راحت اس سامان سے حاصل ہوتی ہے اوس مین رنج و افکار مخفی ہوتے ہین جو بہت جلد ظاہر ہوتے اور تکلیف دیتے ہین اور ایسی ہی مسرتون کی نسبت کہا گیا ہے مَسَرَّاتُ الدُّنْیَا مَقْرُوْنَۃٌ بِالْغَمِّ وَحَلَاوَۃُ الدُّنْیَا مَعْجُوْنَۃٌ بِالسَّمِّ وہ مسرت جو اسباب قدرت سے حاصل ہوتی ہے طبیعت سے غم و فکر و انقباض دور کرتی ہے۔ البتہ طبیعت مین اون سے خوشی حاصل کرنے کا مذاق سلیم ہونا چاہیئے یہی حال احتیاج کا ہے کہ انسان کی اصلی ضرورتون کے پورا کرنے کے لیئے دنیا مین اس قدر فراوان سامان موجود ہے کہ وہ اوسے خرچ نہین کر سکتا۔ لیکن حرص طمع۔ لالچ - خودغرضی - ہمیشہ زیادہ کا خواہشمند رکھتی اور سب کی حصہ خود لینا چاہتی ہے۔ انسان کو اس بیجا کوشش مین کامیابی حاصل ہونے سے جو عارضی خوشی حاصل ہوتی ہے وہ اوس کو جد و جہد کی علت غائی سمجھتا ہے۔ لیکن یہی مسرت غم سے ملی ہوئی ہے اور اسی حلاوت مین زہر گھل رہا ہے۔

انسان کی حاجتین

حاجتین دو قسم کی ہوتی ہین۔ ایک تو وہ جو فطرتی اور ضروری ہون۔ دوسرے وہ جو فطرتی اور ضروری نہ ہون پہلی قسم کی ضرورتین محدود ہین اور بہ آسانی پوری ہوجاتی ہین کیونکہ فطرتی ضرورتون کے سامان وافر مہیا ہین اور نہایت سہل الحصول بھی ہین لیکن دوسری قسم کی حاجتون کی کوئی انتہا نہین اور وہ بسہولت پوری بھی نہین ہوتین پس زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیئے ضرور ہے کہ غیر ضروری اور غیر فطری خواہشون سے اجتناب کیا جائے کیونکہ یہ ضرور نہین ہے کہ جو شخص مال و دولت

جاہ وحشمت رکہتا ہو وہ خوش اور مطمئن ہی ہو - بلکہ خوشی ظاہری حالت پر نہین بلکہ باطنی حالت اور طبیعت پر منحصر ہے کہ اگر انسان اُن اصول پر کاربند ہو جو منبع خوشی اور مسرّت ہین تو مسرّت حاصل ہوگی - خوشی حاصل کرنے کے لیے اسباب راحت کو نہایت جد وجہد سے تلاش کرنا نہین چاہیے بلکہ یہہ سعی کرنی چاہیے کہ قدرت جو کچہہ عطا فرمائے اوس سے جس قدر خوشی اور راحت حاصل ہو سکتی ہے اچھی طرح حاصل کی جائے متواتر مسرّت بخش اسباب کا تہوڑا تہوڑا واقع ہوتا رہنا اس سے بہتر ہے کہ ایک بار تو شادی مرگ کی نوبت ہو اور پہر کچہہ نہین -

موجوداتِ عالم مین ہر چیز مسرّت بخش ہے

دنیا کی بہت سی نعمتین ایسی ہین جن کی انسان قدر نہین کرتا اور بہت سی خوبیان ہین جنہین آنکہہ بہر کر بہی نہین دیکہتا - موجودات عالم کی ہر ایک چیز چہوٹی ہو یا بڑی - دور ہو یا پاس اگر ذرا نظر تامل سے دیکہی جائے تو خوشی بخشتی ہے لیکن ایسی خوبیون کی قدر کرنے کے لیے ضرور ہے کہ انسان مین خوبی کی شناخت کا مادہ ہو - جس طرح پہولون مین سے عطر نکالنے کا ایک قاعدہ ہے اسی طرح موجودہ اسباب سے خوشی حاصل کرنے کا بہی ایک طریقہ ہے - دنیا کی ہر ادنیٰ اور اعلیٰ چیز جو ہمارے گرد وپیش ہے کسی نہ کسی کام کی ہے اور جن لوگون کا مذاق صحیح ہے وہ اوس سے وہی کام لیتے ہین اور جس قدر ممکن ہے فائدہ اور خوشی حاصل کرتے ہین - خود دنیا ایک عجائب خانہ ہے اور اگر انسان آنکہین کہول کر دیکہے تو ہر چیز کی صورت اور ماہیت ہی اوس کے دل بہلانے کو کافی ہے اور دنیا مین اتنی نعمتین موجود ہین کہ ایک انسان سے ناممکن ہے کہ ان کا شمار کر سکے - اس دنیا مین خوبصورت سے خوبصورت اور حسین سے حسین چیزین بافراط موجود ہین اور اون کا حسن ایسا قسم قسم کا ہے اور اون کے انواع واقسام ایسے جدا جدا ہین کہ ہر مذاق کا انسان اور ہر انسان کے مختلف حواس اوس سے حظ اوٹہا سکتے ہین - نہایت شاندار پاکیزہ صورتین - نظر فریب اور دل لبہانے والی شکلین طرح طرح کے خوشنما منظر اور رنگ - میٹہی میٹہی خوشبوئین جن کی لطافت کے

آگے ہزار عطر شرما ہین ۔ دل خوش کن ترانہ اور راگ جو دلون مین بے انتہا جوش پیدا کرتے ہین ۔ دہوپ کی چمک دمک چاند کی اہکی روشنی جھیل اور بے پایان سمندر پہاڑون کی بلندی اور شان ۔ لق ودق صحرا ۔ سفید برف کا غلاف پہاڑون کی چوٹیون پر ٹہنکا ہوا طلوع آفتاب کی رونق اور چمک ۔ غروب کے وقت کی زردی تو اُہی اور ایسی ہی لاکھون اور ہزارون چیزین جو تہیٹر کے پردون سے زیادہ نظر فریب ہین ۔ اس کثرت سے موجود ہین کہ ایک صاحب نظر انسان کو نہ اوس سے زیادہ بہتر کی خواہش ہوسکتی ہے نہ زیادہ افراط کی ضرورت ۔ خود انسان مین انکی خوبیوان سے حظ اوٹھانے اور اس نگارخانہ کو دیکھکر دل بہلانے کا مادہ بہی دیا گیا ہے ۔ لیکن اگر وہ اس طرف سے آنکھین بند کرلے تو فطرت کا کیا قصور ہے ۔ بہت سے لوگ دنیا مین سے اس طرح گزر جاتے ہین کہ اوس کے کسی حسن کو آنکھ بہر کر دیکھتے بہی نہین اور دیکھنے والونکی نظر مین ہر لمحہ ایک نہ ایک بات دیکھنے کے قابل آتی رہتی ہے ایک ہی جگہ کی حالت ہر لحظہ متغیر ہوتی جاتی ہے اور جو سین کہ اس وقت موجود ہے وہ نہ پہلے ایسا تہا نہ پہر ہوگا ۔ مناظر قدرت کو پسند کرنا اور نیچر کی خوشنما صنعتون سے دل بہلانا بے بہا نعمت ہے اگر یہ دلچسپی نہ ہو تو گویا انسان بہت سی مسرتون اور حظون سے محروم ہے جن کی تلافی کسی طرح ممکن نہین اس دنیا مین ایسے لوگ بہی ہین جن کو قدرت کے عجائبات سے ذرا بہی دلچسپی نہین طلوع و غروب آفتاب کا شاندار منظر ۔ وسیع سمندر کا یہ عالی شان نظارہ کہ کبہی تو ہر طرف ساکن و ہموار ہے اور کبہی اوس کا تلاطم اور موجین ایک محشر برپا کر رہی ہین ۔ ہرے بہرے جنگلون مین بارش کی بہار اور پرندون کے چہچے ۔ پہاڑون کی عظمت و شان ۔ غرض کائنات کی کل چیزون کی خوبی اون کے دل پر کوئی اثر نہین کرتی ایسے لوگون کی حالت قابل رحم ہے اور وہ بہت بڑے لطف سے محروم ہین اور دیکھنے والے اون سے ایسا لطف اوٹہاتے ہین کہ پہر وہ عارضی اور غیر حقیقی سامان کی طرف ذرا بہی التفات نہین کرتے ۔

موسم بہار کی دلچسپیان

ایک موسم بہار ہی ہے کہ اوس مین قدرتی دلفریبیون کے سامان وافر مہیا

ہوتے ہین۔ ہوا قدرتی پہولون کی خوشبو سے معطر ہوتی ہے اور خوش الحان پرندونکی آوازین ہوا مین گونج رہی ہوتی ہین۔ سبزہ اور ہریاول کی کثرت سے جنگل۔ باغ گہاٹیان۔ مالامال ہوتے ہین اور جو وقت کہ ایسے خوش آیندہ مقامات کی سیر مین گزرے وہ زندگی مین سب سے بہتر خیال کرنا چاہیئے کیونکہ اس سے دل مین بشاشت۔ تازگی اور روح مین حُسن پیدا ہوتا ہے۔

علم حیوانات کی دلچسپیان

اسی طرح علم حیوانات دلچسپی کا ذریعہ ہے۔ کوئی شخص کسی سنسان مقام مین ہری ہری گہانس پر بیٹھکر اون جانورون کے حرکات و سکنات کو دیکھے جو اوس کے گرد وپیش پہر رہے ہین۔ تو اون کی صورت۔ عادت۔ حواس کی تیزی۔ ہوشیاری دیکھکر اوسے تعجب ہوگا اور اون کے حالات کے معلوم ہونے سے عجیب دلچسپی حاصل ہوگی

پھولون کی بہار

یہی کیفیت پھولون پر نظر ڈالنے سے ہوتی ہے کہ ہر ایک کا رنگ ہر ایک کی خوشبو ہر ایک کی صورت جدا جدا ہے۔ ہر موسم مین اور ہر مقام پر مختلف طرح کے پھول پیدا ہوتے ہین پھول انسان کا دل بہلانے اور خوش کرنے کے لیئے پیدا ہوئے ہین بچون کو پہولون سے محبت ہوتی ہے۔ بڑے آدمی پھول پسند کرتے ہین۔ عورتین سنگہار کے کام مین لاتی ہین۔ شادی بیاہ مین دولہا دُلہن کو پھولون سے آراستہ کیا جاتا ہے۔ مردون کی قبرون پر پھولون کی چادر چڑہائی جاتی ہے۔ امیر۔ غریب عالم۔ جاہل سب اون کی قدر کرتے ہین اور اون سے اپنی اور اپنے گہر کی آرایش کرتے ہین۔ پھول صرف آنکھون ہی کو اچھے نہین معلوم ہوتے بلکہ کتاب فطرت کے مطالعہ کرنے والون کے لیئے نازک خیالی کا سبق بہی دیتے ہین۔ یہی حال درختون۔ پودون اور پتون کا ہے کہ ہر ایک کی وضع دل لبہاتی ہے۔ ہر ایک درخت خدا کی قدرت کاملہ کا نمونہ اور بے مثل خلقت کی تصویر ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

مناظر قدرت کی دلچسپیان

اسی طرح سمندر جھیل۔ ندی کا نظارہ دل کو بشاش اور انقباض کو کم کرتا ہے جب سورج کی کرنین شفاف پانی پر پڑکر چھوٹی چھوٹی لہرون مین چمک پیدا کر رہی ہون

تو کون سی آنکھ ہے جس مین اس منظر کو دیکھ کر نور نہ پیدا ہو۔ جھیلین سمندر کی نسبت
چھوٹی ہوتی ہین لیکن حسن مین بہت زیادہ ہوتی ہین۔ کیونکہ جھیلون کے کنارے ہمیشہ
ہرے سبز رہتے ہین اور درختون کا سایہ جھیل کے منظر کو اور بھی زیادہ دل آویز کردیتا ہے
اسی طرح قدرت کی دلچسپیون کا مینا بازار ہر وقت اور ہر جگہہ لگا ہوا ہے۔ اس کتاب
مین اتنی وسعت نہین ہے کہ کتاب فطرت کا پورا پورا ریویو اس مین سما سکے۔
اور الفاظ مین اتنی قدرت کہان ہے کہ اُس اثر کا خاکہ کھینچ سکے جو ان مناظر کے دیکھنے سے دل پر ہوتا

فضل خدای را کہ تواند شمار کرد — یا کیست آنکہ شکر یکی از ہزار کرد
آن صانع لطیف کہ بر فرش کائنات — چندین ہزار صورت الوان نگار کرد
ترکیب آسمان و طلوع ستارگان — از بہر عبرت نظر ہوشیار کرد
برآفرید و بحر و درختان و آدمی — خورشید و ماہ و انجم و لیل و نہار کرد
الوان نعمتی کہ نشاید سپاس گفت — اسباب راحتی کہ نداند شمار کرد
اجزاء خاک مردہ بہ تشریف آفتاب — بستان و میوہ و چمن و لالہ زار کرد
چندین ہزار منظر زیبا بیافرید — تا کیست کو نظر ز سر اعتبار کرد

فنون لطیفہ کی دلچسپیان

قدرتی مناظر کے علاوہ خود انسان کی صنعت کی چیزین بھی مسرت بخشتی اور
دل مین محویت اور مذاق مین عمدگی پیدا کرتی ہین اور انسان مین صناعی کی یہہ
قدرت دینے سے فطرت کا منشا صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے راحت
اور دل بہلانے کے سامان مین اور ترقی دی جائے تاکہ زندگی کا زمانہ انسان
کو وبال اور دوبھر نہ معلوم ہو بلکہ وہ دلچسپی فریفتگی۔ بشاشت۔ محویت کا زمانہ ہو لیکن
یہ حالت ممنوعات مین نہین بلکہ جائز مشاغل مین ہونی چاہیئے۔ مصوری۔ نقاشی
سنگ تراشی۔ اور تمام فنون لطیفہ۔ دل بہلانیکا سامان ہین۔ کون ہے جس نے
آگرہ کا تاج محل۔ دلی کی جامع مسجد۔ ایلورا کے غار۔ دیکھے ہون اور محو نظارہ
نہ ہوگیا ہو یا اون کاریگرون کی صنعت کی تعریف نہ کرے جنہون نے ایسی عالیشان
ایسی دلفریب عمارتین بنا کر کھڑی کردین۔ ایک خوشخط لکھا ہوا قطعہ ایک اچھی تراشی

ہوئی مورت - ایک عمدہ بنی ہوئی تصویر جو اصل سے مشابہ ہو دلچسپی اور محویت پیدا کرتی ہے - فنون لطیفہ - انسان کی خوشی کا چشمہ اور دل بہلانیکا پورا سامان ہین - جس طرح سورج سے پھولون مین رنگ پیدا ہوتا ہے اسی طرح فنون لطیفہ سے انسانی زندگی مین بہار ہوتی ہے شاعر الفاظ کے ذریعے سے ایک چیز کا سمان باندھ دیتے ہین اور الفاظ سے کلام مین رنگینی اور دلچسپی پیدا کرتے ہین صناع اپنی ہنرمندی کے نمونون مین جان ڈالتے اور اپنی مصنوعات کی زبان سے اپنی استعداد کا اظہار کرتے ہین - ایک نقشہ یا ایک تصویر دیکھکر جو کیفیت بادی النظر مین معلوم ہوجاتی ہے صفحے کے صفحے حالات پڑہنے سے بہی وہ منکشف نہین ہوتی -

نظم کا اثر

نظم کی دلچسپی اور اوس کا اثر مصنوعات سے بہی کہین بڑہا ہوا ہے اور خدا نے نظم کی قوت انسان کو اس لیئے عطا فرمائی ہے کہ کلام مین نہ صرف شوخی شیرینی لطافت اور بلندی پیدا ہو بلکہ اثر بہی اور نظم کا اثر وہ اثر ہے جو رنج و غم - فکر و خوف خودغرضی وغیرہ کل خیالات کو ایکدم مٹا دیتا ہے - شاعر کے ہاتہہ مین تلوار نہو لیکن اوس کی زبان تلوار سے زیادہ کاٹ کرتی ہے - وہ نیکی کی خوبیان اور برائی کی مذمت اچہون کی تعریف اور برون کی نکوہش ایسی ادا سے کرتا ہے کہ دلون پر اوس کے کلام کا نقش جم جاتا ہے اور وہ نقش نہ صرف اوس وقت بلکہ اوس کے بعد ہمیشہ نسلاً بعد نسل قائم رہتا ہے اس کا کلام دلون کو ہلا دیتا اور جوش و ولولے پیدا کرتا ہے چاند کے اثر سے سمندر مین مد و جزر واقع ہوتا ہے لیکن تہوڑی دیر بعد دب جاتا ہے جو تلاطم شاعر کا کلام دلون مین پیدا کرتا ہے وہ کبہی فرو نہین ہوتا اوس مین ہروقت نئے زور شور سے طغیانی ہوتی رہتی ہے - وہ لوگون کے خیالات پہیر دیتا - نئے مذاق نئی خواہشین - نئی امنگین نئے شوق پیدا کر دیتا ہے - اوس کے کلام کا اثر اندر ہی اندر دلون پر ایسا قبضہ کر لیتا ہے کہ جو لوگ اوس کے شکار ہوئے ہون وہ بہی نہین جانتے کہ اون مین کیا اور کیون تغیر پیدا ہوا جس طرح ایک زاہد فریب صورت ایک جہلک دکہا کر اپنا والہ و شیدا بنا لیتی ہے اسی طرح شاعر کا ایک شعر ایسا محو کر دیتا ہے کہ وہ

کیفیت نہ بادۂ انگوری سے آتی ہے۔ نہ شراب ارغوانی سے۔ جس وقت طبیعت نہایت ہی اداس متفکر ملول ہو یا تکان اور ماندگی نے پست کر رکھا ہو اوس وقت نظم کی کوئی عمدہ کتاب پڑھو اور دیکھو کہ کس قدر تسکین حاصل ہوتی اور طبیعت کی کیفیت کیسی بدل جاتی ہے۔

نظم بھی ایک قسم کی مصوری ہے لیکن تصویر منھہ سے نہین بولتی اور یہہ بے رنگ کی تصویر حرکات وسکنات اور بات چیت کے لطف بھی دکھا دیتی ہے۔ نظم دل کو بیدار اور قوا اور دماغ کو ہشیار کرتی ہے اور اس سے طرح طرح کے عمدہ اور نفیس خیالات پیدا ہوتے ہین جیسے زیور اور فاخرہ لباس ایک مہجبین کا لطف دوبالا کردیتا ہے اسی طرح نظم الفاظ مین اثر اور معمولی مضمون مین بلندی اور دلچسپی پیدا کرتی ہے۔ جو حالتین دن رات ہمپہ گزرتی ہین یا وہ کیفیتین جو عموماً ہم آنکھون سے دیکھتے رہتے ہین اور اون کی پروا ہی نہین کرتے وہ واقعات جو رات دن پیش آتے اور بے پروائی سے گزرجاتے ہین۔ وہ سوانحات جن کی طرف ہمین اعتنا بھی نہین ہوتا لباس نظم پہنکر سامنے آتے ہین تو اون کا اثر بہت قوی ہوجاتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ واقعات کے چہرہ پر جو نقاب پڑی ہوئی تھی وہ اوٹھہ گئی اور اب وہ اصلی حالت مین ظاہر ہوئے۔ ہم لوگون سے رات دن ملتے اور اون کی عادت وخصلت سے واقفیت رکھتے ہین۔ لیکن شاعر جو فطرت انسانی کا پورا ماہر ہوتا ہے۔ جب اون عادتون اور خصلتون کو بیان کرتا ہے تو آنکھین کھل جاتی ہین کہ اوس نے یہ بھید کہان سے پایا

موسیقی کا اثر

نظم کا اثر موسیقی کے ساتھہ اور بڑہ جاتا ہے۔ قدرت کی قوتون مین خوش الحانی دلون کے تسخیر کرنے کے لیے مقرر کی گئی ہے۔ موسیقی موجودات عالم مین روح پھونکتی ہے۔ خیالات مین پرواز اور دل مین جوش پیدا کرتی ہے۔ رنج وغم مین تسکین دیتی ہے اور گویا ہر ایک جذبہ مین جان ڈالتی ہے۔ رنج ومصیبت اور محنت کا اثر کم کرنے کے لیے موسیقی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ پنہاریان چکی پیستے مین گیت گاتی ہین۔ کسان ہل جوتتا جاتا ہے اور گیت گاتا جاتا ہے۔ عرب کا بدو لق ودق میدانون

اونٹون کو لیئے کوسون چلا جاتا ہے اور اپنے گیتون (حُدی) سے خود مخمور رہتا اور
اپنے اونٹ کو بہی مخمور رکہتا ہے۔ یہہ سب اس لئے گیت گاتے ہین کہ محنت کی تکلیف
کم محسوس ہو۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ بے خودی کا عالم تکان کا احساس نہین ہونے دیتا
چرواہے جنگلون اور پہاڑون مین گاتے پہرتے ہین۔ ملاح کشتی مین گاتے ہین۔
اور اون کا اثر نہ صرف کانون پر پڑتا ہے بلکہ دل پر۔ میدان جنگ مین بینڈ کی آواز سے
خون رگون مین جوش مارنے لگتا ہے اور انسان کو نہ تن بدن کی پروا رہتی ہے
نہ جان کا ہوش۔ اگلے زمانہ مین عورتین لڑائی کے میدانون مین رجز پڑہتی اور
مردون مین شجاعت بڑہاتی تہین۔ بزدل سپاہی بہی اس آواز سے مست ہوکر جان پر
کہیل جاتا تہا۔ غرض موسیقی موت کی تکلیف کم کرنے مین بہی مدد دیتی ہے۔ سانپ
بانسری کی آواز پر باہر نکل آتا ہے اور سپیرے کا شکار ہو جاتا ہے۔ موسیقی ایک
نعمت ہے جو خوشی کو بڑہاتی اور رنج و مصیبت اور وقت کو سہل کرنیکا آلہ ہے
اسی طرح جذبات انسانی محبت۔ رحم دلی۔ فیاضی۔ شجاعت وغیرہ مسرت
بخشتے ہین۔ علوم و فنون مثلاً طبیعات۔ علم نباتات۔ تاریخی واقعات طبیعت مین جوش اور
مسرت پیدا کرتے ہین۔

امید کی مسرت

آیندہ کی امید بہی خوشی کا ایک بہت بڑا سرچشمہ ہے۔ امید انسان کو مشکل کے
وقت مدد دیتی ہے۔ تکلیف اور مصیبت کے اثر کو کم کرتی ہے۔ ارادون مین قوت اور
استقلال پیدا کرتی ہے۔ انسان کو ہراس اور دل شکستگی سے بچاتی ہے۔ امید انسان
کی ہمت کا عصا اور قوت کا سہارا ہے۔ امید انسان کو یہہ سبق پڑہاتی ہے کہ اگر کسی
مین ناکامی بہی ہو تو بہی ہمت ہارنی اور ہاتہہ پر ہاتہہ دہر کر بیٹہنا نہین چاہیئے۔ کسی کام
مین غلطی کرنا مقتضای انسانیت ہے۔ جو غلطی نہین کرتے وہ کچہہ نہین کرتے لیکن
ہمیشہ غلطی مین پڑا رہنا خلاف دانشمندی ہے۔ اگر انسان اپنی غلطیون سے سبق حاصل
کرے تو وہی اصلاح کی راہنما اور ترقی کا زینہ ہو جاتی ہین۔ آیندہ زمانے کو خوشگوار
بنانے کے لیئے ضرور ہے کہ ہم موجودہ زمانہ کی قدر کرین اور اوس کو اچہی طرح کام مین لائین

آخر زندگی کا بہت سا حصہ اس سبب سے تلخ ہو جاتا ہے کہ موجودہ زمانہ کی
تھوڑی سی راحت یا کسی خیالی اور جھوٹی خوشی کی وجہ سے آیندہ کی تمام زمانہ کی راحتوں پانی پھیر دیتے ہین
امید کی خوشی حاصل کرنے کے لیے ضرور ہے کہ نہ تو امیدین حد سے
بڑہائی جاوین نہ تمنا کے بہت جلدی پورا ہونے کا یقین کیا جانے۔ رنج و آلام تو
ستاتے ہی رہتے ہین لیکن مردانہ وار اون کا مقابلہ کرنا خوشی اور راحت بخشتا ہے۔
اور موجودہ ملول حالت مین امید کا خیال ضرور تسلی بخش ہے کہ اگر نقصان ناقابل تلافی
ہے تو امتداد زمانہ جس طرح تلوار کے زخم کو بھرتا ہے دل کے زخمون کو بھی بھر دیتا ہے
اور مصیبت کا زمانہ بھی ایک نہ ایک دن ختم ہونے والا ہے حتی کہ موت بھی جس سے
انسان ایسے ڈرتے ہین جیسے بچے بی شادی سے اوس وقت خوشگوار ہو جاتی ہے
جب یہ خیال آئے کہ اس دنیا کی تکالیف کا خاتمہ ہونے والا ہے اور پھر ایک جاودانی
راحت اور سکون نصیب ہوگا۔

معروفیت رنج و فکر دور کرتی ہے

اتنا خیال رہے کہ راحتین حقیقی راحتین اور خوشیان واقعی خوشیان ہون
بہت سے لوگ کچھہ نہ کرنے اور ہاتھہ پر ہاتھہ دھرے بیٹھے رہنے کو آرام و راحت
خیال کرتے ہین لیکن نہین۔ دانش۔ علم۔ اصابت رائے۔ دلائل صحیحہ کا حاصل کرنا۔
سب سے زیادہ مسرت بخش اور آرام دہ ہے۔ اگرچہ اس کے حصول مین دقت
اوٹھانی پڑے۔ یہان تک کہ جس وقت کسی غم نے طبیعت کو گھیر رکھا ہو تو کوئی
مصروفیت جو اون خیالات کو بہلاوے راحت بخش ہوتی ہے۔ خوشی حاصل کرنیکا

خوشی حاصل کرنیکا طریقہ

گر یہہ ہے کہ کسی عمدہ مطلب کے حاصل کرنیکی تمنا مین کچھہ کیا جائے اور اوس کی پورا ہونیکی امید ہو
زندگی کی پیمایش وقت سے نہین بلکہ اعمال سے کرنی چاہیئے اگر تھوڑے زمانہ
مین کسی شخص سے بہت سے اعمال حسنہ صادر ہون تو اوس کی زندگی اوس شخص سے
بدرجہا بہتر کہی جس نے بہت عمر پائی لیکن ساری ناکردنی افعال مین گنوائی۔ اگر انسان
نیک کامون مین خوب کوشش کرے اور ذرا اور اسی تکلیف پر گھبرا نہ جائے۔ اور
خدا تعالی نے جس قدر نعمتین اوس کو اس دنیا مین عطا فرمائی ہین اون سے کما حقہ

حظ اوٹھائے تو اوس کو معلوم ہوگا کہ بیشک زندگی ایک بیش بہا نعمت ہے۔
جس سے ہر آن خوشی اور انبساط ٹپکتا ہے لیکن افسوس ہے کہ بہت تھوڑے
آدمی ایسے ہین جنہون نے یہ غور کیا ہو کہ خوشی کیونکر حاصل ہوتی ہے۔ خوشی بادی
چیز نہین ہے بلکہ اون اسباب سے حاصل ہوتی ہے جو انسان کو میسر اور مہیا ہون
اور اس لیے جو لوگ ہمیشہ بشاش رہتے ہین ضرور ہے کہ وہ موجودہ اسباب راحت
کی قدر و قیمت جانتے ہون۔ اگر انسان اپنے فرائض کو کما حقہ ادا کرے اور جو کام
اوس کے سامنے ہے اوسے محنت سے انجام دے اور جائز نعمتون پر جو اوسکو
مل سکتی ہین قانع ہو۔ اگر سرانجام امور کا خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھے اگر اوس کے
دل مین شکر گذاری کا مادہ ہو۔ اگر وہ نہایت پابندی سے عقل سلیم اور صداقت کی
پیروی کرے۔ کوئی خوف یا لالچ اوس کی طبیعت ڈانواڈول نہ کرے۔ اپنے
معاملات ایسے صاف رکھے کہ روز حساب اوسے شرمندہ ہونا نہ پڑے۔ اگر وہ
اپنی قوت سے زیادہ کی تمنا اور امید نہ کرے اور اپنی آزادی کو قائم رکھنے کے لیے
کسی کی پروا اور کسی کا خوف نہ کرے اور اپنے الفاظ مین صداقت کو قائم رکھے
تو بیشک وہ خوش اور بشاش رہے گا۔

دل کو مطمئن رکھنے اور طبیعت مین سکون پیدا کرنے کے لیے عمدہ اور پاکیزہ
خیالات دماغ مین پیدا کرنے چاہئین اور اون پر حتی المقدور کاربند ہونا لازم ہے سقراط
کا قول ہے کہ جو شخص اپنے تئین انسان کامل بنانے کی کوشش کرتا ہے وہ بہت
اچھا آدمی ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ وہ درجہ کمال کی طرف ترقی کر رہا ہے دنیا مین
سب سے زیادہ خوش ہے۔

مشکلات کا حل کرنا خوشی بخشتا ہے

مشکلات کے سمندر کو عبور کرنے کے لیے کنارے پر کھڑے یہ
خیال کرنا کہ ہمارے جسم مین توانائی نہین۔ خطرات زیادہ ہین۔ موسم زیادہ تکلیف دہ ہے
کوئی کام نہین دیتا بلکہ اگر کچھ کرنا ہے تو توکلت علی اللہ تعالیٰ کہکر ایک دم سے کود پڑنا
اور گوہر مقصود حاصل کیے بغیر باز رہنا نہین چاہیے انسان واقعی اور اصلی خطرات

اتنا نہین ڈرتا جتنا کہ اپنے خیالی اور وہمی خطرات سے ڈرتاہے۔ مثلاً یہی کہ بہت عمدہ کام وہ اس سبب سے نہین کرتا کہ لوگ مجھپر ہنسین گے لیکن اگر وہ مستقل مزاج آدمی ہے تو اوسے یہ امید ہوتی ہے کہ مین جب ان تمام مشکلون کو پورا کرلونگا تو یہی لوگ میری تحسین کرین گے اور یہ خیال اوسے ایسا خوشی بخشتاہے کہ وہ کسی خطرہ اور کسی تکلیف کی کچھہ پروا نہین کرتا۔

انسان خود مصائب پیدا کرتاہے۔

بیشک دنیا مین رنج ومحن اور مصیبت بھی ہے لیکن وہ انسان نے اپنی ہاتھون مول لی ہے۔ وہ دنیا مین خود ایسی مصیبتون کو ڈھونڈھتاہے جو راحت وخوشی کا لباس پہنے ہوئے ہون۔ دنیا مین رنج ومصائب وآلام ہین لیکن سب سے زیادہ رنج دینے والے اور حسرت وافسوس مین ڈالنے والے وہ مصائب ہین جو خود انسان کی سوء تدبیر یا غفلت یا غلطی سے اوس پر پڑے ہون۔ بعض چھوٹی چھوٹی ناگواریا تونکو بھی انسان بہت بڑا خیال کرلیتاہے اور بجائے اس کے کہ ذرا مردانگی سے اون کا مقابلہ کرے اون سے دب جاتاہے۔

خداوند تعالی نے انسان کو دنیا مین سردار اور اشرف بناکر بھیجاہے پہر یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ اوس کی ذات کو رنج ومحن کا پتلا بناتا اور دنیا کو اوس کے واسطے قیدخانہ مقرر کرتا بلکہ خود انسان نعمتہای خدا کو نہین جانتا اور نہین پہچانتا اور اون سے محروم رہتا یا اشیاء کے غلط استعمال سے اپنے اوپر بلا لاتاہے اکثر انسان ایک لمحہ کی عارضی خوشی کا خیال کرتاہے لیکن اپنے زندگی بہر کے آرام کہو دیتاہے۔

مصیبت سے زیادہ مصیبت کا خیال انسان کو ڈراتاہے لیکن جب وہ حالت جس کے وقوع کا پہلے خطرہ تہا واقع ہوجائے تو ڈر جاتا رہتاہے اور اکثر ایسا ہوتاہے کہ جس قدر اندیشہ پہلے ہوتاہے اوس قدر مصیبت سخت نہین ہوتی۔ اکثر سختیان جو انسان کو برداشت کرنی پڑتی ہین وہ کسی خیالی اور اعتباری امر کے سبب سے ہوتی ہین کیونکہ انسان بہت دفعہ ایسی چیز کے حصول کی کوشش کرتاہے جو اوسے فارغ نہین کرسکتی۔ وہ اپنے اوپر فراہمی اسباب کا بار لادے جاتاہے اور زیادہ کی یکسان

تلاش کیے جاتا ہے - یہ تلاش نہ صرف تہکاتی اور ملول کرتی ہے بلکہ اکثر محروم بہی کردیتی ہے اور اگر واقعی کوئی بڑی مصیبت بہی پڑے تو اوس کے رفع کرنے کی پوری کوشش کرنا یا اگر وہ رفع نہو سکے تو صبر سے اوسے برداشت کرنا دل کو تسکین دیتا ہے اور مصیبت کا اثر کم کر دیتا ہے -

خیالی تکالیف

خود انسان کے برُے عادات اور اطوار اوس کو نیا تکلیف مین ڈالتے ہین - مثلاً غصہ - بدمزاجی - خودغرضی - لالچ دل کو پیچ و تاب مین رکہتے ہین اور دق کرتے رہتے ہین - اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ امور جو انسان کو نعل در آتش رکہتے اور دق کرتے ہین واقعی نہین ہوتے بلکہ خیالی تکالیف ستاتی رہتی ہین - یا چہوٹی چہوٹی تکلیفین اکٹہی ہوجاتی ہین اور انسان اپنے خیال کی خوردبین سے اون کو بہت بڑا دیکہتا ہے - ان تکلیفون کی اصلیت اور حقیقت اوس وقت ظاہر ہوتی ہے جب کوئی بڑی مصیبت سامنے آجائے اوس وقت یہ ساری تکلیفین ہیچ معلوم ہونے لگتی ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ مصیبت کس کو کہتے ہین؟

مشکلات سبق آموز ہین

مشکلین اور تکالیف انسان کی سبق آموز ہین اور کامل عیار تکالیف مین اسطرح ثابت قدم رہتے ہین جیسے بہٹی سے کندن چمکتا نکلتے - یہ آگ اون کے جوہرون کو اور جلا دیتی ہے اور ذاتی صفات کو اچہی طرح چمکاتی ہے - مشکلین مستعد آدمی مین کام کرنیکی قوت کو بڑہاتی ہین اور اوس کے دل مین جوش - عزم تحریک پیدا کرتی ہین - اگر دنیا مین مشکلین نہوتین تو سعی و کوشش کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہ ہوتی - رنج - مشکل تکلیف - مصائب نہین ہین بلکہ قوت انتظام اور پرہیزگاری کے معلم ہین -

تکالیف کے اسباب

انسان کو کئی طرح سے تکلیفین پہونچتی ہین - اول جسمانی تکلیف جو کامل صحت کے نہونے یا قوت شہوانی کے تقاضون کے پورا نہونے سے پیدا ہوئی ہو - مثلاً بیماری یا تکان - بہوک اور پیاس کی تکلیف - دوم ایسی تکالیف جو حواس خمسہ سے پیدا ہوئی ہون - مثلاً بدمزہ چیز کہانے بدبودار چیز سونگہنے - ناگوار چیز کے چہونے - کریہ منظر صورت دیکہنے - دلخراش آواز سننے - یا سردی و گرمی کی زیادتی

سے پیدا ہون سویم سعی مین ناکامیابی - یا کسی چیز کو دل چاہے لیکن اوس کے حاصل ہونے کی امید نہ ہو یا کسی چیز کے حاصل ہونے کی امید ہو لیکن اسباب حصول مفقود ہو جانے سے ناامید ہو جاوے - چہارم دشمنی - یہہ تکلیف اوس وقت زیادہ بڑھ جاتی ہے کہ انسان کو یہ یقین ہو کہ میرے دشمن ایک نہ ایک دن مجھے نقصان پہونچا کر اپنے دل کا بخار نکالین گے - پنجم بدنامی - یہہ خیال کہ اور لوگ میری نسبت کوئی برا خیال رکھتے اور مجھے برا سمجھتے ہین - انسان کو تکلیف دیتا ہے - کیونکہ اوس سے ادمی کی وقعت وعزت مین فرق آتا ہے - ششم افعال ممنوعہ - یہ تکلیف اوس وقت زیادہ معلوم ہوتی ہے کہ انسان کے دل مین یہ خوف ہو کہ ایک دن خدائے عزوجل کے سامنے اعمال دنیا کی جوابدہی کرنی ہے اور سزا و جزا یقینی ہے - جس شخص کے دل مین مذہب کا پختہ اعتقاد اور نور ایمان کی روشنی ہو اسے یہ تکلیف زیادہ محسوس ہوتی ہے - ہفتم ترحم دوسرون کی مصیبت زدہ حالت دیکھہ کر دل مین تکلیف اور رنج پیدا ہوتا ہے - رحم دل انسان جانورونکی زدہ حالت بھی نہین دیکھہ سکتے اور اگر اون پر ظلم ہوتے دیکھتے ہین تو اون کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہین - ہشتم حسد - جن لوگون سے انسان کو نفرت ہے اون کی خوشی اور فارغ البالی پر جلتا ہے اور خود اپنے تئین بن آگ جلاتا ہے - نہم حافظہ بعض وقت گزشتہ زمانہ کے مصائب یا کوئی اور دردناک واقعہ - کوئی بچھڑا ہوا عزیز کوئی مردہ دوست یاد آجاتا ہے اور دل دکھا دیتا ہے - دہم خوف کسی آئندہ مصیبت کا خیال بعض اوقات دل کو بہت بیقرار کر دیتا ہے اور ہراس چھا جاتا ہے -

رقت قلب یا ترحم

راحت و رنج کے ذرائع

عام طور پر دیکھا جائے تو راحت و خوشی یا رنج و کلفت کے حاصل ہونیکے تین ذرائع اور یہی ہین - اول خود انسان کی ذات اور اوس کی صحت - طاقت حسن عادت - عقل - تعلیم وغیرہ - دویم انسان کی ملک اور جائداد اور تمام اشیاء استعمال جو اوس کو حاصل ہون - سویم انسان کی وقعت وعزت یعنی وہ درجہ جو اوسکو دوسرون کی نظر مین حاصل ہے اور وہ رائے جو اور لوگ اوس کی نسبت رکھتے ہین -

انسان کی ذات مین خوشی حاصل کرنے کی قوت

اس رای کا اظہار اوس مرتبہ اور شہرت سے ہوتا ہے جو ایک شخص کو اپنی سوسائٹی مین حاصل ہو

ان مین سے پہلا ذریعہ فطرتی اور اصلی ہے اور یہی سارے رنج وتکلیف راحت وخوشی کی بنیاد ہے۔ دو مختلف انسانون کی خوش حالی اور بدحالی مین جو فرق فی الواقع ہوتا ہے وہ اون کی طبعی اور ذاتی کیفیت کے سبب سے ہوتا ہے باقی دونون ذرائع خود انسان نے اپنے خیال مین فرض کر رکھے ہین اور اس کا اثر خواہ کتنا ہی قوی ہو اعتباری ہے۔ نہ اصلی۔ املاک وجائداد یا عزت ووقعت کا اثر انسان کی خوشی پر بالواسطہ ہوتا ہے۔ لیکن بشاشت یا انقباض کی عادت جو خود انسان مین طبعاً ہوتی ہے وہ بلاواسطہ اوس پر اثر ڈالتی ہے اور اوس کو بشاش یا منقبض رکھتی ہے۔ بشاش طبع اشخاص عموماً خوش رہا کرتے ہین اور اگر کوئی فکر کی بات ہو بھی تو وہ اس طرح گزر جاتی ہے جیسے چلتا بادل لیکن جن لوگون کے دل فطرتاً منقبض یا متفکر ہون اون کو بڑی خوشی اور کامیابی کی حالت بہی بہت تہوڑی مسرّت وفرحت دیتی ہے اور اون کا دل اوس مین بہی کوئی ایسا اندیشہ پیدا کر لیتا ہے جو اوس خوشی کو کہو کر انقباض خاطر کا سبب ہو۔ جیسی انسان کی طبیعت کی کیفیت ہو ویسی ہی دنیا کی ساری چیزین اوس کو معلوم ہوتی ہین۔ ایک ہی طرح کا سامان ایک ہی طرح کا مکان ایک ہی طرح کا سامان ایک شخص کو نہایت دلچسپ۔ دل خوش کن۔ راحت بخش معلوم ہوتا ہے اور دوسرے کے دل پر اوس کو دیکھکر اوداسی بے اطمینانی۔ چہا جاتی ہے اور وہ ان سب چیزون کو اُجاڑ اور ناکارہ خیال کرتا ہے غرض جبتک انسان کے دل مین بشاشت کا مادہ نہ ہو۔ ظاہری سامان آرایش و عزت اوسے خوش نہین کر سکتے۔ اگرچہ فراوان سامان اور عالی عہدہ امارت ورتبہ مین فرق وامتیاز پیدا کر دین لیکن یہ ضرور نہین ہے کہ اندرونی خوشی پر بہی ان کا قیام پذیر اثر پڑے۔ بعض لوگون کا دل اوس وقت بہی تفکرات۔ آلام۔ بے اطمینانی سے بہرا رہتا ہے۔ قائم رہنے والی اور ہمیشہ ساتھہ دینے والی خوشیان دل کی خوشیان ہین اور دل کی خوشیان دل کی قوتون پر منحصر ہین۔ اگر دل کی قوت کمزور ہے تو خواہ

کتنی ہی دولت وثروت کیون نہ حاصل ہو انسان مسرت خاطر کے معمولی درجہ سے کبھی ترقی نہین کرسکتا۔ اگر ایک سوکھی لکڑی پر پھولون کے ہار لپیٹ دی جاین یا سوکھی گھاس کو پانی مین ڈال دین تو وہ کیا تر و تازہ ہوگی۔ اسی طرح جس انسان مین خوشی کا مادہ نہ ہو اوس کو اگر نعمتہای دنیا سے مالامال کردیا جائے تو اوس پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ انسان کے ذاتی اسباب مین سے سب سے زیادہ موثر اوس کی صحت ہے ایک فقیر جس کی صحت اچھی ہو اوس بادشاہ سے زیادہ خوش ہے جو بستر بیماری پر پڑا ہو۔ اسی طرح نیک مزاجی۔ دانشمندی۔ قناعت۔ خوشی کا چشمہ ہین۔ اس لیئے لازم ہے کہ جہان تک ممکن ہو انسان خوشی کے اوس قدرتی مادہ کو ترقی دے جو فطرتاً طبیعت مین پیدا ہوا ہے۔

املاک و روپیہ کی خوشیان

باقی دو ذریعے اگرچہ خارجی ہین اور عارضی اسباب کی فراہمی سے پیدا ہوتے ہین لیکن اون کو خوشی کے پیدا کرنے مین دخل ہے۔ اگرچہ یہہ خوشیان بھی عارضی ہون اور بعض اوقات بہت جلد اون مین تبدیلی آجاتی ہو لیکن اس مین شک نہین کہ املاک و اسباب کی فراہمی سے انسان کو اطمینان آرام۔ مسرت حاصل ہوتی ہے۔ یہہ مسرت حصول سے زیادہ امید حصول مین ہوتی ہے۔

انسان کبھی موجودہ چیزون پر قانع نہین ہوتا اور اوس کی خواہش کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہے۔ اگر اس خواہش مین اوس کو کامیابی ہوتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے اور ناکامی ہو تو رنجیدہ ہوتا ہے۔ اس سبب سے ایک انسان جس حالت کو اپنے واسطے نعمت غیر مترقبہ خیال کرتا ہے دوسرا اوسے مصیبت جانتا ہے۔ اور دونو اپنی امیدون کے پورا نہ ہونے سے برابر ملول ہوتے ہین۔ انسان کی مختلف ضرورتون کو خیال کیا جائے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہین کہ وہ مال و دولت روپیہ پیسہ کو زیادہ عزیز رکھتا اور زیادہ دولتمند ہونے کی خواہش کرتا ہے اور چونکہ روپیے انسان کی سب قسم کی ضرورتین پوری کرتی ہین لوگ فطرتاً اوس کی زیادہ خواہش کرتے ہین۔ روپیہ کے علاوہ ہر چیز ایک حاجت رفع کرتی ہے۔ مثلاً کھانا بھوک سے نجات دیتا ہے

پانی پیاس بجھاتا ہے۔ دوا بیماری سے شفا دیتی ہے وغیرہ لیکن روپیہ ان کل اشیا
کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہے اور اسی سبب سے ایک ایسی شئے کے حاصل
ہونے سے انسان کو بہت خوشی ہوتی ہے جو اوس کی ہر قسم کی ضرورتون کے
پورا ہونے کا ذریعہ ہو سکے۔

عزت خوشی بخشتی ہے

رہی یہ خواہش کہ لوگون کی نظرون مین وقعت ہو اور اپنے پرائے عزت و
حرمت کرین اگرچہ اس کو انسان کی راحت و خوشی سے زیادہ تعلق نہین ہے لیکن
فطرتاً انسان کی طبیعت اس قدر کمزور پیدا کی گئی ہے کہ اوس کو اپنی عزت و آبرو کا
بہت پاس ہوتا ہے اور نظام عالم پر نظر کی جائے تو اس مین بہت بڑی مصلحت ہے
ورنہ دنیا مین تہذیب ایک بے معنی لفظ ہوتا۔ غریب۔ امیر۔ عالم۔ جاہل ہر طبقہ اور ہر
فرقہ کی یہہ خواہش ہوتی ہے کہ اوس کے اقران و امثال جن سے اوس کو تعلق ہے
اوسے اچھا یا معزز یا برگزیدہ سمجھین اور اس کے لیے انسان اپنا مال بلکہ اپنی جان تک
قربان کر دیتا ہے۔ یہہ بات معلوم کرنی مشکل ہے کہ جب کسی شخص کو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ دوسرے لوگون کی رائے میری نسبت عمدہ ہے یا وہ کوئی خوشامد کا کلمہ یا اپنی بزرگی
کی تحسین سنتا ہے تو اوسے کیون خوشی ہوتی ہے۔ خصوصاً جس امر مین کوئی شخص فخر
کرتا ہے اگر اوس کی نسبت کوئی کلمہ کہا جائے تو بہت جلد ہی اثر ہوتا ہے اور اس
خیال مین کم و بیش دنیا کا ہر فرد بشر مبتلا ہے اور صرف اس کے واسطے بہت سے
لوگ بڑے بڑے کام کرتے اور بہت سا سامان آرایش رکھتے ہین تاکہ لوگون کی
نظرون مین وقعت قائم ہو یہ خیال اگر غرور و نخوت یا خوشامد پسندی تک پہونچ جائے
تو برا ہے اور اگر صرف خودداری اور عزت کی حد تک رہے تو بہت عمدہ ہے۔ دنیا مین
ہر چیز کی قیمت ہے اور اگر وہ قیمت قائم رہے تو وہ خراب اور ذلیل تصور کی جاتی ہے
اسی طرح انسان کی عزت اوس کی ذات کی قیمت ہے اور اگر کوئی شخص اپنی ذاتی عزت
کا خیال نہ رکھے تو وہ اپنی قیمت گھٹا دیگا اور اسی نسبت سے اوس کی خوشی گھٹ جائیگی
سوسائٹی مین عزت حاصل کرنے کا خیال انسان کی مدنی الطبع ہونیکی خاصیت سے

پیدا کیا۔ جب انسان کو ہوش آیا تو اوس نے دیکھا کہ مین دنیا مین تنہا کچھہ نہین کر سکتا ہون بلکہ مجھے سوسائٹی مین مل کر رہنا چاہیے اور اپنے تئین سوسائٹی مین بکار آمد بنانا لازم ہے اور بکار آمد و مفید ہونا یہ نہین ہے کہ انسان اپنے تئین بکار آمد سمجھے بلکہ یہ ہے کہ دوسرے اوس کو بکار آمد سمجھین اور اوس کی قدر کرین اس خیال نے ترقی کر کے عزت کی مختلف صورتین قائم کردین انسان کو اپنی عزت کا یہان تک خیال ہے کہ اگر اوس پر کوئی الزام لگایا جائے تو خواہ جھوٹ ہی ہو اوس کا رنگ فق ہو جاتا ہے اور اپنے تئین بری کرنے کی سعی کرتا ہے تاکہ اوس شرم سے بچے جو دوسرون کی نظر مین بے وقعتی کے سبب سے پیدا ہوئی ہے جب انسان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی سبب سے بہت سے لوگ میری عزت کرتے ہین تو وہ جانتا ہے کہ میری طاقت بڑھ رہی ہے گویا وہ میرے معاون وحامی ہین اور اسی سبب سے اوس کو خوشی ہوتی اور اوس کے دل کو راحت پہونچتی ہے اور انسان اپنی عزت کی اس قدر حفاظت کرتا ہے کہ ازالہ حیثیت عرفی کی صورت مین عدالت و قانون سے مدد لیتا ہے

عزت صرف اسی کا نام نہین ہے کہ لوگون کو یہ معلوم ہو کہ اس شخص سے اس قسم کے افعال سرزد ہوے تھے بلکہ اس خیال کا نام ہے کہ لوگون کو یہ یقین ہے کہ اس شخص مین اوصاف حمیدہ اس قدر راسخ ہین کہ ہمیشہ ایسے ہی صادر ہوا کرینگے۔

جو عزت کسی اعلیٰ عہدہ یا مرتبہ کے حاصل ہونے سے ہوتی ہے وہ بھی اسی کا نام ہے کہ لوگون کو یہ یقین ہو کہ اس شخص مین اس عہدہ کے فرائض منصبی کو اچھی طرح انجام دینے کی قابلیت ہے اور جس قدر زیادہ مشکل اور اہم فرائض ہون گے اوسی قدر زیادہ یہ یقین ہونا چاہیئے کہ عہدہ دار کے اخلاق۔ علم۔ دانش۔ تجربہ اس کی انجام دہی کے قابل ہین۔ اور اسی سبب سے اس کا اظہار وقعت زیادہ کرتا ہے۔ فوجی عہدہ دارونکی خدمت بہت مشکل اور ذمہ داری کی ہوتی ہے کہ وہ اپنے ملک اپنے بادشاہ اپنی قوم اپنے مذہب کی خاطر جان تک دیدیتے ہین اسی سبب سے اون کی وقعت بھی زیادہ ہونی چاہیے اور یہی عزت حاصل کرنے کی غرض اون کو میدان جنگ مین لیجاتی اور

سُرخرو کرتی ہے - وہ خوشی جو ایک سپاہی کو میدان جنگ مین اپنی جان کو خطرہ مین ڈالنے سے ہوتی ہے محفوظ قلعہ نشینون کو آرام کرسیون پر نہین ہوتی -

عورتون کی عصمت اونکی عزت کا باعث ہے

مردون سے زیادہ عورتون کی عزت کا مسئلہ نازک ہے اور اون کی ساری خوشی اور آرام کا مدار اون کی عزت پر ہے - عورتون کی ساری ضرورتون کے کفیل مرد ہین اور قدرت نے عورتون کو امور خانہ داری مین مردون کا ہاتھ بٹانیوالا اور معاون پیدا کیا ہے - مرد کو عورت کی نسبت زیادہ قوت - زیادہ علم - زیادہ عقل ہوتی ہے اور وہ دنیا مین عورت کی نسبت زیادہ عمدہ زیادہ اعلیٰ کام کرسکتا ہے - اس واسطے سوسائٹی کا امن اور حُسن انتظام اس مین ہے کہ مرد عورتون کے محافظ بھی ہون - اس کا عوض عورتون کی جانب سے یہ ہوتا ہے کہ عورتین وفادار اور ثابت قدم رہتی ہین - اون کی عصمت اون کا اصلی جوہر ہے - جس عورت نے اپنی وفاداری اور ثابت قدمی کہودی اوس نے اپنی عزت کہودی اور چونکہ آبرو جاکر پہر نہین آتی وہ خوشی اوس کو پہر نہین حاصل ہوسکتی جو پہلی حالت مین تہی -

خوشی کا اثر

خوشی انسان کی صحت کو ترقی دیتی ہے - کیونکہ افکارات اگرچہ ضعیف ہون اور انقباض اگرچہ کم ہو لیکن اگر متواتر رہے اور دل کو برابر ہلکے ہلکے صدمے پہونچتے رہین تو خواہ اوس کا باعث کوئی جسمانی تکلیف ہو یا روحانی عذاب ہو - جسم کے نازک حصّون کو ایسا صدمہ پہونچتا ہے کہ ایک دن وہ تمام مشین جس کا نام جسم ہے بیکار ہوجاتی ہے اور یہی حال دل کا ہے کہ بشاشت اور خوشی کی حالت مین اوس مین آرام اور سکون رہتا ہے ورنہ بیچینی ستاتی ہے - پس ہر انسان کا فرض ہے کہ اون اصول کو سوچے جو حقیقی راحت اور خوشی بخشتے اور غیر ضروری خیالی تکالیف کو کم کرتے اور اون سے نجات بخشتے ہین تاکہ وہ اپنی زندگی آرام اور اطمینان سے گزار سکے اور یہی ہر انسان کا مقصد ہے -

باب پنجم

اکتساب محامد اخلاق

۱- رویّہ

زندگی کی قیمت کام کی عمدگی پر منحصر ہے

ہر شخص کی زندگی کی قدر و قیمت کا اندازہ اوس کے چال وچلن سے ہوسکتا ہے یعنی دنیا مین اوس نے جس قدر اچھے کام کیئے اوسی قدر اوس کی زندگی زیادہ قیمتی ہے۔ یہ ممکن نہین کہ ہر شخص عمدہ مقرر۔ سخن سنج۔ عالم۔ صنّاع بن سکے۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ ہر شخص خوش اخلاق سچّا۔ مہربان۔ پرہیزگار۔ کم سخن کفایت شعار صفائی پسند منکسر مزاج۔ بردبار۔ محنتی۔ آزاد۔ قانع بن جائے۔ یہہ اوصاف وہ ہین جن کی نسبت یہ نہین کہا جا سکتا کہ قدرت نے یہ مادہ نہین دیا لیکن بہت تھوڑے ہین جو ان اوصاف کو حاصل کرتے ہون۔ کسی فن کے اصول کا صرف جاننا ہی کچھہ فایدہ نہین پہونچا سکتا جب تک کہ عملی طور پر اوسے کام مین نہ لایا جائے۔ اسی طرح اخلاق کے اصول سے صرف آگاہی ہی مفید نہین ہے جب تک کہ انسان اون پر کاربند نہ ہو۔ اگر بھلا مانس بننے کو جی چاہتا ہے۔ دل مین خوش رہنے اور پھلنے پھولنے کی آرزو ہے تو اصول اخلاق کی پیروی کرنی لازم ہے جب یہ ٹھان لی کہ سیدہی راہ سے کبھی نہ پہرین گے اور کانشنس (نفس لوامہ) جن امور کی ہدایت کرتا ہے اون سے کبھی منہہ نہ موڑین گے تو رحمت و برکت کی دروازے کھل جاتے ہین۔

خود انسان کی نظر مین اپنا رویہ عمدہ ہونا چاہیئے

بہت سے کام اور خصوصاً برُے کام ایسے ہین جن کی کسی کو کانون کان بہی خبر نہین ہوتی اور اسی سبب سے بعض لوگ ایسے افعال قبیحہ کے کرنے مین جنکی افشائے راز کا اندیشہ نہ ہو احتراز نہین کرتے لیکن فقط لوگون کی نظرون کا خیال رکھنا اور دوسرون کی رائے مین عمدہ ہونا اصلی خوبی نہین ہے بلکہ نفس الامر مین انسان کا رویہ اچھا ہونا اور خود اوس کی اپنی نظر مین اپنا کوئی پہلو تاریک نظر نہ آنا اصلی عمدگی ہے۔

ترقی دل خوشکن ہوتی ہے۔

انسان کی طینت اس قسم کی پیدا کی گئی ہے کہ وہ ایک حالت مین قائم نہین

رہ سکتا یا عروج کی طرف ترقی کریگا یا حضیض نکبت مین گریگا۔ اس مین شک نہین کہ ترقی خواہ آہستہ آہستہ ہو - دلچسپ اور دل خوش کن ہوتی ہے لیکن ہر ترقی مین اتنا خیال رہے کہ علم وعمل دونو ترقی کرین۔

اعمال کی عمدگی اصلی ترقی ہے

کسی فعل کے متعلق یہ نہین خیال کرنا چاہیئے کہ ہمارا دل کیا چاہتا ہے بلکہ یہہ دیکھنا چاہیے کہ ہمین کیا کرنا لازم ہے اور یہی بات حقیقی مسرت کی کنجی ہے۔ دنیا مین نیکوکار اور بدکار دونو طرح کے آدمی ہین لیکن بدکار کے سب دشمن ہین حتی کہ اوسکے دوست بہی اوس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہین خود پچھلے زمانہ کی یاد اون کو تکلیف دیتی ہے دنیا قیدخانہ اور موت خوفناک معلوم ہوتی ہے۔

آوارہ نوجوان اپنے افعال ناجائزہ کا یہ عذر پیش کیا کرتے ہین کہ یہ تقاضائی عمر ہے لیکن رویئہ کی خوبی کے امتحان اور عمدہ اصول پر کاربند ہونے کا زمانہ عمر جوانی ہی ہے۔ ورنہ جب اقدام معصیت پر قدرت نہ رہے اوس وقت اگر انسان نے منہیات سے اجتناب کیا تو فی الحقیقت اوس کا وہ فعل "عصمت بی بی است از بے چادری" سنیکا کا قول ہے کہ "کیا اچہا ہوتا اگر لوگ اپنے دماغون سے بہی ایسا ہی کام لیتے جیساکہ وہ جسم سے لیتے ہین اور نیکی حاصل کرنے مین بہی ایسے ہی مشغول ہوتے جیساکہ حظ حاصل کرنے کی دہن مین لگے ہوتے ہین" دنیا مین ایسے آدمی بہت سے ہین جنہون نے خود اپنے تئین خراب کیا ہے اور ایسے کم ہین جن کو دوسرون نے برباد کیا ہو۔ انسان نے جتنے شہرون کو برباد کیا جتنے مکانات کی بیخکنی کی اوتنی نہ سمندر کے طوفان نے کی نہ زلزلہ کی شدت نے۔ اور جو بربادی کہ خود انسان کے ہاتہہ سے ہو وہ زیادہ قابل افسوس ہے۔ ایک اور حکیم کا قول ہے کہ "بہت سے لوگ اپنا بہت سا وقت باقی وقت کو مصیبت زدہ کرنے مین گنواتے ہین" اس مین شک نہین کہ برائیان بادی النظر مین بہت دلفریب معلوم ہوتی ہین اور ایک گہڑی کی گہڑی بہت لطف بخشتی ہین لیکن اس ایک گہڑی کے حظ سے عمر بہر کی خوشی پر پانی پہر جاتا ہے۔ دنیا ایک تہیٹر ہے جس مین ہر شخص اپنا اپنا ایکٹ کرتا ہے۔ دولت۔ عزت۔ حکومت اور فرمانبرداری اور ایسی ہی

چیزین تہیئٹر کے پردے ہین لیکن جب یہ پردے اوٹھہ جاینگے تو اوس وقت
ہر شخص اور اوس کے افعال جانچے جاینگے۔ اوس کی حشمت۔ اوس کا مرتبہ
اوس کی حکومت اوس کا خاندان ذرا کام نہ آئیگا۔

جنٹلمین

انسان اس جہان مین اشرف المخلوقات پیدا کیا گیا ہے۔ لیکن یہ شرف
بہت کچہہ اکتساب پر منحصر ہے۔ یعنی انسان کے رویہ کی درستی پر۔ ہمارے محاورہ
مین آجکل لفظ جنٹلمین عام ہوگیا ہے لیکن اصلی معنی کے خلاف استعمال ہوتا ہے
ہم ایسے شخص کو جنٹلمین کہتے ہین جو لباس اور معاشرت مین فضول خرچی کرے
اور نئے یا انگریزی قاعدون کا پابند ہو۔ انگریزی لباس پہننا۔ چرٹ پینا۔ بے ضرورت
عینک لگانا۔ کہانے مین چہری کانٹے کا استعمال کرنا۔ اپنی قومی وضع کی ہر ایک چیز پر ناک
بہون چڑہانا اور ایسی ہی عجیب عجیب حرکتین کرنا جنٹلمین ہونا خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن
در اصل جنٹلمینی (شرافت) ظاہری وضع اور فیشن سے تعلق نہین رکہتی بلکہ آدمی مین
اوصاف حمیدہ کی موجودگی کا نام ہے اور جس شخص مین جس قدر زیادہ اوصاف حمیدہ
ہون گے وہ اوتنا ہی زیادہ جنٹلمین ہوگا۔ راست بازی صداقت۔ پرہیزگاری۔ علم وغیرہ
کل اوصاف جو علم اخلاق سکہاتا ہے جنٹلمین مین پائے جاتے ہین۔ وہ اپنے رویہ کو
صرف اس ہی واسطے درست نہین کرتا کہ دوسرے دیکہین تو برا نہ کہین بلکہ اس لیئے
کہ خود اوسکی نظر مین اوس کا کوئی فعل قبیح نہ معلوم ہو اور اوس کا دل اوسے ملامت
نہ کرے جنٹلمین منکسر المزاج ہوتا ہے اور دوسرون کا ادب اور لحاظ کرتا ہے۔ مہربانی
حلم۔ سنجیدگی۔ اور متانت اوس کے لیئے لازمی خصائل ہین۔ اس کے علاوہ اور بہی
چند صفتین ہین جو ایسے شخص مین جو جنٹلمینی کا خطاب حاصل کرنا چاہے موجود ہونی چاہئین مثلاً

تحمل

۱۔ اختلاف رائی کی برداشت اور تحمل کرنا۔ یہ ظاہر ہے کہ تمام لوگ ایک سانچے کے ڈہلے
ہوئے نہین ہین ایک ہی ملک کے باشندون کے خیالات۔ رسم و رواج۔ عادات
میلان طبع۔ وضع اور طریقہ۔ صورت و شکل مین بہت کچہہ اختلاف ہوتا ہے۔ اور جب
ممالک کا اختلاف بہی ہو تو پہر طبائع اور خیالات کا اختلاف بہت بڑہ جاتا ہے۔ دو ملک

کے باشندون کی زبان - مذاق - مذہب - وضع - طریقہ - مختلف ہوتا ہے - یہ اختلاف ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا -

انسان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ آخر ہم مین بہی تو بہت سی ایسی باتین ہین جن سے دوسرے لوگ متفق نہین اور خود ہمین بہی ضرورت ہے کہ دوسرے لوگ اس اختلاف رای کے سبب سے ہماری معاونت اور میل ملاپ نہ چھوڑین تو پھر ہم کیون دوسرون کے اختلاف سے اغماض کرین - بھلے آدمیون کا قاعدہ یہ ہے کہ دوسرے کے عیوب سے چشم پوشی کرتے اور ہنرون کو دیکھتے ہین وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا

خودداری ۲ - عزت وآبرو کا خیال - جنٹلمین کو یہ بہت خیال رہتا ہے کہ کوئی بات ایسی نہ ہو جس سے اوس کی بات مین فرق آئے اس سبب سے وہ ہمیشہ راست بازی اور دیانت داری سے کام کرتا ہے اور جو زبان سے کہتا ہے وہی کر دکہاتا ہے - اگر ہان کہدی تو پتھر کی لکیر ہے کہ پھر بات سے نہین ٹلتا - اور اگر ضرورت ومصلحت کے لحاظ سے لفظ "نہین" کہنے کی حاجت ہے تو ذرا بہی باک او تامل نہین کرتا - وہ لالچ اور حرص کے پھندے مین نہین پہنستا - نہ عدالت کے خلاف کرتا ہے -

صداقت ۳ - صداقت - صداقت جنٹلمین کی زبان کا جوہر ہے -

دولت ۴ - دولت یا رتبہ کو جنٹلمین سے کوئی لزوم نہین ہے - ایک غریب آدمی بہی جنٹلمین ہو سکتا ہے - جبکہ اوس کا دل اخلاق پسندیدہ سے معمور ہو اور روزانہ زندگی مین افعال محمود اوس سے سرزد ہوتے ہون - کیا غریب آدمی دیانت دار - سچے - راستباز - خلیق - پرہیزگار - دلیر - خوددار - بلندحوصلہ نہین ہوتے ؟ اور جس شخص مین یہ صفتین موجود ہون وہ بیشک جنٹلمین ہے - غریب آدمی جس کا دل غنی ہے اوس امیر سے بہتر ہے جس کا دل محتاج وحریص ہو - اکثر اوقات دولت بدرویہ گی کا باعث ہوتی ہے اور انسان کا رتبہ بجای بڑہانیکے گہٹا دیتی ہے - پست ہمت اور عیش پسند لوگون کے ہاتھہ جب دولت لگ جاتی ہی تو اس سبب سے کہ اون کو اپنی طبیعت پر قابو حاصل نہین ہوتا اون کے جذبات نفسانی اونہین ایسی باتون کی طرف مائل کر دیتے ہین جو خود اپنی ذات کے لیئے اور دوسرون کے

سے لیے موجب ننگ اور باعث شرم ہون۔

عالی ہمتی

۵- ارسطو نے عالی ہمت آدمی کی جو تعریف لکھی ہے وہ آجکل جنٹلمینون کو اختیار کرنی چاہیئے وہ کہتا ہے کہ عالی ہمت آدمی فارغ البالی اور بدحالی دونوں مین اعتدال سے رہتا ہے کیونکہ اوسے معلوم ہے کہ ترقی اور تنزل کیا چیز ہے۔ اس لیئے: وہ کسی کامیابی پر خوش ہوتا ہے نہ ناکامی پر رنجیدہ۔ وہ نہ خطرات سے بہاگتا ہے نہ خواہ مخواہ خطرون مین پڑتا ہے بہت کم ایسی چیزین ہین جنکی اوسے پروا ہوتی ہے

خوش رویگی قومی عزت کا سبب ہے

جب قوم کے بہت سے افراد مین مکارم اخلاق کی پابندی کا خیال پیدا ہوجاتا ہے اور عام طور پر لوگ کم و بیش عمدہ عمدہ عادات اختیار کرلیتے ہین تو قومی ترقی اور قومی عزت کا فخر حاصل ہوجاتا ہے اور یہی کل ترقیون کی بنیاد اور کل ترقیون سے زیادہ دیرپا ہے اور ہر شخص کو ہر کوشش مین یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ کوئی فائدہ خود غرضی سے نہین حاصل کیا جائے بلکہ قوم کی عام بہبودی اور سرسبزی اور ترقی مدنظر رہے۔ جو اوصاف کہ ہم حاصل کرنا چاہتے اور حاصل کرتے ہین اون مین بہی یہ ملحوظ خاطر رہے کہ چونکہ ہم بہی قوم کے ایک ممبر ہین اس واسطے ہماری ترقی بہی ایک خاص حد تک قوم کی ترقی ہے۔ اور اصول اخلاق کے جس قدر قواعد مین وہ صرف اشخاص کی ذات سے فرداً فرداً ہی تعلق نہین رکہتے بلکہ اون کا تعلق اور اون کا اثر من حیث القوم تمام افراد قوم پر پڑتا ہے اور جو قوم ان قواعد کو نظر انداز کر دیگی اور اون پر کاربند ہونا چہوڑ دیگی وہ بہت جلدی دنیا مین ذلت و خواری کے رتبہ پر پہونچ جائے گی جب تک قوم کے اخلاق اور قوم کا مذاق درست نہ ہو اوس کو دیرپا عظمت اور بزرگی حاصل نہین ہوسکتی۔ بڑے بڑے سنگین قلعہ اور قلعہ شکن توپین محلات اور شاہی عمارتین اور ظاہری نمایش کی باتین ترقی کے نشانات نہین ہین بلکہ قومی ترقی کے نشانات یہ ہین قوم کا جویائے علم و صداقت ہونا۔ اون مین محنت کی عادت اور وقت کی پابندی ہونا۔ قوانین کی اطاعت و وفاداری اور باہم محبت و اخوت وغیرہ اور یہ سب باتین علم اخلاق سے معلوم ہوتی ہین۔

خوش رویگی کامیابی کی اصل ہے

زندگی کے کاروبار اور دنیا کے معاملات مین دانشمندی سے زیادہ خوش رویگی کی ضرورت پڑتی ہے اور دماغ سے زیادہ دل کی قوتون کا اثر انسان کو کامیاب کرتا ہے۔ ذکاوت سے زیادہ خودداری۔ صبر اور پابندی وقت کام آتی ہین ایسا بھی ہوتا ہے کہ خوش رویہ آدمی کی شہرت آہستہ ہوتی ہے اوس کے سچے اوصاف ہرگز چھپے نہین رہتے ممکن ہے کہ خودغرضی سے لوگ غلط بیان کرین یا غلط فہمی سے اوس کی خوبیون کو نہ سمجھین ممکن ہے کہ نکبت و بدقسمتی کا بھی سامنا ہو لیکن صبر اور تحمل سے یہ دن گزر جاتے ہین اور پھر زمانہ اوس کا ادب کرتا ہے اور اوس کا وہ اعتماد قائم ہوجاتا ہے جس کا وہ مستحق ہے۔

درستی اخلاق کی کوشش کامیابی بخشتی ہے

عمدہ رویہ اور نیک چال چلن بغیر کوشش کے نہین حاصل ہوتے اور عمدہ رویہ رکھنے کے لیئے ضرور ہے کہ انسان اپنے ہر ایک چھوٹے بڑے فعل کو نظر غور سے دیکھتا رہے اور قواعد و اصول کی پابندی کا ہر لحظہ خیال رکھے اول اول انسان کو بہت خواہشین ستاتی ہین۔ ان قیود سے دل گھبراتا ہے۔ مزاج مین تلوّن پیدا ہوتا ہے۔ لیکن خواہ کتنے ہی مشکلات ستائین اور ناکامیون کا سامنا ہو اگر دل مضبوط اور عزم مستقل ہے تو ان سب پر فتح حاصل ہوگی۔ صرف یہ کوشش کرنا ہے کہ انسان اپنا رویہ درست رکھے اور مکارم اخلاق کا پابند رہے دل کو قوت بخشتا اور نفس ناطقہ کو ترقی دیتا ہے

مذہب اخلاق عقل کا اثر انسان پر

احکام مذہب و علم اخلاق انسان کے رویہ پر بہت عمدہ اثر ڈالتے ہین۔ انسان دیانت و راستبازی کی روشنی مین اپنا راستہ تلاش کرتا ہے اور ثابت قدمی سے اوس پر قائم رہتا ہے۔ صداقت کا جوہر ہمیشہ کندن کیطرح چمکتا رہتا ہے اور یہہ ناممکن ہے کہ لالچ یا نمایش کا زنگ اوسے کہا جائے۔

بداخلاق آدمی مین ذکاوت کا اثر

دیانت و صداقت کے بغیر ذکاوت ایسی ہے جیسے اندہے کے ہاتھہ مین تلوار دنیا مین بہت سی خونریزیان اور لوٹ مار صرف اس سبب سے ہوئی کہ جن لوگون مین زور تھا اون مین ایمانداری اور صداقت نہ تھی وہ اپنی عقل کو خلق خدا کے لوٹنے اور دنیا کو غارت کرنے کے کام مین لاتے تھے۔ انہون نے اپنی قوت سے بجائے

تمدن کی حمایت سے کے اوس کو برباد کرنے اور خلق خدا مین ہلچل مچانیکا کام لیا اور اون کی عقل وذکاوت اون کے غرور کو ترقی دینے اور اون کے خودغرضانہ کامون کی تکمیل مین جس کا اولوالعزمی اور بہادری نام رکھا گیا تہا صرف ہوئی اور آج تک تاریخ کے صفحے اون کے نام خوف سے لیتے ہین۔

ادب

نیک رویہ لوگ مؤدب بہی ہوتے ہین۔ عورتون اور مردون مین ادب کی خصلت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اون کے دل پاک اور کسی اعلی خمیر کے بنے ہوئے ہین۔ پرانی یادگارون اور بزرگون کی نشانیون۔ پاک او متبرک چیزون۔ پاکیزہ خیالات نیک ارادون۔ مقدس بزرگون او رپیشواؤن کا ادب انسان کی سرشت کی صفائی اور صاف باطنی کی دلیل ہے اور یہہ انسان کی خوشی کو من حیث الافراد او رمن حیث القوم بڑہاتا ہے اور خاندانون اور گھرانون مین محبت اور معاشرت مین حسن سلوک اس سے قائم رہتا ہے اگر اظہار ادب کوئی چیز نہ ہو تو دنیا سے خوش اعتقادی۔ اعتبار اور وقعت اور عزت سب چیزین مٹ جائین

خوش اخلاق آدمی کا طریقہ

نیک رویہ کہلی آنکہون سے واقعات دنیا کو دیکہتا ہے اور جو کچہہ دیکہتا ہے اوس سے سبق حاصل کرتا ہے۔ وہ بات بات سے ایک تجربہ حاصل کرتا ہے اور یہ تجربہ اوسکی عقل کو بڑہاتے ہین۔ وہ جانتا ہے کہ خدا نے عقل انسان کو بے ضرورت عطا نہین فرمائی ہے اور خود اعمال کی اصلاح اپنے تجربون اور عقل سے کرنی چاہیئے جس طرح آفتاب اہل جہان کی آنکہون مین نور بخشتا ہے اسی طرح نیک رویہ شخص اپنی سوسائٹی کا آفتاب ہے کہ سب کے سب اوس کی ہدایت کی نورانی شعاعون سے استفادہ کرتے ہین۔ جون جون زمانہ گزرتا جاتا ہے وہ کمزور اور بڈہا نہین ہوتا بلکہ اوس کی روحانی طاقت اور اوسکی عقل کی قوت بڑہتی جاتی ہے اور بجائے تکلیف کے بڑہاپا اوسے راحت اور اطمینان بخشتا ہے۔

خوش اخلاقی کی برکتین

انسان کا عمدہ چال چلن اوس کے کاروبار سہل کرتا ہے اور معاشرت اور تمدن کے تعلقات مین سہولت۔ آرام۔ اعتماد اور اطمینان پیدا ہوتا ہے اور لوگ انسان

کے چال وچلن ہی سے اوس کی اندرونی حالت اور دلی نیکی اور قلبی صفائی کا اندازہ کرتے ہین اور اسی لحاظ سے لوگون کے دلون مین اوس کی وقعت ہوتی ہے انسان کے چال وچلن سے اوس کا مذاق اور اوس کی سوسائی کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ ہر چیز بنانے سے بنتی اور پیدا کیئے سے پیدا ہوتی ہے اخلاق حمیدہ بھی عادت اور احتیاط سے قوی اور مستحکم ہوتے ہین اسی طرح رویہ کی درستی بہت کچہ محتاج پرداخت ہے اور دیگر تمام اوصاف پر اس بات کو مقدم رکھنا چاہیئے کہ انسان کا چال وچلن ٹہیک رہے۔ یہ ایسی چیز ہے کہ خوشی۔ ہنر۔ دولت۔ قوت۔ ذکاوت سے زیادہ اس کا خیال رکھنا لازم ہے کیونکہ وہ اوصاف نیک رویہ گی کے طفیل سے خود بخود پیدا ہو جاتے ہین۔ صفائی قلب اور نیک رویہ کے بغیر ظاہری طمطراق اور صفائی جس کو عرفاً تہذیب اور شائستگی کہتے ہین ریاکاری اور دام تزویر ہے۔

قوم کی حالت کن لوگون سے معلوم ہوتی ہے

بڑے بڑے فلسفیون۔ شاعرون۔ ادیبون۔ مقننون کو دیکھنے سے کسی قوم کی اصلی کیفیت اور قوم کا اصلی رویہ نہین معلوم ہوتا۔ بلکہ اوس کے ادنی سوداگر۔ دستکار مزدوری پیشہ آدمیون اور ہر طبقہ کے لوگون کے رویہ سے اوس قوم کی اصلی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ امرا کا طبقہ قوم کی خوش حالی کی اتنی دلیل نہین ہے جتنا غربا کا وہ طبقہ ہے جو اپنی روزانہ معیشت اپنی قوت بازو سے پیدا کرتا ہے اور یہی لوگ قوم کی طاقت اور قوت ہین اور ان ہی کی خراب حالت اور کمزوری ملک کی کمزوری ہے۔

قوم کے اکثر افراد مین خواہ امیر ہون یا غریب بدرویہ گی کا پایا جانا اوس کے برباد ہونے اور اوس کے تنزل کی دلیل ہے۔ جو اوصاف فرداً فرداً ایک شخص کو معزز بناتے ہین وہی جب قوم کے اکثر افراد مین پائے جاتے ہین تو اوس کو معزز و محترم کر دیتے ہین۔ جب تک افراد قوم عالی حوصلہ۔ بلند ہمت۔ دیانت دار۔ راستباز۔ نیک کردار۔ جری بہادر۔ شجاع نہ ہون۔ دنیا کی دوسری قومین اون کو عزت وحرمت کی نگاہ سے نہ دیکھینگی بلکہ معزز بننے کے لیئے ضرور ہے کہ وہ اپنے فرائض کو اچہی طرح ادا کرین۔ جو قوم رات دن عیش وعشرت مین بسر کرے اور شراب غفلت مین مست رہے۔ وہ برباد ہی

کے کنارے پر آگئی ہے۔ اصول اخلاق کی تعلیم جس قدر عام ہوگی اور لوگون کے
دل خود جس قدر نیک کامون کی طرف راغب ہون گے اوسی قدر اون مین امن
قائم رہےگا اور وہ ترقی کرین گے ورنہ قوانین اون کی خرابیون کا انسداد اور

قومی تنزل کے آثار

جرائم کا استیصال نہین کرسکتے۔ دنیا مین اقوام کی قوت۔ تہذیب۔ شائستگی
ہر علم وفن مین ترقی۔ ہر کمال کا اکتساب اور اخلاقی حالت کی درستی پر منحصر ہے۔
اور اگرچہ ایک وقت ایسا ہو کہ ناشایستہ اشخاص مزے اڑائین لیکن زمانہ کچھ عرصہ
مین ساری طاقت کو اس طرح خاک مین ملادیگا جیسے ایک عالی شان مکان سیلاب
کے پوشیدہ اثر سے ایکدم سے گر پڑتا ہے اور بداعمالی کا نتیجہ جلدی یا دیر مین ملکر رہیگا
جب کسی قوم مین زوال آتا ہے تو اوس کے اخلاق خراب ہونے شروع ہوتے ہین
باقی جاہ ومراتب اور مال ودولت اور ظاہری سامان سب کچھ ویسا ہی برقرار رہتا
ہے جیسا پہلے تہا۔ اخلاق کا ضعف اون کی طاقت کو رفتہ رفتہ گہٹا کر بالکل کمزور
کردیتا ہے اور پہر دوسری سربرآوردہ قومین اون پر قابو حاصل کرلیتی ہین یہانتک کہ
اون کی ترقی کے سارے آثار مٹ جاتے ہین۔

عقل فساد اندیش

ذہانت وذکاوت فہم وادراک چستی وچالاکی بداخلاق آدمیون مین بہی ہوتی ہی
لیکن وہ ان آلونسے خرابی وفتنہ پہیلاتے ہین۔ جیسے قزاق کے ہاتھ مین تلوار اور
ران کے نیچے عمدہ گھوڑا ہو کہ خوب لوٹے اور بہاگ جائے۔ ایسی شہسواری سے سوا
بربادی کے اور کیا ہوگا اسی طرح عقل فساد اندیش بے عقلی سے زیادہ مضر ہے۔
صرف علم اخلاق ہی ایسی چیز ہے جو انسان کو راہ مستقیم پر قائم رکھتا اور فرائض منصبی
ادا کرنا سکہاتا ہے

۲۔ امراض نفسانی

اگر انسان کے کسی عضو مین درد یا پہوڑا ہو تو تکلیف کے مارے ساری جان
بے کل ہوجاتی ہے اور وہ علاج کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن قلب کی بیماریان اگرچہ
جسمانی بیماریون سے زیادہ سخت۔ زیادہ تکلیف دہ اور زیادہ تباہ کرنے والی ہین لیکن

بہت کم لوگ ہین کہ اوس کے علاج کی طرف متوجہ ہوتے ہون۔ اس کا سبب یہ ہے کہ انسان کو امراض نفسانی کی خبر نہین ہوتی اور انسان کی نظر اپنے عیوب کی شناخت اور امراض کی تشخیص مین بہت غلطی کرتی ہے وہ امراض کو صحت اور عیبون کو ہنر جانتا اور بجائی اون کے مٹانے اور استیصال کرنے کے اون کی نگہداشت کرتا اور فخر کرتا ہے۔ ایک غضبناک شخص اپنی تعریف کرتا ہے کہ مجھ مین ذرا برداشت نہین۔ ایک بندۂ شکم شیخی بگھارتا ہے کہ مین دو تین آدمیون کا کھانا اکیلا ہضم کر جاتا ہون ایک مبتلا ہوا و حرص عورتون کی کثرت تعداد پر خوش ہوتا اور اپنی جوانمردی کی داد چاہتا ہے یہی حال کم و بیش ہر مرض کا ہے کہ انسان کو اوس کی طرف اعتنا نہین ہے اور اسی سبب سے امراض نفسانی کے علاج مین بہت بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے کہ اول تو امراض سے واقفیت ہی نہین ہوتی۔ دوسرے علاج کرنا خود مریض کے ارادے پر منحصر ہوتا ہے لیکن جو شخص تزکیۂ نفس کرنا چاہے اور اخلاق حسنہ پیدا کرنے کا سچ مچ خواہشمند ہو اوس کے لیے مشکل نہین ہے کہ وہ اپنے عیوب سے آگاہ ہو جائے۔ اس واقفیت حاصل کرنے کے چار طریقے ہین۔

امراض نفسانی کی شناخت مین مشکلین

امراض نفسانی کی شناخت کے طریقے

۱۔ اوستاد سے اپنا حال دریافت کرنا۔

۲۔ دوست صادق سے اپنا حال دریافت کرنا اور اوس کو اجازت دینی کہ غلطی پر متنبہ کردے

۳۔ دشمنون کی عیب جوئی اور نکتہ چینی پر غور کرنا اور جو عیوب اپنے نفس مین فی الحقیقت پائے جائین اونکی اصلاح کرنا۔

۴۔ اور لوگون مین جو بات اپنی نظر مین ناپسندیدہ معلوم ہو اوس کو خود بھی ترک کرنیکی کوشش کرنی اسی طرح علاج کی حقیقت اور حسن خلق کی ماہیت معلوم ہونی لازم ہے اور یہ علم اخلاق کے مطالعہ سے حاصل ہوتی ہے اور اس واسطے علم اخلاق کا مطالعہ کرنا فرض ہے۔ امراض جسمانی سے بدنی تکالیف ہوتی ہین اور انسان کا جسم ناکارہ ہو جاتا ہے لیکن روحانی بیماریان قلب کو بیکار کر دیتی ہین اور اس طرح کھا جاتی ہین جیسے لوہے کو زنگ یا لکڑی کو گھن۔ انسان کے طبائع مختلف ہین جس طرح بعض

اشخاص جسمانی صحت کے لحاظ سے بہت صحیح بعض علیل اور بعضوں کے امراض قابل علاج اور بعض ناقابل علاج ہوتے ہین - اسی طرح بعض امراض نفسانی آسانی سے جاسکتے ہین بعض بمشکل اور بعض طبیعت مین ایسے راسخ ہوجاتے ہین کہ اون کا مٹنا محال ہوجاتا ہے لیکن یہ دشواری اس سبب سے پڑتی ہی کہ خود مریض اپنے تیئن مریض نہین سمجھتا اور وہ علاج کی طرف متوجہ نہین ہوتا-کسی مرض کا علاج ناممکن نہین ہے بلکہ مریض کو مرض کا حال سمجھانا اور اوسے علالت کا یقین دلانا ناممکن ہے اور اگر کسی طرح مریض کو یہ خیال ہوجائے کہ واقعی اخلاق ذمیمہ اوسے تباہ کررہے ہیں اور وہ اس کے استیصال کی طرف متوجہ ہو تو کوئی مرض ناقابل علاج اور کوئی اخلاق ناقابل تغیر نہین ہی-تغیر اخلاق کے لحاظ سے انسان کی چار حالتین ہین

مریضون کی مختلف حالتین

۱- جاہل محض-یعنی وہ شخص جو اخلاق ذمیمہ کا اس سبب سے مرتکب ہوتا ہو کہ اوسے اچھے برے کی تمیز ہی نہین ہے-

۲- جاہل و گمراہ یعنی وہ شخص جو عمل بد کو جانتا ہو مگر عمل صالح کا عادی نہ ہو اور اوسے وہ عمل ہی اچھا معلوم ہوتا ہو یا اوس کی عقل قوائے شہوانی اور غضبی کی مطیع ہورہی ہو-لیکن وہ برے کام کو برا جانتا ہو-

۳- جاہل و گمراہ و فاسق-یعنی وہ شخص جو اعمال بد کو اچھا جانے اور اونکا اعتقاداً مرتکب ہوتا ہو-

۴- جاہل- گمراہ- فاسق- شریر- یعنی وہ شخص جو شر پر اعتقاد رکھنے کے علاوہ اس پر فخر بھی کرتا ہو اور اسے فضیلت جانتا ہو-

ان میں سے پہلے شخص کا علاج بہت آسان ہے اوس کو تعلیم و تادیب کی ضرورت ہے- دوسرے شخص کا علاج کسی قدر مشکل ہے-کیونکہ برے کام چھوڑانے اور نیک کامون کی عادت ڈالنی پڑتی ہے-تیسرے اور چوتھے شخص کا علاج محال ہے کیونکہ اوس کو یہ یقین دلانا کہ جو افعال و اعمال وہ کرتا ہے وہ مذموم و قبیح ہین بہت مشکل کام ہے-لیکن جب وہ اپنے اعمال کی برائی کو سمجھنے لگے تو پہلے اور دوسرے درجہ مین آجائیگا اور اس صورت مین علاج ممکن ہوگا- اور صحت نفس حاصل ہوگی-

صحت نفس کی تعریف یہ ہے کہ اعتدال قوت عقل اور کمال حکمت حاصل ہو نیز قوت غضب وشہوت عقل کی مطیع رہین - یہ کیفیت دو وجہ سے حاصل ہوتی ہے اول تو طبعی یعنی فطرتاً کسی شخص کا مزاج نیک اور صالح واقع ہوا ہو - دوم یہ کہ مجاہدہ اور ریاضت سے نیک اخلاق کی اتنی عادت ڈالے کہ بے تکلف وہ افعال اوس سے صادر ہونے لگین اور انسان کو اوس مین لذت آنے لگے - کیونکہ اگر لذت نہ ہو اور وہ کام شاق گزرے تو نقصان باقی ہے اور ہمیشہ نبھ نہ سکے گا - مثلاً ایک بخیل شخص روپیہ خرچ کر بیٹھے اور بجاے لذت حاصل ہونے کے اوسے انقباض ہو تو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ سخاوت کا ملکہ حاصل ہو گیا یا کوئی آدمی عبادت کرے مگر بجاے لذت حاصل ہونے کے دل گھبرائے تو وہ شخص عابد نہیں بلکہ یہان تک عادت ڈالنی چاہیئے کہ اخلاق حمیدہ مین لذت اور قبیحہ سے تکلیف ہو انسان جس کام کی عادت ڈالے وہ اوس کو مزیدار معلوم ہونے لگتا ہے چور سزا پاتے ہین لیکن چوری کی چاٹ پڑ جاتی ہے تو باز نہین آتے قمار باز گھر بار ہار کر کوڑی کوڑی کو محتاج ہو جاتے ہین مگر جوئے کا چسکا نہین چھوٹتا کبوتر باز سارے دن دھوپ مین کھڑے رہتے ہین اور اوس مین اون کو ایسی لذت آتی ہے کہ دھوپ کی شدت گوارا کرتے ہین پس جب بُرے اعمال کا یہ حال ہے تو اعمال حسنہ جو روح انسانی کی خاصیت کے موافق ہین کیون نہ لذیذ معلوم ہونگے -

ت وعلالت
حالت

اخلاق کے لئے چار شرطیں ضروری ہیں - اوّل فعل کا حُسن و قُبح - دوم فعل پر قدرت - سوم فعل کی شناخت - چہارم حُسن و قبح میں سے ایک کی طرف رغبت - اس لئے کسی فعل کے صرف ظاہر ہونے یا نہ ظاہر ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ کسی شخص مین وہ خلق موجود یا معدوم ہے - مثلاً ایک شخص نام و نمود کے لالچ یا حکام کے دباؤ سے روپیہ دیتا ہے تو وہ سخی نہین - یا کسی کے پاس روپیہ نہین لیکن اوسکی طبیعت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ دوسرون کی مدد کرے یا روپیہ خرچ کرکے اوسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ سخی ہے - اگرچہ افلاس کے سبب وہ فعل اوس سے صادر نہ ہوتا ہو - غرض نفس مین ایک ایسی ہیئت کا راسخ ہو جانا کہ بلا فکر و تامل افعال محمود یا مذموم صادر ہو سکین خلق ہے - اگرچہ

افعال نیک عمدہ شرعاً اور عقلاً جائز ہوں گے تو اس خلق کا نام "حُسن خلق" ہوگا اور یہ صحت کی حالت ہے۔ اور اگر بُرے افعال صادر ہوں تو "خلق بد" اور یہ حالت مرض ہے۔ حسن خلق کے چار رکن ہین۔ قوت علم۔ قوت غضب۔ قوت شہوت۔ قوت عدل۔ ان کا مفصل بیان آگے آئیگا۔ قوت علم کے سبب سے انسان اقوال کا صدق وکذب اعتقادات مین حق و باطل اور اعمال مین اچھا بُرا جانتا ہے۔ اور قوت عدل ان تینون قوتون کو اعتدال پر رکھنے کی طاقت ہے۔ اگر کسی شخص کے اعضا مین سے ایک خوبصورت اور دوسرا بدنما ہو تو اوس شخص کو خوبصورت نہین کہہ سکتے۔ اسی طرح اگر نفس مین ایک خوبی اور ایک بُرائی ہو تو وہ کامل نہ خیال کیا جائیگا بلکہ نفس کا حُسن اور صحت یہ ہے کہ قوت غضب و شہوت عقل کی مطیع رہین اور کمال اعدالت حاصل ہو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ قوت غضب و شہوت کا مٹا دینا مقصود ہے کیونکہ اگر یہ قوتین مٹ جائین تو دوسرے نقصانات اور دوسری قسم کے امراض پیدا ہو جائینگے۔ مثلاً قوت شہوی کے بغیر بقا جسم و نوع محال ہے۔ قوت غضب کے بغیر مکروہ چیزون کا دفعیہ اور خوشگوار چیزون کا اخذ نا ممکن ہے۔ غرض ان قوتون کا مٹانا اور نیست و نابود کرنا مقصود نہین بلکہ اعتدال پر رکھنا مطلوب ہے۔ آیندہ باب مین اعتدال کی دونو حدون یعنی افراط و تفریط کا بیان ہے۔ شناخت مرض کے بعد علاج اوس کی ضد سے کرنا چاہیئے۔ لیکن یہ کام آسان نہین۔ تلخ دوا پینی آسان ہے اور نفس پر مجاہدہ اور جبر کرنا مشکل ہے۔ مرض کی شناخت کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ انسان اپنے نفس کی حالت پر غور کرے کہ کس حالت مین اوسے کیفیت اور لذّت حاصل ہوتی ہے اور جو فعل زیادہ سہل اور شیرین معلوم ہوتا ہے اوسی کا غلبہ سمجھنا چاہیئے۔ مثلاً اگر کام نہ کرنا اور خالی بیٹھے باتین بنانا اچھا معلوم ہوتا ہے تو کاہلی کا غلبہ سمجھنا چاہیئے۔ اگر فضول روپیہ لٹانا اور غیر مستحقین کو بے دھڑک دیدینا ناگوار نہین معلوم ہوتا تو فضول خرچی کا غلبہ ہے۔ اسی طرح ہر ایک خلق پر غور کرنا اور اوس کی ضد سے اوس کا علاج کرنا لازم ہے یہان تک کہ نیک کام کی عادت ہو جائے۔

۳-تہذیب قوا، نفسانی

اعضائے ظاہری و باطنی کے کام

جسم انسان مین جتنے اعضا ہین وہ کسی نہ کسی کام کے لئے بنائے گئے ہین اُنہین سے بعض رئیسون کی طرح کام کرتے ہین اور بعض خادمون کی طرح ان احکامات کو بجالاتے ہین جو اعضا ایسی تحریک پیدا کرتے ہین کہ انسان کسی فعل کا مرتکب ہو۔ اعضا باطنی دل دماغ اور جگر ہین اور جو اعضا ان باطنی اعضا کے حکم کی تعمیل کرتے یعنی اونکی تحریکون سے متاثر ہوکر کوئی کام کرتے ہین اعضا ظاہری ہین مثلاً ہاتھ پاؤن آنکھین۔ کان۔ ناک زبان وغیرہ جس طرح اعضا ظاہری کے کام جُدا جُدا ہین کہ ہاتھ کام کرتے ہین۔ پاؤن چلتے ہین۔ آنکھین دیکھتی ہین۔ کان سُنتے ہین۔ ناک سونگھتی ہے۔ اسی طرح اعضا باطنی کے کام جو ان افعال کی تحریک کرتے ہین الگ الگ ہین۔ مثلاً ایسے کامون کی تحریک جو کوئی نفع حاصل کرنے یا کسی مضرت کو دفع کرنے کی غرض سے ہون دل سے پیدا ہوتی ہے اور ہاتھ پاؤن وغیرہ اوس کو انجام دیتے ہین۔ عمدہ عمدہ کھانے کھانے نفیس نفیس شربت پینے فاخرہ لباس پہننے۔ خوشبو سونگھنے۔ سیر و تماشے دیکھنے۔ گانا سُننے اور تمام اقسام کی لذتین اور حظ حاصل کرنے کی تحریک جگر سے پیدا ہوتی ہے اور آنکھین۔ کان۔ زبان وغیرہ اعضا ان خواہشون کو پورا کرتے ہین۔ دماغ کا کام ان دونو اعضا سے جُدا اور زیادہ شریف ہے وہ ان دونون کے احکامات کو جانچتا اور تمیز کرتا اور بھلے بُرے کی تنقیح کرتا اور غور و فکر کرتا۔ پچھلی باتین یاد رکھتا اور نتائج نکالتا ہے۔ دل و جگر کی بیجا تحریکون کو روکتا اور اون مین محاکمہ اور تصفیہ کرتا ہے۔ کام کی اس تقسیم کے لحاظ سے دماغ کا مرتبہ زیادہ شریف اور زیادہ اعلیٰ ہے اور اوس کا کام بھی نازک اور بڑی ذمہ داری کا ہے۔ دل و جگر جو دفع ضرر اور اخذ نفع کی تحریکین پیدا کرتے ہین دماغ کے ماتحت اور فرمان بردار ہین۔ باقی اعضا ظاہری بمنزلہ آلات ہین کہ اون کامون کے پورا کرنے اور عمل مین لانے کا ذریعہ ہین۔ دماغ کی اس قوت کا نام جو بھلے بُرے مین تمیز کرتی اور دل و جگر کی تحریکات کی جانچ پرتال کرتی ہے "قوت ادراک" ہے اور دل و جگر کی خواہشات کا نام جو جلب منفعت اور دفع مضرت کی غرض سے ہون "قوت تحریک" ہے۔ دل و جگر نے اپنے

قوت ادراک

قوت تحریک

کمیشخص پورا ہونیکا آلہ اعضاء ظاہری کو قرار دیا ہے اور وہ ان ہی کے ذریعہ سے اپنے خواہشات کو پورا کرتے ہین۔ دماغ کا کام چونکہ کام لینا نہین بلکہ کامون کی تنقید و تصحیح کرنا اور ان کا ایسا انتظام رکہنا ہے کہ مصلحت کے خلاف نہو اس لیئے اوس نے مدرکات کی تمیز کا ذریعہ حواس کو قرار دیا ہے۔ یہ حواس قوت ادراک کے آلات ہین۔ ان مین پانچ حواس ظاہر ہین اور پانچ حواس باطن۔ حواس ظاہر باصرہ۔ سامعہ۔ شامہ۔ ذائقہ لامسہ کہلاتے ہین اور حواس باطن حس مشترک[1]۔ خیال۔ فکر۔ وہم۔ ذکر ہین۔ حواس ظاہر اور حواس باطن کے ذریعے سے ادراک جو حکم نتیجتاً قائم کرے وہ "عقل" ہے۔

عقل

انسان کے تمام قوا کو اس فرمان کی اطاعت فرض ہے اور جب تک عقل تمام قوائے بدنی پر مسلط ہے اور یہ سب عقل کے ماتحت اپنے فرائض کو انجام دیتے ہین انسان کا انتظام درست رہتا ہے اور وہ انسانیت کے سبتے سے گرنے نہین پاتا ورنہ یہ نہو تو باقی تمام تحریکین حیوانات مین بہی پیدا ہوتی ہین لیکن وہ اپنی تحریکون پر اتنا قابو نہین رکہتے کہ اونہین روک سکین انسان اور حیوان مین فرق پیدا کرنیوالی قوت عقل ہی ہے اور عقل ہی کے راستے پر چلنا انسان کا رتبہ بڑہاتا اور اوس کو مدارج کمال تک پہونچاتا ہے

نفس ناطقہ

اس قوت کو جو انسان اور حیوان مین یہ فرق پیدا کرتی ہے "قوت نطق" کہتے ہین اور اسی کا نام "نفس ملکی" اور "نفس مطمئنہ" ہے یہ قوت تمام امور نظری مین فکر کرتی اور اشیا مین تمیز کرتی ہے اور اس سے کامون کی حقیقت مین غور و تامل کرنے اور طبیعت مین صحیح نتائج پر کاربند ہونے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ باقی دو قوتین بہائم اور انسان مین مشترک ہین ان مین سے

قوت غضبی

ایک کا نام "قوت غضبی" ہے جس کو نفس بہیمی بہی کہتے ہین اس کے اثر سے غصہ اور غضب پیدا ہوتا ہے اور انسان ہولناک اور خوفناک کام کرنے مین دلیری اور جسارت کرتا ہے

---

[1] حس مشترک وہ قوت ہے جس کے ذریعہ سے محسوسات حواس خمسہ ظاہری یکجا جمع ہوتے ہین وہم کے ذریعہ سے معانی جزیہ کا ادراک ہوتا ہے خیال کے ذریعہ سے صور محسوسات حس مشترک بعد غیبت محسوسات مذکور محفوظ رہتے ہین۔ فکر یا قوت متخیلہ صور محسوسہ و معانی جزیہ مین ترکیب و تحلیل دونو کا تصرف کرتی ہے۔ ذکر یا حافظہ کے ذریعہ سے مدرکات قوت وہم محفوظ رہا کرتے ہین۔

اس قوت کے اثر سے دوسرون پر قابو پانے جاہ و مرتبت مین بلندی اور رفعت
کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ تیسری "قوت شہوی" ہے کہ نفس امّارہ بہی کہلاتی ہے۔

قوت شہوی

اس سے شہوت اور طلب غذا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور کہانے پینے پہننے اور
نکاح اور لذائذ دنیا سے متمتع ہونیکا شوق پیدا ہوتا ہے۔ یہ دونو قوتین بقاء جسم اور بقاء
نوع کے واسطے عطا ہوئی ہین۔ ان تینون قوتون کو باعتدال کام مین لانا تمام اخلاق
کی بنیاد ہے اور انسان کی فضیلت و شرف یا رذیلت و خساست کا انحصار ان قوتونکے بیجا استعمال پر ہے

قوت ناطقہ۔ قوت غضبی اور قوت شہوی کے اعتدال پر رکہنے اور ان سے حسب مناسب
کام لینے سے تین فضیلتین حاصل ہوتی ہین۔ جب حرکت نفس ناطقہ اعتدال پر ہو اور طبیعت
مین یہ شوق ہو کہ صحیح و یقینی معرفت اور حقائق نفس الامر کی معلومات حاصل کرے تو علم حاصل

علم و حکمت

ہوتا ہے اور مسائل علم پر کاربند ہونے سے "حکمت" حاصل ہوتی ہے جب قوت غضبی کو اس
درجہ پر رکہا جائے کہ حد اعتدال سے باہر نہ ہو اور اوسی قدر تسلط و تفوق حاصل کرے جو

حلم و شجاعت

عقل کے نزدیک محمود ہے تو اس حرکت سے حلم حاصل ہوتا ہے اور بہ تبعیت "شجاعت"
حاصل ہوتی ہے اور جب قوت شہوی کو اعتدال پر رکہا جائے اور جس قدر جائز لذات مین

عفت و سخاوت

اون سے زیادہ حظ حاصل کرنیکی خواہش کو ضبط کیا جائے تو "عفت" حاصل ہوتی ہے اور اوسکے ساتھ سخاوت

عدالت

جس طرح مختلف ادویہ کے باہم ترکیب دینے سے ایک خاص معجون تیار ہوتی ہے
اسی طرح ان تینون قوا کی حفاظت اور ان فضیلتون کی امتزاج و اعتدال سے ایک خاص حالت و
کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ در اصل وہی کمال اخلاق انسانی ہے اس فضیلت کو "عدالت" کہتے ہین

حکمت کی اصل

یہ فضائل جو قوائے نفسانی کے تحفظ و تسالم سے پیدا ہوتے ہین تمام انسانی فضائل کی جڑ اور
اصل ہین۔ باقی اور فضائل فروع کیطرح ان ہی سے پیدا ہوتے ہین چنانچہ حکمت کے بہت سے
اصل ہین مگر یہ سات زیادہ مشہور ہین۔ اول ذکاء۔ دوم سرعت فہم۔ سویم صفائی ذہن۔
چہارم سہولت تعلم۔ پنجم حسن تعقل۔ ششم تحفظ۔ ہفتم تذکر۔

ذکا

مقدمات سے بسہولت نتیجہ نکالنے اور قضیون کو جلدی سے سمجھکر فوراً مطلب
سمجھ جانے کے ملکہ کو ذکا کہتے ہین۔

لزوبات کو دیکھکر بلا دقت لوازم کا پتہ لگانا سرعت فہم ہے

صفائی ذہن کے یہ معنی ہین کہ نفس کو بلا اضطراب وتشویش مطلوب کے استخراج کا ملکہ حاصل ہو جائے

حسن تعلم — **حسن تعلم** یہ ہے کہ جو کچھ حاصل کرنا ہو اوسکی طرف توجہ کرنیکا اتنا ملکہ ہو کہ اکتساب مین پریشانی خاطر لاحق نہو

حسن تعقل — **حسن تعقل** اسے کہتے ہین کہ ہر امر مین بحث کرنے اور حقیقت کے انکشاف مین ایسی حد کا خیال رکھے کہ نہ تو ضروری باتین ترک ہو جائین نہ زائد و غیر ضروری داخل ہون

تحفظ — **تحفظ** کی تعریف یہ ہے کہ جو صورتین کہ عقل یا وہم یا قوۃ الخیال کے ذریعہ سے حاصل کی ہین وہ ضبط مین رہین

تذکر — **تذکر** کے یہ معنی ہین کہ جو صورتین حافظہ مین محفوظ ہین جب چاہے اونکو ظاہر کر سکے

قوت غضبی کو اتنا قابو مین رکھنا کہ وہ عقل کے حکم کے خلاف نہ کرے اور اگر ضرورت ہو تو ہولناک مقامات اور خوفناک موقعون مین قدم رکھتے ہراس یا خوف نہ آئے نہ خطرات کے مقابلہ کے وقت ثابت قدمی مین تزلزل پڑے شجاعت کہلاتا ہے جب یہ ملکہ حاصل ہو تو اس کے ساتھ اور بہت سے اوصاف حاصل ہوتے ہین جو بجائے خود ایک ایک فضیلت ہین۔ مثلاً کبر نفس۔ نجدت و دلیری۔ بلند ہمتی۔ ثبات۔ حلم۔ سکون۔ شہامت تحمل۔ تواضع۔ حمیت۔ رقت۔

کبر نفس — **کبر نفس** یہ ہے کہ جو حالت انسان پر لابدی طور پر واقع ہو خواہ اچھی ہو یا بری تونگری کی ہو یا افلاس کی۔ بزرگی کی ہو یا خواری کی نفس کو اوس کی پروا نہ ہو اور جو حالت خود انسان کی غلطی سے اوس پر نہین پڑی اگرچہ بظاہر خراب ہو مگر نفس انسان اوسکی طرف ذرا بھی التفات نہ کرے نہ اوسے مدح کی پروا ہو نہ ذم کی۔ نہ دولت کی خواہش نہ فقیری سے عار نہ زمانہ کے رنگ بدلنے اور اپنی تغیر حالت کا کوئی اثر نہ انفعال لیکن یہ حالت بے حیائی کی وجہ سے نہین بلکہ نفس کے استغنی کی وجہ سے حاصل ہونی چاہیئے کہ نفس مین ملکات شریفہ کی حقیقت اتنی قائم ہو گئی ہو کہ ظاہری اور عارضی باتون کی اوسے پروا نہ رہے اور جو بزرگی اکتساب کمال کے سبب سے حاصل ہوئی ہے اوس کے آگے ایسے عارضی تغیرات ہیچ اور کالعدم معلوم ہون اور انسان مین اتنی قدرت پیدا ہو جائے کہ وہ ملائم اور ناملائم۔ خوشگوار و ناگوار امور کا یکسان تحمل کر سکے۔

نجدت

نجدت۔ یہ ہی کہ جب خوف و خطر کا سامنا ہو اور ہولناک امور پیش آئین تو انسان جزع و فزع نہ کرنے لگے اور اوسکے ایسے چھکے چھوٹ جائین کہ نامنتظم حرکتین ظہور مین آنے لگین بلکہ نفس کو ثبات و قوت حاصل رہے

علو ہمت

علو ہمت کا مرتبہ بہت بڑا ہے اور جب حاصل ہوتا ہے کہ اکتساب کمال و طلب فضیلت دنیاوی منفعت حاصل کرنے یا مکروہات کو دور کرنیکے لیے ہو انسان کوئی عارضی یا غیر حقیقی نفع حاصل کرکے شادمان اور کسی ناخوشگوار امر کے پیش آنے سے ملول ہو یہان تک کہ نہ جان کی پروا ہو نہ مرگ کا خوف

ثبات

ثبات کی تعریف یہ ہے کہ رنج و غم، الم و فکر، سختی و تکلیف سے مقابلہ کی قوت پیدا ہو اور یہ چیزین انسان پر زیادہ اثر نہ ڈال سکین اور جس قدر صدمہ پہونچا ہے اوس سے زیادہ شکستہ خاطر نہو

حلم

غصہ اور غضب کی کیفیت کو روکنے اور ضبط کرنیکا نام **حلم** ہے اور حلم سے نفس کو وہ طمانیت حاصل ہو جاتی ہے کہ غضب و غصہ کی تحریک جلد ہی متغیر نہین کر دیتی اور انسان کبھی مغلوب الغضب نہین ہوتا

سکون

سکون ایسے معاملات اور منازعات مین ثابت قدمی کو کہتے ہین جو دین کی حرمت یا قوم و ملک کی عزت قائم رکھنے کے لیے پیش آئین تاکہ خفت نہ اوٹھانی پڑے۔

شہامت

شہامت یہ ہے کہ نفس مین بڑے بڑے کام کرنے کی حرص اور خواہش اسلیے پیدا ہو کہ نیک نامی حاصل ہو یا بہت سا ثواب ملے۔

تحمل

جسمانی تکالیف اوٹھانا اور راحتونکی پروا نہ کرنا تاکہ کوئی علم یا فضیلت حاصل ہو **تحمل** ہے۔

تواضع

تواضع کے معنی یہ نہین کہ انسان ایسی خاکساری اختیار کرے کہ اپنے رتبہ سے گر جائے بلکہ یہ معنی ہین کہ اپنے رتبہ پر قائم رہے اور جو لوگ کسی لحاظ سے مرتبہ مین اوس سے بہتر ہین اونپر اپنی نسبت ترجیح نہ دے

حمیت

حمیت یہ ہے کہ دین و مذہب کی حمایت یا حرمت و عزت کے قیام اور حفاظت مین کوئی بات نہ اوٹھا رکھے۔ اور جس طرح ممکن ہو محافظت مین سعی کرے۔

رقت

ابنائے جنس کو مصیبت یا کسی تکلیف مین دیکھکر قلب کا متاثر ہونا **رقت** کہلاتا ہے لیکن اس کے ساتھہ ضرور ہے کہ خود دیکھنے والے مین اضطراب و بدحالی نہ پیدا ہو

یہ حکمت و شجاعت کی خاصیتین ہین۔ تیسرے فضیلت عفت ہے جو قوت شہوانی کی تہذیب سے حاصل ہوتی ہے عفت اسے کہتے ہین کہ قوائے شہوانی عقل کے تابع رہین اور جہانتک ضرورت ہو اون سے جائز طور پر کام لیا جائے اور نفس امارہ کی قید اور تابعداری سے

انسان آزاد رہے۔ اس قوت مین کمال حاصل کرنے سے اور بارہ فضیلتین پیدا ہوتی ہین جو تمام اصول اخلاق کی جان ہین۔ مثلاً حیا۔ رفق۔ حسن ہدی۔ مسالمت۔ دعت۔ صبر قناعت۔ وقار۔ ورع۔ انتظام۔ حریت۔ سخا۔

حیا یہہ ہے کہ جب انسان کو کسی فعل کی برائی معلوم ہو جائے تو وہ اس سبب سے پہر اوس کا ارتکاب نہ کرے کہ لوگ نام رکہین گے یا مذمت کرین گے۔ — حیا

رفق ایسے کامون کے کرنے کو کہتے ہین جو واجب تو نہ ہون لیکن اون کا کرنا کسی پر احسان کرنا ہو اور نفس مین یہ قوت پیدا ہو کہ ایسے کامون مین مانع نہ آئے۔ — رفق

حسن ہدی۔ کمال حاصل کرنیکی حقیقی خواہش اور سچی رغبت کا نام ہے۔ — حسن ہدی

اختلاف رائے اور باہمی تنازع کے وقت برداشت کر کے صلح رکہنا **مسالمت** کہلاتا ہے — مسالمت

حرکت شہوت کے وقت نفس کا ساکن رہنا اور بے اختیار نہ ہونا **دعت** ہے — دعت

صبر کی تعریف یہ ہے کہ خواہش نفس امارہ کا مقابلہ کیا جائے تاکہ نفس قبیح لذتون مین نہ پڑ جائے۔ صبر دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو مطلوب پر صبر کرنا یعنی جس چیز کو دل چاہتا ہے اگر نہ ملے تو بیقرار نہ ہونا۔ دویم مکروہات پر صبر کرنا یعنی اگر ناگوار امور پیش آئین یا کوئی مشکل پڑے تو جزع نہ کرنا۔ دوسری صورت قوت غضبی کی تہذیب سے تعلق رکہتی ہے۔ — صبر

قناعت۔ حاجتون کے دائرہ کو محدود رکہنا اور جس قدر بآسانی اور بجائز طور سے مل سکے اوسی پر اکتفا کرنا ہے تاکہ جس قدر فی الواقع ضرورت ہے اوس قدر رکہا جائے اور اشیاء مہیا کرے۔ نہ یہ کہ آرایش اور نمایش کے لیے تمام زمانہ کے نادرات جمع کرے اور مال و متاع نہ صرف ضروریات کے پورا کرنیکے لیے حاصل کرے بلکہ جمع کر کے امیرانہ ٹہاٹہہ دکہانیکے واسطے — قناعت

وقار شتاب زدگی اور عجلت سے پرہیز کرنے کو کہتے ہین لیکن عجلت سے پرہیز اوس حد تک جائز ہے کہ مقصد فوت نہ ہو نہ یہ کہ بجائے وقار کے سستی ظاہر ہو اور مطلب فوت ہو جائے۔ — وقار

ورع پرہیزگاری کا نام ہے یعنی نفس اعمال نیک اور افعال پسندیدہ پر کاربند ہو اور ان کامون کے کرنے مین اوس سے عمداً کوتاہی اور سستی ظاہر نہو — ورع

انتظام نفس کے اوس ملکہ کو کہتے ہین جو کامونکا اندازہ کر سکتا ہو اور حسب مصلحت اونکی ترتیب کا خیال رکہتا — انتظام

حرّیت

حرّیت اکتساب مال سے متعلق ہے کہ انسان جائز پیشون اور طریقون سے مال حاصل کرے اور ناروا ذرائع نہ اختیار کرے اسی طرح مال کو جائز طور سے نیک مصارف مین صرف کرے فضول اخراجات یا عیاشی مین نہ اُڑائے۔

سخا

سخا یہ ہے کہ انسان کو مال یا کوئی چیز دوسرے کو دینی گران نہ گزرے لیکن یہ شرط ہے کہ اسی قدر دیا جائے جتنا کہ دینا ضروری ہے اور ایسے شخص کو دیا جای جو اوس کا مستحق ہے

عدالت کی اہل

قوت ناطقہ غضبی اور شہوی کی تہذیب سے جو خاص کیفیت نفس مین پیدا ہوتی ہے وہ "عدالت" ہے یہ کیفیت بہی تنہا نہین بلکہ بہت سے خصائل محمودہ کا مجموعہ ہے جو اپنے اپنے موقع پر ظاہر ہوتی ہین یہ صداقت۔ الفت۔ وفا۔ شفقت۔ صلۂ رحم۔ مکافات۔ حسن شرکت۔ حسن قضا۔ تودد۔ تسلیم۔ توکل۔ عبادت ہین کہ انسانیت کی شان اور شرافت کا خاصہ ہین انکی تفصیل تو بہت بڑی ہے۔ طوالت کے خیال سے صرف تعریفات پر اکتفا کرنا مناسب ہے تاکہ ایک اجمالی واقفیت پیدا ہوجائے

صداقت

صداقت دوستی صادق سے مراد ہے کہ دوستو مین سے دوئی اُٹھہ جای اور رابطہ اتحاد اس قدر مستحکم ہوجائے کہ انسان جو کچھہ اپنے واسطے چاہے وہی دوسرے کیلئے چاہے اور جو حالت یا جو چیز اپنے لیے ناپسند ہو دوست کے لیے بہی ناپسند کرے

الفت

الفت یہ ہے کہ تمام لوگ باہمی معاونت پر متفق ہون اور معاملات کی نسبت انکی رای اور اعتقاد مین اتفاق ہو

وفا

وفا یہ ہے کہ جو عہد یا وعدہ کرے اوس کو نبہائے اور اپنے قول سے نہ پھرے اور دوسرون کی جو معاونت یا غمخواری کرنی اختیار کر لی ہے اوس کو چھوڑ نہ دے۔

شفقت

شفقت دل کا فعل ہے کہ کسی دوسرے شخص کو کوئی مصیبت پیش آجای تو انسان کی دل پر اوس شخص کا یہ ابتر حال دیکھکر چوٹ لگے اور جہانتک اپنے سے ممکن ہو اوسکی مدد کرنی اور مصیبت کی گھٹانے پر کمر باندہے

صلۂ رحم

صلہ رحم اپنے رشتہ دارون اور گہروالون کو اپنے مال اور معیشت مین شریک کرنا ہے۔ قرابت ورشتہ دو طرح کی ہوتے ہین۔ ایک صوری اور دوسرے معنوی۔ قرابت صوری مثلاً مان باپ یا کوئی رشتہ دار۔ قرابت معنوی اُستاد۔ پیر۔ اُستادزادہ۔ احباب وغیرہ جن سے اگرچہ رشتہ داری کا تعلق نہ ہو لیکن روحانی تعلقات ہون۔ ان سب کے ساتھہ سلوک کرنا صلہ رحم مین داخل ہے

مکافات

مکافات یہ ہے کہ اگر کسی سے نفع پہونچے تو اتنا یا اس سے زیادہ نفع اوسے پہونچائے اور اگر ضرر یا نقصان پہونچے تو اوس سے کم نقصان یا ضرر دوسرے کو پہونچائے۔

حسن شرکت

حسن شرکت ۔ معاملات کی خوبی ہے کہ داد و ستد وغیرہ اس طرح کرے جس سے دوسرے شرکا کی حق تلفی یا اون کی ناراضگی کا باعث نہ ہو ۔

حسن قضا

حسن قضا ۔ پر تمدن کا انحصار ہے یعنی حُسن قضا یہ ہے کہ لوگون کے حقوق کی نگرانی اور نگہداشت کرے اور جس قدر جس کا حق ہے وہ اوسے پہونچائے کسی کا حق اوسکو دینا اوس پر احسان کرنا نہین ہے اور اوسکی حق تلفی کرنا گناہ اور باعث مذمت ہے لہذا ادائی حق مین احسان جتانا یا حق تلفی کرکے اپنے تئین نشانۂ ملامت بنانا خلاف انسانیت ہے ۔

تودد

تودد ۔ یہ ہے کہ طیب کلام یا انعام و اکرام یا کسی سبب نیک اور فاضل شخصو نکی دوستی اور محبت حاصل کرے

تسلیم

تسلیم ۔ احکام خدا و قواعد شرع کے ماننے کو کہتے ہین اور یہ ماننا بہ جبر و اکراہ نہو بلکہ برضا و خوشی اور بحسن قبول ہونا چاہیئے ۔

توکل

توکل ایسے کامون مین جو انسان کی قدرت اور تدبیر سے باہر ہو چکے ہون یا جنین انسان کو مداخلت نہو خدا پر بھروسہ کرنا اور فضول خیالات سے دماغ نہ تھکانا ہے اور یہ سمجھ لینا کہ گو اسباب اور تدبیر سے کام لینا ہمارا کام ہے لیکن اوس تدبیر کے مطابق نتیجہ پیدا کرنا قادر مطلق کے اختیار مین ہے ۔ توکل کے یہ معنی نہین ہین کہ انسان اسباب مہیا نہ کرے یا تدبیر نکرے بلکہ یہ معنی ہین کہ ان اسباب سے حسب دلخواہ نتیجہ نکلنا خدا کے اختیار مین جانے ۔ بر توکل زانوی اشتر بہ بند یا جن امور مین اسباب و تدبیر کام نہ دیتے ہون اونکو بالکل مرضی الٰہی پر چھوڑ دے اگر باوجود اسباب و تدبیر کی قدرت کے انسان کوئی کام نہ کرے اور عمدہ نتیجے کا متوقع ہو تو وہ اوس بیوقوف کی مانند ہوگا کہ زراعت نکرے اور پیداوار کی امید رکھے

عبادت

عبادت خداوند تعالیٰ کی تعظیم و تمجید کرنا اور احکام شرع کی پابندی کرنا ہے ۔ اس کے لیے تقوی اختیار کرنا اور معاصی سے احتراز ضرور ہے ۔

شجاعت اور عفت اور عدالت کے ملکات سے جو فضیلتین پیدا ہوتی ہین اون کی اجمالی کیفیت ان تعریفات سے معلوم ہو سکتی ہے ان مین بعض خود انسان کے نفس سے تعلق رکھتی ہین اور تہذیب اخلاق مین داخل ہین ۔ بعض تدبیر منزل اور سیاست مدن سے متعلق ہین اور اون کے اکتساب سے دوسرون کے ساتھ مدارات کرنے یا عدالت قائم رکھنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے ۔ یہ سب فضیلتین قوائے نفسانی کی تہذیب سے پیدا ہوتی ہین ۔

اور اون کی پوری حقیقت بیان کرنے کے لیے ہر ایک پر ایک بسیط مضمون لکھنے کی ضرورت ہے لیکن کتاب کی ضخامت سب کا مفصل حال بیان کرنے کی اجازت نہین دیتی۔

سعادت تامہ

بعض لوگون مین کوئی نیک عادت ہوتی ہے لیکن باقی فضیلتین نہین ہوتین۔ یا بعضون سے کوئی فضیلت کسی موقع پر ظاہر ہوتی ہے لیکن اکثر ویسی ہی دوسری موقعون پر اوس کا اظہار نہین ہوتا۔ ان لوگون سے جس قدر نیکی کا ظہور ہو اوسی قدر یہ نیک اور بھلے آدمی خیال کیے جا سکتے ہین۔ لیکن ان کو سعادت تامہ حاصل نہین اور چونکہ حکمت کی عادتین طبیعت مین راسخ نہین ہوتین ان کے خصائل مین زوال آنا ممکن ہے۔ ابر کا سایہ ہے کہ ادہر آیا اودہر گیا۔ طبیعت کا جوش ہے کہ ابہی ابر کرم کی طرح برس رہے تھے ابہی کچھہ بہی نہین جن لوگون کو یہ سعادت نصیب ہو کہ مسائل حکمت اون کی طبیعت مین ثابت و قائم ہو جاین وہ ان فضائل کو اپنا شعار بنا لیتے ہین زمانہ اپنا رنگ بدلتا رہتا ہے صحت و بیماری نکبت و فراخی سب گزر جاتی ہین لیکن ان کے اخلاق مین ذرا تغیر نہین آتا۔ ان سے کبہی بے صبری ظاہر ہوتی ہے نہ پریشانی اور قلق کا اظہار کرتے ہین۔ نہ ان کی ثابت قدمی مین فرق آتا ہے بلکہ تحمل و سکون تسلیم و رضا۔ انتظام و وقار۔ صبر و توکل۔ جو انکی طبیعت مین ملکہ ہو گیا ہے وہ ان کے پائے استقامت کو ذرا ڈگمگانے نہین دیتا۔ آندہی اور منہہ کے طوفان سے کمزور درخت ٹوٹ کر دور جا پڑتے ہین لیکن پہاڑ اپنی جگہ سے نہین ہلتے یہ لوگ استقلال و ثبات کے پہاڑ ہین کہ خواہ کچھہ ہی گزر جائے لیکن اون کے استقلال کو ذرا جنبش نہین ہوتی۔ ظاہر مین یہ حالت بہت گران اور بد مزہ معلوم ہوتی ہے لیکن واقعی یہین ایک حقیقی لذت ہے جو دوسری چیزون مین نہین۔ ماکل و مشارب وغیرہ کی جیسی لذتین ہین کہ ابہی تہین اور ابہی نہین۔ یہ حاصل بہی بسہولت ہو جاتی ہین اور جلدی جاتی بہی رہتی ہین اکتساب سعادت سے جو لذتین حاصل ہوتی ہین اس مین شک نہین کہ بہت محنت او نفس کشی سے حاصل ہوتی ہین مگر یہ لذتین باقی ہین کہ ہر حال مین اور ہر وقت میسر رہتی ہین اور جب انکا مزہ پڑ جاتا ہے تو ساری فانی اور غیر حقیقی لذات ہیچ معلوم ہونے لگتی ہین یہ لذتین انسان کو کمال تک پہونچاتی ہین اور انسان اوس فکر۔ رنج و اضطراب۔ تشویش سے جو اسباب ظاہر کے

تغیر یا لذات فانی کی عدم میسری سے پیدا ہو محفوظ ہو جاتا ہے۔

سعید اور ریاکار

قوا ناقصہ کی تکمیل حکمت۔ شجاعت عفت۔ عدالت۔ پر عملاً کاربند ہونے سے حاصل ہوتی ہے اور جس شخص مین یہ صفات کامل ہون وہ سعید کہلاتا ہے۔ لیکن بعض خام طبیعت اشخاص اصول حکمت پر کاربند تو نہین ہوتے لیکن اپنے تئین ویسا ظاہر کرنا اور ظاہر بینون کو دہوکہ دینا چاہتے ہین اور جو لوگ علم اخلاق سے واقف نہین وہ ان کے فریب مین آجاتے ہین۔ مثلاً کسی شخص کو حکمت حاصل نہو لیکن وہ مسائل علوم کو طوطے کی طرح حفظ یاد کرلے اور ایسے لوگون کے سامنے جو خود فراست سے بے نصیب ہین بلا تحقیق دلائل بیان کرتا پھرے کہ وہ لوگ اسے بڑا عالم و دانشمند سمجھین ایسے شخصون کی حالت اون جانورون کی سی ہے جو انسان کو دیکھکر اوس کی سی حرکتین کرنے لگتے ہین۔

یا بعض لوگ عفت کا دعوی کرتے ہین مگر عفیف النفس نہین ہوتے ان کا مطلب یہ نہین ہوتا کہ لذات شہوانی جو فی الحال میسر ہین نہ حاصل کرین بلکہ اس سے زیادہ کسی لذت اور منفعت کی خواہش ہوتی ہے جیسے مردم فریب زاہد کہ اونہون نے زہد کو دام تزویر بنا رکہا ہے۔ تاکہ مزے مزے کی دعوتین کہائین یا اور اغراض فاسدہ حاصل کرین یا بعض لوگ بسبب عدم میسری اسباب یا بسبب مرض و نقصان شہوت پرہیزگار بنے رہین یا کسی بیماری یا مرض مین مبتلا ہونیکا خوف ہو یا کسی خاص لذت سے واقف ہی نہ ہون تو یہ لوگ عفیف نہین ہین بلکہ "عصمت بی بی است از بے چادری" کے مصداق ہین۔

اس طرح سخاوت کا عمل ایسے شخص سے ظاہر ہو سکتا ہے جو سخی نہ ہو مثلاً خوش خوری خوش پوشی۔ یا تعمیر مکان یا فسق و فجور مین روپیہ برباد کرے یا اس لیئے بڑی بڑی رقمین چندے مین دے کہ اس سے گورنمنٹ مین کوئی رتبہ یا خطاب یا اعزاز حاصل ہوگا یہ سخاوت نہین تجارت ہے۔ اسی طرح دفع ضرر کے لیئے روپیہ دینا یا غیر مستحقین کو دینا سخاوت نہین ہے بعض لوگون کو مال کی قدر نہین ہوتی اور وہ یہ نہین جانتے کہ جس وقت کوئی ضرورت آپڑے تو مال سے کس قدر حاجت براری ہوتی ہے مثلاً ایسے اشخاص جن کو خود کمانا نہین پڑا اور بزرگون کی میراث سے بہت سی دولت ملگئی یہ خوب ل

کہولکر لٹاتے ہین ان کو یہ خبر ہی نہین ہوتی کہ روپیہ پیدا کرنا کس قدر دشوار ہی اور خرچ کرنا بہت آسان
اسی طرح فعل شجاعت ایسے لوگون سے صادر ہوتا ہی جو اصل شجاع نہین ہوتے
مثلاً کوئی شخص جنگ مین اس سبب سے شریک ہو کہ مال غنیمت خوب ہاتہہ لگے گا
یا عہدہ مین ترقی ہوگی - یون تو سارے درندے جانور ہی پہاڑ کہانے کو دوڑتے ہین
لیکن یہ شجاع نہین ہین کیونکہ ان کو اپنے غلبہ اور قوت پر وثوق ہے اس سبب سے دوسرون پر
حملہ کرتے ہین - اگر کوئی مسلح اور توانا شخص ایک ضعیف غیر مسلح شخص سے مقابلہ کر کے
فتح پائے تو یہ داخل شجاعت نہین ہے یا اسی طرح جو لوگ کسی رنج یا تکلیف یا کسی ناامیدی کے
سبب خودکشی کر لیتے ہین یہ سب سے زیادہ نامرد اور بزدل ہین نہ کہ شجاع - کیونکہ شجاع ہر
حال مین صابر اور تکالیف مین متحمل ہوتا ہے اور وہ کسی نقصان سے جس کا تدارک ناممکن ہو
اندوہگین نہین ہوتا نہ کسی خطرہ سے جو ناگاہ واقع ہو جائے مضطرب ہوتا ہی - اسی طرح اوسکا غصہ
اور انتقام بہی غیر واجب نہین ہوتا اور جو لوگ مغلوب الغضب یا سریع الانتقام ہین وہ شجاع نہین
اسی طرح ایسے اشخاص جو عادل نہین ہین اور عدالت کی نقل اوتارتے ہین ان کا
مطلب محض ریاکاری ہوتا ہے تاکہ لوگون کو اپنی طرف مائل کرین دراصل عادل وہ شخص ہے
جو اپنی قوتون کو برابر رکہے تاکہ تمام افعال جو اوس سے صادر ہون بمقتضای عقل ہون اور
حد اعتدال سے باہر نہ ہون اور اسی طرح اوس کے معاملات بہی لوگون کے ساتہہ صحیح ہون -

فضیلت و رذیلت

ہر فعل کا اپنی حد پر قائم رہنا فضیلت ہے اور جو فعل اپنے حد و اندازہ پر قائم ہوگا اوسکی
بہت سی صورتین نہین ہو سکتین بلکہ اوس کے خلاف بہت سے درجہ ہو سکتے ہین یعنی
وہ اپنی حد سے جس قدر متجاوز ہوگا اوسی قدر فضیلت سے بعید ہے - یہ تجاوز خواہ افراط مین
ہو خواہ تفریط مین حد فضیلت سے باہر ہے - دو مفروضہ نقطون کے درمیان ایک ہی خط مستقیم
کہینچا جا سکتا ہے اور اس کے علاوہ جس قدر خطوط اس کے دونون طرف کہینچے جائین وہ
غیر مستقیم ہون گے - یہی حال فضیلت کا ہے کہ وہ صراط مستقیم پر چلنے کا نام ہے اور جہان اسمین
ذرا کمی زیادتی ہوئی اوسی قدر سیدہے راستے سے انحراف ہو گیا - یہ انحراف جس قدر بڑہتا جائے
اوسی قدر رذیلت بڑہتی جائے گی - ہر کام مین وسط حقیقی سے انحراف دو جانب ہو سکتا ہے

افراط اور زیادتی کی جانب یا تفریط اور کمی کی طرف - اس طرح ہر فضیلت کے مقابلہ مین دو
رذیلتین پیدا ہوئین حکمت کے مقابلہ مین دو رذیلتین سفہ و بلہ کہلاتی ہین جن چیزون مین
سفہ فکر کرنا لازم نہین اون مین عقل لڑانی یا جس قدر واجب ہے اوس سے زیادہ فکر کرنا سفہ
ہے اور جن امور مین فکر کرنا واجب ہے اون کو نہ سوچنا اور قوت فکر کو جان بوجھکر بیکار
بلہ چھوڑ دینا یا جس قدر واجب ہے قوت فکر کے استعمال مین بالارادہ کمی کرنا بلہ ہے -

اسی طرح شجاعت کے خلاف تہوّر اور جبن دو رذیلتین ہین - خطرناک مواقع
تہور پر بے ضرورت جان جوکھون مین ڈالنا یا مقتضائی عقل کے خلاف خطرہ مین پڑنا تہوّر ہے
ایسے خطرات کے مقابلہ سے جان چرانا جن کا مقابلہ کرنا فرض ہے یا ایسی تکلیف سے
جُبن حذر کرنا جن سے اس موقع پر حذر واجب نہین جُبن یعنی بزدلی ہے -

شرہ **عفت** کے خلاف شرہ و خمود دو رذائل ہین - جائز مقدار سے زیادہ لذائذ
خمود شہوانی کی طرف مائل ہونا شرہ ہے اور لذات ضروری حاصل کرنیکی طرف بھی طبیعت کا مائل نہونا خمود ہے

عدالت مین افراط و تفریط نہین ہو سکتی بلکہ عدالت سے انحراف کرنا اور لوگون کے
حقوق یا مال مین خود تصرف کرنا یا اون لوگون کو جو اپنے زیر حکم ہون کسی کی حق تلفی کرنے دینا
جور اور باوجودیکہ وہ لوگون کو ستا رہے ہون اون کو نہ روکنا جور کہلاتا ہے - جور ظلم ہے خواہ اپنے
نفس پر ہو یا دوسرے شخص پر - عدالت جامع جمیع کمالات ہے اور ظلم جامع جمیع نقائص -

اسی طرح تمام فضیلتون پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ جہان اون مین افراط و تفریط ہوئی اور
فضیلت کا رتبہ مفقود ہوا نہ رات دن جسمانی اور شہوانی خواہشات کے پورا کرنے مین
مبتلا رہنا - لوگون کو ستانا - مال غصب کہانا فضیلت ہے نہ جائز لذات سے اپنے تئین
محروم رکہنا - پیٹ بہر نہ کہانا غارون مین رہنا عمدہ حلال کہانون سے جو میسر آسکتے ہین پرہیز
کرنا اچھے لباس جائز کی جس قدر مقدرت ہے نہ پہننا - آرام و آسایش سے نہ رہنا
نکاح نہ کرنا - اپنی قوت بازو سے روپیہ نہ پیدا کرنا اور مال سے منفعت نہ اوٹھانا - کاروبار
دنیوی چھوڑ دینا فضیلت ہے - بلکہ یہ دونون حالتین فضیلت سے بہت دور ہین -

قوا کی تہذیب کی ترتیب فضیلت کا رتبہ پہچاننا اور صراط مستقیم پر چلنا آسان کام نہین ہے بلکہ اس کیلیے

بہت بڑی تربیت اور تعلیم کی ضرورت ہے تاکہ انسان فضیلت کی حقیقت کو جانے
اور اوس پر کاربند ہونیکا عادی ہو۔ مان باپ معلم۔ اتالیق اور ہر ایک سرپرست کا
فرض ہے کہ شروع ہی سے بچے کی طبیعت کا رنگ دیکھے اور اوس کو اصول اخلاق پر
اوٹھائے اور جو قوتین اوسمین ظاہر ہوتی جاوین اونکی تہذیب مین کوشش کرتا جائے
بچے مین سب سے پہلے طلب غذائی قوت پیدا ہوتی ہے جون جون بڑا ہوتا جاتا ہے
طلب غذا کے لیئے فطرتاً اشارات کرتا جاتا ہے اوس کے بعد امور متناکلہ مین تمیز کرنا
سیکھتا ہے۔ مان باپ اور غیرون مین شناخت کرنے لگتا ہے اور جب حواس ظاہر و
باطن مین ذرا قوت آجاتی ہے اور جو چیزین محسوس ہوتی ہین اون کو یاد رکھ سکتا ہے
تو ایسی چیزون کا طالب ہوتا ہے جو از راہ حواس حاصل ہوئی ہون۔ مثلاً جب مان یاد
آتی ہے تو روتا ہے اور کوئی گود مین لینا چاہے تو نہین مانتا۔ یا کوئی کھلونا لینے کے لیے
ہٹ کرتا ہے اور بے لیئے بغیر نہین چھوڑتا۔ اس کے بعد اوس مین قوت غضبی کا ظہور ہوتا ہے
جن چیزون کو برا جانتا ہے اون کو دفع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر خود نہین کرسکتا تو
چلاتا اور دوسرون سے مدد چاہتا ہے۔ یا جو چیزین اوسکے کسی مطلب کے حصول مین ہارج ہون
اون کو دور کرنا چاہتا ہے ان دونو قوتون کے حصول کے بعد بچہ مین قوت نطق کا ظہور
ہوتا ہے۔ اور جہان نیک و بد قبیح و جمیل مین تمیز پیدا ہوئی حیا پیدا ہوتی ہے۔ بڑے ہو کر
یہ قوتین زیادہ کامل ہوجاتی ہین لہذا تہذیب اخلاق اسی ترتیب سے ہونی چاہیئے۔
کہ اول قوت شہوی کی تہذیب کی جائے تاکہ ملکہ عفت حاصل ہو اوس کے بعد قوت
غضبی کی۔ تاکہ شجاعت پیدا ہو۔ بعض لوگون مین اکتساب کا مادہ ایسا قوی ہوتا ہے
کہ اون کو یہ باتین بہت جلدی حاصل ہوجاتی ہین۔ بعض کم استعدادی کی وجہ سے بدقت
حاصل کرتے ہین لیکن دقت اوٹھانے سے جی چرانا اور اکتساب کمال سے منہ پھیرنا
نہین چاہیئے۔ اگر طفولیت مین کسی نے تربیت نہین کی تو بڑے ہو کر خود کسب کمال
کرنا اور تہذیب نفس کی کوشش کرنا لازم اور فرض ہے بلکہ جس قدر اپنی کوشش سے انسان
حاصل کریگا وہ زیادہ پائدار اور موثر ہوگا۔ اس زمانہ مین غور کرنے کی بات یہ ہے کہ انسان

یہ سوچئے کہ ہم کیسے ہین اور ہمین کیا ہونا چاہیئے

موجودات عالم مین ہرشئی کا کمال

موجودات عالم مین جتنی چیزین ہین اون کا کمال ایک دوسرے سے مختلف ہے پہول کا کمال یہ ہے کہ خوش رنگ ہو۔ خوشبودار ہو۔ پہل کا کمال یہ ہے کہ خوش ذائقہ ہو۔ رسیلا ہو۔ تلوار کا کمال یہ ہے کہ خوب تیز ہو۔ گہوڑا نہایت چست و چالاک اور مؤدب ہو۔ علیٰ ہذالقیاس دنیا مین نفیس، کثیف جتنی چیزین ہین اون مین ایک معین خاصیت ہے کہ دوسری چیزون مین وہ نہین ہے اور یہ خاصیت ہی اور دوسری اشیا سے امتیاز پیدا کرتی ہے۔ تلوار مین اگر روانی نہو تو تیشہ ہے۔ گہوڑا اگر تیز رو نہو تو لدہا ہے۔ یہی حال انسان کا ہے کہ اگر آدمیت نہ ہو تو نرا حیوان ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ وہ آدمیت کیا چیز ہے اور ہمارے نفس مین کس قدر ہے؟ آدمیت قوت نطق کا نام ہے یعنی وہ قوت کہ معقولات کا ادراک کرسکے اور اتنی تمیز پیدا ہو کہ جمیل اور قبیح۔ محمود اور مذموم کو پہچان سکے۔ اور نہ صرف پہچان لے بلکہ اپنے ارادہ اور اپنی خواہش کے بموجب جمیل و محمود کو عمل مین لائے اور قبیح و مذموم کو ترک کرے۔ حیوانات مین یہ قوت نہین ہے اس سبب سے اون کا کوئی فعل خیر اور کوئی فعل شر نہین ہوتا۔ انسان کو چونکہ امتیاز خیر و شر حاصل ہے اس لیئے اوس کے افعال بعض خیر اور بعض شر ہوتے ہین اور وہ اپنے ارادے سے یا تو اتنا بلندی کی طرف ترقی کرتا ہے کہ اشرف المخلوقات بن جاتا ہے یا اتنا تنزل کرتا ہے کہ حیوانات سے بہی ارذل ہو جاتا ہے حیوانات مین جو کمال فطرتًا رکہا گیا ہے وہ انسان کے فطرتی کمال سے زیادہ کامل ہے۔ مثلاً شیر یا اور درندے جانور قوت غضبی مین کمال رکہتے ہین۔ انسان اگر اس قوت کو اتنا ترقی دینا چاہے کہ شیر اور بہیڑیے جیسا بن جائے تو محال ہے۔ اور اگر بڑی کوشش سے یہ ملکہ بہم پہونچا یا بہی تو یہی ہوا کہ انسانیت سے گزر کر درندون مین جا ملا یا قوت شہوانی کو ترقی دی تو مرغ چڑے اور سوّر سے نہین بڑہ سکتا کون ایسا عقلمند ہوگا کہ اپنی ہمت ایسے کامون مین صرف کرے کہ جانورون سے بہی سبقت نہ لیجا سکے اور اگر ایسا کرے گا تو انسانیت کے رتبہ سے اوس کا تنزل ہو جائے گا۔

لذت کی ماہیت

نا فہم انسان جن چیزون کو لذت سمجہتا ہے وہ لذت نہین بلکہ اون سے چہٹکارا پانا

لذّت ہے۔ اول بہوک کی تکلیف سہو تو کہانے مین مزہ آئے۔ پیاس کی سختی برداشت کرو تو پانی اور شربت سے تسکین ہو۔ اول امتلاءِ طبیعت مین گرفتار ہو تو فرحت اخراج نصیب ہو۔ گرمی اور سردی سہو تو لباس سے آرام ملے۔ غرض طعام و شربت و لباس وغیرہ چیزین فی نفسہ لذیذ نہین ہین۔ بلکہ بمنزلۂ دوا ہین۔ اگر کوئی شخص جان بوجہکر کسی مرض مین مبتلا ہو اور پہر دوا کہا کر اچہا ہونے کی تدبیر کرے تو کیا وہ عقلمند ہے؟ اسی طرح بھوک پیاس و شہوت کو ہیجان مین لانا اور پہر تسکین دینا کوئی دانشمندی نہین ہے بلکہ فطرتاً اور قدرتاً جس قدر پیدا ہو اوس کو باحسن الوجوہ تسکین دینا جائز بلکہ لازم ہے۔

انسان مین جو خصوصیت اوس کو دیگر بہائم سے ممتاز کرتی ہے وہ قوت علمی و عملی کا کمال ہے یعنی یہ کہ علم حاصل کرے اور موجودات کی حقیقت و مراتب کو جانے اور اپنے افعال و قوائے مختلفہ مین ایسا انتظام رکہے کہ اونمین موافقت و مطابقت قائم رہے اور یہی وہ سعادت ہے جسکا نام انسانیت ہے

باب ششم

نفس ناطقہ کی تہذیب

۱۔ فرض

انسان دنیا مین مطلق العنان نہین پیدا کیا گیا بلکہ طرح طرح کے علائق کی بندشون مین جکڑا ہوا ہے۔ جس طرح یہ تعلقات مختلف ہین اسی طرح اون کے برتاؤ مین بہی اختلاف ہے اور ہر ایک کے واسطے ایک خاص لحاظ کی ضرورت ہے اگر یہ لحاظ برقرار نہ رکہا جائے تو قاعدہ عدالت منحرف ہو جائیگا اور دنیا مین بے امنی۔ پریشانی۔ اضطراب پہیل جائیگا۔ انسان کا دل تو بہت چاہتا ہے کہ بندشین جس قدر کم ہون بہتر اور نہ ہون تو بہت ہی بہتر۔ وہ آزادی کو نہایت پسند کرتا اور فرائض و ذمہ داری کے بار سے گہبراتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ قدرت نے اوسے فرائض کی بندشون مین جکڑ دیا ہے اور بہبودی اور تسکین خاطر اور ترقی اور امن کا مدار فرائض اور باہمی تعلقات کو باحسن الوجوہ انجام دینے پر مبنی رکہا ہے۔ انسان کا اپنی ذمہ داریون کو عمدہ طور سے انجام دینا ہی ایک ایسی صفت ہے جو اوس کو اشرف المخلوقات

...سان کے تعلقات ...اون کے فرائض

کے معزز خطاب کا مستحق بناتی ہے اور ہر شخص اپنی ذمہ داری کو جس قدر زیادہ عمدگی سے ادا کرے وہ اوسی قدر اور لوگون کی نسبت زیادہ اشرف اور زیادہ عالی رتبہ ہے کیونکہ اپنے فرائض کو باحسن الوجوہ انجام دینے کا خیال انسانی زندگی کا پایہ بلند کرتا ہے اور اوسکی عادات وخصائل مین ایسی استعداد و صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ مرتبہ بمرتبہ ترقی کرتا جاتا ہے اور اوس عروج پر قائم رہ سکتا ہے جو اس طرح حاصل ہوا ہے علاوہ ازین روزمرہ کے ضروری کام بھی خوبی اور خوش اسلوبی سے پورے ہوتے ہین روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے کام دیکھنے کو تو معمولی بات معلوم ہوتے ہین لیکن بڑے ضروری ہین اور انکی انجام دہی پر ہی انسان کی تمام بہبودی کا مدار ہے۔

دنیا مین انسان کے مختلف تعلقات ہین اور اسی سبب سے مختلف قسم کے فرائض ہین۔ سب سے اول تو خداوند عزوجل پر ایمان لانا اوس کے احکامات کا ادا کرنا فرض ہے جو دنیوی اور اُخروی بہبودی کا سرچشمہ تمام حسن اخلاق اور حُسن معاشرت حُسن تمدن اور حُسن سیاست کی بنیاد ہے۔ اس کے بعد اپنی ذات کا فرض ہے کہ اوسے دنیا مین خوار اور ذلیل نہ کرے بلکہ اوسکی پرداخت کرنی اور اپنی عزت کا خیال رکھنا چاہیئے ہم اپنی ذات کے مالک نہین ہین بلکہ خدا اوس کا مالک ہے پس اوسکی ضمانت یا اوس کے عطیہ کو خراب اور رسوا کرنا بددیانتی یا کفران نعمت ہے اس کے بعد مان باپ بھائی بہن میان یا بیوی۔ قریب و بعید کے رشتہ دار ہین اور دیگر ابنای جنس جن کے ساتھہ ذاتی تعلقات زیادہ ہون۔ مثلاً ہمسایہ اوستاد وشاگرد۔ دوست واحباب۔ آقا وملازم۔ بادشاہ ورعیت۔ ہموطن۔ اہل ملک وغیرہ۔

ادائی فرائض کی برکتین

ہر وقت اور ہر موقع پر یہ جاننا کہ یہ فرائض کیا کیا ہین اور وہ کون کون سے امور ہین جن پر عمل کرنے سے حصول سعادت و معاش و معاد کی درستی اور سوسائٹی مین امن وصلح قائم ہو کہ ہر شخص حسب استعداد کمال اور مدارج علیہ حاصل کر سکے عقل کا کام ہے اور اسی واسطے انسان کو عقل عطا کی گئی ہے۔ اگر انسان اپنے فرائض کا خیال نہ رکھے تو بہت جلد رتبہ انسانیت سے گر کر بہائم مین جا ملے گا۔ ادائی فرض ہماری مصیبتون کو کم ہماری سہولتون کو زیادہ۔ ہماری

مراتب کو اعلیٰ کرتا ہے۔ ہر کام اور ہر موقع پر اپنا فرض ادا کرنا دشواری نہین بلکہ انسان کے حق مین مین راحت اور سہولت ہے کیونکہ دنیا کے تفکرات اور پریشانیون سے اسکی بدولت نجات ملتی ہے۔ جب لالچ یا کمزوری کا سامنا ہوتا ہے تو ادائی فرض کا خیال ہی قائم اور مستقل رکھتا اور دلیری و ہمت وجرأت بخشتا ہے۔ ادای فرض کا خیال ہمیشہ راستباز رکھتا ہے۔ ناجائز وسائل سے اکتساب دولت۔ طلب جاہ جھوٹی شہرت۔ زندگی کا اصل یا فرض انسانیت نہین۔ بلکہ فرض انسانیت یہ ہے کہ انسان دنیا مین اکتساب سعادت اور مفید و بکار آمد کام کرے اور یہی خیال زندگی کے راستے کو صاف وسہل کرتا ہے۔ اطاعت کرنا اور اپنے حقوق کی حفاظت کرنا مشکلون کی برداشت کرنا خطرات کا مقابلہ کرنا محنت پر قائم و مستقل رہنا سکہاتا اور بے اطمینانی و تلون مزاج کو روکتا ہے اور جو مفید کام ہم کر رہے ہین یا جو ہمین کرنا چاہیئے اوس پر کاربند رکھتا ہے۔ بُرائی سے بچنے اور بھلائی کرنیکی خواہش پیدا ہوتی ہے اور حقیقی خوشی اور علو مرتبت کا جوش طبیعت مین پیدا ہوتا ہے۔ صرف اسی سے ناامیدی دور رہ سکتی ہے اور افسوس وحسرت نہین اوٹھانی پڑتی۔ کیونکہ ایسے شخص کے پاس خواہ دولت اور قوت مین سے کچھ بھی نہ ہو لیکن اوس کا دل مضبوط ہوگا اور اسکی روح بشاش اور قلب مطمئن رہیگا جو قارون کے خزانہ سے بھی زیادہ قیمتی ہے جو شخص دنیا مین اپنے فرض کو ادا کرتا ہے وہ اوس منشا کو پورا کرتا ہے جس کے لیئے خدا نے اوسے اس دنیا مین پیدا کیا ہے اور اس قانون فطرت (فرض کی بجا آوری انسان کو اتنا سہارا دیتی ہے کہ وہ اپنے اوج مرتبہ سے نہین گرنے پاتا اور اگر یہ نہو تو مصیبت افلاس۔ لالچ کا ایک ذرا سا اشارہ اوس کو گرا کر خاک مین ملا دیتا ہے۔ ادائی فرض انسان کو ایسی قوت و طاقت و پائداری و استواری بخشتا ہے جیسے چونہ اور پتھر عمارت کو مستحکم اور قائم کرتے ہین فرض انسان کی اخلاقی عمارت کو پائدار بناتا ہے ورنہ کچی دیوار کیطرح ساری قوت ساری طاقت۔ ساری شہرت ساری ذکاوت۔ ساری مسرت بلکہ محبت بھی ڈھ جاتی ہے جس طرح کشش اتصال کے مٹ جانے سے کسی چیز کے ذرّے پریشان ہوجاتے ہین ادای فرض کا خیال جاتے رہنے سے سارے اخلاق کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔

فرض کا خیال ناامیدی کے مقابلہ مین بھی چھوڑنا نہ چاہیئے

ادای فرض کے مقابلہ مین جان کی پروا نہین ہوتی

شرط ہمت یہ ہے کہ انسان اپنا فرض ہر خطرہ ناک حالت مین حتی کہ ناامیدی کے
مقابلہ مین بھی چھوڑے اور سچ یہ ہی کہ اگر فرض منصبی اچھی طرح ادا کیا جای تو خواہ ناکامی ہی کیون نہو مگر وہ ناکامی
نہین خیال کیجا سکتی یہ کیا کم ہے کہ انسان نے اپنی ذمہ داری کا بوجھ ٹھیک ٹھیک اتار دیا و ذلک الفوز العظیم
جن لوگون کے دلون مین پابندی اصول کا اعلی خیال ہے وہ اپنے فرض منصبی کے
ادا کرنے کے پیچھے ایسی چیزون کو بھی قربان کر دیتے ہین جن سے اون کو محبت یا وابستگی ہو
میدان جنگ مین باپ بیٹے کو خاک و خون مین لوٹتا دیکھتا ہے اور اوسکی شجاعت کی داد دیتا ہے
سپاہی مان باپ بیوی بچون سے چھٹنے اور گھر بار لٹنے کی ذرا بھی پرواہ نہین کرتا وہ سر ہتھیلی
پر رکھکر جان پر کھیل جاتا ہے اور مردونکی فہرست مین نام لکھوا تا ہے انسان کی بڑائی اسمین نہین ہے
کہ وہ اپنے واسطے تمام جہان کی نعمتین جمع کرے اور رات دن رنگ رلیان منائے یا یہ کہ شہرت
و ناموری کے پیچھے پڑے یا کسی ایک مقصد کو دل مین جگہہ دیکر اوسمین ترقی کا خواہان ہو لیکن
جان کی حفاظت کرنا یا کسی طرح اپنی ناموری چاہنا معمولی باتین ہین بلکہ انسان کی بزرگی
اسمین ہے کہ وہ اپنے فرائض کو اچھی طرح انجام دے۔

ادای فرض کے خیال مین حرج اور نقصان ڈالنے والے امور

کئی باتین ہین جو فرائض کے ادا کرنے مین حارج ہوتی ہین عزم مین تصمیم اور استقلال نہونا
اور طلب صادق اور قوت فیصلہ قوی نہونی۔ انسان پر ایک طرف تو نفس ناطقہ اور بھلے بری کی
تمیز کا اثر پڑتا ہے۔ دوسری طرف تن آسانی خود غرضی لہو و لعب اور دیگر خراب جذبات اثر ڈالتے ہین
اور وہ تھوڑی دیر تک اس تذبذب مین رہتا ہے کہ ان مین سے کسے اختیار کرون اور پھر دونو
مین سے ایک کی طرف جھک جاتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کمینہ جذبات اور خراب خواہشات غالب
آگئین تو آدمی رتبہ انسانیت سے ذلت و خواری کے قعر مین گرجاتا ہے اور اگر نفس ناطقہ نے
سنبھال لیا تو طبیعت کی قوت اور روحانی مسرت کا جوش اس درجہ بڑھ جاتا ہے کہ تمام ناپایدار
اور فانی روکین جو عدم استقلال کے سبب پیدا ہو گئی تھین دور ہو جاتی ہین اور انسانیت کا پایہ بلند
ہو جاتا ہے۔ اس واسطے عادت کو سنوارنے کے لیئے یہ ضرور ہے کہ انسان ہمیشہ صحیح راستہ چلے
اور اوس کے لیئے کوئی دقت اور روک نہ پیدا ہو۔ ہر ایک کام کرتے وقت یہ سوچ لینا چاہیئے کہ

ـــــــــــــ

لہ اور یہ بڑی بہپچ ہے۔

واقعی اس کا ارتکاب درست ہے یا ناجائز عمدہ کام کرنیکی عادت اختیار کرنے اور
خراب میلان کو روکنے۔ خواہشات اور شہوانی طاقتون کا مقابلہ کرنیکے لیے تھوڑے
دن تک متواتر سختی اوٹھانی اور طبیعت پر جبر کرنا پڑیگا لیکن جب یہ عادت راسخ ہو جائیگی
اور جو کام کہ عقلاً و نقلاً کرنا فرض ہے اوس کو پورا کرنیکے لیے طبیعت مین آمادگی پیدا ہو جائیگی
تو پھر فرائض کے ادا کرنے مین ذرا بھی دقت نہ معلوم ہوگی

قومی ترقی ادائے فرائض سے ممکن ہے

جس قوم مین اپنے فرائض ادا کرنیکا خیال زیادہ ہوتا ہے وہ ہمیشہ معراج ترقی پر
رہتی ہے اور جب تک یہ خیال قائم رہے آیندہ ترقی سے نا امید نہ ہونا چاہیئے لیکن جب
لوگون مین من حیث القوم فرض ادا کرنیکا خیال مٹ جائے اور یہ قوت دلون مین سے جاتی رہے
اور وہ تن آسانی یا خود غرضی مین پڑجائین تو اوس قوم کی حالت پر افسوس ہے اور اوس کا تنزل
اور بربادی کچھ دور نہین ہے۔

۲۔ کانشنس یعنی نفس لوامہ

اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبۡدٍ خَیۡرًا جَعَلَ لَہٗ وَاعِظًا مِّنۡ قَلۡبِہٖ[1]

انسان کے راہ راست پر لانے اور ہدایت کرنیکے واسطے اللہ تعالی نے پوری پورے
سامان مہیا فرمادئے ہین پیغمبر بھیجے صحیفے اوتارے عقل و تمیز دی اور خود ایک کھٹکا دل مین
ایسا لگا دیا کہ جہان آدمی ذرا صراط مستقیم سے ڈگمگایا اور اوس نے ٹوکا۔ یہ قوت ممیزہ ہے
کہ سچ کو جھوٹ سے بھلائی کو برائی سے۔ تاریکی کو نور سے جدا کرتی ہے اور نیکی کے راستے
بتاتی ہے۔ یہ قوت جب کسی برے کام سے روکتی یا افعال شنیعہ پر ملامت کرتی ہے
تو اوسے نفس لوامہ یا کانشنس کہتے ہین۔ یہی قوت ہے کہ جب انسانیت کا کوئی فعل
ظہور مین آتا ہے تو دل کو میٹھی میٹھی مسرت اور تسکین بخشتی ہے۔ اگر ہم اسکی ہدایت کان
دھر کر سنین اور اوس پر عمل کرین تو یہ قوت ایسی ترقی کرتی ہے کہ ہمارے خیالات ہمارے فعل
واقوال چال چلن پر نہایت عمدہ اثر ڈالتی ہے اور اون کو باقاعدہ بناتی ہے ہان اگر اسکے اشارہ
پر غور نہ کیا جائے اور نفس شہوانی اور قوت غضبی کا اتباع کرتی رہین تو رفتہ رفتہ یہ کم بلکہ گم ہی ہو جاتی ہے

[1] جب خدا کسی بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اوسے ایسا کر دیتا ہے کہ اوس کا دل اپنے آپ نصیحت کرنے والا ہو جاتا ہے۔

کانشنس کے فوائد

انسانی فرائض کی بجاآوری پر اطمینان اور خوشی غلطیون پر افسوس لغزشون تنبیہ برائیون پر حسرت۔ نیکیون کی خواہش سب نفس لوامہ کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔ کانشنس دلی جذبات کو روکتا اور باقاعدہ کرتا ہے اور بھلی باتون کی طرف مائل کرتا ہے خودغرضی سے منع کرتا اور باہمی تعلقات اور فرائض کو عمدگی سے نبھانا سکھاتا ہے۔

کانشنس اخلاق حمیدہ اور رذیلہ مین صرف تمیز ہی نہین کرتا بلکہ وہ وسائل بھی بتاتا ہے جنکی پیروی سے اخلاق حمیدہ حاصل ہوتے ہین۔ اور اگر انسان اپنے تئین کانشنس کے حکم کا تابعدار بنالے تو انسانیت کے مدارج علیہ پر پہونچ جاتا ہے جن لوگون نے کانشنس کی قوت کو برباد کر دیا ہے وہ اخلاقی لحاظ سے ویسے ہی ہین جیسے کہ کسی کی عقل و حواس مختل ہوجائین۔ دیوانہ آدمی باوجود مصیبت اور نکبت کے اپنے تئین اعلی سمجھنے لگتا ہے اسی طرح جن لوگون کے دل کانشنس کے نور سے منور نہین ہین۔ وہ جس قدر اوصاف حمیدہ سے معرا ہین اوتنا ہی اپنے تئین نیک کردار خیال کرتے ہین اور جس قدر حقیقی خوشی سے دور ہین اوتنا ہی اپنے تئین خوش جانتے ہین حتی کہ جتنی غلطیون مین آلودہ ہین اوتنا ہی اپنے تئین بھلا خیال کرتے ہین سچ یہ ہے کہ انہون نے راست و غلط کو پہچانا ہی نہین یا وہ یہ جانتے ہی نہین کہ دنیا مین راست و غلط متضاد ہین اور راست و غلط کی تمیز ہی اخلاق کی بنیاد ہے۔ ہان اگر تمیز اوٹھہ جائے تو پھر ایک طریقہ چھوڑ کر دوسرا اختیار کرنے مین کوئی ہرج نہین۔ مگر کانشنس بتاتا ہے کہ دنیا مین راست و غلط دو مختلف چیزین ہین اور جن اُمور سے کہ حقیقی خوشی پیدا ہو اور دل مین پشیمانی نہو وہ راست ہین اور جو دل مین چٹکیان لین اور اندرونی خوشی کو برباد کرین وہ غلط ہین

انسان اس دنیا مین رہتا ہے اور ناقابل تغیر تعلقات اور قوانین مین گھرا ہوا ہے وہ تعلقات کچھہ تو خدا سے ہین کچھہ قریب و بعید رشتہ دارون سے کچھہ ابنائے جنس اور عام دنیا سے۔ اب ان تعلقات کے بموجب ارادے اور جذبات پیدا ہوتے ہین اور اون جذبات کے لحاظ سے متعلقین کے ساتھہ برتاو کیا جاتا ہے۔ پس اگر ہمارے برتاو مین عدالت اور صداقت ہے اور ہم اپنے فرائض کو کماحقہ ادا کر رہے ہین تو یہ "راستی" ہے اور اگر ان تعلقات مین قانون کی خلاف ورزی اختیار کی ہے اور ہمارا برتاو ان تعلقات مین امن اور اتحاد کو توڑتا ہے تو یہہ

غلطی“ ہے ۔یہ تعلقات اور اون کے فرائض خواہ ہم جانین یا نجانین موجود ہین اور بدقسمتی سے بہت سے فرائض اس سبب سے نہین ادا کیے جاتے کہ ہمین اون کا علم نہین ہوتا۔ اور کانشنس جن فرائض کا علم نہو اون پر تنبیہ نہین کرتا اس لیئے جس قدر علم کا ذخیرہ وسیع ہوگا اوسی قدر کانشنس کامل رہنما ہوتا جائے گا۔

کانشنس کو ترقی دینے کا طریقہ

دنیا کے ہر ایک کام مین پہلے یہ سوچنا چاہیئے کہ اسمین ہمین کیا کرنا ہے یا یون کہو کہ ہمارا فرض کیا ہے۔ نہ یہ کہ کس چیز سے ہم خوش ہوتے ہین یا کیا طریقہ آسان ہے۔ نہ یہ کہ لوگونکی آنکھو نمین کیا اچھا معلوم ہوگا بلکہ یہ کہ سچ کیا ہے اور خدا کی نظرون مین ہمارا فرض کیا ہے۔ اگر یہ نہ خیال کیا جائے تو اچھے اچھے آدمی لالچ اور خودغرضی کا شکار ہوجائین گے اور ہوجاتے ہین۔ زندگی کے ہر ایک کام مین ہمین کانشنس کی پیروی کرنی چاہیئے کیونکہ کانشنس ہمارے معاملات کو درست اور ٹھیک ٹھیک رکھتا ہے اور ایماندار ثابت کرتا ہے اور ایمانداری ایسی چیز ہے کہ ہم ہر ایک معاملہ مین دکھانی چاہتے ہین۔ غرض معاملات دنیوی اور لین دین مین دلی ارادون اور فوقیت حاصل کرنیکے خیالات مین تجارت کے بازار مین کانشنس کے کہنے پر عمل کرنا شاہراہ ترقی اور عزت ہے اور ذمہ داری کا خیال وصداقت کی محبت نہ صرف قوت بخشتی ہے بلکہ سرگرمی اور تن کی صحت ودرستی۔ سلیقہ وفہمید عطا کرتی ہے۔ اور یہ اوصاف ایک کاروباری آدمی کے لیئے۔ نہایت ضروری اور لابدی ہین۔ چونکہ ہم مین صحیح وغلط مین تمیز کرنیکی سمجھ ہے اس سبب سے ہم بہت سے کام جن کو اچھا سمجھتے ہین کرتے ہین

کانشنس اعتقادات پر اثر نہین ڈالتا

اور جن کو برا خیال کرتے ہین اونکو چھوڑ دیتے ہین۔ یہی کیفیت ہمارے علاوہ دوسرے لوگونکی بھی ہے۔ حتی کہ بچے بھی اتنی تمیز رکھتے ہین کہ جب کوئی اچھا کام کرتے ہین تو خوش ہوتے ہین اور جب غلطی ہوجاتی ہے تو اوس سے شرمندہ ہوتے ہین۔ دنیا کی ہر قوم خواہ تہذیب کے کسی درجہ پر کیون نہو اوسمین یہ امتیاز ضروری اور لابدی ہے۔ اگرچہ ممکن ہے کہ ایک قوم جس چیز کو اچھا سمجھتی ہے۔ دوسری اوسے برا جانے۔ لیکن کسی چیز کو اچھا اور کسی چیز کو برا خیال کرنا قدرتا ہر شخص مین پیدا کیا گیا ہے۔ کانشنس کا کام یہ ہے کہ اوس کام کے کرنیکا حکم دے جس کو کوئی شخص اعتقاداً اچھا خیال کرتا ہے اور جسے برا جانتا ہے اوسے منع کرے۔ کانشنس کی آواز

انسان یا قانون کی آواز سے بالاتر ہے بلکہ حاکم حقیقی کی طرف سے ایک روحانی راہنما کی آواز ہے

خواہشات پر حکمرانی

انسان کے دل مین ہر وقت طرح طرح کی خواہشین طرح طرح کے ارادے پیدا ہوتے ہین۔ قوائے غضبی کا اقتضا کچھہ ہوتا ہے۔ قوائے شہوانی کسی اور ہی طرف مائل کرتی ہین بعض ضرورتین اور مصلحتین کسی اور طرف راغب کرتی ہین اور ضمیر یعنی کانشنس ان سب سے الگ ایک نیا حکم لگاتا ہے اوس وقت انسان حیران ہوتا ہے کہ کس کو اختیار کرے لیکن دانشمندی اور جوانمردی کی بات یہ ہے کہ جو کچھہ ہو سو ہو نہایت استقلال سے کانشنس کی پیروی کی جائے اور اسی واسطے علیم مطلق نے یہ قوت انسان مین رکھی ہے اور اگر انسان اپنی عدم توجہی سے اسے کھو دے تو خود وہ ذمہ دار ہے۔ غلط کام کرنے سے بدتر کوئی برائی اور عمدہ کام کرنے سے بہتر کوئی بھلائی دنیا مین نہین ہے۔ اور برائی سے اجتناب اور اعمال صالحہ کا ارتکاب اوسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ خواہشات پر کانشنس اور نفس ناطقہ حکمران ہو

کانشنس انسان کے دلی جذبات اور قوائے باطنی کا اتالیق ہے اور اوسکو اعتقادات حق کی پابندی کرنا سکھاتا ہے۔ اگر انسان کو پورے طور پر یہ خیال ہو کہ اوسے جو کچھہ اس جہان مین کرنا فرض ہے وہ اوس سے منھہ نہ موڑیگا اور جو کچھہ کرنے کا ارادہ ہے اوس کے ہر پہلو کو اچھی طرح سوچ سمجھکر اختیار کرے تو انسان اپنے راستہ مین دلیرانہ بڑھتا چلا جاتا ہے اور تمام تکالیف اور مشکلات کا بہادرانہ مقابلہ کر کے اپنا مقصد پورا کر کے چھوڑتا ہے۔

۳۔ اخلاقی جرأت

اخلاقی جرأت کی تعریف

وہ قوت جو انسان کو ایسے کامون پر جو حکمتاً جائز اور ضرور ہین۔ ادائے فرض کے خیال سے کاربند رکھتی ہے اور صداقت و عدالت کے خلاف نہین کرنے دیتی۔ نیز کسی شرم یا رعایت یا دباؤ یا لالچ کے سبب سے کسی ناجائز یا ناروا کام کے ارتکاب سے بچاتی ہے اور ہمیشہ صراط مستقیم پر چلنے کی محرک ہوتی ہے اور اس راستہ مین جو دقتین پیش آئین اونکو مردانہ وار سہنے اور ایسا نفع یا سہولت کی پرواہ نکرنے کی جو دراصل جائز نہ ہون یا خلاف شان ہون ہمت پیدا کرتی ہے۔ اُخلاقی جرأت کہلاتی ہے۔

مشکل کی حقیقت

جس چیز کو ہم اکثر اوقات مشکل یا محال کہدیا کرتے ہین وہ دراصل ایسی نہین ہوتی بلکہ

خود ہم نے اپنی کمزوری سے اوس کو مشکل سمجھ رکھا ہوتا ہے۔ یہ کمزوری اپنا رنگ لاتی ہے اور جو نقصان اس کا نتیجہ ہونا چاہیئے وہ اوٹھانا پڑتا ہے۔ اگر مشین کا ایک پرزہ کمزور ہو جائے یا ٹوٹ جائے تو ساری مشین بیکار ہو جاتی ہے۔ یہی حال دنیا کا ہے کہ اگر سختی سے عدالت کی پابندی نہ کی جائے تو بہت سی چہوٹی بڑی دقتین آگہیر لیتی ہین۔ یہانتک کہ وہ خصائل جو شان انسانیت خیال کیے جاتے ہین اگر بے موقع استعمال کیئے جاوین تو اپنی خاصیت بدل دیتے ہین محبت کمزوری طبیعت۔ کفایت شعاری لالچ۔ فیاضی فضول خرچی۔ رحم ظلم ہو جاتا ہے۔ اس لیئے جو بات مقتضائے مصلحت ہو اوس پر صداقت سے پابند رہنا چاہیئے اور خواہ دنیا ادہر سے ادہر ہو جائے قاعدہ کے خلاف کرنا ہرگز مناسب نہین بہت سے لوگ صرف اسی سبب سے برباد ہو گئے کہ کسی کی خاطر یا مروت یا شرم حضوری کے سبب لفظ "نہین" زبان سے نہ نکال سکے انہون نے صرف اپنے تئین ہی نقصان نہین پہونچایا۔ بلکہ کسی دوسرے کی یا اپنی حق تلفی ہی کی۔ کیونکہ جو ناجائز فائدہ اس مروت نے اس شخص کو پہونچایا وہ کسی دوسرے کا حق تہا۔ مروت ایک عمدہ صفت ہے لیکن اوس وقت تک کہ حد اعتدال سے باہر نہو

اخلاقی جرأت کے فوائد

دنیا مین جو کچھ ترقیان ہوئین وہ جسمانی طاقت اور تہور سے زیادہ اخلاقی جرأت کی بدولت ہوئین۔ بیل اور گہوڑے مین انسان سے زیادہ جسمانی طاقت اور شیر اور چیتے مین بہت زیادہ تہور ہے لیکن وہ جرأت جو اخلاق کو قوی اور مستحکم کرتی ہے ان مین نہین ہے۔ وہ جسمانی طاقت جو دنیا مین خونریزی کرنے اور لوگون کی جان و مال کو معرض خطر مین ڈالنے یا غارت کرنے مین صرف ہوئی ہو بجائی فائدہ کے ضرر پہونچاتی ہے بلکہ وہ جرأت جو چپ چاپ اپنا کام کیے جاتی ہے وہ جرأت جو حصول مقصد مین محنت کرنے اور جان کہپانے سے کبہی جی نہین چراتی۔ وہ جرأت جو صداقت اور ادائے فرض کے پیچہے بہاری بہاری بوجہہ اور بڑی بڑی تکالیف خاموشی اور متانت سے برداشت کر لیتی ہے بیشک سب سے زیادہ بہادری اور شجاعت کی دلیل ہے۔ ہر حال مین سچ بولنے کی جرأت۔ ہر حالت مین انصاف کرنے کی طاقت ہر کام مین دیانت داری دکہانیکا جوہر۔ ہر حالت مین لالچ کو روکنے کی قوت۔ ہر فرض کو ادا کرنے کی خواہش۔ اخلاقی جرأت کی صحیح علامات ہین اور جس مرد یا جس عورت مین یہ قابلیت

نہو امید نہین کہ وہ ناپسندیدہ اور غلط راستہ پر چلنے سے باز رہ سکے دلی کمزوری جسمانی کمزوری
سے زیادہ نقصان رسان اور زیادہ خطرناک ہے۔ میدان جنگ مین دوسرون کی دیکھا دیکھی
اسلحہ اور تعداد کی کثرت کے بہروسہ پر دوسرون کے مال لوٹنے کی طمع مین جوہر مردانگی
دکہانا آسان ہے لیکن دنیا کے میدان مین مشکلون اور دقتون کے مقابلے مین صرف صداقت
اور فرض کا ساتھہ دینے کے لیئے اخلاق اور کانشنس کی راہ نمائی کے بموجب نفس کشی
کرنا زیادہ مشکل اور زیادہ اہم ہے۔ میدان جنگ مین شرکت کی توکبہی کسی کو ضرورت
پڑتی ہے لیکن اس نفسانی اور روحانی جنگ مین ہروقت ہرشخص شریک ہے۔

سچی بہادری

ایک نیم وحشی اور جنگ جو شخص مارنا اور مرنا کہیل سمجھتا ہے لیکن اوس مین اتنی طاقت
نہین ہوتی کہ وہ اپنے لالچ کو روک سکے یا کوئی کام اس سبب سے کرسکے کہ وہ اوس کا
کرنا فرض سمجھتا ہے ایسا شخص خواہ کتنا ہی نڈر اور بے خوف کیون نہو اخلاقاً جری نہین
خیال کیا جاسکتا کیونکہ جب زمانہ اوس کو مشکلون اور امتحان مین گہیر لیتا ہے تو وہ ثابت قدم
نہین رہتا بلکہ وہ شخص جو صداقت اور ادائی فرض کے واسطے تمام دقتین اوٹہاتا اور
مشکلین سہتا اور کوششین کرتا اور کوئی ناشایستہ یا کمینہ حرکت اور فعل نہین کرتا وہ بڑا بہادر
ہے اور اون سپاہیون سے زیادہ شجاع ہے جو جنگلون اور میدانون مین مارتے پہرتے ہین

بعض اوصاف جو اخلاقی جرأت ظاہر کرتے ہین

انسان کا اپنے تئین صرف اتنا ہی ظاہر کرنا جتنا کہ فی الحقیقت وہ ہے اور جو کچہہ نہین ہے
وہ نہ بننا بہی اخلاقی جرأت کی نشانی ہے اسی طرح دیانت داری سے زندگی بسر کرنا فضول خرچی
سے بچنا دوسرون کی حرص نہ کرنا سب ایسی باتین ہین کہ اخلاقی حالت کی مضبوطی ظاہر کرتی ہین
کمزور طبیعت اور بے ضابطہ اشخاص ہمیشہ دوسرون کے کہے مین آجاتے ہین یا خود انکی
طبیعت کا ادنی رجحان انہین کسی ایسے کام کرنے سے باز رکہتا ہے جس کو وہ اچہا جانتے ہین
طبیعت کی کمزوری بہت کچہہ نقصان پہونچاتی ہے اور بہت سے اطمینان۔ سہولتون اور خوشیون پر
پانی پہر جاتا ہی۔ صراط مستقیم پر ثابت قدم رہنے کے لیئے قوت فیصلہ بہت صحیح اور ارادہ بہت مضبوط
ہونا لازم ہے۔ قوت فیصلہ کی کمزوری کے سبب انسان نہ تو برائیون سے بچ سکتا نہ عمدہ باتین اختیار کرسکتا ہے

خوف

بے خوف اور نڈر ہونا بہی اخلاقی جرأت کی ایک نشانی ہے بے خوف ہونیکی عادت بہی تعلیم اور

مشق سے پڑتی ہے اور کسی چیز کی حقیقت کے صحیح اندازہ کر لینے سے اوس کا خوف جاتا رہتا ہے۔ اکثر خوف خیالی ہوا کرتا ہے اور تخیل ایسی صورتین پیدا کر لیتا ہے جن کی نسبت یہہ گمان ہوتا ہے کہ ہمین آزار دین گی لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ وہ صورتین پیش آئین جن لوگون کو خطرات کا مقابلہ کرنے کی عادت ہو جاتی ہے وہ خیالی اور وہمی خطرات کی ذرا بھی پرواہ نہین کرتے۔ وہمی خطرات چاہے کبھی واقع نہون لیکن دورسے ایسا ڈراتے ہین کہ بزدل آدمی کا خون خشک ہو ہو جاتا ہے

خوف دل کی بیماری ہے

بزدلی اور خوف دل کی بیماری ہے اور بری چیز ہے خواہ جسمانی کمزوری ہو یا دل کی کمزوری دونو نہایت شرمناک اور بدنما ہین اور ان مین ایک قسم کی کراہت اور سفاہت پائی جاتی ہے۔ ایسا دنیا مین کونسا شخص ہے جس پر تکالیف اور مصائب نہ پڑتی ہون لیکن اس حالت مین بھی انسان کو ضبط اور خودداری سے کام لینا اور اپنی وقعت کو قائم رکھنا چاہیئے

اخلاقی جرأت کی عورتون مین ضرورت

اخلاقی جرأت کی عورتون مین بھی بہت ضرورت ہے۔ یہ عورت کی محافظ اور نگہبان ہے اوس کی عقل کو بجا اور اوسان کو ٹھکانے رکھتی ہے اور اوسکی عزت و آبرو قائم رکھتی ہے۔ حسن صورت چاندنی کی طرح چار دن مین زائل ہو جاتا ہے لیکن دل کی صفائی اور رویہ کی خوبی جون جون بڑھاپا آئے زیادہ بڑھتی جاتی ہے اور اس کی چمک دمک کبھی کم نہین ہوتی۔

پاکدامن سچے۔ مستعد۔ جفاکش۔ اشخاص کی مثالین دنیا مین ہمیشہ قائم رہتی ہین اور اون کے نام اور اون کے کامون کے افسانے تاریخ کے صفحون پر لکھے جاتے ہین سا اونکی زندگی دوسرون کے لیے چراغ ہدایت ہے کہ لوگ ان کی مثال پر چلتے اور اون کے طریقہ پر کاربند ہوتے ہین۔ مستعد اور جری آدمی دنیا کے راہنما دنیا کے حکمران ہوتے ہین۔ اور کمزور طبیعت والون کا اون کے بعد کوئی نام و نشان بھی نہین جاتا۔

۴۔ استقلال

کامیابی کے لیے استقلال ضرور ہے

ترقی خواہ کیسی ہی عمدہ اور اعلیٰ کیون نہو اور اوس کے حصول کے لیے خواہ کتنی ہی سعی کی جائے ایک دفعہ ہی حاصل نہین ہو جاتی بلکہ جس طرح کسان بیج بو کر فصل کا انتظار کرتا ہی اسیطرح سعی اور کوشش کے نتیجہ کے لیے صبر و استقلال سے انتظار کرنا چاہیئے۔

جو شخص کسی مینار پر چڑہنا چاہتا ہے وہ زینہ کی ہر ایک سیڑہی پر ایک ایک کرکے چڑہتا ہے
یہی حال ترقی کا ہے کہ رفتہ رفتہ حاصل ہوتی ہے محنت کے بعد صبر سے انتظار کرنا اور
اضطراب مین کام خراب نہ کرنا ترقی کا راز ہے۔

استقلال کے فائدے

دنیا مین کوئی بڑا کام کرنے اور نام و نمود حاصل کرنے یا کسی بڑی کامیابی حاصل کرنے کے لیئے ضرور ہے کہ طبیعت مین استقلال کے ملکہ کو راسخ کیا جائے۔ صرف بڑے بڑے کامون ہی پر منحصر نہین یہ صفت چہوٹی چہوٹی باتون مین بہی بہت مدد دیتی ہے اور انسان کے ہر فعل سے ظاہر ہوتی ہے۔ مستقل مزاج آدمی بہت سے ناگوار اور مشکل امور پر فتح پا لیتے ہین اور ہر کام جس کا ارادہ کرلین خواہ دیر ہی مین کیون نہو۔ کرکے چہوڑتے ہین۔ نا امیدی اون کے پاس نہین پہٹکتی اور وہ خوف و خطر کا نام نہین جانتے۔ وہ جس کام پر کمر ہمت باندہ لیتے ہین اوسمین پوری توجہ پوری کوشش سے کام لیتے ہین اور جبتک پورا نہ کرلین انہین چین نہین آتا۔ حصول مدعا کی دُہن اون کو ایسی لگی ہوتی ہے کہ کوئی مشکل اونہین اپنے ارادہ سے باز نہین رکہہ سکتی۔ جو لوگ کسی کام کو مشکل سمجہکر نہین کرتے یا ادہورا چہوڑ دیتے ہین اصل مین اون کو وہ کام کرنا مقصود ہی نہین ہوتا۔ اون کے ارادے بہت متزلزل ہوتے ہین اور سچے دل سے وہ کسی مقصد کو حاصل کرنا نہین چاہتے ایسے ہی لوگ متلون مزاج اور خام طبیعت کہلاتے ہین مستقل مزاج آدمی بہت سوچ سمجہکر ایک مدعا معین کرتا ہے لیکن جب وہ اوس کے حصول کی کوشش شروع کردیتا ہے تو پہر حاصل کیئے بغیر نہین چہوڑتا۔ امید زندگی کی روح ہے لیکن استقلال و رائے کی استحکام کے بغیر کوئی امید پوری نہین ہوتی

کامیابی کا راز

مشکلات کے مقابلہ کرنے سے بہت سی مشکلین آسان اور بہت سے عقدے حل ہوجاتی ہین اور بہت سی باتین جو پہلے محال بلکہ ناممکن معلوم ہوتی تہین ممکن ہوجاتی ہین لیکن جو لوگ ہر کام مین ہاتہہ ڈالتے ڈرتے ہین اور ذرا ذرا سی دقتون کی برداشت کرنے سے دم چراتے ہین اونکو ہر کام مشکل اور ناممکن معلوم ہوتا ہے۔ کامیابی کا راز یہ ہے کہ اول تو جس کام کے لیئے جو وقت مناسب اور مقرر ہے اوس کو نہ ٹالا جائے اور جو کام شروع کیا جائے اوس کی تدابیر کو اچہی طرح سوچ سمجہکر اوس کے پورا کرنے مین پوری قوت صرف کی جائے۔ انسان کو اپنی رائے اور اپنے

ارادہ کو ایسا غیر مستقل نہین چھوڑنا چاہیئے کہ تنکے کی طرح پانی کی رو اور ہوا کے جھونکون سے بہتا اور اڑتا پھرے بلکہ ایک مدعا غور و فکر کے بعد مضبوطی قائم کرکے اوس کے حاصل کرنے مین کامل سعی کرے نوجوان آدمی جب ایک مدعا اچھی طرح سے قائم کرلین اور اوسکے حاصل کرنے کے لیئے صحیح راستہ پر چلین تو ضرور حصول مراد مین کامیاب ہوتے ہین جب انسان اوس عمر مین پہونچ جائے کہ صحیح و غلط مین تمیز کرنے لگے اوس وقت اوس کو اپنی زندگی کے لیئے کوئی کام او کوئی مدعا معین و قائم کرنا لازم ہے۔ اگر اس وقت انسان استقلال کی عادت نہ ڈالے گا۔ تو آیندہ اوسکی طبیعت مین اولوالعزمی مستعدی و قوت نہ ہوگی اور اوسکے تمام افعال غیر منتظم پریشان نامکمل صادر ہون گے۔ استقلال ایک کام کے پیچھے پڑجانیکی قوت کا نام ہے۔ اس کام کی اچھائی یا برائی قوت تمیز اور عقل پر منحصر ہے۔ اگر استقلال افعال ذمیمہ مین ہے تو مذموم ہے اور مساعی جمیلہ مین ہے تو محمود ہے۔

کسی کام کے کرنے یا کسی مقصد کے حاصل کرنے مین متواتر سعی کرنے مین ہی استقلال کام نہین آتا۔ بلکہ استقلال کا دوسرا پہلو عزیمت تامہ ہے خصوصاً لالچ کے روکنے مین اور عہد پر قائم رہنے مین استقلال کی بہت ضرورت پڑتی ہے۔ انسان خواہشون اور لالچ سے خالی نہین ہے بہت سے موقع ایسے پیش ہوتے ہین کہ اوس کو کسی ناجائز فعل کا ارتکاب کرنے یا کسی ناجائز منفعت کے حاصل کرنیکا موقع ملتا ہے ایک طرف لالچ اوس کے دل کو گھیرنا چاہتا ہے اور دوسری طرف کانشنس اوس کو روکتا ہے مستقل مزاج آدمی کانشنس کا ساتھ دیتا ہے۔ وہ اپنے عہد اور ایمان کی ہدایت پر قائم رہتا ہے اور جو راستبازی دل مین ٹھان لے اوس سے نہین گزرتا۔ لالچ اور خیالات فاسد اوس پر قبضہ نہین کرسکتے۔ جس طرح پتھر کو جونک نہین لگتی اسی طرح اغراض دنیہ اوس کے دل پر اثر نہین ڈال سکتے اگر انسان ایک دفعہ ان لالچون کو مردانہ وار روکے تو پھر اوس مین ہمیشہ طبیعت پر قابو پانیکا ملکہ پیدا ہوجاتا ہے اور اگر ایک بار مغلوب ہوگیا تو پھر سنبھلنا مشکل پڑجاتا ہے۔ یہ عادت اوائل عمر مین جلدی پڑتی ہے کیونکہ اس زمانے مین طبیعت ملکات ردیئہ سے مغلوب نہین ہوجاتی اور اوس مین ہر قسم کے تغیر و اصلاح حاصل کرنے کی قوت ہوتی ہے۔

مشکلین انسان کو پختہ کرتی ہین۔

انسان سہولت وتن آسانی۔ آرام وراحت سے نہین بلکہ مشکل ودقت مین پڑنے اور مصیبتین جہیلنے سے آدمی بنتا ہے دقتین انسان کے لیے بہٹی کا کام دیتی ہین جو دونکا جوہر چمکادیتی ہین یا اوستاد ہین کہ مار مار کر دانش وعقل سکہاتی ہین انسان کامیابی سے زیادہ ناکامی سے ہوشیار ہوتا اور تجربہ حاصل کرتا ہے دنیا کی بڑی بڑی ایجادون اور مہتم بالشان کامون کے آغاز مین ہمیشہ پہلے ناکامی ہی ہوئی ہے جو لوگ بلاسعی وکوشش کے دنیا مین فتح حاصل کرتے ہین وہ عزت حاصل نہین کرتے۔ دقتین چاہے کمزور آدمی کو ڈرا دین لیکن عالی ہمت اشخاص مین ہمت زیادہ کرتی ہین اور وہ مصائب کے مقابلے مین مردانہ وار کہڑی رہتی ہین

مشکلین قومون کی ہمت بڑہاتی ہین

مشکلات کا مدرسہ صرف افراد انسانی ہی کے لیے اخلاق کا سبق آموز نہین ہے بلکہ اقوام کے لیے بہی ایسا ہی مفید اور بکار آمد ہے کیونکہ جب وہ مشکلون مین گرفتار ہو جاتی ہین تو اون سے نکلنے کی کوشش کرتے ہین اور نئی نئی تدبیرین سوچتے اور ایجادین کرتی ہین اونکی ہمت وجرأت از سر نو عود کر آتی ہے اور کبہی وہ سر ہاتہہ پر رکہکر جان پر کہیل جاتے ہین اور ملک کو ظلم وستم جور وتعدی بدامنی اور جبر سے رہائی دیتے ہین۔ جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو انسان یا تو پہلے کی نسبت زیادہ زدہ حال ہو جاتا ہے یا زیادہ خوشحال بن جاتا ہے اگر وہ اوس مشکل سے دب گیا تو ہمیشہ کے لیے گیا گزرا ہو گیا اور اگر اوس نے ہمت وجرأت سے کام لیا اور مشکل پر فتح پائی تو اوسکی طاقت۔ جرأت۔ عزم۔ تجربہ۔ علم بہت بڑہ جاتے ہین۔ جس طرح ایک شخص معرکہ کارزار مین رہ کر سپاہی بن جاتا ہے اور پہر اوسے میدان جنگ سے ڈر نہین لگتا اسی طرح اولو العزم انسان کو ایک مشکل پر عبور کر کے دوسری مشکلات آسان معلوم ہونے لگتی ہین

عادت

اول اول طبیعت پر جبر کرنا اور اقتضاء طبیعت کے خلاف کرنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جب عادت پڑ جاتی ہے تو وہی افعال جو پہلے مشکل معلوم ہوتے تہے سہل معلوم ہونے لگتے ہین۔ عادت سخت سے سخت کام کو اتنا آسان کر دیتی ہے کہ اوسکے کرنے مین ذرا بہی دقت اور تکلیف نہین معلوم ہوتی۔ پتہر پہوڑے سارے دن پہاڑ کاٹتے ہین مگر ذرا نہین تہکتے۔ ہرکارے بارش دہوپ اور سردی مین راتون کو ڈاک کے خریطے لیکر میلون بہاگے جاتے ہین اور ذرا بہی اونہین تکلف نہین ہوتا۔ یہ اعضائے جسمانی کی عادت کا نتیجہ ہے اسی طرح اگر قوار

دلی اور دماغی کی محنت کی عادت ڈالی جائے تو وہ ایسے ہی مشتاق اور عادی ہو جاتے ہین اون مین ثبات و استقلال کی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ عادت کا اثر پہلے کچھہ بھی نہین معلوم ہوتا اور انسان کو خبر بھی نہین ہوتی کہ اوسمین کوئی نئی کیفیت اچھی یا بری پیدا ہو گئی ہے لیکن جب ترک عادت کرے اوس وقت معلوم ہوتا ہے کہ انسان عادت کے شکنجہ مین کس قدر جکڑا ہوا ہے۔ محنت۔ دیانت۔ خودداری۔ خوداعتمادی۔ بلکہ تمام قوت عملی کا دارومدار صرف مسائل کے جاننے پر نہین بلکہ عادت پر ہے۔ جس شخص کو استقلال کی قوت حاصل ہے وہ نیک کام کر سکتا ہے بری باتون سے بچ سکتا ہے مصیبت کے وقت اوس کا چال چلن اور بھی چمک جاتا ہے اور صرف اس عادت کے طفیل وہ ناکامی کے وقت پریشان نہین ہوتا اور ثابت قدم رہتا ہے

۵۔ عزیمت تامّہ

ارادہ

ایک حکیم کا قول ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو قابو مین رکھتا ہے اوس شخص سے بہتر ہے جو ایک شہر پر قبضہ رکھے اپنے آپ پر قبضہ رکھنے کے یہ معنی ہین کہ انسان کے مزاج مین ایسا تلوّن نہو کہ ذراسی بات اوس کے ارادون کو توڑ دے یا ذرا سا لالچ یا تھوڑا سا خوف یا کوئی فائدہ کی امید یا نقصان سے بچنے کی خواہش اوسکی کسی صحیح رائے کو جو کسی امر کی نسبت ایک دفعہ قرار پا گئی ہے بدل دے بلکہ طبیعت مین ایسا استقلال پیدا ہو جائے کہ ایک بار جو دل مین ٹھان لے پھر کسی طرح اوس سے نہ ٹلے اور جو ارادہ کیا ہے اوس مقصد کو حاصل کر کے چھوڑے۔ اسی کا نام "عزیمت تامّہ" ہے۔

تلوّن

بعض لوگون کے ارادے اور عزم ایسے ضعیف ہوتے ہین کہ وہ بہت جلد ایک حالت سے دوسری حالت پر بدل جاتے ہین اور یہی حال اونکی رائے کا ہوتا ہے کہ کبھی کچھہ ہے اور کبھی کچھہ۔ وہ کسی امر یا کسی اچھے یا برے کام کے اختیار یا ترک کرنے مین ذرا بھی تامل نہین کرتے۔ ان لوگون کو دوسرون کا اثر یا اون کی رائے نہایت آسانی سے اپنی طرف پھیر لیتی ہے یا اون کے خیال کو بدل دیتی ہے۔ وہ اگر کسی برے کام پر نہین ٹکتے تو کسی بھلی بات پر بھی قائم نہین رہتے سچ یہ ہے کہ کسی چیز کی حقیقت اونکی طبیعت پر نقش نہین ہوتی اور وہ جانتے ہی نہین کہ عزم بالجزم کیا ہے۔ ایسے آدمی کمزور طبیعت بے توجہ۔ دوسرون کے کہنے پر

چلنے والے۔ دوسرون کی رائے کے تابع۔ عاجز اور غافل ہوتے ہیں اور ان میں عزیمت تامّہ کا نام نہین ہوتا یا یہ صفت بہت کم ہوتی ہے۔ اس واسطے یہ ضرور ہے کہ استقلال کی عادت ڈالی جائے اور جہان تک ممکن ہو اس صفت کو ترقی دی جائے اس کے بغیر نہ آزادی حاصل ہوتی ہے نہ خصائل مین پائداری اور استقامت۔ عزیمت تامّہ کے بغیر انسان امر حق کو اوس مرتبہ پر نہین قائم رکھ سکتا جو اوس کے شایان ہے نہ انسان کے اخلاق ایسے پختہ ہو سکتے ہیں کہ اون مین کبھی فرق نہ آئے۔

عزیمت تامّہ کے لئے علم و قوت تمیز کی ضرورت ہے

عزیمت تامّہ چونکہ اوس پختہ ارادہ کا نام ہے جو کسی کے بدلے نہین بدل سکتا اس واسطے یہ عادت اگر بے سوچے سمجھے اختیار کی جائے اور صرف نیک و قابل اختیار امور مین اس کا استعمال نہ کیا جائے تو یہ صفت افعال قبیحہ کے صدور بلکہ مستحکم ہونے کا آلہ بن جاتی ہے اور نہایت مضرت پہونچاتی ہے۔ مثلاً اگر عزیمت تامّہ ظالمون مین ہوگی تو اون کے جبر و تعدی کی انتہا نہ رہے گی۔ اگر لٹیرون مین ہوگی تو اون کی غارتگری اور بربادی کی حد نہ ہوگی اس واسطے کسی رائے یا کسی فعل کو اس قدر استحکام کے ساتھ اختیار کرنے سے پہلے اوس کے ہر ایک پہلو پر بہ غور نظر ڈالنی ضرور ہے اور یہ سوچ لینا چاہئے کہ یہ فعل جو ہم اختیار کرتے ہین دراصل محمود ہے اور کانشنس یا نفس ناطقہ یا عقل کے اقتضا کے موافق ہے یا نہین ہے نیز یہ کہ ہماری ذات اور اون تمام اشخاص کے لئے جن پر اس کا اثر پڑ سکتا ہے مفید اور اصول اخلاق کے لحاظ سے محمود ہوگا جو لوگ اپنے عزم پر بااستقلال قائم رہنے کی عادت ڈالنا چاہتے ہین اون کی نظر وسیع اور رائے صائب ہونی چاہئے اور پہلے بھلے برے کی تمیز حاصل کرنا اور افعال قبیحہ اور اعمال حسنہ مین شناخت اور امتیاز کرنے کی قوت پیدا کرنا لازم ہے اور اس کے لئے علم کی ضرورت ہے۔

عزیمت تامّہ کے فوائد۔

فی الحقیقت طبیعت انسان مین دو قوائے متضاد موجود ہین جن کا مبدا نفس قدسی اور نفس شہوانی ہین۔ خواہشات شہوانی کے خراب اثرون کو روکنے اور جذبات پر قابو رکھنے کی ہر وقت ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر ان خواہشون کو جلد نہ روکا جائیگا تو وہ طبیعت پر اس قدر حاوی ہو جائینگی کہ اون کا ترک کرنا شاید محال ہو پس عزیمت تامّہ یعنی افعال و اقوال کی نگہداشت ہی ایسی

چیز ہے کہ انسان کو انسان کامل بناتی ہے [۵] لایکون الحکیم حکیما حتی تغلب جمیع شھواتہ
محتاط شخص کبھی خواہشات کے جھوکون سے نہین ڈگمگاتا بلکہ ہمیشہ تحمل واستقلال کو کام مین
لاتا ہے اور اپنے ارادہ وافعال واقوال پر قابو رکھتا ہے صرف احتیاط ہی تمام خوبیون کی جڑ
ہے اور احتیاط ہی ایسی چیز ہے کہ لالچ اور نازیبا افعال سے بچا سکتی ہے خواہشہائے طبیعی
پر فتح پانی ملک پر فتح پانے سے زیادہ مشکل اور زیادہ قابل تحسین ہے اور جب تھوڑی سی
مشق اور تھوڑے سے زمانہ مین طبیعت پر قابو حاصل ہوجاتا ہے تو خودداری۔اعتدال
استقلال۔انکسار۔پابندی قواعد۔کفایت شعاری۔پرہیزگاری اور اوراوصاف حمیدہ
حاصل ہوجاتے ہین بلکہ اون کی ایسی عادت پڑجاتی ہے کہ ذرا گران نہین گزرتے۔کیونکہ
عادت قانون قدرت کی طرح اخلاق پر اثر ڈالتی ہی اور تمام اوضاع واطوار کو نامعلوم طور پر
شائستہ اور مہذب اور پسندیدہ کردیتی ہی۔ہمین زندگی کو اُمید اور مسترت کی نظر سے دیکھنا چاہئے
یہ ہمارے اختیار مین ہے کہ اوّل ہی سے بشاشت نیک مزاجی خوش طبعی کی عادت ڈالین
یا انقباض فکر اور ترشروئی کی۔پس جب انسان کی طبیعت مین عادت کو بڑا دخل ہے اور کسی بھلی
بُری عادت کا اختیار وترک اقتدار بشری مین ہے تو جو لوگ طبیعت کے محکوم بن کر خصائل
رذیلہ اختیار کرلیتے ہین وہ معذور نہین سمجھے جاسکتے۔عادت معراج کمال پر پہونچاتی اور عادت
برباد کرکے چھوڑتی ہے اس لئے لازم ہے کہ انسان خود اپنے واسطے عمدہ قواعد مقرر کرے
اور اون پر سختی سے کاربند ہوکر انسانیت کے فرائض ادا کرنے کی کوشش کرے۔ جن
لوگون نے دنیا میں اعلیٰ اعلیٰ ترقیان کی ہین وہ اپنے انضباط پر ہمیشہ سختی سے کاربند رہے ہین
اور جس قدر زیادہ پابندی کی ہے اوسی قدر اخلاقی حالت مین ترقی ہوئی ہے۔کیونکہ تحمل
احتیاط اور خودداری شاہراہ زندگی کو صاف کردیتے ہین اگرچہ دنیا مین ترقی ذکاوت اور
عقل سے ہوتی ہے مگر انضباط اور پابندی کی عادت کو بھی بہت بڑا دخل ہے۔

انسان صرف کوشش سے کامیاب ہوتا ہی

وہ شخص نہایت جوانمرد ہے جس نے اپنے تئین ایسی ایسی عادتون کا پابند کر رکھا ہے
جو نیکی کے راستہ سے کبھی بھٹکنے نہین دیتین اور جو ارادہ وہ ایک بار کرلیتا ہے اوس سے

[۵] کوئی شخص حکمت والا نہین کہلایا جاسکتا جب تک کہ اپنی تمام خواہشون پر قابو نہ پالے۔

کوئی انعام کوئی لالچ کوئی ڈر کوئی خوف حتی کہ کوئی ضرورت بھی اوس کو باز نہین رکھ سکتی
عزیمت تامہ خود انسان کے اپنی طبیعت پر اختیار اور اقتدار حاصل کرنے سے حاصل
ہوتی ہے اور انسان صرف اپنی کوشش سے اس میدان مین قائم رہ سکتا ہے اگر دوسرے
لوگ اوسے سہارا دین بھی اور دنیا کی شرم یا سوسائٹی کے دباؤ سے وہ کچھ روز سنبھلا
بھی رہے تو جب وہ روک جاتی رہے گی تو فوراً گر جائے گا۔

خاندانی شرافت۔ مدرسہ کی تعلیم۔ ملک کا قانون اون لوگون کا رتبہ بلند نہین کر سکتا
جنھون نے اپنے اختیار کی باگ خواہشات نفسانی کے ہاتھ مین دیدی ہے ایسی خوشیان جو شہوانی
جذبات کے پورا کرنے سے ہون انسانیت کو کھو دیتی ہین اور تمام قوتون مین کمزوری اور تنزل پیدا کرتی ہین

کامیابی کا راز

دنیا کے ہر کام کے حصول کے لیے خواہ وہ دنیوی ترقی اور بہبودی کی غرض سے ہو
یا اخروی نجات اور سعادت دارین حاصل کرنے کے لیے ہو طلب صادق اور عزم بالجزم اور استقلال
کو بہت بڑا دخل ہے کسی کام کے کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا جائے تو کامیابی کا نصف درجہ
حاصل ہوجاتا ہے تمام مشکلین اور دقتین جو تذبذب اور دودلی کی حالت مین پہاڑ کی طرح سد راہ
ہوتی تہین جوانمردون کے مستقل ارادون کے سامنے ہوا ہوجاتی ہین کسی کام مین ہمت
نہ ہارنا اور برابر پوری سعی اور کوشش کیے جانا کامیابی کا یقینی طریقہ ہے۔ عالی حوصلہ جوانمرد
جو کسی کا ارادہ ٹہانا نہین چاہتے اپنے طائر ہمت کے پر و بال کو دیکھتے رہتے ہین اور خواہ
کتنا ہی نازک وقت کیون نہو صرف اپنی قوت بازو پر بہروسہ کرتے ہین اور جن مین بلند حوصلگی
اور ہمت و مستعدی نہین ہوتی وہ بڑے بڑے ارادے کرتے ہین لیکن اون کی باتین ہی باتین
ہوتی ہین کبھی کر کے کچھ نہین دکہاتے اور جو کام شروع کرتے ہین اوس مین پورا نہین ڈالتے
منصوبے باندہتے ہین لیکن تکمیل کو ایک بھی نہین پہونچتا بلکہ اکثر قصد تو شروع ہی نہین ہوتے
اور یہ تمام ناکامیان عدم استقلال اور فقدان عزیمت تامہ سے ہوتی ہین۔

عزیمت تامہ خوشی بخشتی ہے

اپنی طبیعت پر قابو رکھنا بہت بڑی کامیابی ہے اور جب یہ قوت راسخ ہوجاتی ہے
تو اس سے بہت سی خوشیان حاصل ہوتی ہین ایک تیز رو اور شوخ گہوڑے پر سوار ہونا اور
اوس کو قابو مین رکھنا کیسا اچھا معلوم ہوتا ہے اور اگر کسی غریب لدو جانور پر سوار ہو کر پھرین

تو ذرا بھی بشاشت نہین ہوتی یہی حال طبیعت کا ہے کہ اوس کے تلون کو روکنا اور اپنا ارادہ
قائم رکھنا مسرت بخشتا ہے۔ عزمیت تامہ حاصل کرنا کوئی آسان کام نہین لیکن کوئی کام نہین جو شوق اور قائم
سے سہل نہ ہوجاتا ہو۔ انسان کو آزادی اچھی معلوم ہوتی ہے اور خود اپنے تئین قید کرنا اور اپنی طبیعت
پر جبر کرنا بہت برا معلوم ہوتا ہے لیکن یہ آزادی حقیقی آزادی نہین ہے۔ کیونکہ اگر انسان اپنی
طبیعت کو اس طرح مطلق العنان چھوڑ دے تو اوسکی غلطیان سخت سخت مصائب مین پھنسا
دیتی ہین پہلے تو دل کا کہا کرنا اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن جب اس کا نتیجہ نکلتا ہے تو پھر خمیازہ
بھی بہت بھگتنا پڑتا ہے جب تک انسان پاکیزگی سے زندگی بسر نہ کرے جب تک اپنا
وقت مفید کامون مین صرف نہ کرے اوس کو حقیقی خوشی کی امید نہ رکھنی چاہیئے۔ دل کو
پاکیزہ اور عمدہ خیالات سے معمور کرنا اس طرح زندگی بسر کرنا کہ گزشتہ زمانہ کا خیال کر کے
افسوس وحسرت نہ ہو بلکہ خوشی پیدا ہو اور آیندہ زمانہ کی نسبت عمدہ عمدہ امیدین ہون اور
وہ امیدین بھی خلاف قیاس نہین بلکہ ممکن الحصول ہون۔ فکر۔ انقباض۔ تشویش سے دل
آزاد رہے۔ بری خواہشون کو روکنا اور شہوانی قوتون کو اعتدال سے نہ بڑھنے دینا اور
طبیعت مین نیک کامون کا میلان پیدا کرنا انسان کو کامیابی بخشتا ہے اور اس کامیابی
حقیقی خوشی حاصل ہوتی ہے جس طرح کپڑا رنگ سے رنگین ہوجاتا ہے اسی طرح خیالات
کا رنگ طبیعت پر چڑھا رہتا ہے۔ جیسے خیالات ہون گے ویسا ہی ظہور ہوگا پانی کو صاف
رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اوس مین مٹی اور کوڑا نہ گرنے پائے یہی حال دل کی صفائی کا ہے
کہ اوسمین برے خیالات داخل ہونے ہی نہ پائین اور عزم واستقلال اس پاکیزگی کو قائم رکھے

۶۔ خودداری

خودداری کی تعریف یہ ہے کہ انسان ایسے افعال سے باز رہے جو اوس کے
مرتبہ اور پوزیشن کو گھٹانے والے اور اوس کو دوسرون کی نظر مین ذلیل کرنے والے ہون
اپنی عزت قائم رکھنا اور اپنی ذات کو عالم مین موقر بنانا یا جو رتبہ کہ سوسائٹی مین حاصل ہے اوسے
قائم رکھنے کی کوشش کرنا خودداری ہی اور یہ صفت پیش بینی احتیاط اور استقلال سے حاصل ہوتی ہے
خودداری انسان کے واسطے ایک خلعت ہے جو اوس کا مرتبہ ظاہر کرتی اور اوس

خودداری کی تعریف

خودداری کے ادصاف

مرتبہ کو قائم رکھتی ہے یہ طبیعت کی ایک شریف تحریک ہے جو ترقی کرنے کی محرک اور موید کمال ہے خوددار آدمی کبھی اپنے جسم کو گناہ سے اور دل کو خراب خیالات سے آلودہ نہین کرتا اور ہمیشہ صفائی ـ صبر تحمل ـ پرہیزگاری ـ احتیاط عصمت ـ اخلاق حسنہ اور اصول مذہب کا پابند رہتا ہے وہ ہمیشہ اپنے مرتبے کا لحاظ رکھتا ہے اور اوسے خیال رہتا ہی کہ کوئی کام اوس سے ایسا سرزد نہ ہو جو اوس کی عزت مین دہبہ اور نام مین بٹہ لگانیوالا ہو وہ اپنے تئین حقیر نہین جانتا اور اپنے افعال واقوال سے اپنے تئین ذلیل نہین کرتا ـ وہ حیوان کی طرح زندگی گذارنے پر قانع نہین ہوتا بلکہ اوسکا دل ہمیشہ اپنے حفظ مرتبت کا خیال رکھتا ہے کیونکہ اپنے تئین ذلیل یا نالایق یا حقیر خیال کرنا نہ صرف اپنی نظر مین بلکہ اورون کی نظر مین بھی اصلی پایہ سے گرا دیتا ہے ـ

خودداری سے افلاس دور نہین ہوتا لیکن وہ دناءت اور ابتذال جو حاجتمندی اور تہیدستی کا خاصہ ہے کم ہو جاتا ہے اور کسی غریب آدمی کا ثابت قدم رہنا اور لالچ کو روکنا یا افعال ذلیلہ سے اجتناب کرنا اوسکی عزت قائم رکھتا ہے ـ پس انسان کو لازم ہے کہ نہ صرف نفس مین سے برائیون کو دور کرے یا خراب جذبات کو روکے بلکہ خوبیون کو ترقی دے اور اون کی پرورش کرے ـ

خودداری اور خودپسندی مین فرق

خودداری اور خودپسندی مین یہ فرق ہے کہ خودداری تو اصلی اور سچی لیاقت اور مرتبہ کا لحاظ کرنا اور اوس کو ترقی دینا سکہاتی ہے اور خودپسندی ذاتی مرتبہ یا خوبی کو مبالغہ سے جتلاتی ہے جو بربادی اور شرم کا باعث ہوتی ہے ـ اس مین شک نہین کہ خودداری اور خودپسندی مین امتیاز قائم رکھنا ذرا مشکل کام ہے مگر خوددار شخص کبھی دوسرون کی بیکمالی سے اپنا مقابلہ نہین کرتا اور کم درجے کے لوگون کو حقارت سے نہین دیکھتا بلکہ ذاتی جوہرونکو خاک مین ملنے سے بچاتا اور اون کو ترقی دینے کی سعی کرتا ہے ـ وہ اپنے افعال واقوال کو ایسا ضبط کرتا ہے کہ اوس سے خلاف شان کوئی حرکت صادر نہین ہوتی ـ

انکسار

انکسار فی الواقع عمدہ صفت ہے اور ضرور ہے کہ ہم اپنے عجز اور بیکمالی کا اعتراف کرین لیکن یہ اس لیئے ہے کہ ہم پر خود غلط نہ ہو جائین نہ یہ کہ اپنے مرتبہ سے کم اور ذلیل حالت پر اکتفا کرین اور خیالات کو پست کردین اگر ایسا کرینگے تو ترقی کرنیکی طبیعی تحریک مٹ جائیگی ـ

تکبر و تواضع

خودداری تکبر اور ذلت کا درمیانی درجہ ہے اور اسی کا نام "تواضع" ہے۔ تکبر اپنے نفس میں ایسے اوصاف فرض کر لینے کو کہتے ہیں جو فی الواقع نہ ہوں اور ذلت اپنی واقعی اوصاف کو ذلیل کرنے اور ناقدردانی کا نام ہے اور یہ دونوں مذموم ہیں۔ تواضع یہ ہے کہ دوسرے شخص کی ایسی عزت کی جائے جس کا وہ مستحق ہے یہ معنی نہیں ہیں کہ اوس کے مقابلے میں اپنے تیئں ذلیل کیا جائے اگر ایک عالم اپنے سے کم رتبہ عالم کو اپنے بعد درجہ دے تو خودداری اور تواضع کے خلاف نہیں لیکن اگر اوسے جاہل سمجھے تو تواضع کے خلاف ہے یا اپنے سے بڑے عالم کو کچھ نہ جانے تو تکبر ہے۔ تکبر اور خودداری میں تمیز کرنا قوت تمیز اور عقل کا کام ہے اور اپنے مرتبہ پر قائم رہنا انسان کا۔

۷۔ خوداعتمادی

اپنی ذات پر بھروسہ

خواہ فرائض ہوں یا تمنائیں اگر اپنے ہاتھ پاؤں نہ ہلائے جائیں اور انسان اپنی ذات پر تکمیل کا بھروسہ نہ کرے تو کبھی پوری نہیں ہوسکتیں ہمیشہ وہ لوگ ناکام رہے ہیں اور رہنے چاہئیں جو اپنے کام دوسروں کی امداد یا اوروں کے بھروسہ پر چھوڑ دیں مثل مشہور ہے کہ کسکی بکری اور کون ڈالے گھاس اگرچہ یہ فقرہ خودغرضی مبنی ہی مگر ان لوگوں کے واسطے جو زمانہ کی رفتار اور لوگوں کے عادات سے ناواقف ہیں اچھا سبق آموز ہے کہ اگر وہ اپنے کام ٹھیک اور مرضی کے مطابق پورے ہونے چاہتے ہیں اگر وہ دنیا میں ترقی کرنا چاہتے ہیں اگر زندگی کو بکارآمد اور مسرت بخش بنانے کی آرزو ہے۔ غرض اپنی آرزوؤں اور فرائض کی تکمیل کی تمنا رکھتے ہیں تو اپنی محنت اپنی جانفشانی اپنی نگہبانی۔ اپنی پرداخت۔ اپنی لیاقت۔ اپنے وسائل۔ اپنی استعداد۔ غرض اپنی ذات پر بھروسہ کریں اور ہمت محنت۔ استقلال اور پابندی اوقات سے کام لیں تو ضرور اون کو عمدہ عمدہ پھل ملیں گے۔ ہماری غرض خواہ کسب کمال ہو یا فرائض منصبی ادا کرنے۔ یا تجارت وصنعت وحرفت میں ترقی۔ یا حصول دولت غرض کوئی کام ہو پوری طاقت اور محنت سے حاصل ہوتا ہے۔ خداوند تعالی نے انسان کو عقل ودانش کے ذرائع بخشے ہیں کہ وہ اپنی مراد تک پہونچ سکے مگر محنت کرنے اور ذرائع کو مناسب

طور پر کام مین لگانے کی عادت ہونی چاہیئے من طلب شیٔا وجد وجد[ل]

ہمت مشکلیں حل کرتی ہے

اگر سر انجام امور مین درستی کی ضرورت ہے تو تمام سعی موجودہ مشکل کے دور کرنے مین صرف کرنی چاہیئے نہ یہ کہ مشکلون کے حل کرنے سے جی چھوڑ دین یا جلدی سے اپنے ارادے کو تبدیل کر دین۔ دنیا مین بڑے بڑے کام۔ بڑی بڑی فتوحات بڑی بڑی دریافتین اعلی اعلی ایجاد مشکلین سہہ کر ہوئی ہین مگر ہر نئی مشکل ایک نئی معلومات اور مسرت کا منبع ہوتی ہے۔ مشکلین حصول مراد مین سد راہ نہین بلکہ ممد ہوتی ہین کیونکہ شوق کی آگ بھڑکتی ہے اور دماغ مین زیرکی اور حل مشکلات کی قابلیت پیدا ہوتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان مشکلات نے محنت اور برداشت کی غیر معمولی قوت پیدا کر دی اور ذکاوت و ذہانت کے دروازے کھول دئے لوگون نے دولت اور ذاتی قوت کے اندازہ کرنے مین غلطی کی ہے۔ وہ دنیا مین سب سے زیادہ دولت کو بکار آمد جانتے ہین۔ یہ سچ ہے کہ دنیا مین دولت ایک حد تک بکار آمد ہے لیکن نہ اتنی جس قدر کہ خود اعتمادی اور ذاتی قابلیت۔ یہ ایسے جوہر ہین کہ انسان کو دنیا مین عزت اور ناموری حاصل کرنا سکھاتے ہین۔ دنیا مین جتنے ایسے لایق و قابل آدمی گزرے ہین جنکی بیش بہا تصانیف اور اعلی خیالات سے ہم اپنے دل و دماغ آراستہ کرتے ہین یا جن کی بیش قیمت ایجاد اور نادر صناعیان دنیا کی تہذیب و شایستگی اور اوسکی ترقی کی نشانیان ہین دولتمند آدمی نہ تھے بلکہ انہون نے اپنی محنت و جانفشانی اور اپنے ذاتی جوہرون سے یہ نام روشن کیا اور وہ کام کیئے کہ آج ایک عالم اون کے کیئے کا مدّاح اور ممنون ہے۔ دولت انسان کو تن آسانی آرام طلبی سکھاتی اور عیش کا بندہ بناتی ہے اور وہ اتنا کمزور ہو جاتا ہے کہ کسی وقت بھی مشکل کے مقابلہ کرنے کے قابل نہین رہتا اور اوس کے دل کا وہ جوش جو انسان کو بلندی اور عروج کی طرف ابھارتا ہے سرد ہو جاتا ہے۔ دولتمندی کی حالت مین بھی جو لوگ الوالعزمی کے کام کرتے ہین اون مین استقلال و ہمت پیش بینی و دور اندیشی کے جوہر موجود ہوتے ہین۔

خود اعتمادی انسان کو محتاج رکھتی ہے

خودداری اور خود اعتمادی ایسے اوصاف ہین کہ انسان کو مقروض ہونے سے روکتے

ل جس نے طلب کیا کسی شی کو اور اوس کے لیئے کوشش کی اوس نے پایا۔

ہین کیونکہ اوس کا دل نہین مانتا کہ کسی کا ممنون ہو اور اورون کی دولت سے فائدہ اوٹھائے بلکہ ہمت کا شہباز اپنے ہی پر و بال کو دیکھتا رہتا ہے اوس سے یہ بھی نہین ہو سکتا کہ لالچ کو دل مین جگہہ دے اور بغیر استحقاق کسی چیز پر اپنا قبضہ کرے یا کسی کی حق تلفی روا رکھے۔ وہ سفارش سے نہین بلکہ لیاقت سے اپنا کام نکالنا چاہتا ہے اوسکی غیرت نہین گوارا کرتی کہ اور تو اور اپنے عزیز و اقارب اور رشتہ دارون پر بھی بھروسہ کرے اور سچ یہ ہے کہ وہ بھروسہ کے قابل ہوتے بھی نہین کبھی امید نہ رکھنی چاہیئے کہ کوئی دوسرا شخص خواہ کیسا ہی قرابتی ہو کچھہ کریگا بیکن کا قول ہے کہ خودداری و خود اعتمادی اپنے چشمہ سے پانی پینا اپنی دسترخوان سے کھانا اور معاش کیواسطے خود محنت کرنا سکھاتی ہے صَبۡرُكَ عَلَى الِاكۡتِسَابِ خَيۡرٌ مِّنۡ حَاجَتِكَ إِلَى الۡأَصۡحَابِ[1]

انسان کی عادتون پر ہزارون طرح کے اثر اور پرتو پڑتے ہین مختلف مثالین اور مسائل۔ لوگون کے حالات اور سوانح عمری۔ کچھہ دیکھی اور سنی باتین۔ علم ادب و کتب۔ احباب کے جلسے۔ پڑوسیون کے چال و چلن۔ دنیا کے تمام کاروبار اور اشیا مختلف منظر۔ خود آبا و اجداد کی طبیعت اور تعلیم کا ورثہ یہ باتین عادات پر نا معلوم اثر ڈال کر ایک ہیئت پیدا کرتی ہین لیکن اگرچہ یہ امور نہایت موثر اور قوی ہوتے ہین مگر اسمین بھی شبہ نہین ہے کہ انسان اپنے بھلے برے کامون اور بہبودی کا خود ہی کارکن ہے اور اگرچہ اور لوگون کی چیز خواہی کسی قدر کیون نہ ہو مگر صرف اپنی مدد آپ ہی کیئے بن آتی ہے۔

بلند ہمتی

اپنے ہاتھہ پاؤن۔ اپنے وسائل۔ اپنا روپیہ۔ اپنی تدبیر پر بھروسہ کرنا اور متوکل علی اللہ مشکلات کا مقابلہ کرنا ہی طاقت۔ ہمت اور زندگی ہے اور جہان ہمت ہی نہو وہان بیکسی بے بسی اور بے یاری اور بے مددگاری اور ساری حرمان نصیبی اور مایوسی کے سامان جمع ہین۔ عالی ہمت آدمی پانی کی رو کی طرح اپنا راستہ آپ تلاش کر لیتے ہین اور نہ صرف خود منزل مقصود تک پہونچ جاتے ہین بلکہ اپنے ساتھہ دوسرون کو بھی پار لگا دیتے ہین عالی ہمت لوگون کا ہر ایک کام اپنی وقعت اپنی قوت۔ اپنی لیاقت اپنی آزادی کی دلیل ہوتا ہی اور خواہ مخواہ لوگ اونکی دل سے عظمت و عزت کرتی ہین بلکہ خدا بھی اونکی عزت اور اونکی مدد کرتا ہے

[1] اکتساب پر صبر کرنا اس بات سے تجھکو بہتر ہے کہ یارون کے پاس حاجت لے جائے۔

ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق   باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

دوسرون کی معاونت کا برا اثر

جو مدد کہ دوسرے لوگون سے ملے وہ بجای تقویت دینے کے دل کو کمزور کرتی ہے کیونکہ طبیعت دوسرون کا سہارا ڈھونڈھتی اور غیرون کی معاونت کی ایسی عادی ہوجاتی ہے کہ خود کوئی کام نہین کرسکتی خوداعتمادی کی قوت جب قوم کے بہت سے افراد مین پیدا ہوجائے تو قومی ترقی اور قومی بہبودی کا سبب ہوتی ہے اور جو قومین کہ دوسرون کی معاونت کی محتاج ہین وہ ہمیشہ رعایا بن کر رہتی ہین اور رعایا بھی نہایت کمزور نہایت رذیل اور نہایت بے وقعت۔ رفتہ رفتہ اون مین سے یہ قوت ہی سلب ہوجاتی ہے کہ وہ خود کوئی کام کرسکین بلکہ ادنی ادنی باتون مین گورنمنٹ کی دستگیری اور اعانت کی محتاج رہتی ہین یہان تک کہ وہ خود اپنے بچون کو تعلیم بھی نہین دے سکتین جو شخص امداد دہندہ کسی شخص یا کسی قوم کی مدد کرنے پر تل جاتے ہین وہ دراصل اون کو کمزور کرتے ہین۔ خواہ ایک شخص ہو یا ایک قوم صرف اپنے دل اور اپنی ذات کی قوت پر بھروسہ ہی ترقی کراتا اور پایہ بلند کرتا ہے۔

خوداعتمادی کی تعلیم

خوداعتمادی مین قوت فیصلہ اور مستعدی کی بہت ضرورت ہے جن لوگون مین ان دونون اوصاف کی کمی ہوتی ہے وہ اپنی رای۔ اپنے کام۔ اپنی قابلیت اور اپنے ذرائع پر بھروسہ نہین کرسکتے ایسے لوگ کسی مہتم بالشان کام کا ارادہ ہی نہین کرتے اور اگر کرتے بھی ہین تو اون کو یقین نہین ہوتا کہ ہم اس کو پورا کرسکین گے۔ یہ اکثر بری تربیت کا اثر ہوتا ہے کہ عموماً والدین اولاد کے کل کامون کی ذمہ داری اپنے اوپر لے لیتے ہین اور بچون کو کسی معاملہ مین عقل یا ہاتھ پاؤن کو کام مین لانیکا موقع نہین ملتا۔ اس طرح یہ صفات اون مین پیدا ہی نہین ہوتے اور دوسرون کے سہارے کام کرنیکی عادت ایسی راسخ ہوجاتی ہے کہ جب وہ دنیا کے میدان مین کام کرنے کو چھوڑدئے جاتے ہین تو ایسے پرندے کی طرح ہوتے ہین جو مدت سے قفس مین بند ہو اور اوس کے پر و بال شل ہوگئے ہون۔

ناکامی کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ لوگ بہت جلدی نتائج نکلنے کی امید کرتے ہین اور اگر اس قدر جلدی کامیابی نہ ہو تو شکستہ خاطر ہوجاتے ہین یہ قوت استقلال کی کمی کا نتیجہ ہے وہ علم یا قابلیت کو تجارت کی شے سمجھتے ہین اور اگر وہ فوراً خاطر خواہ دامون پر نہ بکے تو اون کا دل

جہوٹ جاتا ہی لیکن نہین وہ کہجور کا درخت ہی کہ اگرچہ دیر مین پہل لاتی لیکن بہت میٹہے اور مزیدار پہل لاتا ہے
کوشش
انسان کو اپنی زندگی کا ایک مدعا قرار دینا چاہیئے اور جہان تک اوس کے اختیار مین ہو اوس کو اعلی اور برتر قرار دے اور تمام جائز وسائل اوس کے حاصل کرنیکے استعمال کرے اعلی مرتبہ کے حصول کی کوشش ہی انسان کو بالضرور کسی قدر اعلی بنائے بغیر نہین چہوڑتی اور اگر وہ اقصی الغایات ترقی پر نہ پہونچے تو بہی اس سعی مین ایک خاص درجہ تک پہونچ جاتا ہے اور شاید اون سے بہتر رہتا ہے جنہون نے کسی بلند مقصد کی طرف آنکہہ اوٹہا کر بہی نہین دیکہا جو لوگ ترقی کی سعی نہین کرتے وہ اوس حالت پر قائم نہین رہ سکتے جس پر وہ ہین بلکہ اوس سے گر پڑین گے ایک حالت پر قائم رہنے کے لیے بہی ہاتہہ پیر ہلانا ہے۔ ہرگز بیٹہنا نہین بلکہ ترقی کی کوشش کرنی چاہیئے اگر ایک پتہر ہوا مین اچہالا جائے تو یا تو وہ بلندی کی طرف جائیگا یا زمین کی طرف گریگا یہ ناممکن بات ہے کہ بغیر زمین پر گرے وہ کہین قائم رہ سکے۔ دنیا مین یہی حال افراد انسانی بلکہ اقوام کا ہے جو لوگ اپنی کسی حالت پر قانع ہین یا جن کو کاہلی اور افسردہ دلی یا ناامیدی یا کسی سبب سے زیادہ ترقی کا خیال نہین وہ یہ نہ سمجہین کہ اون کی موجودہ حالت قائم رہے گی بلکہ روز بروز اس قدر انحطاط ہوتا جائیگا کہ ایک روز وہ خاک مین مل جائین گے۔ موجودہ حالت کو سنبہالنے کے لئے بہی ہمت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ گاڑی کو آگے ڈہکیلو وہ ضرور بڑہے گی اور اگر نہ بڑہے گی تو پیچہے تو نہ ہٹے گی۔

کم ہمتی قومی تنزل کا سبب ہے

ہماری قوم مین ایسے کم ہمت اور مردہ دل لوگ موجود ہین جو یہ خیال کرتے ہین کہ اب ہم کچہہ کر ہی نہین سکتے اور اگر کوئی قومی یا علمی خدمت کرنے کہڑا ہو جائے تو اوس پر ہنستے اور اوس کی کوششون کو فضول وبیکار بتلاتے ہین قوم مین ان لوگون کا وجود درخت کے کیڑون کی مانند ہے۔ جو درخت کو کہاتے اور پہلون کو خراب کرتے ہین۔ یہ خود تو کام کرنا اور شریک ہونا جانتے ہی نہین بلکہ کام کرنے والون کی ہمت کو بہی توڑنا چاہتے ہین اور اگر ایسی جماعت کی کثرت سے کوئی مفید تجویز نہ چلے یا قوم کو کوئی نقصان پہونچے تو یہ لوگ اس کو اپنی دوراندیشی اور اصابت رائے پر محمول کرتے ہین۔ یہ خیالات ایسے کم فہم لوگون کے زیادہ ہوتے ہین جن مین کسی کام کی قابلیت نہین ہوتی لیکن اپنے تئین عقلمند ظاہر کرنا چاہتے

ہین - یا وہ خود غرض اور مردہ دل اشخاص جن کو قوم کی حالت کی خبر ہی نہین - اور وہ سمجھ ہی نہین سکتے کہ قوم کی ترقی یا تنزل کیا چیز ہے۔ اور افراد انسانی پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے - اور چونکہ بعض اتفاقات سے خود اون کی حالت (اگرچہ بلحاظ سامان ظاہر ہو) دوسرون کی نسبت کسی قدر بہتر ہوتی ہے قوم کے درد کا احساس اُنھین نہین ہوتا - لیکن نتائج سے یہ لوگ محفوظ نہین رہ سکتے - زمانہ کی چکی چھوٹے بڑے سب کو یکسان پیستی ہے اور جب قومی ترقی کے چشمے بند ہوجاتے ہین تو سارے کے سارے تشنہ لب رہ جاتے ہین - وہ ذلت وخواری کے قعر مین گر پڑتے ہین اور نکبت وجہالت کی تاریکی ایسا گھیر لیتی ہے کہ پھر یہ لوگ اپنی حالت کو بھی نہین دیکھ اور سمجھ سکتے -

۸ - محنت

کس بے جفا، خار نچیدست از وے گلے ‏ ‏ بس گل شگفتہ مے شود این باغ را و لے

محنت انعامات قدرت کی اُجرت ہے

انسان زمین پر رہتا ہے اور صانع قدرت نے انسان کے آرام وآسایش کی کل چیزین اسی زمین پر پیدا کی ہین - مگر ایسی چیزین بہت کم ہین اور فی الحقیقت نہین ہین کہ بغیر محنت کیے یا ہاتھ پاؤن ہلائے بقدر کافی حاصل ہوتی ہون یا قابل استعمال ہون - قدرت نے اپنے انعامات کی اُجرت محنت مقرر کی ہے جو شخص جسقدر محنت کرے اُتنا ہی انعام پائے - بڑے بڑے آدمی جن کے نام آج شہرت کے آسمان کے ستارے ہین یون ہی اس معراج کمال تک نہین پہونچے بلکہ یہ کمال ولیاقت - عزت وشہرت نہایت عرق ریزی اور سعی سے حاصل ہوئی ہے ممکن ہے کہ کوئی شخص نہایت ذہین اور تیز فہم ہو مگر کمال بغیر محنت حاصل نہین ہوسکتا - کیونکہ صرف تیزی اور ذکاوت سے بغیر محنت کیے کچھ حاصل نہین ہوتا - اور محنت تھوڑی ذکاوت و ذہانت سے آخر مین بہت کچھ حاصل کر لیتی ہے ہر شریف نوجوان کے لئے تندہی اور سعی و محنت وشقت اور وقت کو مناسب طور پر کام مین لانا فرض ہے - اوائل عمر مین دل مین شوق طبیعت مین ولولے - خیالات مین اولوالعزمی - دماغ مین طاقت ہاتھ پاؤن مین سکت

ہوتا ہے دنیا کے بکھیڑے بھی کم ہوتے ہین اُمیدین اور جوش وخروش ہمت
کے بازوٗن مین پرواز کی قوت پیدا کرتے ہین اور سبقت یا اعلی درجہ کے لوگون سے
ہمسری کا شوق محنت پر مائل کرتا ہے اگر اس میلان کو فوراً کام مین لایا جائے اور
سچے دل سے محنت کی جائے تو بام مراد تک پہونچنا کچھ بات نہین ہے۔ دو چیزین
دولت اور محنت سرانجام امور دنیا مین مدد دیتی ہین مگر لوگ دونون کی حقیقت سے
پورے طور سے واقف نہین۔ دولت پر ضرورت اور حقیقت سے زیادہ اعتبار کرتے
ہین اور محنت پر کم۔

محنت کی ضرورت صرف غریبون پر محدود نہین ہے

محنت صرف غریب آدمی ہی کے لئے ضروری نہین ہے بلکہ جو لوگ دولت
دنیا سے متمتع ہین وہ بھی اگر صحت لیاقت اور نام آوری کے مزے اُٹھانے
چاہتے ہین یا دنیا مین نام ونمود پیدا کرنا چاہتے ہین تو محنت کرین اور ابنائے جنس کو
فائدہ پہونچائین۔ شریف طبیعت اور نیک طینت اشخاص خواہ کیسے ہی فارغ البال
کیون نہ ہون اون سے یہ ہو ہی نہین سکتا کہ صرف بیکاری یا لذائذ دنیوی کا حظ
اُٹھانے ہی مین اپنا وقت صرف کرین اور دنیا کو اپنے وجود سے کوئی فائدہ
نہ پہونچائین۔ ہان کمینہ طبیعت لوگ ایسے باتون پر قانع ہون تو ہون۔ کیونکہ
اگر ظاہری وباطنی قوا ر کام مین نہ لائے جائین تو اون کی قوت زائل
ہو جاتی ہے[۱] اَلفَرَاغ مِنْ شَانِ الْاَمْوَاتِ وَالْاِشْتِغَالِ مِنْ
شَانِ الْاَحْیَاءِ۔

کاہلی

کام خواہ کیسا ہی محنت کا اور کیسا ہی سخت کیون نہ ہو مسرت بخش اور
ترقی کا ممد ہوتا ہے۔ جسمانی محنت بدن کو صحیح اور تندرست رکھتی ہے اور دماغی
محنت دل کو تسکین بخشتی تشویش وفکر دور کرتی ہے۔ معزز اور غریب آدمی کے
واسطے محنت خواہ کسی قسم کی کیون نہ ہو عیب نہین۔ بلکہ باعث عزت ہے
کیونکہ اوس نے اپنی روح اور اپنے دل کو دوسرون کی دستگیری اور امداد کا غلام

[۱] بیکار رہنا مُردون کا کام ہے اور کام مین لگا رہنا زندون کا ۱۲

نہین بنایا۔ اور آزادی اور خودداری کی عزت قائم رکھی۔ جو لوگ چھوٹے چھوٹے درجون سے ترقی کرکے مدارج علیہ پر پہونچتے ہین اون کو شرمندہ نہ ہونا چاہئے بلکہ فخر کرنا چاہئے۔ کہ اون کی ذاتی قابلیت اور مستعدی نے اون کو اعلیٰ رتبہ پر پہونچایا خواہ دولت ہو یا علم یا کسی طرح کی قابلیت ولیاقت محنت ہی سے حاصل ہوتی ہے انسان کے واسطے کاہلی شرم کی بات ہے نہ محنت کیونکہ کاہلی دل کو اس طرح کھاتی ہے جیسے لوہے کو زنگ۔ کاہلی عصمت اور صحت اور مسرت سب کی دشمن ہے اور تمام سرسبز امیدون کو اس طرح بہا کر لیجاتی ہے جیسے سیلاب آب نو دمیدہ پودون کو کاہلی یہی نہین ہے کہ آدمی ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہے۔ بلکہ تمام بے نتیجہ اور حقیر مشاغل جو محض وقت گزارنے کے لئے اختیار کئے جاتے ہین اسی مین داخل ہین۔ کاہلی دل کے واسطے زہر اور خراب جذبات کا منبع اور مردانگی و دلیری کی دشمن ہے اور جوانی کی طاقتون کو نزاکت و کمزوری سے بدل دیتی ہے۔ کاہل اور تندرست آدمی لالچ اور گناہ سے بہت کم بچ سکتا ہے۔ پس مصروفیت شیطان کو دور بھگانے کا بھی ایک آلہ ہے۔

کاہلی امراض نفسانی مین وبا کے مانند ہے اور بجائے خود ایک دوزخ ہے اگر کسی گڑھے مین پانی رُک جائے تو اوس مین کیڑے اور کیچو ے بہ کثرت پیدا ہوجاتے ہین اسی طرح ایک کاہل آدمی کے دل مین خراب اور زہریلے خیالات بھرے رہتے ہین اور اوس کی روح ناپاک ہوجاتی ہے۔ مرد ہو یا عورت جب تک وہ کاہل ہے جب تک سوائے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہنے پان کھانے حقہ پینے۔ سگار اُڑانے کے وہ کچھ نہین کرتے تو خواہ وہ کسی حالت کسی رتبہ۔ کسی حیثیت کے کیون نہ ہون اور خواہ نعمت ہاے دنیا مین سے ساری چیزین اون کو کیون نہ حاصل ہون اور خواہ دوسرون کی نظرون مین وہ تمام زمانہ سے زیادہ خوش قسمت کیون نہ معلوم ہوتے ہون اور تمام اسباب راحت جو دنیا مین کسی خوش قسمت سے خوش قسمت کو مل سکتے ہین اور انسان کا دل جن کی خواہش کرسکتا ہے اون کے پاس کیون

نہ جمع ہون لیکن جب تک وہ کاہل ہین اون کو خوشی حاصل نہ ہوگی اون کے جسم یا اونکے دل کو کبھی چین نصیب نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ طبیعت کسلمند۔ دل مضمحل۔ اعضا تھکے ہوے معلوم ہونگے۔ یہ لوگ ہر وقت ناسازی مزاج اور بیماری کی شکایت کیا کرتے ہین۔ اور دنیا سے خفا معلوم ہوتے ہین۔

مصروفیت سے نہ صرف چستی اور بشاشت آتی ہے بلکہ غم غلط ہوتا ہے۔ اور پریشانی اور بُرے خیالات طبیعت کو آلودہ نہین کرتے۔ کام کے بعد آرام زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ صرف مرد ہی نہین بلکہ عورتون کے واسطے بھی مصروفیت لازم ہے۔ عورتین بھی اگر کاہل ہین تو خواہ کسی حالت مین ہون آرام اور دنیا کی لذتین کتنی ہی مہیا کیون نہ ہون جب تک سست اور کاہل پڑی یا بیٹھی رہین گی کبھی خوش اور بشاش نہ ہونگی۔

محنت سے بچنا مصیبت زیادہ کرتا ہے

جو لوگ محنت سے بھاگتے ہین اور مشکل کا مقابلہ کرنے سے بچتے ہین مشکلین اون ہی پر اور زیادہ پڑتی ہین۔ فطرت کا قاعدہ یہ ہے کہ جو لوگ صرف مشکلون سے بچنے یا آرام طلبی کی خاطر محنت سے کنارہ اختیار کرتے ہین اون کو تکالیف سے نجات نہین دیتی اور کمزوری روز بروز بڑھتی جاتی ہے حتی کہ جن بڑے بڑے امور کو ترک کرکے صرف معمولی باتون پر اکتفا کیا تھا اب وہ معمولی باتین بڑی اور عظیم معلوم ہونے لگتی ہین اور اون کا پورا کرنا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے دل و دماغ کی قوتین جو پہلے عظیم الشان اور مفید امور پر صرف ہوتین اب خیالی مشکلات اور بے اثر و بے سود امور پر صرف ہوتی ہین اور دل کو پیچ و تاب مین ڈالتی ہین مفید امور پر محنت کرنے سے تو اوس کے اچھے اچھے پھل ملتے ہین۔ صحت۔ عقل۔ علم۔ دولت۔ عزت۔ شہرت۔ لیاقت کو ترقی ہوتی ہے اور انسان کمال کے قریب پہونچتا ہے۔ طبیعت کو خوشی اور فرحت حاصل ہوتی ہے اور کاہلی کی سزا یہ ہے کہ کچھ نصیب نہین ہوتا اور تسکین کے بدلے انقباض بڑھتا جاتا ہے۔

افراط محنت مضر ہے۔ اور معتدل محنت مسرت بخش

دنیا مین کام کرنا مضر نہین ہے ہان اس قدر محنت کرنی کہ قوا اور صحت

اوس کی برداشت نہ کرسکین مضر ہے۔ اعتدال سے محنت خواہ کیسی ہی سخت کیسی ہی مشکل کیون نہ ہو مفید صحت ہے تمام محنتین جن مین امید شامل ہے صحت بخش ہین اور جن کامون کی تکمیل پر کوئی امید پوری ہوتی ہو اونمین محنت کرنے سے جس قدر کامیابی ہوتی جائے اُتنی ہی خوشی بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور تکمیل کی مسرت کا تو کیا پوچھنا ہے۔

محنت کے پھل

محنت ہی انسان کو کمال تک پہونچا سکتی ہے۔ محنت ہر طرح کے علم و فضل مین یدطولی بخشتی ہے۔ محنت تو میت شرافت و بزرگی کا انعام دیتی ہے۔ محنت اون جوہرون کو جو قدرت نے طبیعت مین ودیعت رکھے ہین بڑھاتی اور ظاہر کرتی ہے۔ محنت ہی ان جوہرون کی کمی کو پورا کرتی۔ مشکلون کو سہل کرتی ہے۔ صرف محنت ہی سے طبیعی جودت اور فہم کا اظہار اور مناسب استعمال ہوسکتا ہے۔

باقاعدہ محنت

خواہ دماغی محنت ہو یا جسمانی اعتدال سے متواتر کرنی چاہیئے تاکہ کمال صحت اور خوشی نصیب ہو ہان اگر محنت اس قدر بڑھ جائیگی کہ ہاتھ پاؤن اور دماغ تھکنے تھکانے کام کے نہ رہین تو کیا کرایا بھی برباد ہوگا۔ طلبا جو یونیورسٹی کی ڈگریان حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہین اور اکثر باوجود اس قدر محنت کے کہ صحت کو بھی نقصان پہونچاتے ہین ناکام رہتے ہین اوس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ باقاعدہ محنت نہین کرتے۔ عموماً شروع سال بیکاری اور تساہل مین گزارتے ہین اور آخر مین ایک دم سے ہفتون کا کام دنون بلکہ گھنٹون مین نکالنا چاہتے ہین یہ محنت مفید نہین بلکہ مضر ہے۔ مستقل مزاج اور پابند قاعدہ اشخاص ابتدا کے پہلے روز اُسی قدر محنت کرتے ہین جس قدر کہ آخری دن جبکہ نمایش اور امتحان کے میدان مین قدم رکھنا ہے۔ اگر طلب صادق ہے اور مزاج پر قابو حاصل ہے طبیعت مین شروع ہی سے پابندی قاعدہ اور محنت کی عادت ڈالی گئی ہے تو دنیا مین کسی قسم کی ترقی اور حصول کے واسطے تھکانیوالی محنت کی ایک دن بھی ضرورت نہین پڑتی۔

بےصبری کام خراب کرتی ہے

بعض اوقات تلون بےصبری اور اضطراب بھی کام خراب کرتا اور سعی سے باز رکھتا ہے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر سعی مین خفیف کامیابی بھی حاصل ہوتی جاتی ہے تو ضرور ایک دن مطلب بر آئیگا۔ کیونکہ ذرا ذرا ملکر کامل ہوجاتا ہے اور کمال ذراسی چیز نہین۔ دانہ دانہ شود انبار۔ قطرہ قطرہ شود دریا۔ بےصبری اور جلدی سے نہ تو عمدہ کام ہوتا ہے نہ وہ کبھی تکمیل تک پہونچتا ہے۔ مستقل باقاعدہ محنت اگرچہ آہستہ ہو عجلت سے بہتر ہے۔ یہ خیال کرنا غلطی ہے کہ عجلت سے وقت کم صرف ہوگا کیونکہ کسی کام کو باہستگی کامل اور بہتر کرنا جلدی کرنے سے اچھا ہے۔ کسی کام مین طبیعت کو اُلجھانا اور دق ہونا اور بےصبری سے اُسے پورا کرنے کا شوق کرنا کام کو خراب۔ طبیعت کو پریشان کرتا ہے اور اس مین صحت بھی خراب ہوتی ہے اور اگر بشاشت دل جمعی اور اطمینان وسکون سے کام لیا جاے اور مناسب طور سے فکر کو کام مین لایا جائے تو بہت مناسب ہے۔ اور قوا کو ایسا ہی قوت دیتا ہے جیسا کہ صاف ہوا۔

بارہا سعی مین ناکامی بھی واقع ہوتی ہے مگر ناکامی پر دل چھوڑنا نہین چاہئے علاج یہ ہے کہ دوبارہ زیادہ محنت زیادہ استقلال سے پھر سعی کرو حتیٰ کہ فتح حاصل کرلو

دست از طلب ندارم تا کار من برآید | یا تن رسد بہ جانان یا جان زتن برآید

باقاعدہ محنت کے فائدے

محنت اگر بےقاعدہ اور حد سے زیادہ کی جاے تو وبال اور بار ہے اور اگر جرم کی پاداش مین کی جاے یا لیجاے تو سزا ہے۔ لیکن باقاعدہ اور معتدل محنت عزت اور خوشی کا سبب ہوتی ہے۔ اگر دنیا مین کوئی شخص محنت نہ کرتا تو تہذیب اور شائستگی کے سامان مین سے کچھ بھی نہ ہوتا۔ انسان سے جو عظیم الشان کام انجام پاتے ہین وہ سب اوس کی محنت کا نتیجہ ہوتے ہین علم ادب۔ فنون لطیفہ۔ سائنس۔ مین جو چیز زیادہ اعلیٰ زیادہ عمدہ زیادہ بکارآمد۔ زیادہ دلفریب ہے وہ محنت کا نتیجہ ہے محنت کوشش کو بارآور کرتی اور مصیبت سے نجات دیتی اور نام روشن کرتی ہے۔ جو لوگ کسی نیک اور اعلیٰ ارادہ سے محنت کرتے ہین اون کے واسطے

محنت مدح و تحسین اور بقاء نام کا سبب ہوتی ہے

دماغی محنت

جب محنت کا ذکر کیا جائے تو یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ خلقی آدمی۔ سے ایک مزدور مراد ہے کہ وہ صرف اپنے ہاتھ پاؤن کو کام مین لاتا ہے بلکہ جو شخص اپنے دماغ کو کام مین لاتا ہے وہ سب سے بڑا کام کرتا ہے۔ جو شخص ایک عمدہ تصویر بناتا ہے یا کوئی دلچسپ کتاب تصنیف کرتا ہے وہ بھی محنت کرتا ہے اگرچہ اوس کی محنت بنی نوع انسان کے لئے ایسی ضروری نہین ہے جیسی کہ کسان یا چرواہے کی محنت ہے لیکن وہ بھی سوسائٹی کے لئے ایک دلی تفریح یا روحانی غذا کا سامان مہیا کرتا ہے دولتمند آدمیون کو خواہ ایسے کامون مین محنت کرنے کی ضرورت نہ ہو جن مین کہ غریب اور محتاج لوگ محنت کیا کرتے ہین لیکن اون کے واسطے محنت کے اور مشاغل ہین دنیا مین ہزارون ایکڑ زمین اور لاکھون اشرفیان اور جواہرات مل سکتے ہین لیکن علم اور عقل کسی کا ورثہ نہین اور یہ اپنی ہی محنت سے حاصل ہوتا ہے امیر آدمی تنخواہ دار نوکرون سے اپنے معمولی کام لے سکتا ہے لیکن یہ کسی کا کام نہین ہے کہ اوس کے بدلے پہونچے اور غور کرے بلکہ دماغی کام اوسے خود کرنا چاہیے۔ اور دماغ کی اصلاح کے لئے محنت کرنا ہر انسان کا فرض ہے۔ کیونکہ محنت کی عادت خداوند تعالےٰ کی ایک نعمت ہے جو اطمینان آرام اور آسائش بخشتی ہے۔

جو کام کہ دیانت داری سے کیا جائے اور جس کا نتیجہ خلاف اخلاق حسنہ نہ ہو معزز اور شریف ہے خواہ یہ کام ہاتھ سے لیا جائے یا دماغ سے اگر دل صاف ہے تو کسی کام کے کرنے مین ہاتھ میلے اور خراب ہو جانیکا مضائقہ نہین کیونکہ دلون کی ناپاکی ہاتھون کی نجاست سے زیادہ مضرت رسان ہوتی ہے۔

۹۔ وقت کی قدر

وقت را غنیمت دان آن قدر کہ بتوانی حاصل از حیات اینجا یکدم است۔ نادانی

وقت کو کام مین لانے کے فائدے

روپیہ تو روپیہ اگر ذرا سی چیز بھی جاتی رہتی ہے تو کیسا طبیعت کو ملال ہوتا ہے

مگر وقت کہ روپیہ اور دولت سے بڑھکر قیمتی ہے اور تمام دنیوی اور اخروی بہبودیون کا سرمایہ ہے رات دن بیکار صرف ہوتا ہے اور بہت تھوڑے لوگ ہین جو اوس کے تلف ہونے پر پشیمان ہوتے ہون یا اُسے پورا پورا کام مین لاتے ہون سچ یہی کہ وہ وقت کی قدر وقیمت ہی کو نہین جانتے۔ دنیا مین ہر ایک نقصان کی تلافی ہوسکتی ہے لیکن وقت کی تلافی ممکن نہین اور جو لوگ وقت کو فضول گزار دیتے ہین ایک نہ ایک دن ضرور خمیازہ بھگتتے ہین۔ سب سے زیادہ غمگین اور حسرت آلود خیال یہی ہوا کرتا ہے کہ یہ کام ہوسکتا تھا مگر نہ کیا۔ اس لئے ضرور ہے کہ ہر وقت کسی مفید اور بکار آمد طور پر صرف کیا جاے۔ وقت تو ایک نہ ایک طرح گزرتا ہے مگر مفید کام نہ کئے تو فضول مشاغل طبیعت مین دخل پیدا کرلیتے ہین۔ ذرا سا کام بھی جو اپنی ذات یا دوسرون کو فائدہ یا خوشی پہونچاے۔ طبیعت کو فرحت وتسکین بخشتا اور دل مین بشاشت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ سنیکا کا قول ہے کہ" ہم تنگی وقت کی شکایت تو بہت کرتے ہین مگر صرف اس طرح کرتے ہین گویا وہ ختم ہی نہ ہوگا یا اکثر ایسے کام کرتے ہین کہ ہمین کرنے ہی نہ چاہئے تھے یا کچھ بھی نہین کرتے غرض کام کا کام نہین" اگر وقت کو کام مین لائین اور مناسب امور مناسب اوقات پر کئے جائین تو محنت کے پھل دن دونے اور رات چوگنے ملتے ہین جو شخص اپنے وقت کی قدر نہین کرتا وہ اپنے ساتھ اون لوگون کا وقت بھی برباد کرتا ہے جو کاروبار مین اوس کے شریک ہون اور کام کی بے قاعدگی سے جو نقصانات ہوتے ہین اون کا تو پوچھنا ہی کیا ہے۔ سچ یہ ہے کہ کاہلی کا میلان طبیعت پر جلدی قبضہ کرلیتا ہے اور اکثر بجاے اس کے کہ تفریح کام کے بعد اختیار کی جاے کام سے پہلے ڈھونڈھنے لگتے ہین۔

باقاعدگی

کاروبار مین باقاعدہ ہونا اور عین وقت پر پورا کرنا ہی کامیابی کی ضروری شرط ہے۔ ہر ایک کام کے واسطے ایک وقت اور ہر ایک وقت کے لئے ایک کام ہے۔ اگر موجودہ کام کو اوسی وقت نہ کرین تو دوسرے وقت دو کام اکٹھے ہوجائینگے

اور اسی طرح کامون کا ایک انبار لگ جائیگا۔ اور چارون طرف کثرتِ مشاغل کا ایسا غلبہ ہوگا کہ دماغ پریشان ہونے لگیگا۔ اس لئے سب سے بہتر اصول یہ ہے کہ جو کچھ آج ہو سکے وہ کل پر مت رکھو کیونکہ اگر اس وقت کوئی دقت سر انجام کام مین پیش آرہی ہے اور اوس کام کو چھوڑ دینے کو دل چاہتا ہے تو آیندہ وہ دقت خود بخود سہل نہ ہوگی۔ ہان زیادہ پیچیدہ ہو جائیگی۔ ہوشمند لوگ موجودہ کام کو موجودہ وقت مین مستعدی سے کرتے ہین اور آیندہ وقت مین آیندہ کام کے لئے تیار رہتے ہین۔ وہ یہ نہین کرتے کہ جلدی مین کامون کو ادھورا اور نامکمل چھوڑ دین۔ اپنی طاقت اور وسائل کو خوب جانچ کر اطمینان اور سنجیدگی سے تکمیل مین مشغول ہوتے ہین۔ اور شروع کرنے سے پہلے ہر ایک پہلو کو سونچ سمجھ لیتے ہین۔ مشکلین ان کا دل نہین توڑتین بلکہ اور مستعد کرتی ہین کیونکہ باقاعدہ اور بالترتیب کام کرنے کی لیاقت مشکلون کو فتح کر لیتی ہے اور عمدہ نتایج پیدا کرتی ہے۔

کام کو آہستگی سے کرنا بہتر ہے۔ مگر نہ کاہلی کی آہستگی اچھی ہے نہ کام خراب کرنے والی جلدی۔ ہان سلیقہ اور چالاکی دونون ہون تو بہت عمدہ بات ہے۔ اوّل کام مین کامل مہارت پیدا کرنی چاہئے۔ اور جب یہ حاصل ہو جائے تو جلدی کا ڈر نہین بلکہ خود بخود کام ہاتھ سے جلدی نکلنے لگتا ہے۔ مہارت اور سلیقہ کے معنی یہ ہین کہ سر انجام امور عمدہ اور کامل اور جلدی بھی ہو

در مذہب طریقت خامی نشانِ کفر است　　آرے طریقِ رندان چالاکی است و چستی

جو لوگ وقت کی پوری پوری قدر کرتے ہین وہ ہمیشہ مستعد رہتے اور وقت کی نہایت پابندی کرتے ہین۔ کیونکہ کاروبار مین خواہ کوئی پیشہ کیون نہ ہو ایک ایک لمحہ بہت قیمتی ہوتا ہے۔ اور ہر ساعت ایک خاص کام کرنا گویا اوس وقت کا فرض ادا کرنا ہے۔ اور اگر یہ عادت اختیار کر لی جائے تو مشکلین سہل اور کام بہت ہی آسان ہو جاتا ہے۔ ورنہ ایسی ایسی پیچیدگیان پڑتی ہین

ہر وقت کیلئے ایک کام ہے

کہ سلجھانا مشکل پڑتا ہے کیونکہ ممکن نہین کہ کسی فرض کا خیال ہو اور پابندی اوقات کا لحاظ نہ ہو۔ تضیع اوقات تو وہ بُری بلا ہے کہ اوس سے عمدہ عمدہ ارادے اور تدابیر بڑے بڑے مفید کام لوگون کی جائداد و مال و دولت بلکہ جانین قومون کی عزت اور خوشیان تک خاک مین مل جاتی ہین اور صرف پابندی وقت نہ ہونے کے سبب ہمیشہ ناکامی اور حسرت اُٹھانی پڑتی ہے۔

بے وقت بے اعتبار

یہ مانا کہ کوئی وقت فرصت اور فراغت کا بھی ہونا چاہیئے کیونکہ انسان کو تفریح طبع کی بھی ضرورت ہے۔ لیکن اوس کے لئے بھی ایک خاص اور محدود وقت ہے اور وقت کو کام مین لانا ہی ایسا امر ہے کہ خاطر خواہ فرصت اور فراغت میسر ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اگر نا مکمل کام ہر وقت موجود رہین گے تو اطمینان کہان بلکہ ہمیشہ جلدی گھبراہٹ اور مشکل ہی پڑی رہیگی۔ کسی کا قول ہے اور بالکل سچ ہے کہ با وقت با اعتبار اور بے وقت بے اعتبار ہے۔ جو شخص وقت کا پابند نہین ہے کاروبار مین بھی ضرور بے قاعدہ اور سست ہوگا پھر بھلا ایسے شخص پر کون اعتبار کرے اور ضروری معاملات کیونکر اوس پر چھوڑ دئے جائین۔ اس طرح ایسا شخص ایسا بے اعتبار ہو جاتا ہے کہ لوگ کام کو ملتوی کرنا پسند کرین مگر اوس کے ہاتھون کام کو خرابی مین ڈالنا نہین چاہتے۔ کیونکہ ایسے شخص کے ساتھ خود اون کا وقت بھی ضایع ہوتا ہے جو اشخاص پابند وقت ہین وہ نہ صرف یہ ظاہر کرتے ہین کہ اون کو اپنے وقت کا لحاظ ہے بلکہ دوسرون کو بھی اون کے وعدہ پر اعتماد ہوتا ہے اور وہ گویا اونکے اوقات کی بھی نگہداشت کرتا ہے۔

تضیع اوقات

تضیع اوقات دنیا مین سب سے بڑی فضول خرچی ہے۔ کیونکہ اس سے ایسی چیز ضایع ہوتی ہے جس کی پھر تلافی نہین ہو سکتی۔ لوتھر کا قول ہے کہ "انسان کا دل ایک چلتی ہوئی چکّی کے مانند ہے کہ جب تک اوس مین کوئی چیز پڑی رہے تو وہ اوسے پیستی ہے اور اگر کچھ نہ ہو تو اپنے تئین پیس ڈالتی ہے"

اگر انسان تضیع اوقات اور کاہلی اختیار کرے تو وہ خود اپنا شکار ہو جاتا ہے اور اوس کا دل برباد ہو جاتا ہے۔

طالب علمون کا وقت

طالب علم اور کاروباری آدمی کو کاہلی کی عادت سے سخت اجتناب کرنا چاہیئے بلکہ اگر فرصت کا وقت ملے تو اوس کو بجاے ظاہری آرایش کے باطنی آرایش اور اصلاح مین صرف کرنا مناسب ہے سخت سے سخت محنت مین بھی اگر باقاعدہ کام کیا جاے تو فرصت کا وقت ملتا رہتا ہے۔ اور اکثر معمولی کاروبار مین تو بہت فرصت نکل سکتی ہے مگر اوس کو بھی بے سود نہ کھونا چاہیئے۔ فرصت کے وقت کو کام مین لانے کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اوسے سیلف امپرومینٹ مین صرف کرین۔ جو وقت کہ روزانہ فضول گپ شپ یا سستی مین بسر ہوتا ہے اگر مطالعہ مین صرف کیا جاے تو تھوڑے دنون مین کسی خاص سائنس کی عمدہ لیاقت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور دراصل تعلیم وہی ہے جو بلا معلم حاصل ہوتی ہے مدارس مین کورس کی تعلیم صرف ابتدائی ہوتی ہے اور اس سے زیادہ فائدہ نہین پہونچاتی کہ سیلف ایجوکیشن کا مادہ پیدا کر دے مہذب اور وحشی آدمیون مین صرف اتنا ہی فرق ہے کہ وہ اپنے وقت سے فائدہ اُٹھاتے ہین اور روز بروز اعلیٰ حالت اختیار کرتے جاتے ہین۔ اور یہ ہزارون برس سے جیسے تھے ویسے ہی ہین۔ عقلمند آدمی کے لئے۔ وقت دولت۔ عزت۔ ثروت۔ قوت مسرت سب کچھ ہے اور جو لوگ اوقات ضایع کرتے ہین ضرور ایک نہ ایک دن اپنے کئے پر پچتائینگے اور اوس وقت قدر معلوم ہو گی۔

کام کرنے کا سب سے عمدہ اصول یہ ہے کہ جو کام آج ہو سکے وہ کل پر نہ چھوڑا جاے ورنہ جو دقتین کہ آج پیش آرہی ہین۔ توقف کرنے سے اور زیادہ ہونگی۔ مستعد آدمی آج کا کام آج انجام دیتے ہین اور کل کے لئے کامون کے واسطے تیار ہو بیٹھتے ہین۔ تاکہ حیات مستعار کی چندروزہ مدت مین وہ اپنے کسی فرض کے ادا کرنے مین قاصر نہ رہین اور زندگی کا پورا پورا لطف اُٹھا سکین۔

ساقی ہے اک تبسم گل فرصت بہار ظالم بھرے ہے جام تو جلدی سے بھر کہیں

باب ہفتم
نفس غضبی کی تہذیب

ا- حلم [۱]

لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ [۲]

حلم مشکل ہے

حلم کہنے کو تو چھوٹا سا لفظ ہے لیکن جیسا کہنے مین آسان ہے ویسا ہی عمل کرنے مین مشکل ہے کیونکہ جس وقت حلم کی ضرورت درپیش ہوتی ہے اوس وقت انسان کی عقل غصہ کے مارے قابو مین نہین ہوتی اور جب عقل ہی درست نہ ہوگی تو انسان کسی امر کے نفع یا نقصان کو کیا سوچے گا اور جب آتش غضب سے دل و دماغ ہی ٹھکانے نہ ہون تو حلم کی طرف راہ نمائی کون کرے؟ دنیا مین کوئی کام اتنا مشکل نہین ہے جیسا کہ اپنے تئین روکنا - بدلگام گھوڑے کو لیجانا - مست ہاتھی کو قابو مین کرنا - بلکہ ملک کے فتنہ وفساد کو فرو کرنا آسان ہے لیکن غصہ کی آگ کو فرو کرنا اور اشتعال طبع کے وقت غصہ پی جانا بہت زیادہ مشکل ہے لیکن حصول سعادت کا شوق اور ریاضت ایسی چیز ہے کہ وہ اس دیو کو بھی قابو مین کرلیتی ہے - اور جو شخص غصہ جیسی سرکش اور نافرمان بھوت کو قابو مین کرے وہ سب سے زیادہ بہادر سب سے زیادہ شجاع ہے اور جس شخص کی عقل ایسے موقعہ پر بجا رہے وہ سب سے زیادہ عقیل ہے۔

قوت غضبی کی خاصیت

انسان کو جو قوا، قدرتاً عطا ہوئے ہین اون مین ایک قوت غضبی ہے اور جب انسان کو کسی نفع کے حاصل کرنے سے روکا جائے یا کوئی نقصان یا مضرت اوسکو

---

[۱] احیاء العلوم جلد ۳ باب ۵ [۲] کسی کو پچھاڑ دینا پہلوانی نہین ہے پہلوانی وہی ہے جو غصہ کے وقت اپنے قابو مین رہے ۱۲

پہونچتی ہو تو نفع مطلوبہ حاصل کرنے یا اوس مضرت و نقصان کو دور کرنے کے لئے
یہ قوت جوش مین آتی ہے۔ اس کا جوش کوہ آتش فشان کا سا جوش ہوتا
ہے کہ دہکتے انگارے نکلتے ہین اور جہان جہان تک اون کا اثر پہونچتا ہے
جلاکر خاک سیاہ کر دیتے ہین۔ قوت غضبی کی خاصیت یہ ہے کہ نقصان پہونچنے
سے پہلے اسباب نقصان یا مضرت کو دفع کرنا چاہتی ہے مثلاً اگر کوئی سانپ
دکھائی دے تو اوس کے کاٹنے سے پہلے انسان اوس کو مار ڈالتا ہے۔ اور
اگر کوئی نقصان یا مضرت پہونچ جائے تو انتقام لینے سے دل مین ٹھنڈک
پڑتی ہے۔ اور اکثر اوقات انتقام لینے کی خواہش اس قدر زیادہ ہوتی ہے کہ
انسان اس کے پیچھے اپنے دوسرے دینی و دنیوی نقصان کر بیٹھتا ہے۔

قوت غضبی کی ضرورت

اگر قوت غضبی مفقود ہو جائے تو انسان اور اوس کی ترقی دنیا مین سے
بہت کچھ مٹ جائے دوسرے حیوانات اوسے کھا جائین۔ طبیعت مین اُمنگ
خواہش۔ اور جوش نہ رہے اور انسان ایسا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے کہ تمدن و تہذیب
کے آثار مٹ جائین اس لئے عقلمند آدمی غضب کو بالکل مٹانا نہین چاہتے
بلکہ اوس کو حد اعتدال پر رکھنا چاہتے ہین اور اس فضیلت کا نام "حلم" ہے

بے غیرتی

غضب جب حد اعتدال سے کم ہو تو انسان بے غیرت ہو جاتا ہے اوسکو
ننگ و ناموس تک کا پاس نہین رہتا۔ وہ اپنی حالت کو سنوارنا اور اپنے درجہ کو
ترقی دینا نہین چاہتا بلکہ دنائت پر راضی و قانع ہو جاتا ہے۔ اور ایسے شخص کو
بے غیرت یا بے حمیت کہتے ہین۔ اور یہ صفت دنیا مین بہت مذموم ہے اسکی
انتہا یہ ہے کہ انسان کمینہ لوگون سے ذلت اٹھاتا ہے اور ہمیشہ خوار اور رسوا
رہتا ہے نہ اوس کو اپنے حسب و نسب کا خیال ہوتا ہے نہ اپنے گھر کی عورتون
کی بے غیرتی کی پرواہ ہوتی ہے۔ کوئی بُری بات اوسے ناگوار نہین معلوم ہوتی
اور وہ دیکھتا اور سکوت کر جاتا ہے۔ یہ تمام علامتین ضعف غضب کی ہین اور
حلم مین داخل نہین اگر یہ حالت ہو تو انسان کو اپنے نفس کا علاج کرنا چاہئے

اور غیرت وحمیت کو قوت دینی لازم ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین کہ "جس شخص کو غصہ کی بات پر غصہ نہ آوے وہ گدھا ہے اور جو منانے سے نہ منے وہ شیطان ہے"۔

شدت غضب کے اسباب

اسی طرح غضب حد اعتدال سے زیادہ ہونا خرابی۔ رسوائی۔ بربادی۔ پشیمانی کا باعث ہوتا ہے۔ اور انسان اکثر شدت غضب مین مبتلا ہو جاتا ہے۔ انسان مین شدت غضب کی خاصیت کئی سبب سے ہوتی ہے:۔

۱۔ انسان فطرتاً مغلوب الغضب اور زود رنج۔ سریع الانتقام ہو جیسے کہ بارود کہ ذرا آگ دکھائی اور بھک سے اُڑی۔

۲۔ ایسے لوگون کی صحبت کا اثر جو نازک مزاجی پر فخر کرتے ہون اور بات بات پر غصہ کرنے کو شجاعت وجوانمردی جانتے ہون۔ اس بری صحبت کے اثر سے انسان کے دل مین یہ یقین راسخ ہو جاتا ہے کہ غصہ داخل شجاعت ہے اور وہ اوس پر فخر کرتا ہے بے عقل اور کمزور طبیعت آدمی اس مرض مین زیادہ مبتلا ہوتے ہین مثلاً بچے بہ نسبت بڑے آدمیون کے عورتین بہ نسبت مردون کے جہلا بہ نسبت فضلاء کے جلدی غصہ مین مبتلا ہوتے ہین۔

۳۔ اس کے علاوہ تکبر۔ عجب۔ مزاح۔ ضد۔ فریب۔ حرص۔ حصول مال وجاہ وغیرہ بھی غضب کو ترقی دیتے ہین۔

حالت غضب

جس وقت انسان کو غصہ آتا ہے اوس وقت اوس کی عجب طرح کی حالت بنجاتی ہے۔ رنگ متغیر ہو جاتا ہے۔ ہاتھ پاؤن کانپنے لگتے ہین۔ افعال غیر منتظم اور بے ترتیب صادر ہوتے ہین زبان لڑکھڑا جاتی ہے۔ اور کچھ کا کچھ کہنے لگتا ہے۔ آنکھین سرخ ہو جاتی ہین۔ اور مُنہ مین جھاگ آجاتے ہین۔ ایسے فحش کلام بکنے لگتا ہے کہ اگر غصہ اُترنے کے بعد خود دہرائے تو اُسے شرم آئے بڑون کا ادب اور چھوٹون کا لحاظ نہین رہتا۔ مارپیٹ۔ قتل وغارت شروع کر دیتا ہے اور کسی پر بس نہ چلے تو خود اپنے کپڑے پھاڑنے لگتا ہے۔ اپنے جسم پر دوہتڑ

مارتا ہے اپنا منہ پیٹتا ہے - نادان بچون اور بے زبان جانورون کو مارتا ہے حیوانات کو گالیان دیتا ہے غرض خاصہ مجنون ہو جاتا ہے اور یہ ساری کیفیتین اس سبب سے پیدا ہوتی ہین کہ انسان کو اپنی طبیعت پر قابو نہین - اور وہ غصہ کی آگ مین جل رہا ہے -

قوت غضبی کے لحاظ سے انسان کے طبایع چار قسم کے واقع ہوئے ہین -

قوت غضبی کے لحاظ سے انسان کے طبائع مین اختلاف

۱- بعض تو ایسے ہوتے ہین کہ اون کو دیر مین غصہ آتا ہے اور جلدی اُتر جاتا ہے -

۲- بعضون کو غصہ تو جلدی آتا ہے لیکن پانی کی لہر کی طرح ادھر ظاہر ہوا اُدھر غائب

۳- لیکن بعض ایسے بدطینت ہوتے ہین کہ جلدی غصہ ہوتے ہین اور اون کا دل کسی طرح صاف ہی نہین ہوتا -

ان مین پہلے سب سے بہتر دوم متوسط اور سوم سب سے بُرے ہین -

۴- چوتھی قسم اور ہے وہ ایسے لوگ ہین کہ دیر مین غصہ ہوتے ہین لیکن ٹھنڈے بھی دیر مین ہوتے ہین - ایسے لوگون کے دل مین بہت عرصہ تک کینہ رہتا ہے -

کن حالتون مین غصہ جائز یا ناجائز ہے -

یہ انسان کی خلقت اور طبیعت مین داخل ہے کہ اوسے بعض چیزین مرغوب اور بعض ناپسند ہون - مرغوب اشیار سے انسان کو محبت ہوتی ہے اور اُس کے چھن جانے یا حاصل نہ ہونے سے اوس کو غصہ آتا ہے - انسان کو جن اشیار کے ساتھ محبت ہوتی ہے اوس کی تین قسمین ہین - اوّل تو وہ جو سب کے لئے ضروری ہون مثلاً غذا - لباس - مکان وغیرہ - دوم وہ جو کسی کے لئے بھی ضروری نہون مثلاً انسان کی واقعی ضرورت سے زیادہ سامان - جاہ وجلال - خدم وحشم - سوم وہ اشیار جو بعض کے لئے ضروری اور بعض کے لئے غیر ضروری ہون مثلاً کتاب عالم کے لئے ضروری اور جاہل آدمی کے نزدیک بیکار ہے - ایک پیشہ ور کے آلات دوسرے کے لئے بیکار اور غیر ضروری ہین - ان اشیار مین سے پہلی قسم کی چیزون کے فقدان یا عدم تیسّر پر اگر انسان کی حق تلفی ہوئی ہو تو غصہ آنا بجا ہے - لیکن اگر حق تلفی نہین ہے تو خواہ کتنا ہی محتاج ہو غصہ آنے کی کوئی وجہ

نہین۔ دوسری قسم کی اشیاء کے فقدان پر اگر حرص دامنگیر نہ ہو تو انسان کو غصہ نہ آئیگا۔ کیونکہ بیکار یا زائد از ضرورت چیز کا رہنا یا جانا دونون برابر ہین۔ لیکن تمدن اور معاشرت کے اصول کے مطابق جو اشیاء کہ انسان نے جائز وسائل سے حاصل کی ہین اگرچہ بہ افراط ہون اوس کی ملک ہین۔ وہ مستحق ہے کہ اون سے تمتع حاصل کرے اور اون کو قبضہ مین رکھے۔ اسی طرح تیسری قسم کی اشیا جس شخص کی جائز ملک ہین اگر اوس کے پاس سے کوئی لینا یا غصب کرنا چاہے تو قوت غضبی کا ہیجان بجا ہے۔ لیکن اگر وہ اشیا کسی ایسے شخص کی جائز ملک ہون جو اون سے فائدہ نہین اُٹھا سکتا تو اوس شخص کو جو اون سے فائدہ اُٹھانا جانتا ہے خفا ہونے اور چھین لینے کا کوئی حق نہین ہے۔

جن حالتون مین قوت غضبی کا ہیجان جائز ہے۔ اون مین بھی غضب کو عقل کا مطیع رکھنا چاہیے۔ اور غصہ مین اس قدر جوش نہ آئے کہ وہ حد سے بڑھ جاے اور اگر کبھی ایسا ہو کہ غصہ حد اعتدال سے تجاوز کرنے لگے تو انسان مین اتنی طاقت ہو کہ اوس کو روک سکے اور اس مین انسان کو مشقت یا تکلیف نہ معلوم ہو۔ اس کیفیت کو "حلم" کہتے ہین۔ یہ عادت ابتدا مین ریاضت اور مشق سے حاصل ہوتی ہے اور انسان کو اوّل اوّل غصہ پینے کے لئے خون کے سے گھونٹ پینے پڑتے ہین۔ لیکن جب عادت پڑ جاتی ہے تو حلم کا ملکہ راسخ ہو جاتا ہے۔ اور قوت غضبی مطیع اور فرمان بردار بنجاتی ہے۔

حسد

قوت غضبی کا جوش ایک تو ایسے موقعون پر ہوتا ہے جن کا قوی یا ضعیف کوئی سبب ہو لیکن اس کی مثل ایک اور آگ بھی ہے جو بے سبب سُلگتی ہے اس کا نام "حسد" ہے۔ حسد یہ ہے کہ انسان کسی دوسرے شخص کے پاس کوئی نعمت دیکھکر جلے اور یہ چاہے کہ وہ نعمت اس کے پاس سے جاتی رہے خواہ اس سے حاسد کو کچھ بھی نفع نہ ہو۔ یہ آگ محسود کو نہین بلکہ حاسد کو جلاتی ہے کما تاکل النار الحطب[1]۔ حسد کے کئی سبب ہین۔ ا۔ دوسرے سے عداوت

[1] جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے ۱۲

۲- دوسرے کی عزت ناگوار ہونا - ۳- دوسرے کی حقارت - ۴- تعجب -
۵- فقدان مقصد کا خوف - ۶- محبت جاہ و مرتبت - ۷- خباثتِ نفس -
حاسد اپنی بڑائی اس طرح نہین چاہتا ہے کہ خود اوس کی حالت ترقی کرے بلکہ اس طرح چاہتا ہے کہ محسود کی حالت گھٹ جاوے اور اس سبب سے محسود سے عداوت رکھتا ہے - حاسد کے کینہ کا سبب یہ ہوتا ہے کہ دوسرے شخص کو کیون کوئی نعمت حاصل ہوئی - اس لئے وہ بے سبب محسود کی تخریب کے پیچھے پڑجاتا ہے - اگر خود کوئی نقصان نہین پہونچا سکتا تو آفات ناگہانی اور تغیرات روزگار کا منتظر اور خواستگار رہتا ہے -

تنگ دل اور تنگ ظرف اشخاص مین یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ دوسرون کی کامیابی دیکھکر جلتے ہین اور اگر کسی شخص کو اپنے مفید اور بڑے ارادے مین ناکامی ہو تو اس سے اون کو ایک خوشی اور راحت کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے - اون کے دل مین حسد کی آگ ایسی مشتعل ہوتی ہے کہ وہ دوسرون کی الوالعزمی یا نیک ارادون پر ہنستے اور کوششون کا مضحکہ اُڑاتے ہین - یہ لوگ ایسا خیال کرتے ہین گویا اگر کسی کو اپنے ارادہ مین کامیابی ہو تو خود ان کا نقصان ہوگا - اور کسی کی تعریف سنکر تو ان کے تینگے لگ جاتے ہین خصوصًا جس صورت مین وہ ان کا حریف بھی ہو تو اشتعال طبع کا کیا پوچھنا ہے - شاید کسی شخص کے واقعی عیوب ان کی نظر مین قابل معافی ہون مگر یہ گناہ کہ وہ ان سے بہتر کام کرتا ہے قابل معافی نہین ہے - ان لوگون کو نکتہ چینی کرنے مین بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے خصوصًا بڑے آدمیون کی عیب جوئی کرنا تو فخر سمجھتے ہین اور بیجا ہے اون کی اچھی مثالون سے فائدہ اُٹھانے کے اون کے ہنرون پر خاک ڈالنا چاہتے ہین -

جن اشخاص کے اغراض مشترک ہون اُن مین زیادہ حسد ہوتا ہے مثلاً دو سوکنون مین - چچازاد بھائیون مین - ایک ہی شے کے سوداگرون مین جو

ایک ہی جگہ تجارت کرتے ہون - ایک ہی پیشہ کرنے والون مین - لیکن کسی کی عمدہ حالت اور نعمت پر حسد کرنا بیوقوفی ہے کیونکہ اوس سے حاسد کو تو رنج پہنچتا ہے اور محسود کا کچھ بھی نہین بگڑتا - محسود کی نعمتین جس قدر زیادہ ہوتی جاتی ہین اوسی قدر حاسد کا رنج و تعب بڑھتا جاتا ہے - کوئی شخص اپنے تئین بے فائدہ تکلیف مین ڈالنا نہین چاہتا - لیکن حاسد بے فائدہ جلتا اور رنج کرتا ہے - محسود کو اگر یہ علم ہو کہ فلان شخص مجھ سے حسد رکھتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے کہ خدا نے مجھے ایسی نعمت دی کہ دوسرے جلتے ہین - تو پھر خود رنج کرکے دوسرے کو خوشی دینا کہان کی عقلمندی ہے - انسان اپنے دشمن کے لئے رنج و مصیبت چاہتا ہے لیکن حاسد خود رنج مین پڑتا اور دوسرے کو خوشی بخشتا ہے - محسود کا نہ دنیا مین کوئی نقصان ہے نہ آخرت مین اوس کو گناہ بلکہ وہ دونون جگہ اچھا ہے - حسد سے بچنے کی تدبیر یہ ہے کہ انسان اپنی حالت پر غور کرے اور اوس کو ترقی دینے کی کوشش کرے دنیا مین کوئی ادنی درجہ کا شخص اس طرح عزت نہین حاصل کرسکتا کہ دوسرے بھی ویسے ہی کم درجہ ہوجائین - اور کوئی بڑا آدمی نہ رہے بلکہ وہ اپنی محنت اور اپنی کوشش سے اتنی ترقی کرسکتا ہے کہ دوسرون کے برابر ہوجاے بلکہ اون سے بھی بڑھ جاے البتہ کسی نعمت کے حصول کی خود بھی کوشش کرنا اور دوسرون کا سا رتبہ - عزت - علم - دولت وغیرہ حاصل کرنے کی خواہش کرنا بری بات نہین ہے بلکہ مستحسن صفت ہے کہ طبیعت مین ترقی کی تحریک پیدا کرتی ہے - اسی کا نام "غبطہ یا منافست" ہے -

برداشت قدرتی مصائب سے زیادہ لوگون کی دلخراش مدارات یا توہین یا غلطی کا سہارنا اور انتقام نہ لینا کام رکھتا ہے اور چونکہ اس مین طبیعت پر زیادہ جبر کرنا پڑتا ہے لہذا زیادہ مستحسن اور بہادری کا فعل ہے - دنیا مین ایسا کونسا بشر ہوگا جو غلطی نہ کرتا ہو یا کم و بیش کوئی نقص نہ رکھتا ہو - پھر وہ کس منہ سے

دوسرون سے انتقام لے جب خود بھی اوسی سزا کا مستوجب ہو یا ہو سکتا ہو
پس جو لوگ کینہ پروری کرتے ہین یا انتقام کے بہت خواہان ہین وہ جس قدر
اپنے دشمن کو نقصان پہونچاتے ہین اوسی قدر غضب کی آگ اون کو بھی جلاتی
ہے اور جو لوگ اپنی فراخ حوصلگی یا کشادہ دلی سے پروا نہین کرتے اور عفو کر دیتے
ہین وہ دشمنون کو دوست بنا لیتے ہین۔ اور اون کے محاسن اخلاق کا ایسا نقش
دشمنون کے دل پر جمتا ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی غلطی پر پچتاتے ہین۔

نیست جا در سینہ ہائے صاف رنگ کینہ را　　گرد از آتش تہی سنگے کہ مینا مے شود

جو لوگ دوسرون کو معاف نہین کرتے وہ اوس ہی پل کو توڑتے ہین جس پر سے
اون کو خود بھی گزرنا ہے۔ کیونکہ عفو جرائم کی ضرورت سب ہی کو ہوتی ہے۔ انسان
اپنے گریبان مین مُنہ ڈالے اور حقیقت شناس اور انصاف پسند آنکھ سے دیکھے
بات یہ ہے کہ انسان بعض اوقات ذرا سی بات پر بہت ہی برافروختہ ہو جاتا ہے
اور شکایت کے دفتر کے دفتر دل مین بھر لیتا ہے۔ لیکن اگر ذرا انصاف سے اصلیت
پر نظر کی جاے یا اوس وقت شکایت کو ٹالکر دوسرے دن اوسی بات کو دیکھو تو
اپنا ہی دل بول اُٹھتا ہے کہ یہ معاملہ خفیف اور قابل درگزر ہے۔ کبھی ایسا بھی
اتفاق ہوتا ہے کہ فی الحقیقت کوئی ناسزا امر کسی شخص سے سرزد ہوا۔ تو بجاے توہین
کرنے کے یہ کیا برا ہے کہ اوس کا ذکر بھی نہ کیا جاے۔ بدگو اور بدباطن اشخاص
اور لوگون پر بہت نکتہ چینی کرتے ہین اور مضحکہ اوڑاتے ہین بہت ساتھ دیتے
ہین مگر یہ یاد رہے کہ کل اپنی باری آنے والی ہے اور پھر مَنْ ضَحِكَ ضُحِكَ
بہتر طریقہ یہ ہے کہ غصہ اور طیش کے وقت ذرا تحمل سے کام لین اور انتقام
کو دوسرے وقت پر منحصر رکھین لَيْسَ[۱] مِنْ عَادَاتِ الْكِرَامِ سُرْعَةُ الْاِنْتِقَامِ
کیونکہ جب غصہ فرو ہو جاتا ہے تو اپنی غلط فہمی خود سوجھنے لگتی ہے۔ اسی طرح
تحریر یا تقریر مین دل شکن الفاظ اور سخت کلامی سے پرہیز کرنا چاہیے۔ مبادا پھر

[۱] بزرگ اس بات کے خوگر نہین کہ بدلا لینے مین جلدی کرین ۱۲

پھر پچتانا پڑے تو وہ الفاظ واپس نہین آسکتے۔ تلوار کے زخم بھر جاتے ہین پر زبان کا زخم نہین بھرتا۔ انسانیت یہ ہے کہ دشمنون سے دوستانہ سلوک کیا جاے۔ غصیل اور کینہ پرور کو سنجیدگی سے۔ بخیل کو فیاضی سے جھوٹے کو صداقت سے تسخیر کرو۔ اور یہی حقیقی فتح ہے۔[۱] مَنْ قَابَلَ السَّیِّئَۃَ مِنْ عَدُوِّہٖ بِالْحَسَنَۃِ فَقَدْ اِنْتَقَمْ

صبر — مصیبت۔ تکلیف۔ توہین۔ ظلم۔ غرض ہر ناخوش گوار امر پر طبیعت پر قابو رکھنا اور اس رنج یا آزار کو بغیر اظہار شکایت۔ یا نارضامندی بغیر عوض و انتقام برداشت کرنا صبر ہے۔ ہر شخص کو اپنی مدت حیات مین کچھ نہ کچھ مشکلین پیش آتی ہین یا زمانہ تھوڑا بہت تلخکامی کا مزا چکھاتا ہے۔ نہین بلکہ قدرت امتحان مین ڈالتی ہے۔ لیکن جوالمرد مصائب مین صبر و استقلال سے کام لیتے ہین۔ اور جب صبر و استقلال کا دامن مضبوط پکڑ لیا جاتا ہے تو وہ تکالیف کم اور آسان ہو جاتی ہین۔

سختی دوران لفیض ترم روئی میکشم   سنگہا بارانی آب ست مینا ے مرا

ایسے موقعون پر اگر بے صبری کی جاے اور زود رنجی اختیار کرین تو مصائب زیادہ خوفناک اور جان وبال معلوم ہونے لگتی ہے۔ صبر کرنا سخت محنت کرنے سے زیادہ مشکل ہے کیونکہ یہ جان پر ضبط کرنا ہے بلکہ جان کو برباد کرنا ہے جو وقت یا روپیہ یا محنت کے برباد کرنے سے زیادہ مشکل ہے۔

۲۔ انکسار

خود بینی — اکثر ناتربیت یافتہ اور ناشائستہ اشخاص خود پسندی اور خود بینی مین گرفتار ہو جاتے ہین۔ کیونکہ اون کی نظر مین اپنی خوبیان بہت جچتی ہین اور بعض اوقات تو وہ اپنے مین ایسے اوصاف تصور کر لیتے ہین جن سے کوسون دور ہون اور پھر خوبی یہ ہے کہ خواہ مخواہ سر افتخار بلند کرتے ہین اور اور لوگون پر اپنی بڑائی

[۱] جس کسی نے اپنے دشمن کی برائی کا بدلا بھلائی سے کیا تو بے شک بدلا لے لیا ۱۲

جتاتے ہین اکثر نوجوان آدمی جن کو زمانہ کی فضیلت سے آگہی نہین ہوتی کچھ تھوڑی شُد بُد حاصل کر کے بہت غرور کرنے لگتے ہین اور چلو بھر پانی مین گز بھر اُچھل کر چلتے ہین - مگر یہ غرور نہ صرت مورد طعن بناتا ہے بلکہ اکثر ترقی مین بھی سدراہ ہوجاتا ہے - کسی عقلمند آدمی کا قول ہے کہ اپنے تئین سب سے بعد خیال کرو مگر خود بین شخص کی نظر اوّل اپنے ہی پر پڑتی ہے اور وہ بھی ایسے اوصاف پر جو درحقیقت اوس مین نہ ہون - انکسار تمام خوبیون کے حق مین وہ تاثیر رکھتا ہے جو پانی اشجار کے حق مین - انکسار نخوت کے خیال کو فوراً طبیعت مین سے نکال ڈالتا ہے - جن لوگون کو خداوند عالم نے تمیز اور قابلیت دی ہے وہ کبھی سر غرور بلند نہین کرتے - صداقت کے طالب ہمیشہ آگے کی طرف دیکھتے ہین یعنی جو اون کو حاصل کرنا ہے اوس کی فکر کرتے ہین وہ مڑکر نہین دیکھتے کہ حاصل شدہ پر پھولین -

عالم اپنی جہالت کو جانتا ہے

علم کا سمندر بے پایان اور لاانتہا ہے کون اوس کی حد تک پہونچ سکتا ہے پھر اوس مین سے ایک قطرہ پیکر سمندر کو خالی کردینے کا دعویٰ کرنا جہالت ہے - سچ یہ ہے کہ جس قدر زیادہ علم حاصل ہو اوسی قدر اپنی لاعلمی اور ہیچمدانی معلوم ہوتی ہے - جو لوگ ایسے عہدون کا یا ایسے کمالون کا دعویٰ کرتے ہین جن سے وہ بے نصیب ہین - تو اون کی کس قدر ہنسی اُڑتی ہوگی جب یہ قلعی کھُل جاے کہ وہ صرف جھوٹ اور باتین ہی باتین تھین - اس سے جہالت کا اعتراف بہت بہتر ہے کیونکہ اورون کی نظرون مین حقارت نہین ہوتی - اور ہمت اس کمی کے پورا کرنے پر مائل رہتی ہے

جب کوئی شخص اپنی زیادہ تعریف کرتا ہے یا اپنا زیادہ ذکر کرتا ہے اور یہ جتاتا ہے کہ اپنے خیال مین اوس نے اپنا رتبہ سب سے اعلیٰ سمجھ رکھا ہے تو ضرور اوس کا مضحکہ اُڑتا ہے - مناسب تو یہ ہے کہ اگر اور لوگ تعریف بھی کرین یا کسی خوبی کی قدرافزائی فرمائین تو شیخی کا اظہار نہ کیا جائے بلکہ اون کی تعریفون پر انکسار کا اظہار کرنا چاہئے - عمدہ عمدہ خصلتین انکسار ہی سے طبیعت مین پیدا ہوتی ہین اور انکسار ہی کی وجہ سے طبیعت مین قائم رہ سکتی ہین - ورنہ غرور وہ آگ ہے کہ

تمام حسن و خوبی پر پانی پھیر دیتا ہے۔ جن لوگون کے پاس علم کا تھوڑا سا ذخیرہ ہے یا متاع ہنر کم ہے وہ اکثر خود بین اور نمایش پسند ہوتے ہین۔ لیکن علم و ہنر کے جوہری جن کے دل و دماغ فراست و دانش کے آبدار جواہرات سے آراستہ ہین جانتے ہین کہ علم کے بے پایان سمندر مین حقیقت کے بے انتہا آبدار موتی ہین جو ہاتھ نہین لگے اور جو کچھ ہمارے پاس ہے یہ نسبتاً بہت کم ہے جو فخر و مباہات کے قابل تو کیا ذکر کرنے کے لایق بھی نہین۔ اس طرح جون جون اون کا علم بڑھتا جاتا ہے وہ اوس کی کمی کی حقیقت سے واقف ہوتے جاتے ہین۔ اس لئے جب نوجوان طالب علم اکتساب علم یا ہنر پر متوجہ ہون تو اون کو اس طرف بھی نہایت توجہ کرنی چاہیے کہ اون کے دل مین غرور نہ پیدا ہو ورنہ وہ شاہراہ ترقی مین رجعت قہقری کرین گے۔

۳۔ اطاعت

اطاعت کے معنی

سب سے زیادہ ضروری سبق جو طفولیت مین حاصل کرنا چاہیے "اطاعت" ہے اور اس کے یہ معنی ہین کہ جب ہم سے زیادہ لایق اور قابل راے ہم کو راستہ بتائے تو ہم اپنی راے کو چھوڑ دین۔ اور اوس کی پیروی کرین۔ اطاعت کا یادہ سوسائٹی مین متحدہ طور پر کام کرنے کی بنیاد ہے۔

قوانین کی اطاعت

عموماً جو قواعد مقرر کیے جاتے ہین وہ عوام کی بھلائی اور بہبودی کے لئے ہوتے ہین اور اگرچہ کسی خاص شخص کی شرکت قواعد اور قانون بنانے مین نہ ہو الا مدنی حالت مین امن جب ہی رہیگا جب ہر شخص اپنے فرمان روا اپنے حاکم اپنے بڑے کا کہا مانے آزادی صرف اس قدر جائز ہے جہان تک کسی شخص کی ذاتیات سے تعلق ہے لیکن اگر تمدن مین آرام مطلوب ہے اور سوسائٹی مین سکون اور باقاعدگی درکار ہے تو کوئی شخص اون بندشون سے آزاد نہین ہوسکتا جو اوس کو اتحاد اور وحدانیت کے رشتہ مین جکڑتی ہین۔ اور جو شخص سوسائٹی مین زیادہ ممتاز ہے وہی زیادہ پابند اور مطیع ہے کیونکہ وفادارانہ اطاعت اوس کے لئے نہ صرف فرض ہے

بلکہ اوس کی محافظ بھی ہے حکومت کرنے کو دل تو سب کا چاہتا ہے مگر جو لوگ اطاعت کے خوگر نہین ہوتے وہ عمدہ حاکم بھی نہین بنتے۔ اور جو ٹھیک ٹھیک اطاعت کرنا جانتے ہین وہ ٹھیک ٹھیک حکومت بھی کر سکتے ہین۔ کیونکہ غیر مطیع شخص یہ نہین جانتا کہ حکومت کی حد کیا ہے۔

بزرگون کی اطاعت

اطاعت مین سب سے اوّل حق والدین اور قریبی رشتہ دارون کا ہے اور اسی سبب سے گھر اطاعت سکھانے کا پہلا مدرسہ ہے۔ والدین خواہ بلحاظ مرتبت اور خواہ بلحاظ عمر و تجربہ اولاد پر بزرگی رکھتے ہین لہذا اولاد کو اون کی اطاعت لازم ہے اور والدین کا فرض ہے کہ صرف اون کو پرورش ہی نہ کرین بلکہ ملکۂ اطاعت اولاد مین پیدا کرین۔ تاکہ وہ آیندہ سوسائٹی کے بکار آمد ممبر اور ملک و قوم کے لئے بہترین نعمت ہون۔ اگر اولاد اپنی بزرگون کا کہا نہ مانے یا اون کی شکرگزار نہ ہو اگر یہ نہ جانے کہ والدین کی اطاعت ہماری سعادت اور بہبودی کا باعث ہے تو اوس گھر مین خوشی اور امن و آسایش کی امید نہ رکھنی چاہئے۔ نہ اون لوگون سے آیندہ زندگی مین سوسائٹی کا عمدہ اور امن جو ممبر ہونے کی توقع ہو سکتی ہے جو شخص محبت اقربا کے نرم رشتون کا پابند نہ ہو اور اون کی موافقت نہ کرے تو حقوق تمدن کی سخت پابندیان کب برداشت کر سکیگا۔ نہ وہ اچھا کارکن ہوگا نہ اچھا کارفرما۔ گھر کے بعد مدرسہ ادب اور اطاعت آموز ہوتا ہے۔ معلم وہ بزرگ ہین کہ والدین نے اولاد کو اپنی تعلیم و تربیت سے نکال کر اُن پر بھروسہ کیا ہے پس معلمون کا فرض اطاعت سکھانا اور شاگردون کا کام اطاعت کرنا ہے۔ کیونکہ اوستاد جو کچھ کرتے ہین اور جو کچھ کہتے ہین وہ صرف طلبا کی بہبودی اور بھلائی کے مقصد سے ہوتا ہے اور بغیر تربیت اور تنبیہ کے کوئی عمدہ عادت نہین پیدا ہوتی

اطاعت سوسائٹی کے امن کے لئے ضروری ہے

آج کل آزادی کا بہت چرچا ہے اور اسمین شک نہین کہ انسان کے لئے آزادی بہت عمدہ چیز ہے لیکن جب ہی تک عمدہ ہے کہ آزادی کی حد تک رہے۔ یعنی یہ کہ ہر انسان کو اپنے ایسے ذاتی کامون مین جس کا اثر دوسرون پر نہ پڑتا ہو

اختیار حاصل ہے کہ جو چاہے سو کرے۔ لیکن سوسائٹی مین رہکر وہ اون قواعد اور بندشون سے آزاد نہین ہوسکتا جو تمام لوگون کے امن و آسایش قائم رکھنے کے لئے مقرر و مسلّم ہین۔

باب ہشتم

نفس شہوانی کی تہذیب

۱۔ عفّت

انسان مین خواہشات شہوانی کی ضرورت

نفس شہوانی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان مین مآکل و مشارب اور مناکح کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور وہ اُن لذائذ کو ڈھونڈھتا ہے جو ان اشیاء سے حاصل ہون یہ قوت انسان مین بقاء ذات اور بقاء نوع کا سبب ہے قدرت جو خواہش انسان مین پیدا کرتی ہے اوس کے واسطے وافر سامان مہیا فرما دیتی ہے انسان کی اس خواہش کے پورا کرنے کے لئے بھی اوس نے بہت کثرت سے سامان اور لطیف اشیاء پیدا کی ہین جن سے وہ حظ اوٹھا سکتا ہے۔ خود انسان مین بھی یہ قوت ہے کہ قدرتی اشیاء مین تصرف کرتا ہے اور اون کو اپنے طور پر ترکیب دیکر طرح طرح کے مزیدار کھانے پکاتا ہے۔ شربت بناتا ہے۔ آرایش و تزئین کے سامان مہیا کرتا ہے تاکہ لذت مین زیادہ افراط اور حظ مین زیادتی ہو۔

افراط و تفریط

انسان کا قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کے پیچھے پڑتا ہے اوس مین افراط و تفریط کا خیال نہین رکھتا اور جب اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے تو اوس فعل کی حکمت مفقود ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی وہ فائدے بھی جاتے رہتے ہین جو قدرتی قوت کو اعتدال سے کام مین لانے مین متصور تھے۔ وہ جب نفس شہوانی کے تقاضون کو پورا کرنے بیٹھتا ہے تو درجۂ اعتدال سے گزر کر شہوت پرست ہو جاتا ہے اور کسی جائز و ناجائز حظ کو حاصل کرنے مین باک نہین کرتا۔ اس لئے یہ ضرورت پڑتی ہے کہ انسان کو روکا جائے اور

اوس کو اعتدال پر قائم رکھا جائے۔ قوت شہوانی مین اعتدال رکھنے سے عفت حاصل
ہوتی ہے۔ یعنی کھانے پینے اور نکاح کے معاملات مین اعتدال رہتا ہے۔ عفت کے
یہ معنی نہین ہین کہ انسان نعمائے جائزہ کا ایسا تارک ہو کہ گھاس پات کے سوائے کچھ
نہ کھائے۔ عمر بھر نکاح نہ کرے۔ بھوکون مرجائے۔ پیاسا ہو تو پانی نہ پئے۔ نیند آئے
تو آرام نہ کرے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہو تو وہ قانون حکمت سے ناواقف ہوگا
اور احکام شریعت کے خلاف کرنے والا ہوگا ؁ لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ شریعت
مین کوئی حکم ایسا نہین ہے جو انسان کو جائز تمتعات سے روکتا ہو بلکہ افراط اور تفریط
سے روکتا اور خلاف قاعدہ اور خلاف قانون استعمال کرنے سے منع کرتا ہے مثلاً
شریعت مین یہ حکم نہین ہے کہ کھانا نہ کھاؤ۔ پانی نہ پیو۔ نکاح نہ کرو۔ بلکہ یہ حکم ہے
کہ ان تمام امور کو اعتدال سے بجالاؤ۔ ؁ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا
طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ
وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ
مُؤْمِنُونَ۔ مزے مزے کے کھانے کھاؤ مگر دوسرون کا مال نہ تکو۔ عمدہ عمدہ شربت
پیو مگر شراب سے پرہیز کرو تاکہ عقل و ہوش گم نہ ہوجائین۔ نکاح کرو اور وہ بھی ایسی
عورتون سے جو تم کو پسند ہون مگر پرائی بی بیان مت تاکو۔ بغیر نکاح اور بطور آشنائی
کے کسی عورت کو اپنے پاس مت رکھو اون کے حقوق کا بھی خیال رکھو تاکہ اون کی
اتنی کثرت نہ ہوجائے کہ دوسری طرف متوجہ ہونے کی فرصت ہی نہ ملے۔ اور دنیا کے
کاروبار سے جاتے رہو۔ ؁ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا
وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ۔ جو شخص ان اعتدال
انعامات خداوندی کا لطف نہین اوٹھاتا وہ کفران نعمت کرتا ہے۔ کسی قوت کو اپنے مین سے

؁ اسلام مین رہبانیت نہین ہے ؁ اے مسلمانو جو اچھی چیزین خدا نے تمھارے لئے حلال کردین
انھین حرام مت کرو اور حد سے تجاوز نہ کرو بیشک خدا حد سے تجاوز کرنے والون کو پسند نہین کرتا اور جو حلال
طیب تم کو دیا اوسے کھاؤ اور خدا سے ڈرتے رہو جسے تم مانتے ہو۔ ؁ اے لوگو زمین مین جو چیزین حلال
طیب ہین اُنھین کھاؤ اور شیطان کی پیروی مت کرو وہ تمھارا کھلا دشمن ہے ۱۲

کھو دینا فضیلت نہین بلکہ اوس کو اعتدال پر رکھنا فضیلت ہے۔ اگر کسی شخص کی ران کے نیچے ایک چست و چالاک لیکن شریر گھوڑا ہو تو کیا وہ اوس کو اس طرح سدہائیگا کہ اوس کی چستی و چالاکی جاتی رہے اور وہ ایک گدھے کے مانند ہو جائے یا اس طرح تعلیم دیگا کہ اوس کی سرکشی جاتی رہے لیکن تیزروی چالاکی خوبصورتی مین فرق نہ آئے بلکہ یہ اوصاف اور بڑھ جائین۔ اسی طرح نفس کی کسی قوت کو بالکل برباد کر دینا نامردی ہے لیکن اوس کو اعتدال پر رکھنا عین حکمت ہے اور منشاء فطرت کے مطابق عمل کرنا ہے۔

لذائذ دنیا کی مذمت

شرع اور اخلاق کی کتابون مین دنیا اور لذائذ دنیا کی مذمت جہان کہین بیان ہوئی ہے وہان درجۂ افراط سے مراد ہے جو ناجائز ہے۔ چونکہ انسان لذائذ دنیوی کے حاصل کرنے مین بہت ساعی اور کوشان ہے اور ان خواہشات کو روکنا بہت مشکل ہے اس سبب سے اطباء روحانی نے اس کی مذمت مین بہت مبالغہ کیا ہے تاکہ جب انسان اجتناب کی بہت کوشش کریگا تب وہ اس قدر بچ سکیگا جو اعتدال کے قریب ہو۔

مآکل و مشارب مین اعتدال کا خیال رکھنا پرہیزگاری کہلاتا ہے اور امور نکاح مین اعتدال اور قواعد شریعت کی پابندی کرنا عصمت کہلاتا ہے۔

۲۔ پرہیزگاری

مآکل و مشارب

مآکل و مشارب مین اعتدال رکھنا بہت سہل ہے اور عموماً بہت کم ایسے لوگ ہونگے جو اون چیزون کی طرف رغبت کرتے ہون جو شرعاً حرام و ناجائز و طباً مضر صحت ہین۔ باقی جو چیزین شرعاً جائز ہین اون کا استعمال بحد اعتدال کرنا خواہ کیسی ہی لذیذ کیون نہ ہون حکمت کے منافی نہین ہے۔

ممنوعات

جن چیزون کو شرع نے منع فرمایا ہے اون مین یہ حکمت ہے کہ وہ انسان کی کسی روحانی یا جسمانی صحت کو نقصان پہونچاتی ہین مثلاً سور کا گوشت کہ شہوت اور بے حیائی زیادہ کرتا ہے یا شراب عقل مین فتور پیدا کرتی ہے اور صحت کو کھو دیتی ہے

شراب — ممنوعات مین سے شراب ایک ایسی چیز ہے کہ اون گروہون مین بھی جو مہذب اور شائستہ کہلاتے ہین بہت رائج ہے۔ اور لوگ نہ تفریحاً بلکہ رسم و رواج کی پابندی کے سبب احباب کی جلسون یا دعوتون مین پیتے ہین اور نقصان اُٹھاتے ہین۔

الکحل — انسان کی صحت اور اخلاق کا یہ دشمن پانی کی رو کی طرح چڑھا چلا آتا ہے اور اس کی بربادی کے ہاتھون اچھے اچھے گھرانے اور اعلیٰ قابلیتون کے شخص برباد ہوئے جاتے ہین۔ ڈاکٹر ہیسر بیان کرتے ہین کہ "تمام قسم کے منشی شربتون مین الکحل ہی ایسا جزو ہے جو نشہ پیدا کرتا ہے باقی تمام چیزین یا خوشبو پیدا کرتی ہین یا شراب کو خوش ذائقہ بناتی ہین۔ الکحل کے استعمال سے پہلے پہل نشاط بخش اثر پیدا ہوتا ہے اور اگر شراب تھوڑی مقدار مین پی جائے تو فوراً معدہ کی رگون مین دوڑ جاتی ہے اور اوس کا اثر سارے بدن مین پھیل جاتا ہے۔ دل کی حرکت تیز ہو جاتی ہے اور خون کی زائد مقدار دماغ اور اعضائے بدن مین پہونچتی ہے اور تمام جسم مین گرمی پیدا ہوتی ہے لیکن جب ایک دفعہ گرمی پیدا ہو گئی۔ تو پھر قائم نہین رہتی بلکہ اس کے برعکس نتیجہ ہوتا ہے کیونکہ خون شراب کے اثر سے جسم کی سطح کے قریب بہت سا آجاتا ہے اور تبخیر و انتشار کی وجہ سے اوس کی گرمی جلدی ضائع ہو جاتی ہے۔ جب یہ عمل شروع ہوتا ہے تو پھر بدن مین سردی زیادہ محسوس ہوتی ہے اور بہت دیر بعد بدن اپنی حرارت اصلی کی حالت پر عود کرتا ہے۔ فی الحقیقت شراب آدمی کو سردی سے نہین بچا سکتی جو لوگ باہر جانے سے پہلے ایک گلاس شراب اس لئے پیتے ہین کہ سردی سے محفوظ رہین وہ غلطی مین ہین۔ بہت سی حالتون مین سردی کو روکنے کے لئے الکحل بیکار ہی نہین ثابت ہوئی بلکہ مضر بھی ہے مین ایسے بہت سے توانا اور قوی آدمیون کو جانتا ہون جو سردی کی صرف اس سبب سے برداشت نہین کر سکتے کہ وہ بہت شراب پینے کے عادی ہین۔ الکحل کے پینے سے نشاط پیدا ہوتی ہے لیکن اوس کے بعد بالضرور طبیعت مین پستی اور سستی آجاتی ہے"

شراب کا اثر اعضاء بدن پر — اگر شراب کثرت سے پی جائے جیسا کہ شراب خواری کے جلسون مین اکثر ہوا کرتا ہے،

تو دماغ اور نُخاع پر اوس کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ انسان کا قابو عضلات کی حرکت ارادی پر نہین رہتا غیر منتظم اور ضعیف حرکتین اوس سے صادر ہونے لگتی ہین۔ سیدھا چلنا محال ہوتا ہے۔ چلتے مین پاؤن لڑکھڑاتے ہین اور قدم قدم پر پاؤن ڈگمگاتے ہین یہ دوسرا درجہ ہے۔ اس کے بعد ایک اور حالت شروع ہوتی ہے کہ دماغ اتنا مختل ہوجاتا ہے کہ سوچنا سمجھنا ناممکن ہوتا ہے۔ بات کرنا مشکل ہوتا ہے۔ زبان سے ٹوٹے ٹوٹے فقرے نکلتے ہین اور تمام حرکات ارادی پر قابو نہین رہتا۔ اس کے بعد چوتھی حالت ہے جس مین دماغ بالکل معطّل ہوجاتا ہے اور مے خوار ایسا بے حواس ہوکر پڑجاتا ہے کہ اوسے تن بدن کے بھی ہوش نہین رہتے۔

تیز شراب

کھانے کے بعد اگر تھوڑی سی کمزور شراب پی جاسے تو وہ کھانا اچھی طرح ہضم کردیتی ہے لیکن اگر کوئی تیز شراب کھانے کے بعد یا کھانے کے ساتھ پی جائے تو ہاضمہ کی قوت زائل ہوجاتی ہے۔ اگر خالی معدہ مین شراب پیٔین تو معدہ کی بافت کی رطوبت تحلیل ہوجاتی ہے۔ معدہ مین خلش پیدا ہوتی ہے اور معدہ کے بعض اجزا مین ورم پیدا ہوجاتا ہے۔ اگر مدت تک یہ ورم قائم رہے تو اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ غذا ہضم نہین ہوتی اور الکحل کے استعمال سے بہت سے معدہ کے امراض پیدا ہوتے اور جوانون کو مبتلا کرلیتے ہین"

"الکحل کے استعمال سے اتنی طاقت نہین رہتی کہ انسان کسی سخت محنت کا تحمل کرسکے"

"بعض لوگون کا خیال ہے کہ شراب دماغ کو چُست وچالاک بنادیتی ہے اور قواء دماغی کو تقویت دیتی ہے لیکن یہ تقویت عارضی ہے اور یہ اچھی طرح ثابت ہوگیا ہے کہ منشی اشیاء کا اثر قوائے دماغی کو قوت نہین بخشتا"

"شراب کے استعمال نے رفتہ رفتہ برے اثر کرکے بہت سے نوجوانون کو جن مین بہت سے کام کرنے کی قابلیت تھی بیکار بنایا اور قبل از وقت مارا ہے اور "بعض اوقات تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کسی نے بہت سی شراب پی لی تو پھر کبھی

ہوش مین نہ آیا اور اوس حالت مین مرگیا"

شراب کی خواہش

سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر ایک بار شراب پی جاے تو پھر نہین چھٹتی اور اوُر زیادہ پینے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ تھوڑے دن بعد ایک زمانہ ایسا آتا ہے کہ پھر پینے سے نیت ہی نہین بھرتی اور اگر کوئی شخص نہ پئے تو دل پر سخت جبر کرنا پڑتا ہے۔ مقدار کو بڑھانے کی خواہش اس سبب سے پیدا ہوتی ہے کہ دل یہ چاہتا ہے کہ جو کیفیت پہلے آئی تھی پھر حاصل ہو یہ خواہش خلاف فطرت ہے کسی غذا کو خواہ کتنی ہی عمدہ کیون نہ ہو یہ دل نہین چاہتا کہ کھائے جائین لیکن الکحل کا خاصہ ہی نرالا ہے کہ جون جون پیو اور پینے کی خواہش بڑھتی جاتی ہے اور پھر یہ خواہش بھی اس درجہ کی ہوتی ہے کہ خواہ کچھ ہی ہو لیکن ہاتھ سے پیالہ نہ چھوٹے۔ اس لئے شراب کے پہلے ہی پیالہ سے ہوشیار رہنا چاہیے۔

الکحلزم

الکحل مین یہ بڑی خرابی ہے کہ اس کا اثر اولاد مین بھی آتا ہے اور اولاد مین ایک بیماری جس کو" الکحلزم" کہتے ہین پیدا ہوتی ہے۔ ماں باپ کو چاہیے کہ ذرا سوچ سمجھکر شراب پیا کرین۔

شراب بدن کی تحلیل و ترکیب مین مخل ہے

شراب کا ایک بہت بڑا اثر یہ بھی ہے کہ جسم کی تحلیل کم ہوجاتی ہے اور فضلات اوس قدر نہین نکلتے جتنے کہ نکلنے چاہئین۔ کاربانک ایسڈ گاس ششش نے کم نکلتا ہے خلقتاً حیوان کا جسم ہر وقت بدلتا رہتا ہے یعنی بعض اجزا تحلیل ہوتے رہتے ہین اور اوس کی جگہ اوس مادہ سے جو غذا سے حاصل ہوتا ہے دوسرے اجزا بنتے رہتے ہین۔ اگر یہ عمل رُک جاے اور بدل ما یتحلل نہ ہو تو طبیعت اپنا کام اچھی طرح نہین کرسکتی۔ الکحل کا خاصہ ہے کہ خون مین اکسیجن کی مقدار کو کم کرتی ہے اور کاربانک ایسڈ زیادہ پیدا کرتی ہے اس سبب سے جو غذا کھائی جاے وہ اچھی طرح جزو بدن نہین ہوسکتی۔ الکحل مین کوئی بھی ایسی چیز نہین ہے جو بدن کی ترکیب و ترمیم مین کام آئے نہ الکحل دماغ۔ نخاع۔ عضلات اور خون کی ساخت مین داخل ہوسکتی ہے بلکہ اُلٹی اون کی ترکیب مین خلل انداز ہوتی ہے۔

شراب کا اثر اخلاق پر

"ہر سال ہزارون آدمی شراب کی وجہ سے مرتے ہین اور شراب خوارون سے سینکڑون اس قسم کے حادثے ہوتے ہین کہ کوئی کنوئین مین ڈوب مرا- کوئی پہاڑ سے گرا- کوئی دریا مین ڈوب گیا"

شراب کے متوالے جب بہت سی پی جاتے ہین تو رات رات بھر باہر پڑے رہتے ہین سردی مین اکڑ جاتے ہین اور مہلک امراض مین گرفتار ہو جاتے ہین کبھی الکحل کا غیر طبعی جوش یا نشہ کی شدت اون کو خود کشی کا ملزم بناتی ہے اور بعض نشہ بازون کی ساری زندگی پاگل خانہ مین بسر ہوتی ہے-

بازار مین جو عام طور پر دیسی عرق ملتا ہے یہ اور بھی بدتر ہوتا ہے یہ نہایت بدذائقہ اور نشہ دار عرق ہے- اور اسمین الکحل کے سوا اور زہریلے مادّے بھی ملے ہوئے ہوتے ہین

امراض جو شراب سے پیدا ہوتے ہین

شراب کی کثرت سے بہت سے امراض پیدا ہوتے ہین منجملہ اون کے امراض ذیل بہت کثرت سے پائے جاتے ہین- بدہضمی- دل کی بیماریان- دق- سل- ذات الریہ- اعصابی بیماریان- صرع- سکتہ- بے خوابی- ہذیان- جنون- گردہ اور جگر کے امراض- وغیرہ-

شراب عمدہ اوصاف کھو دیتی ہے

بعض حکما، کا خیال ہے کہ شراب کی کثرت سے قوت متخیلہ پریشان ہو جاتی ہے جسم نحیف اور قواء باطنی کمزور ہو جاتے ہین- عزم و استقلال ساتھ چھوڑ دیتے ہین اور قوت فیصلہ بالکل گم ہو جاتی ہے اور انسان کا ذرا بھی بس نہین رہتا کہ وہ اپنے قواء شہوانی کو روک سکے- ادراک و فہم مین کمی آجاتی ہے اور ساری دماغی قوتین ناکارہ ہو جاتی ہین- خود داری کا خاتمہ ہو جاتا ہے خود اعتمادی کا نام بھی یاد نہین آتا اور دل کاہلی- سستی- بلکہ خواری کے دریا مین ڈوب جاتا ہے- اور انسان سے ایسے شرمناک افعال صادر ہوتے ہین جن سے پرہیزگاری کے زمانہ مین وہ خود نفرت کرتا اور بھاگتا تھا- اِسی سبب سے جس قدر شراب خواری کی کثرت بڑھتی جاتی ہے جرائم کی تعداد بھی زیادہ ہوتی جاتی ہے- جب شراب اپنا اثر کرنا شروع کرتی ہے تو سب سے پہلے بے شرمی کا سامنا ہوتا ہے- چھوٹون کا لحاظ بڑون کا ادب

ہمسرون کی حیا جاتی رہتی ہے۔ انسان زیادہ باتین کرنی شروع کرتا ہے اور اس بکواس مین اپنے تمام راز ظاہر کر دیتا ہے دیانت اور عزت کے خلاف اُس سے افعال سرزد ہونے لگتے ہین۔ اور بعض اوقات ظلم و ستم بھی کر بیٹھتا ہے اِس سبب سے شرع نے شراب خواری سے منع فرمایا ہے فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِثْمُهُمَا أَكْبَرُ مِن نَّفْعِهِمَا[1]۔ بعض لوگون کا خیال ہے کہ اگر تھوڑی سی شراب پی جائے تو کام خوب ہوتا ہے اور طبیعت چست و چالاک رہتی ہے لیکن یہ خیال غلط ہے ڈاکٹر رچرڈسن کی رائے ہے کہ "دماغی کام کرنیوالون کے لئے شراب سے زیادہ کوئی مضر شے نہین ہے اور جن لوگون کو جسمانی کام زیادہ کرنا پڑتا ہے وہ بغیر شراب پئے زیادہ مستعدی سے کام کر سکتے ہین اور کم تھکتے ہین"

افیون شراب کے علاوہ اور بہت سی اشیا ہین جو نشہ کے لئے استعمال ہوتی ہین اور کم و بیش سب ہی مضر صحت ہین مثلاً افیون خواب آور زہر ہے۔ ہندوستان مین افیون کھانے کی عادت بہت پھیلی ہوئی ہے افیون اعصاب پر بہت شدت سے اثر کرتی ہے۔ تھوڑی سی کھائی جائے تو درد کو افاقہ ہوتا ہے زیادہ کھانے سے نیند آتی ہے۔ اگر تھوڑی سی افیون کھائین تو اوّل اوّل دماغی قوتین حرکت مین آتی ہین لیکن پھر اس کے برعکس عمل شروع ہوجاتا ہے اور بدنی اور ذہنی قوا مین سستی پیدا ہوجاتی ہے۔ افیون کھانے کی خوفناک عادت کے جاری رکھنے سے عمر بھر کے لئے دماغی اور بدنی قوت تباہ اور برباد ہوجاتی ہے اور جسم کے کل اعضا کے کام مین خلل پڑجاتا ہے۔ قوت ہاضمہ کم ہوجاتی ہے بھوک گھٹ جاتی ہے غذا مزہ نہین دیتی۔ جسم کے عضلات گھلنے لگتے ہین جلد مین خشکی پیدا ہوجاتی ہے اور جلد سکڑ جاتی ہے اور مصیبت زدہ انسان قبل از وقت بڈھا ہوجاتا ہے

گانجہ اور بھنگ گانجہ اور بھنگ بھی انسان کو بدمست کر دیتے ہین اور ان سے بھی صحت کو نقصان پہونچتا ہے۔ اور خلاف اخلاق افعال سرزد ہوتے ہین۔

---

[1] ان دونو (جوا اور شراب) مین بڑا گناہ ہے اور لوگون کے لئے فائدے ہین اور ان دونون کا گناہ فائدے سے بڑھا ہوا ہے ۱۲

تمباکو

تمباکو کے اجزا کی تاثیر یہ ہے کہ وہ غنودگی۔ درد سر۔ دل اور پٹھون مین لرزہ زبان پر گرمی۔ حلق اور منہ مین خشکی پیدا کرتا ہے۔ اِس کا ایک جزو نکوٹین ہے جو اس قدر قوی زہر ہے کہ دو سگار مین جس قدر اُس کی مقدار ہوتی ہے اگر ایک دفعہ ہی خون مین مل جائے تو انسان ہلاک ہو جائے۔ چنانچہ جب پہلے ہی پہل تمباکو پیا یا کھایا جائے تو یہ تاثیرین اپنا رنگ دکھاتی ہین اور متلی اور قے پیدا ہوتی ہے۔ تمباکو سے خون کی گردش خصوصاً دماغی خون کی گردش غیر منتظم ہو جاتی ہے اور پہلے دوران سر اور اوس کے بعد درد سر پیدا ہوتا ہے۔ لیکن جب انسان اس زہر کا عادی ہو گیا تو پھر اوس کو ایسی علامات معلوم نہین ہوتین اور وہ بے تکلف سگار پر سگار اور چلم پر چلم اُڑائے جاتا ہے۔ یا چٹکیان بھر بھر کر پان مین زردہ ڈالتا ہے اور کھا جاتا ہے۔ لیکن نکوٹین جیسا قوی زہر بغیر اپنا اثر کئے نہین رہتا اور ایک عرصہ کے بعد تمباکو کا بہت عادی بے خوابی۔ اختلاج قلب اور ایسی ہی ایسی بلاؤن مین مبتلا ہو جاتا ہے۔

تجربہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اوائل عمر مین تمباکو کے استعمال کی عادت ڈالنا۔ دل وجسم کے نمو کو روکتا ہے اور نو عمر لڑکے اگر اِس کی عادت ڈالین تو بدہضمی۔ اختلاج قلب۔ اعصابی انتظام مین خرابی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے تمباکو پینے کی عادت کو کبھی شروع ہی نہین کرنا چاہئے۔ جو طالب علم تمباکو پیتے ہین وہ اپنی جسمانی دماغی اور ذہنی قوتون کو کمزور کر لیتے ہین اور تمباکو نہ پینے والون کی نسبت گھاٹے مین رہتے ہین۔ جب ایک بار تمباکو پینے کی عادت پڑ جاتی ہے تو پھر یہ لت چھُٹائے نہین چھُٹتی۔

پرہیزگاری

لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ اوامر و نواہی کی پابندی نہ کرنے اور عیش اُڑانے مین اس زندگی کی خوشیان حاصل ہوتی ہین لیکن اون کا یہ خیال غلط ہے پرہیزگاری مین جو خوشیان حاصل ہوتی ہین وہ ناپرہیزگاری مین نہین ہو سکتین اگر ناپرہیزگاری انسان کو حقیقی مسرت پہونچا سکتی یا بنی نوع انسان کے لئے اُس کا

استعمال مضر نہ ہوتا تو وہ "ناپرہیزگاری" نہ کہلاتی۔ پرہیزگاری سے جو مسرت اور لذت حاصل ہوتی ہے ناپرہیزگار آدمی اُس سے آشنا نہین ہوتا۔ وہ قیام پذیر لذت کو ایک فانی اور سریع التغیر لذت کے پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ اور خسر الدُّنیا وَالآخِرَہ بنجاتا ہے۔

۳۔ عصمت

خواہش نکاح کی ضرورت

مقالۂ دوم کے باب نکاح مین عصمت کا حال کسی قدر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ قدرت نے نکاح کی خواہش انسان کو اس واسطے عطا فرمائی ہے کہ انسان کے دونو گروہون یعنی مرد و عورت مین موافقت و اتحاد رہے اور ان کے ذریعہ سے بنی نوع انسان قائم رہے انسان کے علاوہ دیگر حیوانات مین بھی یہ خواہش ہے لیکن وہ اکثر اس سے سوائے قیام نسل کے دوسرا فائدہ نہین اُٹھاتے۔ انسان اپنے ساتھی سے ہر طرح کی مدد و معاونت حاصل کرتا ہے۔ جو اوس کے آرام و آسائش اور خوشی اور مسرت کا باعث ہوتی ہے۔ اور تمدن و معاشرت کی راحتین اوس وقت تک کامل نہین ہوتین جب تک مرد و عورت دونو اون کے مہیا اور فراہم کرنے مین کوشش نہ کرین۔ اور اپنی کوششون مین سے ایک دوسرے کو حصہ نہ دین۔

انسان کی غلطی

لیکن جہان انسان مین بہت سے نقص ہین وہان ایک یہ بھی ہے کہ وہ لذائذ کے حاصل کرنے مین بہت غلطی کرتا ہے وہ یہ جانتا ہے کہ لذت طریقہ استعمال سے زیادہ افراط حاصل ہوتی ہے اس سبب سے وہ عورتون کی کثرت کی خواہش کرتا ہے۔ اور ایک بیوی پر قانع نہین ہوتا۔ بعض اوقات بدبختی سے کئی بیویان بھی اوسے محدود نہین رکھ سکتین۔ اور وہ حظ نفس کی خاطر جہان بس چلتا ہے۔ جاتا ہے۔ جس انسان کی یہ حالت ہو وہ حیوانات سے بدتر ہے کیونکہ حیوان اپنے جوڑے کے سوا دوسری طرف بہت کم میل کرتے ہین اور اس سبب سے ان مین کوئی جنگ ایسی نہین ہوتی جو زر۔ زمین۔ زن کے لئے ہو۔ لیکن انسان کی تاریخ مین

ایسے صدہا واقعات موجود ہین کہ ایک عورت کی خاطر سخت سے سخت جنگ و جدال ہوئے ہون - ملک کے ملک تباہ ہوگئے ہون - راج پاٹ لٹ گئے ہون - اور قومون کی بہبودی اور عزت پر پانی پھر گیا ہو - ہزار و نکے خون پانی کی طرح بہہ گئے ہون - اور کروڑون روپیہ آتش بازی کی طرح سامان جنگ مین پھُنک گیا ہو - اوران سب کا نتیجہ پشیمانی - حسرت - ناامیدی اور ندامت ہو - اور بے شک جو شخص جائز تمتعات کو چھوڑ کر ناجائز کی طرف میل کرے وہ کبھی راحت خوشی آرام و مسرت نہین پاسکتا -

حرص

انسان اپنے ناکردنی افعال کے چھپانے کے لئے بہت سے عذرات گھڑ لیتا ہے اور جب وہ عصمت کی حدود سے باہر نکلتا ہے تو بھی ایسے ہی نامعقول عذرات بیان کرتا ہے لیکن فی الحقیقت سوائے حرص کے اور کوئی سبب نہین ہوتا - کمزور طبیعت کا خاصہ ہے کہ وہ اصلی اور پائیدار لذت سے زیادہ عارضی شدید لذت کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے جو غذائین کہ بدن کی پرورش کرتی ہین اگر پھیکی ہون تو انسان سے نہین کھائی جاتین لیکن اچار اور چٹنی کے نام سے اوس کے مُنہ مین پانی بھر آتا ہے - اگرچہ ان مین پرورش بدن کے لئے کوئی چیز نہین ہے - اسی طرح بازاری عورتون کی نمایش - تزئین اور شوخی اوسکو زیادہ گرویدہ کرتی ہے بہ نسبت ایک مہذب اور سنجیدہ بیوی کے - اور جب ایکبار وہ حرص کے میدان مین پہونچ جاتا ہے تو اوس کی عقل گم ہوجاتی ہے اور اوسے یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ تمام خوبصورت عورتون سے تمتع حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن جو شخص ایسا کرتا ہے وہ اپنی صحت کا اپنے روپیہ کا اپنی عزت کا اپنی خوشی کا خون کرتا ہے - جو حظ ان بازاری عورتون سے حاصل ہوتا ہے وہ بہت عارضی ہوتا ہے - کیونکہ اصل حظ محبت مین ہے اور ظاہر ہے کہ ان عورتون کو محبت نہین ہوتی اور وہ اپنی محبت روپیہ کے بدلے اس طرح فروخت کرتی ہین جیسے کوئی سوداگری کی شے - ہزارون مثالین ایسی نوجوانون کی موجود ہین -

جنھون نے اس خبط مین اپنی صحت کا نقصان کیا اور قبل از وقت موت کا مزہ چکھا۔ یا تمام روپیہ برباد کرکے آخرکار مصیبت مین مبتلا ہوئے۔ اور تمام دنیا نے اون کو حقارت اور نفرت کی نظر سے دیکھا۔ اور اسی سبب سے شرع نے اسکی سخت ممانعت فرمائی اور شدید عذاب اس کے لئے خدائے تعالےٰ نے مقرر کیا ہی ؎ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيْلًا جو لوگ پاک دامنی اختیار کرتے ہین وہ اپنے گھر کی چار دیواری مین تمام حظ اور لذتین پاتے ہین کیونکہ اون کو وہ مسرت نصیب ہوتی ہے جو حقیقی ہمدرد کے اظہار محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ طبیعت مین وفاداری اور ثابت قدمی کا خیال خوشی پیدا کرتا ہی اور وہ بے حیائی کی مذلت سے محفوظ و ماموں رہتے ہین۔ افعال شنیعہ کے ارتکاب سے بچانے کے لئے انسان کو حیا عطا ہوئی ہے اور اگر انسان اس قوت کو ترقی دے تو ہمیشہ پاک دامن رہ سکتا ہے۔

حیا حیا وہ قوت ہے جو خواہشات نفسانی کے روکنے کے لئے اس واسطے استعمال کی جاتی ہے کہ دوسرون کی نظرون مین تذلیل نہ ہو۔ حیا نیک بختی اور پاکدامنی کی محافظ ہے حیا ایک روحانی قوت ہے جو ناجائز اور بے شرمی کے افعال سے بچانا چاہتی ہے۔ اس کا احساس اس قدر تیز اور جلدی ہوتا ہے کہ کسی مضرت رسان میلان یا عمل قبیح کے ارتکاب کا خیال آتے ہی یہ قوت حرکت مین آتی ہے اور تمام ایسے موقعون کی شرکت سے جن مین اپنی آلودگی کا ذرا سا احتمال بھی ہو بچاتی ہے۔ حیا کے یہ معنی نہین ہین کہ انسان برے کامون کو علانیہ کرتا ہوا اس سبب سے شرمائے کہ لوگ دیکھین گے تو برا کہین گے بلکہ اس کا اعلےٰ درجہ وہ ہے کہ اگر کسی کی اطلاع یا دیکھنے کا خوف نہ بھی ہو تو بھی برائی کو بالطبع مکروہ سمجھے اور خیال کرے کہ خداوند تعالےٰ جو حاضر و غائب یکسان دیکھتا ہے ہمین دیکھ رہا ہے بلکہ خود اپنی نظر مین اپنے برے کام ایسے بدنما معلوم ہون کہ اگر کسی اور سے نہین تو خود اپنے سے حیا آئے

؎ زنا کے پاس مت جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور ناراضی کا کام ہی اور بہت ہی برا راستہ ہے۔

ایسے صدہا واقعات موجود ہین کہ ایک عورت کی خاطر سخت سے سخت جنگ و جدال ہوئے ہون۔ ملک کے ملک تباہ ہوگئے ہون۔ راج پاٹ لٹ گئے ہون۔ اور قومون کی بہبودی اور عزت پر پانی پھر گیا ہو۔ ہزارون کے خون پانی کی طرح بہہ گئے ہون۔ اور کروڑون روپیہ آتش بازی کی طرح سامان جنگ مین پھُنک گیا ہو۔ اور ان سب کا نتیجہ پشیمانی۔ حسرت۔ ناامیدی اور ندامت ہو۔ اور بےشک جو شخص جائز تمتعات کو چھوڑ کر ناجائز کی طرف میل کرے وہ کبھی راحت خوشی آرام و مسرت نہین پاسکتا۔

حرص

انسان اپنے ناکردنی افعال کے چھپانے کے لئے بہت سے عذرات گھڑ لیتا ہے اور جب وہ عصمت کی حدود سے باہر نکلتا ہے تو بھی ایسے ہی نامعقول عذرات بیان کرتا ہے لیکن فی الحقیقت سوائے حرص کے اور کوئی سبب نہین ہوتا۔ کمزور طبیعت کا خاصہ ہے کہ وہ اصلی اور پائیدار لذت سے زیادہ عارضی شدید لذت کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے جو غذائین کہ بدن کی پرورش کرتی ہین اگر پھیکی ہون تو انسان سے نہین کھائی جاتین لیکن اچار اور چٹنی کے نام سے اوس کے مُنہ مین پانی بھر آتا ہے۔ اگرچہ ان مین پرورش بدن کے لئے کوئی چیز نہین ہے۔ اسی طرح بازاری عورتون کی نمایش۔ تزئین اور شوخی اوسکو زیادہ گرویدہ کرتی ہے بہ نسبت ایک مہذب اور سنجیدہ بیوی کے۔ اور جب ایکبار وہ حرص کے میدان مین پہونچ جاتا ہے تو اوس کی عقل گم ہوجاتی ہے اور اوسے یہ مرض پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ تمام خوبصورت عورتون سے تمتع حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن جو شخص ایسا کرتا ہے وہ اپنی صحت کا اپنے روپیہ کا اپنی عزت کا اپنی خوشی کا خون کرتا ہے۔ جو حظ ان بازاری عورتون سے حاصل ہوتا ہے وہ بہت عارضی ہوتا ہے۔ کیونکہ اصل حظ محبت مین ہے اور ظاہر ہے کہ ان عورتون کو محبت نہین ہوتی اور وہ اپنی محبت روپیہ کے بدلے اس طرح فروخت کرتی ہین جیسے کوئی سوداگری کی شے۔ ہزارون مثالین ایسی نوجوانون کی موجود ہین۔

جنہون نے اس خبط مین اپنی صحت کا نقصان کیا اور قبل از وقت موت کا مزہ چکھا۔ یا تمام روپیہ برباد کرکے آخر کار مصیبت مین مبتلا ہوئے۔ اور تمام دنیا نے اون کو حقارت اور نفرت کی نظر سے دیکھا۔ اور اسی سبب سے شرع نے اسکی سخت ممانعت فرمائی اور شدید عذاب اس کے لئے خدائے تعالےٰ نے مقرر کیا ہی وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۗ وَّمَقْتًا ۗ وَسَاءَ سَبِيْلًا[۵] جو لوگ پاک دامنی اختیار کرتے ہین وہ اپنے گھر کی چار دیواری مین تمام حظ اور لذتین پاتے ہین کیونکہ اون کو وہ مسرت نصیب ہوتی ہے جو حقیقی ہمدرد کے اظہار محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ طبیعت مین وفاداری اور ثابت قدمی کا خیال خوشی پیدا کرتا ہی اور وہ بے حیائی کی مذلت سے محفوظ و مامون رہتے ہین۔ افعال شنیعہ کے ارتکاب سے بچانے کے لئے انسان کو حیا عطا ہوئی ہے اور اگر انسان اس قوت کو ترقی دے تو ہمیشہ پاک دامن رہ سکتا ہے۔

حیا

حیا وہ قوت ہے جو خواہشات نفسانی کے روکنے کے لئے اس واسطے استعمال کی جاتی ہے کہ دوسرون کی نظرون مین تذلیل نہ ہو۔ حیا نیک بختی اور پاکدامنی کی محافظ ہے حیا ایک روحانی قوت ہے جو ناجائز اور بے شرمی کے افعال سے بچانا چاہتی ہے۔ اس کا احساس اس قدر تیز اور جلدی ہوتا ہے کہ کسی مضرت رسان میلان یا عمل قبیح کے ارتکاب کا خیال آتے ہی یہ قوت حرکت مین آتی ہے اور تمام ایسے موقعون کی شرکت سے جن مین اپنی آلودگی کا ذرا سا احتمال بھی ہو بچاتی ہے۔ حیا کے یہ معنی نہین ہین کہ انسان برے کامون کو علانیہ کرتا ہوا اس سبب سے شرمائے کہ لوگ دیکھین گے تو برا کہین گے بلکہ اس کا اعلےٰ درجہ وہ ہے کہ اگر کسی کی اطلاع یا دیکھنے کا خوف نہ بھی ہو تو بھی برائی کو بالطبع مکروہ سمجھے اور خیال کرے کہ خداوند تعالےٰ جو حاضر و غائب یکسان دیکھتا ہے ہمین دیکھ رہا ہے بلکہ خود اپنی نظر مین اپنے برے کام ایسے بدنما معلوم ہون کہ اگر کسی اور سے نہین تو خود اپنے سے حیا آئے

[۵] زنا کے پاس مت جاؤ بے شک وہ بے حیائی اور ناراضی کا کام ہی اور بہت ہی برا راستہ ہے۔

مقاله دویم

تدبیر منزل

مقالۂ دوم

تدبیر منزل

باب اوّل

امور نافعہ

۱- گھر کی عام حالت

تعریف

تدبیر منزل حکمت کا ایک حصّہ ہے اس مین اون تدابیر اور اصول سے بحث ہے جو ایک گھر کے رہنے والون کے باہمی تعلقات اور روابط محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہین۔ تاکہ اون لوگون مین محبت والنس قائم رہے۔ اور وہ آرام۔ خوشی ملاپ اور سنجوگ سے بسر کرین اور باہمی حقوق کا خیال رکھین۔ کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین شاہ ولی اللہ صاحب نے ایک بحث تدابیر نافعہ کے بیان مین لکھی ہے جس مین منزل اور تمدن کے اصول پر بحث فرمائی ہے ان کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے

تدابیر ادنیٰ و تدابیر اعلیٰ

"انسان اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے جو تدابیر اختیار کرتا ہے وہ دو قسم کی ہوتی ہین۔ ایک تدابیر ادنےٰ اور دوسرے تدابیر اعلےٰ۔ تدابیر ادنیٰ تو وہ ہین جو ادنےٰ طبقہ کے لوگ مثلاً بیابان۔ پہاڑ اور چھوٹے چھوٹے دیہات مین رہنے والے اشخاص اختیار کرتے اور عمل مین لاتے ہین۔ تدابیر اعلےٰ وہ قوانین ہین جو بڑے بڑے شہرون کے رہنے والے اشخاص جن کے تجربہ اور تعلقات بہت وسیع اور جن کے اخلاق کامل اور عقلین صحیح ہوتی ہین وضع کرتے ہین ان تمام تدابیر کا نام جو حوائج انسانی کے رفع کرنے کی غرض سے کی جاتی ہین "تدابیر نافعہ" ہے یہ

تدابیر انسان کے دل مین وقتاً فوقتاً بطور الہام کے خداوند تعالےٰ کی طرف سے ڈالی جاتی ہین اوراسی کا نتیجہ ہے کہ ہر روز ایسی نئی نئی ایجادہوتی رہتی ہین جو پہلے موجود نہ تھین - رفتہ رفتہ یہ ایجاد بہت عام ہوجاتی ہین اور ہر شخص ان کو استعمال کرتا ہے - یہان تک کہ وہ ضروریات زندگی مین داخل ہوجاتی ہین - تدابیر نافعہ مبدع فیاض سے صرف انسان ہی کو الہام نہین کی جاتین بلکہ حیوانات کو بھی الہام کی جاتی ہین - مثلاً شہد کی مکھی کو پھولون سے رس چوس کر شہد بنانا - پرندون اور دوسرے جانورون کو اپنا گھر بنانا - بچون کی پرورش کرنا - شکاریون سے بچانا - سب قدرت نے بطور الہام سکھایا ہے - جس طرح حیوانات کی تمام نوع کی ضروریات یکسان ہین اسی طرح انسان کی ضروریات نوعی یکسان ہین اور قدرت نے تمام نوع انسان کے دل مین حوائج کے رفع کرنے کی تدبیرین الہام فرمائی ہین - لیکن نوع انسان مین ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ اوس کے افراد عقل وتدبیر مین باہم مساوی نہین - کوئی زیادہ عقلمند ہے کوئی کم - اون کے میلان بھی مختلف ہین ایک کی عقل ایک کام مین زیادہ لڑتی ہے اور دوسرے کی فکر دوسرے کام مین خوب کام کرتی ہے - انسان قدرتی اشیاء مین تصرف وتغیر بھی کرتا ہے یعنی اون کی صورتون کو بدل کر اپنی حاجت و ضرورت کے مطابق بنالیتا ہے - ان ہی وجوہ سے انسان کی تدابیر مین یہ امور اور اضافہ ہوگئے ہین -

حیوان اور انسان کی آمادگی مین فرق

۱ - حیوانات کی آمادگی کسی طبعی خواہش یا خارجی احساس کے سبب سے ہوتی ہے مثلاً بھوک پیاس وغیرہ کے باعث لیکن انسان عقلی منفعت کی وجہ سے آمادہ ہوتا ہے مثلاً وہ چاہتا ہے کہ معاشرت اور تمدن کا عمدہ انتظام کرے - اپنی تہذیب نفس کرے - اپنی عزت ووقعت یا محبت لوگون کے دلون مین قائم کرے

رفع حاجت کے علاوہ انسان لذت وخوشنمائی اور تفوق بھی چاہتا ہے

۲ - حیوانات صرف اسی قدر کوشش کرتے ہین کہ حاجت رفع ہوجائے مثلاً پیٹ بھر جائے - پیاس بجھ جائے - لیکن انسان کاربرآری کے علاوہ - لذت - خوشنمائی

تفوق کا خواہان ہوتا ہے۔ اور اس سبب سے وہ بیوی بھی کرتا ہے تو حسین۔ کھانے پکاتا ہے تو مصالحہ دار۔ مکان بناتا ہے تو عالیشان۔ لباس پہنتا ہے تو فاخرہ۔ چلتا ہے تو سواری مین اور وہ بھی جلوس کے ساتھ۔ غرض اصلی ضروریات سے زیادہ آرایش و نمایش کا سامان مہیا کرتا ہے۔

چونکہ انسان کی عقلون کے درجے مختلف ہین اس سبب سے بعض تو انمین سے ایسے عقلمند اور دقیقہ شناس ہوتے ہین۔ کہ وہ خود عمدہ اور مفید تدابیر کا استنباط کرتے ہین۔ اور بعض خود کوئی تدبیر نہین نکال سکتے لیکن جب وہ حکمار کی باتون کو سنتے اور حکیمانہ کامون کو دیکھتے ہین تو ان کو آسانی سے سمجھ لیتے ہین اور انپر کاربند ہوتے ہین۔ اس کا سبب یہ ہے کہ خود ان لوگون کو بھی بالطبع یہ ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اس کے رفع کی ترکیب نہین سوجھتی۔ اس سبب سے اس کی اُلجھن اور تلاش رہتی ہے۔ اور جب ترکیب معلوم ہو جاتی ہے تو ان کی عقل اسے تسلیم کر لیتی ہے۔ مثلاً کوئی شخص کچا اناج کھاتا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ کوئی تدبیر اس کی اصلاح کی ملے کہ یہ خوب ہضم ہونے لگے۔ اب وہ کسی ایسے شخص سے ملے جو پکا کر کھانا اور مصالحہ ڈالکر مزیدار بنانا جانتا ہو تو یہ شخص فوراً اس حکیم کی تدبیر اختیار کر لیگا کیونکہ یہ تدابیر اس کے علم اجمالی کے موافق ہونگی۔ یہ "تدابیر نافعہ" جو انسان حوائج کے رفع کے لئے عمل مین لاتا ہے۔ بیشمار ہین اور روز بروز نئی ایجاد ہوتی جاتی ہین مثلاً

۱۔ لغت کا ایجاد کرنا کہ انسان اپنا مافی الضمیر بیان کر سکے اور دوسرون کا مطلب سمجھ سکے۔ یا حروف کا اختراع جس کے وسیلہ سے دور بیٹھے لوگ دوسرون کے مطالب سے آگہی حاصل کرتے ہین۔ ایسے ہی ڈاک۔ ٹیلیفون۔ ٹیلیگراف وغیرہ ہین۔

۲۔ گرمی اور سردی سے بچنے اور ذخیرہ جمع کرنے کے لئے مکانات بنانا۔

۳۔ اکتساب معاش کے لئے زراعت کرنا۔ درخت بونا۔ کنوئین کھودنا۔ ان کامون مین بہائم سے کام لینا۔ یا آلات اور کلین ایجاد کرنا۔

۴- بہائم کے پوست - درختون کی چھال - روئی - ریشم - وغیرہ اشیار سے لباس بنانا اوراس کے لئے کلین اور آلات ایجاد کرنا-

۵- عورت کو بذریعہ نکاح اپنا معین بنانا جس مین دوسرے مزاحمت نکرسکین تاکہ وہ خانگی ضرورتون مین کام دے - اور اولاد کی پرورش اور تربیت مین مدد کرے

۶- سواری اور شکار کے لئے جانورون کا مطیع کرنا اور سدھانا -

۷- باہم مصنوعات کا تبادلہ کرنا - یا روپیہ کے ذریعہ سے خرید و فروخت کرنا -

۸- جس شخص کی راے درست - عزت و قوت زیادہ ہو اس کو حاکم یا بادشاہ بنانا - ایسے قوانین جاری کرنا جس سے باہمی تنازعات کا فیصلہ ہو سکے ظالمون کو ظلم سے روکا جاے - حفاظت ملک کے لئے آلات حرب بنانا - فوج قائم کرنا وغیرہ

گھر کا اثر

ان تدابیر نافعہ مین بعض تدبیر منزل سے تعلق رکھتی ہین اور بعض تمدن سے تدبیر منزل گھر کے اُن تعلقات کی درستی کا نام ہے جن پر انسان کی راحت منحصر ہے اگر کسی شخص کا چال وچلن یا اس کے عام اخلاق معلوم کرنے ہون تو اس کا برتاؤ قریبی رشتہ دارون کے ساتھ دیکھو کہ وہ اپنے روزمرہ کے فرائض اون کے ساتھ کس طرح ادا کرتا ہے - وسیع دنیا کے تعلقات کی نگہداشت اور بڑی سوسائٹی مین داخل ہونے کی قابلیت تمام ابنائے جنس سے مناسب طور پر سلوک کرنے کا ملکہ خانگی حقوق اور خانگی فرائض کی بجاآوری سے حاصل ہوتا ہے - گھر سب سے پہلا مدرسہ ہے جہان تہذیب اخلاق کی بنیاد قائم ہوتی ہے - اور تمام شریف جذبات بدن کے ساتھ نشو و نما پاتے ہین - تمام خوبیان اور قابل قدر عادتین جو موودی بکمال ہین اور جن کا اثر بیرونی دنیا پر پڑتا ہے - گھر مین پیدا ہوتی ہین اور اگر یہان اپنی فرائض ادا کئے جائین تو طبیعت مین محبت بنی نوع اور ادائے فرائض او احتیاط اور غور و پرداخت اور ایثار کی صفت پیدا ہوتی ہے - کنفیوسیس کہا کرتا تھا کہ اگر خانگی فرائض اچھی طرح ادا کئے جائین تو کہین جاکر قربانی چڑھانے کی ضرورت نہین - مبارک ہے وہ گھر جس کے مکینون مین باہمی سلوک ہو - بزرگون مین شفقت ہو

تو خوردوں مین اطاعت - بھائی بہنوں مین موافقت - رشتہ داروں مین مہربانی
تواضع اور ایثار - میاں بیوی مین اُلفت - پاس عصمت - اور سب مین باہم
صداقت حسن سلوک و ہمدردی - تاکہ ہر شخص کو دنیا کی تکالیف اور رنجوں سے
ایک تسکین دہ اور دل بہلانے والی جگہ مل سکے جہاں اسے یقین ہو کہ میرے
سچے غم غلط کرنے والے اور رنج و راحت مین شریک ہونے والے موجود ہین -
جس گھر مین محبت نہین خواہ وہ محل ہو یا قلعہ لیکن جسم بے روح ہے اور گھر کے
نام کا مستحق نہین - کیونکہ گھر قلعہ کی طرح بیرونی دشمنوں اور حملہ آوروں کی تعدی
سے پناہ نہین دیتا - بلکہ وہ دنیا کے افکار اور دنیا کی تشویش سے ایک با امن
اور تسکین دہ مقام ہے - سمئیلے صاحب فرماتے ہین کہ اچھا گھر جنت کے مانند
ہے یعنی جہاں میاں بیوی بھائی اور بہن بچے اور ماں باپ طرح طرح سے ایک
دوسرے کی مدد کرتے ہین - اور پھر مدد بھی ایسی کہ اور کوئی کر نہین سکتا - کیونکہ
اور کسی کو نہ تو ایسی خدمت کے موقع مل سکتے ہین نہ کسی کو عادات ہی سے
ایسی واقفیت ہوتی ہے اور نہ کوئی اہل منزل کی طرح خون اور گوشت و پوست
مین خلقی طور پر شریک ہوتا ہے نہ باہمی عزت و آبرو - بہبودی - شہرت - اقبالمندی -
ناموری - بھلائی کا دلی خواستگار رہتا ہے - صرف اہل منزل ہی ہین کہ ایک
کی خوشی ناموری - بہبودی - شہرت اقبالمندی کو سب اپنا فخر اور اپنی بھلائی
خیال کرتے ہین - ایک کی مصیبت سے سب کا دل دکھتا ہے بلکہ خود مصیبت
مین گرفتار ہو جاتے ہین - ایک کے خراب اعمال اور نالائقیاں سب کو ذلیل و
خوار کرتی ہین - اور ان کی پاکی طبیعت شرافت اور قوت خود سب کا پایہ بلند
کرتی ہے - اور پھر باہمی ادائے فرائض فردوس تو کیا چیز ہے خدا تک پہونچاتے
ہین - اچھے گھر مین اچھے اور بُرے گھر مین بُرے اخلاق انسان کی طبیعت مین
نامعلوم طور پر جاگزین ہوتی ہین - مدرسہ کی تعلیم کا نمبر گھر کی تعلیم کے بعد ہے اور
اس کے بعد دنیا کا نمبر ہے - جہاں عملاً کام کرنا سکھایا جاتا ہے - عورت ہو یا مرد

آگے چلکر وہ جیسے ہونگے یا ہوتے ہین اوس کا انحصار بیشتر اسی ابتدائی تربیت پر ہوتا ہے۔ جو اُنھون نے گھر یا مدرسہ مین حاصل کی ہے اگر ان کو گھر مین یا مدرسہ مین تربیت و تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہین ملا اور اسیطرح بے تربیت اور ناشائستہ وہ اہل دنیا مین داخل ہو گئے ہین تو خود اُن پر اور اس سوسائٹی پر جس کے وہ ممبر ہین افسوس ہے۔ سب سے بہتر گھر وہ ہے جہان کا انتظام۔ جہان کی تعلیم۔ جہان کی تربیت۔ جہان کی تادیب سب اچھے اصول پر مبنی ہو۔ اخلاقی تربیت قانون قدرت کی طرح اثر کرتی ہے اور جو لوگ اس سے متاثر ہوتے ہین ان کو اس کی خبر تک نہین ہوتی۔

رئیس منزل

دنیا مین ہر ایک نظام کے لئے ایک رئیس ضرور ہوتا ہے جو تمام مصالح و نظم کا ذمہ دار ہو اسی طرح ہر گھر مین ایک شخص رئیس منزل ہے جو گھر کے مصالح و انتظام کا مرجع و ذمہ دار ہوتا ہے اوس کو تمام گھر والون کی خصلت اور طبیعت سے اچھی طرح واقف ہونا لازم ہے تاکہ اگر انتظام مین کوئی خلل پڑے تو اُسے دور کر سکے۔ صاحب خانہ کی ذمہ داریان بہت وسیع اور اہم ہین لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ اپنی خانگی ذمہ داریون سے واقف نہین یا اُن کو ضروری نہین سمجھتے صاحب خانہ کو لازم ہے۔ کہ وہ اپنے گھر کے چھوٹے بڑے سب کے مزاج سے اچھی طرح واقف ہو اور اپنے مزاج سے اُن کو آگاہ کرے اہل منزل کے نظام حال اور معاش کے امور کا خیال رکھے اور ان کو سمجھائے بجھائے۔ ڈرائے دھمکائے صلاح و مشورہ تادیب و توبیخ نرمی و درشتی سے سیدھے رستہ پر لگائے رکھے تاکہ امور معاشرت کی پیچیدگیان رفع ہون اور حصول معاش اور وصول کمال کے اسباب ہر وقت مہیا اور میسر رہین۔

انتظام خانہ مین محبت و اعتماد کی ضرورت ہے

گھر ایک چھوٹی سی دنیا ہے اور اس مین بڑے بڑے فرائض کی انجام دہی ہوتی ہے۔ مبارک ہے وہ گھر جس مین محبت صداقت مہربانی اور پرہیزگاری کے اصول پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ کئی خصلتین ہین جو اہل منزل کی بہبودی اور ترقی کا

باعث ہوتی ہین - ایک باہمی محبت ہے جسپر کل نظام کا دار و مدار ہے - دوسرے ایک دوسرے پر اعتماد کرنا ہے - اگر گھر والے ایک دوسرے پر اعتماد نہ کرین گے - باہم صداقت نہ برتین گے تو ہمیشہ ان کو دقتون کا سامنا رہیگا - ذرا ذرا سے امور مین شبہات پیدا ہون گے جن کا نتیجہ سواے بے لطفی اور بے اطمینانی کے کچھ نہین ہوتا تیسرے تحمل ہے اگر یہ نہ ہوگا تو بات بات مین جھگڑے قضیئے پیدا ہون گے اور شکر رنجیان پھیلین گی - گھر کی خوبی تو یہ ہے کہ گھر سے باہر جو تکالیف اور خلاف طبع امور برداشت کرنے پڑتے ہین اون سے یہان امن وراحت ملے نہ کہ گھر کے قضیئے ٹنٹے ہر وقت ناک مین دم رکھین - گھر کے کل لوگون مین باہم محبت اور موانست ہونے سے سب ایک دوسرے کے معین و شریک حال رہتے ہین - اور ہر ایک کے وہ تعلقات جو دوسرے گھر والون کے ساتھ ہین قایم رہتے - اور وہ سب محبت کی مستحکم زنجیرون سے جکڑے رہتے ہین -

۲ - محبت

محبت کی ضرورت

وہ کشش اور وہ جذبہ جو افراد انسان کو ایک دوسرے کی طرف راغب کرتا ہے "محبت" کہلاتا ہے - کوئی شخص خواہ تہذیب کے کسی درجہ پر کیون نہ ہو محبت کے اثر سے خالی نہین ایک جنگلی اور وحشی انسان کے دل مین بھی اپنی بیوی اپنی اولاد اور اپنے مکان کی خواہ وہ ایک غار ہی کیون نہ ہو ایسی محبت ہے جیسی کہ ایک مہذب - شائستہ اور لایق شخص کے دل مین - محبت ایک فطرتی قوت ہے جو مختلف اشخاص کو باہم انس کے رشتہ مین باندھ دیتی ہے - اس قوت کا اثر ہر زمانہ مین یکسان رہا ہے اور جب تک دنیا قائم ہے اس ہی طرح قائم رہے گا - کیونکہ محبت کو انتظام عالم اور حسن معاشرت و تمدن مین قانون اور عدالت سے زیادہ دخل ہے - قانون کی بندش عارضی اور مجبوری کی ہوتی ہے - اور انسان اس بندش سے گھبراتا اور اس کے توڑنے کے لئے موقعہ ڈھونڈھتا ہے - لیکن محبت کی بندش حقیقی پائیدار اور خوش گوار ہوتی ہے - اور کوئی شخص محبت کو توڑنا

اور کھونا پسند نہین کرتا۔ نظام شمسی کا انحصار کشش پر ہے اور تمام سیارون کی سلامتی کا مدار کشش ثقل کی بقا پر ہے اس ہی طرح تمام انسانون کی سلامتی امن اور رفاہ کا انتظام محبت پر منحصر ہے اگر ایک دن محبت دنیا سے مفقود ہو جائے تو بدنظمی۔ بربادی۔ خونریزی۔ ویرانی پھیل جائے۔ مان باپ اولاد کو مار ڈالین اور پرورش کے بارے سبکدوش ہو جائین اولاد والدین کی خدمت گزاری چھوڑ دے اور آزاد ہو جائے۔ خاوند بیویون کو اور بیویان خاوندون کو چھوڑ دین اور علیحدہ ہو جائین۔ آقا پرانی نوکرون کا حق خدمت بھولجائین اور روزینہ بند کر دین۔ نوکر پرانی آقاؤن کا حق نمک بھلا دین اور اگر ذرا تنخواہ مین دیر لگے تو ان کو تکلیف اور مصیبت مین چھوڑ کر بھاگ جائین۔ لوگون کو وطن سے اُنس اور قوم سے محبت نہ رہے وہ اس کی سرسبزی اور بہبودی کی ذرا بھی پرواہ نہ کرین۔ نہ کوئی قوم اور ملک کی حمایت کرے۔ نہ مذہب اور ملت کی پاس داری۔ غرض رابطۂ محبت اُٹھتے ہی دنیا مین ہل چل مچ جائے اور نظام امور مین ایسا فرق آجائے جیسے کشش ثقل یا کشش اتصال کے گم ہو جانے سے اجرام سماوی اور اجرام سفلی کا انتظام اور ترکیب خراب ہونی متصور ہے۔

حیوانات مین محبت

انسان کے علاوہ حیوانات مین بھی فطرت نے یہ مادہ عطا فرمایا ہے ایک چھوٹے سے چھوٹا پرندہ اور بڑے سے بڑا درندہ جانور اپنے جوڑے اور اپنے بچّے سے محبت کرتا ہے۔ کبوتر کو اپنے آشیانہ سے اتنی محبّت ہوتی ہے۔ کہ وہ کوسون کی مسافت طے کرکے اپنے گھر مین آتا اور خوش ہوتا ہے۔ پرند جانور دانہ پانی کی تلاش مین دن کو کوسون نکل جاتے ہین لیکن شام کو اپنے ہی آشیانہ مین آکر بسیرا لیتے ہین۔ گھوڑا کُتا۔ بلی اور سارے پلاؤ جانور اپنے پالنے والے سے محبت کرتے ہین۔ اُسے دیکھکر خوش ہوتے اور اس کے پاؤن پر لوٹتے ہین یہ ساری حرکتین محبت کراتی ہے

محبت کا اثر

جس کا اثر دلون پر اتنا قبضہ کرلیتا ہے کہ حکومت نہین کرسکتی۔ بیشک محبت بے تلوار کے حکومت کرتی ہے۔ محبت روح کا نور اور زندگی کی روشنی ہے دنیا کے

سارے مزے اور ساری خوشیان بغیر محبت کے ہیچ ہین بلکہ یہ بھی اس وقت زیادہ پرلطف ہوجاتی ہین جب اون لوگون کے ساتھ ہون جن سے انسان کو محبت ہوتی ہے

محبت طبعی

محبت انسان کے ساتھ پیدا ہوتی ہے اور سب سے پہلے جو جذبہ اس سے ظاہر ہوتا ہے وہ محبت ہے۔ شیرخوار بچہ جس مین خودغرضی یا اپنی ذاتی محبت کا نام بھی نہین ہوتا۔ مان یا اپنے پالنے والے کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے اور اس سے ملکر اُس کو جو راحت نصیب ہوتی ہے وہ دنیا کی کسی نعمت سے نہین ملتی بلکہ وہ کسی اور نعمت کو جانتا ہی نہین۔ اس محبت کو "محبت طبعی" کہتے ہین محبت کا یہ جذبہ جو اس وقت

محبت کے مدارج

پیدا ہوتا ہے کبھی نہین جاتا۔ طفولیت مین مان باپ سے زیادہ محبت ہوتی ہے جوانی مین بیوی سے۔ بڑھاپے مین اولاد سے اور عمر کے ہر ایک حصہ مین بھائی بہن دوست آشنا اور رشتہ دارون سے۔ ملک وقوم کی محبت سمجھ پختہ ہونے کے بعد پیدا ہوتی ہے اور بلند نظر۔ صاف باطن۔ نیک سرشت لوگون پر اس کا زیادہ اثر ہوتا ہے۔ مان باپ کو اولاد سے جو محبت ہوتی ہے یہ بھی طبعی ہوتی ہے اور اس سے زیادہ ہوتی ہے جتنی کہ اولاد کو مان باپ سے ہو۔ باپ اپنے فرزند کو اپنا ایک حصہ یا اپنی نقل تصور کرتا ہے اور اس ہی سبب سے یہ چاہتا ہے کہ اس مین وہ کمال پیدا ہو جو مجھ مین ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور اگر کسی باپ سے یہ بیان کیا جائے کہ آپ کا بیٹا آپ سے زیادہ لائق ہے تو اس کو گران نہین گزرتا بلکہ خوش ہوتا ہے۔ بھائیون مین جو محبت ہوتی ہے وہ مان باپ یا اولاد کی محبت سے کم ہوتی ہے کیونکہ بھائی مرتبہ اور سبب وجود مین شرکت رکھتے ہین اور یہ شرکت کسی قدر باعث منازعت ہوجاتی ہے۔ ایک حکیم سے کسی نے پوچھا کہ بھائی اچھا یا دوست جواب دیا کہ بھائی اگر دوست نہ ہو تو کس کام کا ہے! پھر بھی بھائیون مین قدرتاً اتنی محبت ہوتی ہے کہ دوستون کی محبت کی یہ مثال دیجاتی ہے کہ گویا وہ بھائی بھائی ہین۔ اس کے علاوہ اُستاد شاگرد۔ ہمسایہ۔ آقا نوکر۔ بادشاہ و رعیت۔ حاکم ومحکوم۔ غرض افراد انسانی کے بہت سے فرقون مین بھی محبت ہوتی

محبت ارادی

ہے۔ یہ "محبت ارادی" کہلاتی ہے۔ کیونکہ یہ محبت کسی طبعی جوش یا غیر اختیاری حالت کے سبب پیدا نہین ہوتی۔ بلکہ کسی غرض یا غایت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے وہ اغراض جو افراد انسانی کو محبت کے رشتہ مین جکڑتی ہین تین قسم کی ہوتی ہین۔ لذت۔ نفع۔ خیر۔ یہ اغراض جس قدر زیادہ قوی ہون گے اس ہی قدر زیادہ محبت ہوگی۔ اور ان اقسام کے اختلاف کے لحاظ سے محبت کا قیام بھی مختلف ہوتا ہے

اسباب محبت

مثلاً لذت سہل الحصول اور سریع الزوال شئے ہے اس سبب سے جس محبت کی غرض لذت ہو وہ جلدی پیدا ہوتی اور جلدی ہی جاتی رہتی ہے اور نفع چونکہ دیر مین حاصل ہوتا ہے اور جلدی جاتا رہتا ہے اس سبب سے جو محبت نفع پر مبنی ہو دیر مین پیدا ہوتی اور جلدی متغیر ہو جاتی ہے۔ لیکن خیر کا یہ حال نہین اہل خیر مین ایک روحانی موانست ہوتی ہے اور اس سبب سے وہ جلدی دوست ہو جاتے ہین اور چونکہ ان مین محبت بلا کسی خاص غرض کے ہوتی ہے اس مین کبھی زوال اور تغیر نہین ہوتا۔ بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ دو شخصون مین موانست طلب لذت یا نفع کے سبب سے شروع ہوتی ہے اور پھر مرتبہ بمرتبہ خیر کی طرف رجوع کرتی ہے اور ایسی مستحکم ہو جاتی ہے کہ عمر بھر نہین جاتی۔

محبت خوشی بخشتی ہے

محبت خوشی کا سرچشمہ ہے کیونکہ محبت اخلاق کے صرف روشن پہلو کو دیکھتی ہے اور ہمیشہ اس کا رُخ خوشی کی طرف رہتا ہے۔ محبت خوشی کے خیالات کو ترقی بخشتی ہے گویا جن دلون مین محبت ہے وہ ہمیشہ مسرت بخش آب و ہوا مین رہتے ہین یہان تک کہ محبت کی تکلیف بھی خوش گوار ہوتی ہے اور اس کے آنسو بھی شیرین ہوتے ہین۔ خوشی کا یہ حصہ جو ہر انسان کو بلحاظ انسان ہونے کے معمولاً حاصل ہوتا ہے زیادہ تر ان لوگون کی تعداد پر منحصر ہے جو اس سے محبت کرتے ہین یا جن سے وہ محبت کرتا ہے اگر دوسرے لوگون کے ساتھ محبت کا میل جول نہ ہو تو دنیا کی بڑی بڑی کامیابیان بھی اگرچہ دیانت داری سے حاصل کی گئی ہون مسرت و انبساط مین زیادتی نہین کرتین اور اس قسم کی محبت انسان کو زیادہ تر

اہل منزل کے ساتھ ہوتی ہے۔ سچی محبت جسمین پرہیزگاری شامل ہو (اورانسان کو اہل منزل کے ساتھ ایسی ہی محبت ہوتی ہے) انسان کی اخلاقی حالت کی عمدگی اور طبیعت کی صفائی کی دلیل ہے کیونکہ وہ انسان کو خودغرضی۔ ریاکاری۔ اور ایسے ہی بہت سے اخلاق ذمیمہ سے بچاتی اور ایثار اور بلند نظری سکھاتی ہے۔ اور وہ محبت جس کا اقتضاء بزرگون کا ادب اور ان کی قدر و منزلت کرتا ہو۔ انسان کے اخلاق کو زیادہ پاک اور اس کے رتبہ کو زیادہ بلند کرتی ہے اور اس کو نفس پرستی کی غلاظت سے نکال کر پاک اور منزہ کر دیتی ہے ایسی محبت خوش اخلاقی۔ ہمدردی۔ اعتبار۔ اعتماد۔ یگانگت۔ پیدا کرتی ہے۔ یہ محبت جو ابتدا مین اہل منزل کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ بعد مین بڑھتے بڑھتے دوست اقرباء اور پھر اس کے بعد ملک و قوم کی بہی خواہی تک پہونچ جاتی ہے۔ گویا وہ ایک شمع ہے کہ گھر مین روشن ہوتی اور سارے جہان کو منوّر کرتی ہے۔ اور وہ بے ریا محبت جو ملک و قوم کے لئے ہو تمدن مین آسائش اور قومی ترقی کا باعث ہوتی ہے۔ اس طرح محبت۔ عقل کی تیزی اور خیالات کی وسعت کا بھی باعث ہے اور محبت کا چراغ نہ صرف دل کو ہی روشن کرتا ہے بلکہ دماغ کو بھی۔

عاشقی رنج است و مردان را بسینہ راحت است
سلسلہ بند است و شیران را بہ گردن زیور است

باب دوم

(اقربا)

۱۔ محبت والدین

بزرگون کا ادب اور اطاعت

بچون کا فرض ہے کہ اپنے والدین سے محبت رکھین اور ان کا ادب کرین اور یہ جانین کہ جو کچھ وہ ہمارے واسطے یا ہمارے ساتھ کرتے ہین اگرچہ تنبیہ و تادیب ہی

ہو ہماری ہی بھلائی اور ہماری ہی بہبودی کے لئے ہے اور دلسوزی اور محبت ہی
اُن کو اوس فعل پر مجبور کر رہی ہے۔ لہذا اون کے حکم سے انحراف کرنا اپنے پانون
مین آپ کلھاڑی مارنا ہے" بزرگون کی زجر و توبیخ عقل کو تیز کرتی ہے اور اگر بچے
اپنی مرضی پر چھوڑ دیئے جائین تو ان مین کم عقلی کی وجہ سے بُری عادتین راسخ
ہو جائینگی اور وہ ننگ خاندان ہونگے۔ ناسپاس اولاد جو والدین یا بزرگون
کی اطاعت نہین کرتی (اور بزرگ بھی ایسے جنہون نے بیکسی اور بے بسی کے
زمانہ مین آپ طرح طرح کی تکلیفین اُٹھا کر پالا اور بفرط مہربانی و شفقت ہمیشہ اپنے
سے زیادہ اولاد کو آرام دیا) وہ نافرمانی والدین کی شامت سے تمام دنیا کی نظر مین
حقیر و ذلیل رہیگی کیونکہ والدین کی محبت نہ صرف بدلائل عقلی واجب ہے بلکہ
نیچرل ہے اور ان سے محبت نہ کرنا قانون قدرت کے خلاف کرنا ہے۔ مان باپ سے
محبت اور ان کی اطاعت ہی نہین بلکہ اُن کا ادب کرنا بھی شرط انسانیت ہے۔

مان باپ کے احسانات

اگر کسی شخص نے ہم پر کوئی احسان کیا ہو تو اس کے ساتھ اس کی ضرورت کے وقت
احسان نہ کرنا ناشکرگزاری اور ناسپاسی ہے۔ جس قدر زیادہ کسی کے احسان ہون
اوس کی ناشکری اتنی ہی زیادہ ناانصافی ہے والدین اولاد پر جس قدر احسان کرتے
ہین اس سے زیادہ کون کریگا۔ مان باپ کے طفیل وہ پیدا ہوئے ان کی ہی شفقت
و محنت سے پرورش پائی انہی کی بدولت تعلیم و تربیت پائی اور عقل و تمیز نصیب
ہوئی۔ بچہ شکم مادر مین اس کے خون سے پرورش پاتا ہے۔ پیدا ہو کر اس کا دودھ
پیتا ہے۔ مان ہزارون طرح کی تکلیفین بچے کی نگہداشت مین اُٹھاتی ہے۔ اور ایسے
زمانہ مین اس کی خبرگیری کرتی ہے جب کہ وہ اپنے مُنہ سے دودھ بھی نہین مانگ سکتا
تھا۔ اس کو بچہ کے آرام و آسائش کا اتنا خیال ہوتا ہے کہ رات دن وہ اس ہی کے
کام مین غلطان و پیچان رہتی ہے اور اپنی تکان کی ذرا بھی پرواہ نہین کرتی۔
جب بچے بڑے ہو جاتے ہین والدین اپنی عمر بھر کی کمائی ان کی تعلیم و تربیت مین
خرچ کر دیتے ہین۔ باپ نے جو سرمایہ مدتون مین ہڈیان پیل پیل کر جمع کیا تھا

وہ بیدریغ اولاد کی تعلیم مین خرچ کردیتا ہے اور اگر اولاد کوئی کمال حاصل کرے تو اس کا دل باغ باغ ہوجاتا ہے۔ کہ میری محنت ٹھیک لگی۔ اور باپ کی تمام خوشی اس مین ہے کہ وہ اپنے بچّہ کو سعادت مند دیکھے۔ پس جب ہم غیرون کے ذرا ذراسے احسان کا گُن مانتے ہین تو مان باپ کے اتنے احسانات کا شکریہ ہم سے کس طرح ادا ہوسکتا ہے اولاد کی ناسپاسی اور ناسعادتمندی سے مان باپ کو غصّہ نہین آتا بلکہ رنج ہوتا ہے اور ان کا اظہار ناراضی و غصّہ کرنا صرف اولاد کی بہی خواہی کے واسطے ہے نہ کہ اظہار حکومت کے لئے بھلا جن لوگون کو اتنی محبت ہو کہ اولاد کی ذراسی بیماری سے بےچین ہوجائین ان کی ذراسی تکلیف اُنھین ناگوار گزرے کہین دشمنی کرسکتے ہین۔ اور جو شخص کہ اپنے مان باپ کے ساتھ اچھے سلوک نہین کرتا وہ کسی کے ساتھ بھلائی نہ کریگا اور جو ایسے گھر ہین جہان سب اوس پر جان چھڑکنے والے ہون اتفاق و آرام سے نہین رہ سکتا وہ دنیا مین کہین آرام سے نہ رہ سکیگا۔ اور کسی شخص کو اس سے آرام اور محبت کی امید نہ رکھنی چاہئے۔ والدین کے بڑھاپے اور احتیاج کے زمانہ مین اون کی خدمت کرنی احسان نہین ہے بلکہ فرض ہے کیونکہ اُنھون نے ان دونون مین خدمت کی ہے جبکہ اولاد نہایت ہی کمزور حالت مین تھی اور اوسکو جو توانائی اور قوت حاصل ہوئی انھی کی بدولت نصیب ہوئی ہے۔ اولاد مان باپ کی خاطر خواہ کیسی ہی تکلیف اُٹھائے مگر اس تکلیف کے برابر نہین ہوسکتی جو والدین کو تربیت اور پرورش اولاد مین اُٹھانی پڑتی ہے پس اولاد کی خدمات نہ احسان ہین نہ قابل شکریہ بلکہ ادائے فرض ہین۔ مان باپ کے قریب ہی قریب اُستادون کا درجہ ہے اس سے دوسرے درجہ پر دیگر سرپرستون بزرگون اور رشتہ دارون کا حق ہے اور یہ سب ادب اطاعت اور محبت کے مستحق ہین۔ جو لوگ اپنے رشتہ دار بزرگون کا بلکہ بزرگ ہمعصرون کا ادب اور لحاظ کرتے ہین اور انکے پاک یا عالی خیالات یا بزرگ کامون کی قدر کرتے ہین وہ ضرور شریف اور نیک دل ہین

مان باپ کی خدمت فرض ہے۔

ادب باہمی رشتہ داروں خاندان اور گھر کے ممبروں - شہر کے باشندوں قوم کے لوگوں میں برابر خوشی کا باعث اور ترقی کا ممد ہے -

۲- برادرانہ محبت

برادرانہ محبت قومی محبت کی اصل ہے

بھائی بہنوں کے حقوق محبت اور مہربانی پر مبنی ہیں - بڑوں کو چھوٹوں کی مدد کرنی ان کو راہ راست بتانی اور خطروں سے بچانا - اور چھوٹوں کو اطاعت کرنی اور شکریہ ادا کرنا چاہئے اور سب پر فرض ہے کہ ایک دوسرے کی خوشی کے زیادہ کرنے کی سعی کریں کیونکہ انہوں نے ایک ہی والدین کی محبت کا حظ اٹھایا ہے اور ایک ہی طریقۂ زندگی میں پلے ہیں - ایک حکیم کا قول ہے کہ گھر میں جن جن فضائل کی بنیاد طبیعت میں پڑتی ہے وہ ایسی مستحکم ہوتی ہے کہ زندگی بھر قائم رہتی ہے اب جس طرح چھوٹے بھائی بہنوں سے سلوک کیا جاتا ہے اس ہی طرح لیکن زیادہ وسعت سے دنیا کے معاملات میں اوروں کے ساتھ ہوگا - کتنے افسوس کی بات ہے کہ لوگ آبائی ترکہ اور مالی تقسیم کے کارن طبعی تعلق محبت اور مسرت اتفاق کو چھوڑ دیتے ہیں اور قدرت کے ورثہ کو ترک کرکے روپیہ کے لالچ سے برادرانہ الفت قطع کر دیتے ہیں جن کی یہ حالت ہو کہ برادرانہ تعلقات نہ نبھا سکیں اُن سے کیا امید کی جاسکتی ہے کہ قوم اور ملک کے لئے وہ وفادار ثابت قدم اور محب ثابت ہوں گے - کیونکہ اُن کے دل میں سرے سے محبت کا مادہ ہی نہیں ہے اور جب ایسا قوی تعلق ان کو ایسے محدود حلقہ میں درجۂ اعتدال پر نہ رکھ سکا تو جب تعلقات کا دائرہ وسیع ہوگا تو رشتۂ اُلفت کا باقی رہنا ناممکن ہے -

وراثت کے جھگڑے

تقسیم وراثت کے جھگڑے اکثر بھائیوں کو کشیدہ کر دیا کرتے ہیں - اگر بھائی اپنے حقوق کا خیال رکھیں اور عدالت سے انحراف نہ کریں تو کوئی رنجش کی بات پیدا نہیں ہوسکتی لیکن اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک وارث جس قدر لینا چاہتا یا لیتا ہے دوسرے اس کو اپنی حق تلفی سمجھتے ہیں یا خود زیادہ لینا چاہتے ہیں - یا اکثر

یہ شکایت ہوتی ہے کہ بھائی اپنے مال اور جائداد مین اُن کو حصہ نہین دیتا۔ دنیا مین کون ہے جو اپنے مال مین سے دوسرے کو حصّہ دیتا ہو تو یہ شکایت باقی تمام زمانہ سے بھی ہونی چاہئے کہ اپنے مال مین ہمین کیون نہین تصرف کرنے دیتے دوسری طرف اس بھائی کا یہ حال ہے کہ نوکر سے ذرا سا کام نکلے تو انعام واکرام سے نہال کردین۔ غیرون مین سے کوئی سیدھے مُنہ بات کرے تو شکریہ مین تحائف بھیجین لیکن اگر بھائی اپنی جان بھی نثار کردے تو ذرا قدر نہین۔ گویا بھائی اس قابل نہین کہ اس کو غیرون کی طرح بھی دوست بنایا جائے۔ اگر دیکھا جائے تو ایک مان سے پیدا ہونا۔ ایک گھر مین رہنا۔ ساتھ پرورش اور تربیت پانا ایسی باتین ہین کہ بہت کچھ محبت وموافقت پیدا کرنے والی ہین۔ لیکن غلط فہمی اس تاثیر کو مٹا دیتی ہے اور اون مین باہم غیرون سے بھی بدتر جھگڑے اور قضیہ ہونے لگتے ہین۔ بھائیون کو تو اس طرح مل جل کر رہنا چاہئے کہ ایک دوسرے کی معاونت کرین اور ترقی مین مدد ہون نہ کہ دوسرے بھائی کی ترقی کو روکین یا اُسکے کامون مین رخنہ ڈالین۔ خداوند تعالےٰ نے دو ہاتھ دو پانون دئے ہین تاکہ ایک ہاتھ دوسرے کو کام مین مدد دے۔ ایک پانون دوسرے کو چلنے مین سہارا دے۔ ان سے یہ مطلب نہین ہے کہ ایک ہاتھ کوئی کام کرنا چاہے تو دوسرا مزاحمت کرے اور ایک پاؤن دوسرے پانون کو چلنے مین اڑنگا لگائے۔ یہی حال بھائیون کا ہے کہ ہر حال مین ایک دوسرے کے ہاتھ پانون کی طرح معاون ومددگار ہون یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ خداوند تعالےٰ نے جو چیز فائدے اور آرام کے لئے بنائی ہے وہ مضرت اور نقصان پہونچانے والی بنجائے۔ ہاتھ پانون آنکھین کان اگرچہ دو دو ہین لیکن ان کے کام پھر محدود ہین ہاتھ ایک ہی وقت میں دو چیزون تک جو دور دور رکھی ہون نہین پہونچ سکتا۔ پانون ایک وقت مین ایک قدم سے زیادہ فاصلہ نہین طے کرسکتے۔ آنکھین پیٹھ کے پیچھے کی چیزون کو نہین دیکھ سکتین لیکن جب دو بھائیون مین محبت واتحاد ہو تو کوئی فاصلہ اُن کو

برادرانہ معاونت

باہمی معاونت سے نہین روک سکتا۔

باب سوم

تاہل

وَمِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْۤا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً[1]

مناکحت کی خواہش

سولہ سترہ برس کی عمر سے دل مین وہ شعلہ بھڑکنا شروع ہوتا ہے جس کو جوش جوانی یا ولولہ کہتے ہین۔ یہ آگ اگر مناسب وقت پر نہ بجھائی جاے تو ۲۷۔۲۸ برس کی عمر تک عموماً نہایت زور سے بھڑکتی رہتی ہے۔ یہ زمانہ اخلاق کے لحاظ سے نہایت نازک اور خطرناک زمانہ ہے۔ کہ اس جوشیلے سمندر مین سے پاک دامن گزرنے کے لئے نہایت احتیاط۔ نہایت خودداری اور اعلیٰ درجہ کی پیش بینی عزیمت تامہ اور پابندی مذہب اور مکارم اخلاق کی ضرورت ہے۔ جوانی کے خوش نما پھولون مین شہوانی کانٹے اس طرح چھپے ہوے اور کثرت سے ہوتے ہین کہ احتیاط کا دامن ذراسی چوک مین پارہ پارہ کر دیتے ہین۔ یہ وہ زمانہ ہے جس مین پارسائی اور پاکیزہ خیالات کی دھجیان اُڑ جاتی ہین۔ یہی زمانہ ہے کہ بہت سے روشن خیال لوگون کا پوشیدہ پہلو تاریک اور دھندلا نظر آتا ہے یہی زمانہ اس کو گناہ اور بے احتیاطی سے تاریک بنا دیتا ہے۔ اگرچہ دوسرا پہلو روز روشن سے زیادہ منور مجلّا کیون نہ ہو۔ اسی زمانہ کی بے اعتدالیان آخر عمر مین حسرت وافسوس سے خون رولاتی ہین اور کونشنس ہمیشہ متاسف اور رنجور ہی نہین رکھتا۔ بلکہ بعض اوقات ناامیدی ایسی دل پر چھاجاتی ہے کہ انسان اپنی جان سے بیزار ہوجاتا ہی نوجوانو جب عشق کے سمندر مین تلاطم برپا ہو تو تردامنی سے بچنا ایسا نہ ہو کہ جوانی تو چاردن کی چاندنی کی طرح ڈھل جائے۔ اور پھر بقیہ عمر دست افسوس ملتے گزرے

[1] اور اُس کی (اللہ) نشانیون مین سے ایک یہ ہے کہ تمھارے لئے اوس نے تم مین سے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم اون سے آرام پاؤ اور اوس نے تمہارے درمیان دوستی اور رحمت قائم کردی ۱۲

ہان احتیاط اور عزم سے کام لو۔ پیش بینی کی لالٹین لیکر عقل سلیم کی پیروی کرو۔
یاد رکھو کہ اخلاق کے جتنے سبق پڑھائے گئے ہین وہ اسی دن کے لئے ہین۔
دنیا مین کوئی مشکل نہین جس کی تدبیر نہ ہو کوئی مرض نہین جس کا علاج نہ ہو ہان
کوئی شخص تشخیص اور علاج سے ناواقف ہو یا پرہیز نہ کرے تو وہ جانے اس عمر مین ایک
فطرتی جوش یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ آنکھین کسی اچھی صورت کو دیکھتے ہی محو نظارہ
ہو جاتی ہین۔ اور بانکپن یا سنگار کے ایک ایک ادا پر توجہ سے نکتہ چینی کرتی
ہین۔ شوق اور ولولے سینہ مین بھڑکتے ہین۔ اور غیر معمولی تکلیف دہ خواہشین
دل و دماغ پر ایسا اثر ڈالتی ہین کہ بعض اوقات استقلال کے قدم جادۂ مستقیم
سے بھی بھٹکا دیتی ہین۔ اور اسی سبب سے یہ زمانہ جس قدر خوش نما ہے اتنا ہی
خوفناک۔ عورتین بھی اس فطرتی قانون سے خالی نہین مگر قدرت نے ان کی
سرشت مین شرم و حیا رکھی ہے۔ کہ وہ جب اُس وادی مین پہونچتی ہین تو خود بخود
اپنے سایہ سے بھڑکنے لگتی ہین۔ آنکھون مین حیا پیدا ہو جاتی ہے۔ دل مین شرم و
حجاب آتا ہے اور اسی لحاظ سے قدرت نے ان کو شرف دیا ہے کہ مردون کو پرہیزگار
اور باحیا رہنے کے لئے پابندی اور عزیمت تامہ کی ضرورت ہے۔ لیکن اگر لڑکیون
کو بدقسمتی دھکا دے تو پردہ حیا کو اُٹھانا اور جبلی شرم کو مشکل سے توڑنا پڑتا ہے
قدرت کا کوئی فعل فائدہ اور حکمت سے خالی نہین حیوانات مین اس مادہ سے
بھی بہت سے ضروری کام لئے جاتے ہین اور اصل پوچھو تو بقائے نسل کا سبب
یہی ہے۔ لیکن کوئی کام کیون نہ ہو فی نفسہ نہ اچھا ہے نہ بُرا۔ صرف اس کا طریقہ
استعمال خواہ مدارج استکمال پر پہونچا کر اشرف و اعلی بنائے اور خواہ صراط مستقیم
سے پھیر کر حضیض نکبت مین گرائے شریعت نے اسی سبب سے قوتون سے عمدہ
پھل حاصل کرنے اور اون کو مفید طور پر کام مین لانے کے طریقے سکھائے ہین
اور طبیعت پر بیجا جبر کرنا نہین بلکہ اِس کے انعامات کا پورا پورا حظ اوٹھانا اور
سچی مسرت اور تسکین حاصل کرنا سکھایا ہے۔ اور اس ہی سلئے فرمادیا کہ

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ[له] لیکن نکاح کی شرط ضروری ہے۔ اور اس لئے قرار دی ہے کہ اس کے بغیر نہ حفظ ناموس ممکن تھا نہ سوشیل لائف مین امن۔ ورنہ نسل انسان خانگی خوشیون اور خانہ داری کے بیشمار آرام و برکتون سے بالکل محروم ہوجاتی[له] فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ۔

خداوند تعالےٰ نے عورت کو مرد کا مدد گار بنایا ہے اور ان دونون کو اُلفت کے رشتہ مین جکڑا تاکہ ازدواج کے ذریعہ سے ایک دوسرے کی کمی کو پورا کرین اور پھر دونون کی خوشیان بڑھتی جائین۔ مرد کما کر لاتا ہے تو عورت اس کو سلیقہ اور ہنرمندی سے اُٹھاتی اور محنت اور کفایت شعاری مین مدد دیتی ہے۔ چاہتی بیوی سچی دوست ہے اور عصمت خوشی وفاداری آرام وتسکین کا سرچشمہ ہے تنہائی مین رفیق ہے مصیبت مین ساتھی۔ مشکلون مین مددگار۔ بیماری مین آرام دہ۔ فارغ البالی مین زینت تجاویز مین مشیر اور دنیا کے مکروہات مین تسکین کا منبع جو غریب مصیبت زدہ کسان یا مزدور کے لئے بھی ایسی ہی دل خوشکن اور آرام دہ ہے جیسے کہ امیر کبیر اور متمول آدمی کے لئے۔ جب دو دل محبت کے رشتون مین پھنس جاتے ہین تو ہمدردی۔ معاونت اور دنیاوی خوشیون کے دریچہ دلون پر کھل جاتے ہین۔ اور اب کچھ اور ہی انبساط حاصل ہونے لگتا ہے۔ جس سے اس وقت تک واقفیت نہ تھی۔ اس مین شک نہین کہ نئے امتحان اور نئے نئے افکار بھی پیدا ہوجاتے ہین مگر ساتھ ہی عمدہ عمدہ پھل بھی ملتے ہین جن سے ان افکار کی تلافی ہوتی رہتی ہے۔ مانا کہ متاہلانہ زندگی کے افکار وسعت تعلقات کے سبب زیادہ ہوتے ہین۔ لیکن تجرد کی تکالیف اس سے بڑھی ہوئی ہین۔ پاکدامنی اور حفظان صحت کے علاوہ بھی دیکھا جائے تو مجرد شخص ایک خانہ بدوش ہے جسے کسی جگہ وہ اصلی آرام اور دلچسپی نہین جو متاہل شخص کو اپنے گھر مین ہوتی ہے۔ کون ہے جو اس کے پیٹھ پیچھے اس کی واپسی کا شوق سے انتظار کرے۔ اور اسکی

تاہل کے آرام

[له] پس نکاح کرو تم اون عورتون سے جو تم کو اچھی معلوم ہون [له] حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہین ہوتا۔

...یسی سے قبل اس کے آرام اور آسایش کے سامان کماحقہ خوبی اور نہایت
...یت شعاری سے مہیا کر کے رکھے - اگر نوکر چاکر ہین بھی تو وہ آقا کی غیر حاضری
...ن ...ی موجودگی سے زیادہ غنیمت جانتے ہین - اور پھر دل مین وہ محبت اور
محبت مین وہ دلسوزی وہ ہمدردی وہ سلیقہ کہان! کیا نوکر بیماری مین تیمارداری
مین یا مصیبت مین رفاقت اور خدمت ایسی دلسوزی سے باوجود تنخواہ و معاوضہ
زر کر سکتے ہین - جیسے بیوی یا اولاد - علاوہ ازین اگر اولاد کی خواہش ہے تو بیوی
کرنی ضرور ہے یہ ضرور ہے کہ شادی سے قبل آمدنی اس قدر کافی ہو کہ بیوی اور
اولاد کو تنگی معاش نہ ہو - لیکن اگر کوئی مستقل آمدنی یا مزدوری غریبانہ حیثیت سے
زندگی بسر کرنے کے قابل ہے تو یہ حالت بھی شادی کی مانع نہین - لوگ شادی کے
متعلق خیالی ضرورتون اور غیر ضروری اخراجات کو مد نظر رکھ کر اپنی مقدرت سے زیادہ
بوجھ اُٹھانے سے گھبراتے ہین یا کسی ایسی جگہ شادی کرنی چاہتے ہین جو اُن کی
حیثیت سے زیادہ ہو اور اس لئے ضرور ہوتا ہے کہ وہ اپنی ظاہری حالت ایسی بنائین
جو اُن کی دسترس سے باہر ہے اس صورت مین شادی بجاے راحت کے کلفت کا
سبب ہو گی اور ہوتی ہے اور جن لوگون نے اس قسم کی غلطی سے تکلیف و نقصان
اُٹھایا ہے - وہ بجائے اپنی غلطی تسلیم کرنے کے فقط شادی کو اس نقصان کا
سبب بتاتے ہین -

یہ بھی اللہ تعالےٰ کا ایک انعام ہے کہ مرد کو لایق و فائق بیوی اور عورت کو
عمدہ شوہر ملے جس کے ساتھ وہ امن اور اطمینان سے زندگی بسر کرے اور قسمت کے
بھلے بُرے مین دونون شریک ہون - لیکن یہ ساری خوشیان اور ساری برکتین اس ہی
وقت حاصل ہوتی ہین کہ شادی مناسب وقت پر اور مناسب طریقہ پر کیجائے اور شوہر و
زوجہ ہم مذاق اور ہم خیال ہون -

نسبت کی تلاش

شاید سمندر سے موتی نکالنا آسان ہے لیکن اچھی بیوی ڈھونڈھنا مشکل اس سے
یہ مراد نہین ہے کہ اچھی بیویون کا کال ہے - نہین بلکہ اُن سے آگہی حاصل کرنے کے

فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ[1] لیکن نکاح کی شرط ضروری ہے۔ اور اس لئے قرار دی ہے کہ اس کے بغیر نہ حفظ ناموس ممکن تھا نہ سوشیل لائف مین امن۔ ورنہ نسل انسان خانگی خوشیون اور خانہ داری کے بیشمار آرام اور برکتون سے بالکل محروم ہوجاتی فِعۡلُ الۡحَکِیۡمِ لَا یَخۡلُوۡ عَنِ الۡحِکۡمَۃِ[2]۔

تاہل کے آرام

خداوند تعالٰے نے عورت کو مرد کا مددگار بنایا ہے اور ان دونون کو اُلفت کے رشتہ مین جکڑا تاکہ اذدواج کے ذریعہ سے ایک دوسرے کی کمی کو پورا کرین اور پھر دونون کی خوشیان بڑھتی جائین۔ مرد کماکر لاتا ہے تو عورت اس کو سلیقہ اور ہنرمندی سے اُٹھاتی اور محنت اور کفایت شعاری مین مدد دیتی ہے۔ چاہتی ہوی سچّی دوست ہے اور عصمت خوشی وفاداری آرام وتسکین کا سرچشمہ ہے تنہائی مین رفیق ہے مصیبت مین ساتھی۔ مشکلون مین مددگار۔ بیماری مین آرام دہ۔ فارغ البالی مین زینت تجاویز مین مشیر اور دنیا کے مکروہات مین تسکین کا منبع جو غریب مصیبت زدہ کسان یا مزدور کے لئے بھی ایسی ہی دل خوشکن اور آرام دہ ہے جیسے کہ امیر کبیر اور متمول آدمی کے لئے۔ جب دو دل محبت کے رشتون مین پھنس جاتے ہین تو ہمدردی۔ معاونت اور دنیاوی خوشیون کے دریچہ دلون پر کھل جاتے ہین۔ اور اب کچھ اور ہی انبساط حاصل ہونے لگتا ہے۔ جس سے اس وقت تک واقفیت نہ تھی۔ اس مین شک نہین کہ نئے امتحان اور نئے نئے افکار بھی پیدا ہوجاتے ہین مگر ساتھ ہی عمدہ عمدہ پھل بھی ملتے ہین جن سے ان افکار کی تلافی ہوتی رہتی ہے۔ مانا کہ متاہلانہ زندگی کے افکار وسعت تعلقات کے سبب زیادہ ہوتے ہین۔ لیکن تجرد کی تکالیف اس سے بڑھی ہوئی ہین۔ پاکدامنی اور حفظان صحت کے علاوہ بھی دیکھا جائے تو مجرد شخص ایک خانہ بدوش ہے جسے کسی جگہ وہ اصلی آرام اور دلچسپی نہین جو متاہل شخص کو اپنے گھر مین ہوتی ہے۔ کون ہے جو اس کے پیٹھ پیچھے اس کی واپسی کا شوق سے انتظار کرے۔ اور اسکی

[1] پس نکاح کرو تم ان عورتون سے جو تم کو اچھی معلوم ہون [2] حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہین ہوتا۔

واپسی سے قبل اس کے آرام اور آسایش کے سامان کما حقہ خوبی اور نہایت کفایت شعاری سے مہیا کرکے رکھے۔ اگر نوکر چاکر ہین بھی تو وہ آقا کی غیر حاضری اس کی موجودگی سے زیادہ غنیمت جانتے ہین۔ اور پھر دل مین وہ محبت اور محبت مین وہ دلسوزی وہ ہمدردی وہ سلیقہ کہان! کیا نوکر بیماری مین تیمارداری مین یا مصیبت مین رفاقت اور خدمت ایسی دلسوزی سے باوجود تنخواہ ومعاوضہ کر سکتے ہین۔ جیسے بیوی یا اولاد۔ علاوہ ازین اگر اولاد کی خواہش ہے تو بیوی کرنی ضرور ہے یہ ضرور ہے کہ شادی سے قبل آمدنی اس قدر کافی ہو کہ بیوی اور اولاد کو تنگی معاش نہ ہو۔ لیکن اگر کوئی مستقل آمدنی یا مزدوری غریبانہ حیثیت سے زندگی بسر کرنے کے قابل ہے تو یہ حالت بھی شادی کی مانع نہین۔ لوگ شادی کے متعلق خیالی ضرورتون اور غیر ضروری اخراجات کو مدنظر رکھ کر اپنی مقدرت سے زیادہ بوجھ اٹھانے سے گھبراتے ہین یا کسی ایسی جگہ شادی کرنی چاہتے ہین جو اُن کی حیثیت سے زیادہ ہو اور اس لئے ضرور ہوتا ہے کہ وہ اپنی ظاہری حالت ایسی بنائین جو اُن کی دسترس سے باہر ہے اس صورت مین شادی بجاے راحت کے کلفت کا سبب ہوگی اور ہوتی ہے اور جن لوگون نے اِس قسم کی غلطی سے تکلیف و نقصان اُٹھایا ہے۔ وہ بجائے اپنی غلطی تسلیم کرنے کے فقط شادی کو اِس نقصان کا سبب بتاتے ہین۔

یہ بھی اللہ تعالےٰ کا ایک انعام ہے کہ مرد کو لایق وفائق بیوی اور عورت کو عمدہ شوہر ملے جس کے ساتھ وہ امن اور اطمینان سے زندگی بسر کرے اور قسمت کے بھلے بُرے مین دونون شریک ہون۔ لیکن یہ ساری خوشیان اور ساری برکتین اس ہی وقت حاصل ہوتا ہین کہ شادی مناسب وقت پر اور مناسب طریقہ پر کیجائے اور شوہر و زوجہ ہم مذاق اور ہم خیال ہون۔

نسبت کی تلاش

شاید سمندر سے موتی نکالنا آسان ہے لیکن اچھی بیوی ڈھونڈھنا مشکل اس سے یہ مراد نہین ہے کہ اچھی بیویون کا کال ہے۔ نہین بلکہ اُن سے آگہی حاصل کرنے کے

ذرائع مفقود ہین اچھی بیویان کبھی ایسے لوگون کے پلہ بندھتی ہین جو اُن کے لایق نہون اس ہی طرح کبھی اچھے مردون کو ایسی بیویان ملتی ہین جن کی وجہ سے عمر بھر مصیبت مین رہتے ہین - جو ان کے خیالات عادات اور حالات کے بالکل خلاف ہوتی ہین اس کا بُرا نتیجہ سب سے پہلے تو یہ ہوتا ہے کہ میان بیوی مین اُلفت نہین ہوتی - اور ایک دوسرے کی صحبت ناگوار خیال کرتے ہین - بیوی تو مرد کو آرام پہونچانے اور گھر کا انتظام کرنے سے غفلت کرتی اور بدخلقی اور کج ادائی کرتی رہتی ہے - اور مرد تنگ ہو کر اپنے لطف صحبت کے واسطے اور جلیس ڈھونڈھتا ہے - اور اس طرح وہ تاہل جیتے جی کا دوزخ اور عمر بھر کی قید سے بدتر معلوم ہوتا ہے - میان بیوی کی نااتفاقی کا اثر اولاد پر بھی پڑتا ہے - وہ والدین کی بُری مثال دیکھ کر اس حالت کو داخل معاشرت یا ضروری اور معمولی چیز خیال کرکے اس سے اجتناب نہین کرتی - بلکہ اس ہی راستہ کو اختیار کرتی ہین - یہ خرابی اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ رسم ورواج کی پابندی نے اُن دو شخصون کے اختیارات جو ہمیشہ قسمت کی ایک سی حالت گزارنے کے لئے پیدا کئے گئے ہین سلب کر لئے ہین - اس سے پہلی خرابی تو یہ واقع ہوتی ہے کہ شادیان قبل از وقت کی جاتی ہین - کہ زوجین اپنے حقوق اور خانہ داری کے فرائض سے آگاہ نہین ہوتے یا اس قدر عرصہ کے بعد یکجا ہوتی ہین کہ ضبط خواہشات پر قادر نہین رہتے - بڑی عمر مین شادی سے ایک یہ خرابی بھی واقع ہوتی ہے کہ ان کے خیالات اور عادات چونکہ پختہ اور راسخ ہو جاتے ہین - اس واسطے ایک دوسرے کی طبیعت کی موافقت نہین کر سکتی نہ دوسرے کے مذاق اور پسندیدگی کو قابل لحاظ خیال کرتے ہین - ہندوستانی سوسائیٹیون مین بچون کا بیاہ کرنا اور ان کا سہرہ دیکھنا بڑی محبت اور خوشی خیال کیا جاتا ہے - لیکن افسوس ہے کہ اکثر صورتون مین بجائے محبت کے دشمنی ثابت ہوتا ہے - کیونکہ دونون غیر پختہ حالت مین ہوتے ہین - اور کسی کے عادات اطوار چال چلن اخلاق کا پورا پورا حال نہین کھلتا - اگر بڑا ہو کر وہی لڑکا جاہل ناشایستہ نکھٹو بد اخلاق بدچلن بد اطوار

شادی قبل از وقت

ہوتو اوس پاکباز لڑکی کے دل سے پوچھئے جس نے آنکھ کھولکر اپنے تئین ایسے بدکردار سے وابستہ دیکھا اسی طرح لڑکی کے اوضاع اور اطوار پسندیدہ نہین تو اس بدنصیب لڑکے کی ساری خوشیان اور سارے آرام خاک مین مل گئے۔ اولاد کی طفولیت مین شادی کرنی اس کو بڑی خوشی سے محروم کرنا اور اس کی حق تلفی کرنی ہے۔ کیونکہ ہر ایک چیز اس ہی زمانہ مین دل خوش کن اور پر بہار معلوم ہوتی ہے جس زمانہ کے وہ شایان ہو۔ بچے جس قدر مٹھائی کھلونے لیکر خوش ہوتے ہین جائداد سے نہین ہوتے۔ لیکن بڑے ہوکر وہی کھلونے ان کو حقیر معلوم ہونے لگتے ہین اور ان کی وسیع نظر اس سے کسی قدر زیادہ بیش قیمت چیز پر ٹھیرتی ہے۔ غرض عمر کے ساتھ ساتھ مختلف جذبات طبیعت مین پیدا ہوتے ہین۔ اور اگر وہ جذبات اوس وقت پورے ہون تو خوشی بخشتے ہین نہ اس سے پہلے نہ اس کے بعد۔ والدین طفولیت مین اولاد کی شادی کرتے ہین اس لئے کہ اس تقریب سے ان کا دل خوش ہوگا مگر ان کو یہ معلوم نہین کہ یہ خوشی اولاد کا حصہ ہے نہ کہ والدین کا۔ بڑے ہوکر جب دلون مین شوق اور جذبات پیدا ہون گے تو یہ موقعہ ان کو کیونکر ملیگا۔ کیون کہ قدرت کا یہ خاصہ ہے کہ جو بے تمنا ملے اس کی خوشی نہین ہوتی۔ بلکہ خوشی کے واسطے ضرور ہے کہ پہلے آرزو ہو اور پھر حصول۔ چند اور خرابیان بھی قبل از بلوغ شادی مین واقع ہوتی ہین۔ مثلاً یہی کہ بچے چونکہ زیادہ نازک ہوتے ہین ان مین اموات بھی زیادہ ہوتی ہین۔ لہذا کم عمر بیواؤن کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ تکمیل نمو و سن رشد سے قبل شادی کرنے سے اولاد بھی کمزور اور بیمار پیدا ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے۔ کیونکہ خام حالت مین پیدا ہوتی ہے۔ اور دوسری مشکل یہ پڑتی ہے کہ ماں باپ چونکہ خود کم سن ہوتے ہین ان کو پرورش اور نگہداشت کا سلیقہ نہین ہوتا اور یہ خرابی کیا کم ہے کہ بچپنے کی شادی حصول اور اکتساب کمال سے محروم رکھتی ہے کیونکہ کچھ تو دلی توجہ منقسم ہو جاتی ہے اور کچھ تعلیم مین پورا وقت صرف نہین کیا جاتا۔ اور پھر عیال اور اطفال کا فکر درجۂ کمال تک پہونچنے سے پہلے

اکتساب معاش کے پھندون مین پھنسا دیتا ہے۔ لڑکے علوم وفنون کی ماہیت سے بے بہرہ رہجاتے ہین تو لڑکیون کو خانہ داری کا سلیقہ نہین آتا غرض جب تک دونون پختہ نہ ہوجائین شادی رحمت نہین زحمت ہوتی ہے۔ شادی کرنے سے پہلے لڑکا لڑکی دونون مین اتنی قابلیت ہونی چاہئے کہ وہ جانین کہ اب ہم زندگی کے کس حصہ مین قدم رکھتے ہین اور وہ کیا ہے اور اس کے فرائض کیا کیا ہین اور کون کون سے تعلقات پیدا ہون گے جن سے اس وقت تک سروکار نہ تھا۔ کیونکہ شادی کوئی بچون کا کھیل نہین۔ یہ تو وہ تعلق ہے جو جان کے ساتھ جاتا ہے اور پھر تعلق بھی ایسا کہ دونون ملکر ایک ہی خیال کئے جاتے ہین۔ اس سبب سے اگر شادی حسب دلخواہ نہ ہو تو عذاب بھی عمر بھر کا ہے۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ مان باپ اولاد کا شریک قسمت اپنی پسند کے موافق انتخاب کرتے ہین نہ اولاد کی پسند کے لحاظ سے سوشیل لائف مین خرابی کی جڑ یہ ہے کہ میان بیوی کے خیالات مین فرق ہو۔ اسلئے ضرور ہے کہ دونون ایک دوسرے کی لیاقت خیالات۔ مزاج۔ عادت۔ حالات سے پوری پوری واقفیت رکھتے ہون۔ تاکہ ان مین کوئی اختلاف واقع نہ ہو جو شکررنجی اور فقدان محبت پیدا کرے۔ میان بیوی کے لئے آرام کی لازمی شرط ہے محبت۔ اور محبت کے لئے پسندیدگی ضروری ہے۔ ہر ایک شخص کا میلان طبع جدا ہے حتّٰی کہ زمانہ کے اثر سے مان باپ اور اولاد کے مذاق مین بھی فرق ہوتا ہے یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو اوصاف والدین نے پسند کئے ہین اولاد بھی ان کی ویسی ہی قدر کرے اور شاید یہ کہنا بیجا نہین ہے کہ جاہل اور اصول شادی سے ناواقف والدین جن کی تعداد زیادہ ہے ایسی ایسی باتون کا لحاظ کرتے ہین جو کم مفید اور کم قابل لحاظ ہین اور ان امور کا خیال بھی نہین آتا جو حقیقی خوشی اور آرام بخشنے والے ہین اور اس ہی کا نتیجہ ہے کہ گاہ گاہ میان بیوی مین سلوک اور سنجوگ نہین ہوتا۔ اس خراب طریقہ کا مفصل حال بیان کرنے یا اس پر نکتہ چینی کرنے کے بجائے شاید یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ شادی کے اصول اور انتخاب کے طریقے بیان کئے جائین تاکہ نسبت ڈھونڈتے وقت

شادی سے قبل حقوق زوجیت کا علم ضرور ہے

انتخاب مین ماں باپ کی رائے کے ساتھ اولاد کی رائے بھی شریک ہونی چاہئے

ان امور پر لحاظ کرکے اوصاف حمیدہ کی جانچ پڑتال کر لی جایا کرے خواہ شادی کرنیوالے خود تلاش کرین خواہ اون کے بزرگ علہ اَلدُّنۡیَا مَتَاعٌ وَخَیۡرُ مَتَاعِ الدُّنۡیَا الۡمَرۡأَۃُ الصَّالِحَۃُ اوپر کے بیان سے یہ مراد ہرگز نہین ہے کہ بزرگون کو اس کام مین دخل نہ دیا جاے اور ان کو دودھ کی مکھی کی طرح علیحدہ کردین۔ کیونکہ یہ طریقہ بھی خرابی سے خالی نہین ہے۔ اور سب سے بڑی خرابی تو یہی واقع ہوگی کہ چونکہ پردہ کی رسم اور رواج زیادہ ہے شریف اور قابل لڑکے اچھی لڑکیون سے تو واقفیت ہونگے نہین اور میلان طبع ان کے ساتھ وابستہ کردے گا جن کو جوش طبع نے جوانی کی اُمنگون مین پسند کرکے ان کی خرابیون سے دانستہ اغماض کیا ہو۔ لیکن جب وہ جوش ٹھنڈا پڑ جائیگا اور وہ عیب سوجھنے لگین گے تو پشیمانی اور خانہ ویرانی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ ہان بزرگ اپنی صلاح اور انتخاب مین شادی کرنے والے کی راے اور پسندیدگی دریافت کر لیا کرین اور ان کو اپنے انتخاب کی پوری پوری کیفیت سے آگاہ کردین۔ اگر ان کا دہان میلان نہ ہو تو اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ لیکن مشکل تو یہ واقع ہوتی ہے کہ لڑکیان حد طفولیت سے ذرا زیادہ قدم رکھتے ہی عورتون سے بھی پردہ مین رکھی جاتی ہین۔ خصوصًا ان عورتون سے تو پورے پردہ کے فرائض ادا کئے جاتے ہین جن کے خاندان مین آیندہ اُن کو ایک ممبر بن کر رہنا تجویز کیا جا رہا ہو۔ یا اُن لڑکون سے چھپا دی جاتی ہین (اگرچہ پہلے سامنے ہوتی تھین) جن کی قسمت کا شریک جن کے مال و دولت گھربار دل و جان مصیبت و راحت کا ساتھی راز دار مشیر رفیق ہوتا ہے اور دنیا کی گاڑی گھسیٹنے کے لئے قدم بقدم چلتا ہے بھلا اس صورت مین مزاجون کی واقفیت اور اوصاف سے آگہی کیونکر حاصل ہو اور جب یہ نہین تو پسندیدگی اور محبت ایک اتفاقی فعل ہے ہو یا نہ ہو جس کا نتیجہ یہ ہے کہ صرف رسم و رواج کے سبب باقی زندگی کا آرام صرف اتفاق پر رہ گیا۔ اور غیر اختیاری ہو گیا۔ اس لئے ضرور ہے کہ انتخاب لائق اور دانا لوگون کے سپرد کیا جاے

علہ دنیا ایک متاع ہے اور دنیا کی اچھی متاع صالحہ بیوی ہے ۱۲

اور عورتون سے پردہ کی رسم اُٹھاکر پوری تفتیش کی اجازت دی جائے۔ اگر ناواقفیت کی حالت مین شادی ہوئی تو بزرگون کو یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ ہماری لڑکی اچھی جگہ گئی بلکہ اس بچاری کے لئے یہ مشکل ہے کہ وہان وہ کم قدری سے دیکھی جاتی ہے۔ اس پر نام رکھے جاتے ہین۔ خاوند کی بے التفاتی سے جیتے جی دوزخ مین ہے۔ جو شاید دوسری جگہ اگرچہ ظاہری حالت ایسی نہ ہوتی لیکن پورے احترام خوشی اور عزت سے رہتی اور محبت کے وہ پھل حاصل کرتی جو قلبی تسکین اور متاہل زندگی کی برکتین ہین۔

مشاطہ

ہماری سوسائٹی مین تلاش بہت ہی ناکارہ ہاتھون مین سپرد کی گئی ہے جو نہ صرف قانون شادی سے بے خبر اور جاہل مطلق ہین۔ بلکہ خودغرضی سے مکاری اور دھوکہ فریب جھوٹ کی مبتلا ہین یہ مشاطئین اپنا کمال اس مین دکھاتی ہین کہ کسی لعل کو پتھر سے ٹکرائین۔ ان کی بڑی کوشش یہی رہتی ہے کہ چاہے مردہ بہشت مین جائے یا دوزخ مین ان کو حلوا مانڈھا مل جائے کہ اُنہون نے اونچے گھر نسبت کرادی اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ۔ تلاش کا یہ طریقہ جس قدر مضر ہے ظاہر ہے۔ ایک دانشمند آدمی کو ہمیشہ کا ساتھی وہ ہی اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ ہی مناسب بھی ہے۔ جو اوس کی طبیعت اور مذاق اور عادات کے موافق ہو جو اصول مذہب اور اعمال حسنہ کا پابند ہو جس کا دل قوی اور جسم صحیح اور تندرست ہو اور جسکی صورت اور جس کے مزاج نے دل مین گھر کر رکھا ہو۔ اور جس نے نیک پاک اور بے عیب زندگی بسر کی ہو۔ تاکہ اس کے ساتھ صرف چند روز ہی گلچھرے نہ اُڑین بلکہ تمام عمر چین اور آرام سے کٹے۔

[...]ت و اخلاق

۱۔ غرض سب سے پہلے دیکھنے کی بات یہ ہے کہ **دونون کی عادات اور خیالات مین تبائن نہ ہو** اور یہ باہمی سلوک اور سنجوگ اور افراط محبت کی بنیاد ہے محبت وہ چیز ہے کہ دنیا کی مشکلین سہل تکلیفین راحت انقباض بشاشت سے بدل دیتی ہے۔ اور دونون ایک دوسرے کی مصیبتین بلاشکایت برداشت

کرتے ہین جس شادی مین محبت نہین وہ شادی نہین وہ کبھی آیندہ زندگی کے تفکرات کی برداشت نہ کرسکین گے۔ ایک اولاد ہی ہے کہ نعمت عظمےٰ اور عطیہ ربانی ہے۔ لیکن جن لوگون کو بیوی سے محبت نہین ہوتی۔ اُن کو اولاد سے بھی التفات کم ہوتا ہے یا کثیر الازدواجی کی صورت مین چاہتی بیوی کی اولاد بھی زیادہ لاڈلی ہوتی ہے۔ عادات کا اختلاف وہ بُری بلا ہے کہ چاہے کتنی خوبیان کیون نہون ملاپ ہونا محال ہے وہ خوبیان خوبیان ہی نہین معلوم ہوتین۔ یا اُن کا اثر کمزور اور تھوڑے عرصہ کے لئے ہوتا ہے۔

عمر ۲۔ عمر۔ عموماً ایسا ہوتا ہے اور ہونا چاہئے بھی کہ بیوی میان سے عمر مین کچھ چھوٹی ہو۔

صحت ۳۔ صحت۔ یہ سب سے بڑی اور ضروری شرط ہے کیونکہ بغیر صحت اور توانائی کے نہ انتظام خانہ داری درست رہ سکتا ہے نہ اولاد صحیح و سالم پیدا ہوتی ہے روز روز کی تکلیفین ستاتی ہین اور افلاس کی حالت مین تو خدا کی پناہ۔ جان وبال ہوجاتی ہے۔ وہ عورتین جو اپنے تئین گوٹہ ٹھپہ اور زیور سے آراستہ و پیراستہ کرتی ہین اون کو سمجھ لینا چاہئے کہ اصل حُسن صحت مین ہے۔ جب ہاتھ پاؤن لاغر اور نحیف ہون گے چہرہ پژمردہ اور زرد رنگ ہوگا تو زیور اُسے کیا سنوار سکتا ہے۔ بلکہ اس کے برخلاف جب ہرایک عضو مین مناسب موزونیت اور قوت و صحت ہوتی ہے۔ تو خواہ مخواہ بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اس ہی طرح لڑکون کی صحت کا خیال بھی ضروری ہے صحت نہ صرف معاش مین ان کی مدد کرتی ہے بلکہ وہ اون نظرون مین بھی بھلے معلوم ہوتے ہین جن کی چشم مست نے ان کے دل مین گھر کر رکھا ہو۔

شرافت خاندان ۴۔ خاندان اور نجابت۔ نجابت خاندانی کو دولت سے بڑھ کر خیال کیا جاتا ہے۔ لیکن ہمیشہ اپنے برابر کا خاندان ڈھونڈھنا چاہئے کیونکہ اگر ذلیل قومون مین شادی کی جائیگی تو عزت و آبرو مین فرق آئیگا۔ اور اگر اپنے سے زیادہ

معزز خاندان مین شادی ہوگی تو وہ نظر حقارت سے دیکھین گے۔ شرافت خاندانی اگرچہ اعتباری بات ہے۔ لیکن یہ ایسا اعتبار ہے۔ کہ تمام دنیا کی قومین اس پر فخر کرتی ہین اور اکثر صورتون مین ان اوصاف کا اثر جو ایک خاندان مین خصوصیت سے زیادہ ہوتے ہین اولاد پر پڑتا ہے۔ اور آبا و اجداد کے اخلاق کا اثر اولاد کو ملتا ہے۔ شرافت خاندانی شرافت ذاتی سے زیادہ رتبہ پر نہین ہے لیکن اس بات کا ثبوت ہے کہ اس سلسلہ مین اکثر افراد کسی نہ کسی جہت سے دوسرون سے امتیاز رکھتی ہین۔ شرافت خاندانی تمدن اور سوسائٹی مین انسان کا رتبہ ظاہر کرتی ہے۔ اور اس رتبہ سے گرنا۔ اِس کے لئے اپنی وقعت کا کم کرنا ہے۔

۵۔ **عصمت**۔ آب آئینہ لباس تن آئینہ بود + جامۂ بہ ز حیا نیست تن خوبان را عصمت

عصمت وہ بیش بہا جوہر ہے کہ بغیر اس کے چاہے ساری خوبیان اور دنیا بھر کا جہیز کیون نہ ہو لیکن شادی کے قابل نہین۔ کامل عصمت یہ ہے کہ اگر بدلحاظی اور بدشرمی کا لفظ بھی کان مین پڑے تو لب پر مسکراہٹ تک نہ آئے۔ اس کو خیال سے سننا تو درکنار رہا۔ بداطوار عورت سے تو واقفیت پیدا کرنی بھی بری ہے کجا کہ شادی کرنا۔ کوبٹ صاحب بیان کرتے ہین کہ جب مین کسی چنچل چھوکری کو دیکھتا ہون تو اس سے گپ شپ لڑانے کو تو میرا بہت جی چاہتا ہے مگر اُسے بیوی بنانیکا خیال بھی میرے پاس نہین پھٹکتا۔ عصمت تمام بدقسمتی اور مصیبتون کا عوض ہے یہ ایک ایسی چیز ہے کہ ہو تو کامل یا نہ ہو تو بالکل نہین۔ بے عصمت عورت کبھی اعتبار کے قابل نہین۔ جب اُس نے ایک سے ناجائز بے تکلفی اختیار کرلی تو پھر تو اورون سے اختلاط کرنے مین کیا باک ہوگا۔ اگر کسی شخص کو خدانخواستہ یہ شبہ ہو کہ اس کی بیوی کے اطوار خراب ہین تو نہایت تحمل اور استقلال سے کام لینا چاہئے اور جب تک جرم پایۂ ثبوت کو نہ پہونچ جائے۔ کسی رنجش۔ غصہ یا افسوس کا اظہار مناسب نہین۔ البتہ ثابت ہونے پر اس سے بالکل علیحدگی اور کنارہ کشی اولیٰ ہے بدکار عورت کے ساتھ زندگی کی کسی حالت مین رہنا مرنے سے بدتر ہے۔ اور کوئی

عذر اور کوئی سبب اس کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے لئے کافی دلیل نہین ہو سکتا۔ اور اگر کوئی شخص اتنا بے حیا ہو تو انسان نہین حیوان ہے۔ ہندوؤن کی پاکدامن بیویان میان کے ساتھ ستی ہونا گوارا کرتی تھین۔ لیکن زندہ رہکر دوسرے مرد کی صورت دیکھنا گوارا نہ تھا۔ ہندو ہو یا مسلمان پاکدامنی پر دھبہ لگانے اور مان باپ بھائی بہن عزیز و اقارب کے نام کو بٹہ لگانے سے مرجانا ہزار درجہ بہتر ہے۔ اولاد کو مان باپ کی اطاعت اور عزت کرنی فرض ہے۔ لیکن ایسی مان کی اولاد جس نے خاندان بھر کا نام ڈبو دیا ہو جس نے خود اولاد کی عزت کو مٹایا ہو کیا خاک اسکی فرمان برداری اور عزت کرسکتی ہے۔

پرہیزگاری

۴۔ پرہیزگاری۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ ہمارے ملک مین شریف خاندان کے لوگ اس صفت سے اکثر متصف ہین۔ بعض مرد تو شاید چوری چھپے کہین دو ایک جرعہ شراب کے پی جاتے ہون لیکن بی بیان خواہ پھوہڑ ہون۔ بدسلیقہ ہون۔ بدزبان ہون۔ لیکن بادہ خوار نہین۔ ہان جو لوگ ولایتی بیویان کرکے لاتے ہین یا جو بازاری عام عورتون سے نکاح کے تعلقات پیدا کرتے ہین شاید اُن کو یہ چیز بھی ضروریات زندگی کی طرح مہیا کرنی پڑتی ہو۔ لیکن اگر کسی اور سبب سے نہین تو صرف اس ہی سبب سے اس فرقہ سے اجتناب کرنا چاہئے۔ کہ ان مین پرہیزگاری نہین ہوتی۔ عورتون ہی پر کیا منحصر ہے۔ بادہ خوار مرد بھی ہمیشہ خوار رہتے ہین۔ اور اس قابل نہین ہوتے کہ کوئی نیک بخت عورت ان کے پلے بندھنا پسند کرے۔ اگر مشکل کام آپڑے اور اس کے لئے کسی آدمی کی تلاش ہو تو کون ایسے مرد یا عورت کا انتخاب کریگا۔ جو شراب مین مخمور ہو۔ جسے دو قدم چلنا محال ہو۔ جس کے ہاتھ پاؤن زبان قابو مین نہ ہون اور کون یقین کریگا کہ ایسا کام ایسے مرد یا عورت کے ہاتھون اچھی طرح پورا ہوگا؟ دنیا کی گاڑی کا چلانا آسان کام نہین۔ اس مین قدم قدم پر دقتون کا سامنا ہے۔ پھر کیون کر ایسا شخص اس کے لئے انتخاب کیا جاسکتا ہے جو عالم بدمستی مین اپنے ہوش و حواس سے کام نہ لے سکتا ہو! فرض کرو کہ ایک

شخص بسترِ مرگ پر پڑا ہو اور اپنی اولاد کو ایک ایسے اتالیق اور سرپرست کی نگرانی مین چھوڑنا چاہتا ہو جو بچّون کو اچھی طرح تعلیم دے ۔ لڑکون کو نیک راہ چلائے۔ لڑکیون کو سلیقہ۔ شعور اور اچھی اچھی باتین سکھائے تاکہ بچّے عزّت اور آبرو حاصل کرین اور جو مال ومتاع وہ چھوڑتا ہے ایسے انتظام سے صرف کرے کہ پس ماندون کو تکلیف نہ ہو اور جائداد کی نگرانی اور انتظام ایسا اچھا رہے کہ وہ برباد نہ ہونے پائے تو کیا وہ شخص شراب خوار اور ناپرہیزگار شخص کو بچّون کی اتالیقی اور گھر کے انتظام کے لئے انتخاب کریگا؟ ہرگز نہین! لیکن اگر یہ شخص خاوند یا بیوی ہو جس کے ہاتھ مین قدرتاً سارا سرانجام چھوڑنا ہے تو اس شخص کی تکلیف کا کیا اندازہ ہوگا۔ جب ہم ایک ناپرہیزگار نوکر بھی رکھنا پسند نہین کرتے۔ تو اپنے گھر بار کا شریک کس طرح بنا سکتے ہین۔ ناپرہیزگار شخص صرف اورون ہی کو تکلیف نہین دیتا۔ بلکہ اپنے تئین بھی مضرّت پہونچاتا ہے۔ کیونکہ اس کی یہ خراب عادت اس کو دنیا مین کسی کام کا نہین رکھتی اور اس کا گھر آخرکار برباد ہو جاتا ہے۔ پرہیزگاری تمام خوبیون کی جڑ ہے۔ اگر یہ نہو تو انسان بھلی باتین سیکھ ہی نہین سکتا نہ کوئی بھلا کام کرسکتا ہے۔ دوسرون پر اس کی صحبت وہ بُرا اثر کرتی ہے جو زہریلی ہوا صحت پر۔

۷۔ **محنت کشی**۔ محنت سے یہ مراد نہین کہ کوئی شخص اکتساب معاش ہی کی غرض سے کچھ کام کرے۔ بلکہ اون لوگون مین بھی جن کے پاس ضرورت سے زیادہ دولت ہو کچھ نہ کچھ محنت کی عادت ہونی چاہئے۔ نوابون اور امراء کی بیٹیان بھی محنتی یا کاہل ہو سکتی ہین۔ زندگی کی کوئی حالت ایسی نہین ہے جس مین ایک بیوی کی محنت گھر کی بہبودی اور زوجین کی مسرّت کا باعث نہ ہو۔ کیونکہ اگر بیگم صاحبہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی رہتی ہین اور کسی کام پر توجہ نہین کرتین تو نوکرون لونڈیون سے اُمید نہ رکھنی چاہئے کہ وہ کچھ کام ٹھیک طور پر کرین گی۔ بلکہ وہ اور کاہل ہو جاتی ہین۔ عورتون کے لئے محنت کرنی اور گھر کا کاروبار خود انجام دینے کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسے مردون کو تحصیل علم اور اکتساب معاش کی اور یہ عادت عورتون کے دل کو

محنت کی عادت

خوش اور صحت کو بھی درست رکھتی ہے جو عورتین گھر کے کامون کو ہاتھ تک نہین لگاتین - ان کو قلت اشتہا - دردسر - اعضا شکنی - دل کی گھبراہٹ - سستی اور اس قسم کی شکایتین اکثر ستایا کرتی ہین - اور جب اوقات گزاری کے لیئے مشغلہ کی ضرورت ہوتی ہے تو یا تو ماماؤن سے ادھر اودھر کی مخرب اخلاق کہانیان سنتی ہین یا کھڑکی یا دیوار پر سے ہمسایہ سے باتین کرتی ہین - نوکرون سے کوئی کام جب تک اس کی نگرانی نہ ہو پورا نہ ہوگا - بلکہ وہ ہمیشہ یہی کوشش کرتے رہین گے کہ ہاتھ پاؤن نہ ہلائین اور لوٹ لوٹ کر کھائین - کوئی کام کیا بھی تو خراب ناکارہ اُلٹا - نفع کی جگہ نقصان - غرض ہر وقت مشکلون کا سامنا ہوگا - اور صرف اس وجہ سے کہ گھر والی کاہل اور سست ہے -

کوئی کام کرنا صرف صحت جسمانی کے لیئے ہی ضرور نہین ہے بلکہ دل کے واسطے بھی اکسیر ہے - بیکار عورت ہمیشہ بدمزاج - لڑاکو - چڑچڑی اور فضول خرچ ہوتی ہے - اس کی اخلاقی اور روحانی قوتون کے لحاظ سے وہ اگر مردہ نہین ہے تو خوابیدہ ضرور ہے - اور وہ عورت جو اپنے گھر کا کام خود کرے اور خود ہر ایک چھوٹے بڑے کام کی نگرانی رکھے وہ سارے گھر والون کے لیئے باعث خوشی اور باعثِ آرام ہے اور جو بچے اس کے زیر تربیت ہون وہ بھی عمدہ سبق حاصل کر سکین گے - گھر والی مین خود کام کرنے اور دوسرون سے کام لینے کی لیاقت ہونی چاہیئے - گھر کا آمد و خرچ برابر رکھنا - ہر ایک چیز قاعدہ اور قرینہ سے ضرورت کے مطابق صرف کرنی - گھر کی چیزون کو بالترتیب صاف و آراستہ رکھنا - اور نوکرون پر دانشمندانہ حکومت کرنا - اور ان سے کام لینا عورت کا فرض ہے - اور ایسے انتظام خانہ داری کے لیئے عورت مین خود کام کرنے دوسرون سے کام لینے کی لیاقت - سلیقہ - تربیت اور نگہداشت کی قوت - پیش بینی - دوراندیشی - سمجھ - تمیز ہونی چاہیئے -

کفایت شعاری ۸ - کفایت شعاری - کفایت شعاری کے معنی یہ ہین کہ فضول خرچی نہ ہو - اس کے یہ معنی نہین ہین کہ طبیعت مین بخل ہو - اور تن کو کپڑا اور پیٹ کو روٹی دینے کو

بھی دل نہ چاہئے۔ بلکہ کفایت شعاری یہ ہے کہ غیرضروری اخراجات سے احتراز کیا جاے
کفایت شعاری خواہ امیری ہو یا غریبی دونون حالتون مین اچھی ہی ہے۔ بہت سے
امیر آدمی جن کے ہان دولت کے کھتے بھرے پڑے تھے فضول خرچی کے طفیل
روٹیون سے محتاج ہوگئے۔ اور اگر میان بیوی دونون فضول خرچ ہون تو بہت مشکل
اوسط درجہ اور غریب آدمیون کے لئے تو کفایت شعاری گویا فرض عین ہے۔ اور
غضب ہے اگر ان کی بیویان امیرزادیون کی حرص کرین۔ اور ساری کمائی گوشہ
اور پیٹھ مین رائیگان کردین۔ مرد کو یہ پہچاننا بھی آسان نہین کہ جس لڑکی کو اوسکی
طبیعت نے ہمیشہ کا ساتھی پسند کیا ہے وہ کفایت شعار ہے یا فضول خرچ لیکن
پھر بھی اگر نظر غور و تعمق سے طبیعت کے میلان کا اندازہ کیا جاے تو ضرور کچھ نہ کچھ
پتہ چل سکیگا۔ اوّل تو لباس کی طرف غور کرو کہ آیا لباس رتبہ سے زیادہ پرشان و
شوکت رہتا ہے یا موافق۔ دکھاوے کی اشیا زیادہ استعمال کی جاتی ہین یا مفید
بکار آمد اور جو میلان اس وقت معلوم ہو وہ عمر بھر رہیگا۔ اگر کسی لڑکی کی ایسی
عادت معلوم ہو کہ عمدہ کھانے عمدہ پہننے زیورات مین فضول روپیہ خرچ کرنے اور
غیرمفید کامون مین دولت برباد کرنے کی عادی ہے تو جان لو کہ جس دن اسکے
ہاتھ مین میان کی دولت آئی چار دن مین برباد کردیگی۔ اس موقع پر یہ خیال ہے
کہ طبیعت کے میلان کو اُس کی آمدنی کے وسائل کے ساتھ موازنہ کرنا چاہئے۔
کیونکہ جو چیز ایک شخص کے واسطے فضول خرچی ہے دوسرے کے لئے نہین۔

صفائی

۹۔ صفائی۔ بعض پلید طبیعتون کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ ورنہ کس کا جی چاہیگا
کہ میلی کچیلی عورت یا مرد سے محبت پیدا کرے۔ خصوصاً وہ شخص جس کی اپنی طبیعت
مین نفاست ہو ایسے جلیس کے ساتھ کیونکر گزارہ کرسکتا ہے۔ آنکھین تو یہ ڈھونڈتی ہین
کہ بیوی کی صورت دلفریب ہو اور دلفریبی اور غلاظت یک جا بہم نہین ہوسکتی۔
پھر سنجوگ کیا خاک ہو۔ بعض مرد اپنے پیشون کے سبب سے ہر وقت صاف نہین رہ سکتے
لیکن گھر مین آکر ہر چیز مین صفائی اور بیوی کی پاکیزہ شکل دیکھکر سب کا دل خوش ہوتا ہے

ہر ایک چیز کے بیش بہا ہونے کی ضرورت نہین۔ ہان بدن اور لباس صاف اور اُجلا رہنا لازم ہے۔ شادی بیاہ کے موقع یا کسی تقریب کی ضرورت سے نہا دھو کر اُجلا ہو جانا اور نفاست مین قدم رکھنا اَور بات ہے۔ اس سے مرد کا دل نہین خوش ہوتا بلکہ دن رات ہر وقت صفائی اور پاکیزگی ہونی چاہیئے۔ صفائی ظاہری تہذیب اور شائستگی کی نشانی ہے۔ اگر کوئی شخص میلی اور خراب حالت سے کسی جلسہ مین جائے تو لوگ اس سے نفرت کرتے ہین۔ اور کوئی پاس بٹھانے کا بھی روادار نہین ہوتا۔ ایک شخص پر منحصر نہین اقوام کی تمیز کا اندازہ بھی ان کی افراد کی صفائی اور نفاست سے اس ہی طرح کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ علم اور سائنس کی ترقی سے اُنکی ترقی یافتہ ہونے کا اندازہ کرتے ہین۔ اور جس قدر کوئی قوم زیادہ مہذب ہوگی اس ہی قدر اس مین صفائی اور پاکیزگی کا لحاظ زیادہ ہوگا۔ دوم صفائی اور پاکیزگی صحت اور تندرستی قائم رکھتی ہے اور بہت سی بیماریان جو بدن یا دل کو برباد کرنے والی ہین پیدا نہین ہونے دیتی۔ صفائی ظاہر سے طبیعت مین پاکیزہ خیال پیدا ہوتے ہین اور طبیعت شائستہ امور کی طرف راغب رہتی ہے۔ اور اپنے آس پاس کی تمام چیزون کو صاف اور باقاعدہ مرتب دیکھ کر طبیعت کو جو بشاشت اور حظ حاصل ہوتا ہے وہ تخیل پر بہت بڑا اثر ڈالتا ہے۔ لباس کے متعلق امیرون کی عادات کا پہچاننا تو مشکل ہے۔ کیونکہ وہ بے ضرورت صرف نمائش کے لئے بھی تبدیل لباس کیا کرتے ہین۔ ہان اوسط درجہ اور غریبون کی شناخت ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی لڑکی اپنے کپڑے ناصاف اور بے مرمت رکھے تو کیونکر اُمید کی جا سکتی ہے کہ وہ خاوند کے کپڑے صاف اور درست رکھنے کی تکلیف گوارا کریگی۔ اس کا مضائقہ نہین کہ کپڑے موٹے اور کم قیمت ہون مگر باسلیقہ سلے ہوئے وقت کے موافق اور صاف ہون۔ تو جاننا چاہیئے کہ صفائی اور خوش سلیقگی کا مادہ ہے۔ اور اگر خاص اس امر مین بدسلیقگی ظاہر ہو تو اور امور مین بھی سلیقہ کی امید نہ رکھنی چاہیئے۔ یہ ایسی باتین ہین کہ لوگ ان کی طرف گو بظاہر توجہ

نہین کرتے۔ لیکن دل مین یہ امور ایسے نامعلوم طور پر محسوس ہوتے ہین۔ کہ یہ خبر ہی نہین ہوتی کہ کس وجہ سے نفرت پیدا ہوئی۔ اور جو تکلیفین اُن وجوہ سے پیدا ہوتی ہین۔ بعض کوتہ اندیش ان کو بھی دیگر اسباب پر محمول کر دیتے ہین۔ لیکن غور سے دیکھو تو یہ معلوم ہو جائیگا۔ کہ عورت کی بدسلیقگی انتظام خانہ داری کی خرابی اور چیزون کے خراب اور برباد ہونے کا سبب ہوتی ہے اور اس سے مردون کے دل مین انقباض اور حقارت اور کراہت پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ ان مین اس کے جاننے کی لیاقت نہ ہو حسن اکثر محبت اور دل بستگی کا سبب ہوتا ہے۔ لیکن حسن بڑھاپے مین نہین قائم رہ سکتا۔ ہان طبیعت کی صفائی اور اس کی خوبیان ہمیشہ رہتی ہین۔ حُسن سے اگر محبت پیدا ہوتی ہے تو صفائی سے محبت قائم رہتی ہے انسان تو انسان کوئی پتھر بھی صاف کیا ہوا اور تراشا ہوا ہو تو نظر کو اچھا معلوم ہوتا ہے اور عمارت کی محراب مین لگایا جاتا ہے۔ ورنہ وہی پتھر ہے کہ ٹھوکرین کھاتا پھرتا ہے۔

۱۰۔ **انتظام خانہ داری کی لیاقت**۔ اس لیاقت کے بغیر کوئی عورت چاہے کسی نواب ہی کی بیوی ہو عیب ہے۔ شرفا مین یہ دستور ہے کہ لوگ اپنی لڑکیون کو سینا پرونا کھانا پکانا۔ اور گھر کے کام دھندے سکھاتے ہین اور اس مین شک نہین اس سے ان کے خاندان مین آرام اور عزت کو ترقی ہوتی تھی۔ گھر کے بہت سے کام ایسے ہین کہ مامائین اور مغلانیان اون کو نہین کرسکتین اور ان مین مردون کو مداخلت کرنا بھی اچھا نہین معلوم ہوتا۔ اور جو لڑکی خود کوئی کام کرنا نہین جانتی۔ وہ بڑی ہو کر کسی سے کیونکر کام لیگی۔ جو شخص کچھ کام کرنا نہ جانتا ہو یا جس نے کوئی کام نہ کیا ہو وہ اورون سے وہ کام نہین لے سکتا۔ آرام اور خوشی کا انحصار زیادہ تر اون لوگون کے اطوار پر منحصر ہے۔ جو خدمت کرتے ہین اور ان کے اطوار اور اوضاع پر گھر کی بیگمون کا پرتو پڑتا ہے۔ جن کے ماتحت وہ لوگ کام کرتے ہین اور جن کے ساتھ وہ گھر مین رہتے ہین۔ اوسط درجہ کے لوگون

انتظام خانہ داری کی لیاقت

مین انتظام خانہ داری کی واقفیت کی اس قدر ضرورت ہے کہ سب سے پہلے کسی لڑکی کے اوصاف مین اس ہی صفت کو دیکھنا چاہیئے۔

انتظام خانہ داری آرام پہونچاتا ہر

انتظام خانہ داری کی قابلیت تمام گھر کے آرام و آسایش کے لئے ضروری ہے گھر کے ادنیٰ ادنیٰ کام بہت بڑے آرام اور آسایش کا باعث ہوتے ہین اور گھروالی کی توجہ کے بغیر درست نہین ہوتے۔ جس طرح مردون کو ملازمت تجارت مزدوری یا کسی پیشہ کی خبرگیری رکھنی اور اس کے کامون کو باحسن وجوہ انجام دینا ضروری ہے۔ اسی طرح عورتون کو سینا پرونا۔ کھانا پکانا۔ بچّون کی نگہداشت اور پرداخت اور گھر کی ہر ایک چیز کی خبرگیری اور اس کو سلیقہ سے برتنا فرض ہے۔ اگر بیوی مین یہ قابلیت نہین تو گھر مین جس قدر زیادہ دولت ہوگی اتنی ہی زیادہ ابتری ہوگی اور جس قدر زیادہ نوکر اور مامائین ہون گی اُسی قدر زیادہ کامون مین بدانتظامی اور دیر ہوگی۔ جس قدر زیادہ انائین اور مانیان ہونگی اُسی قدر بچے زیادہ بےتربیت کثیف۔ بداخلاق ہونگے۔ غرض جس قدر زیادہ سامان مہیا ہون گے۔ اس ہی قدر زیادہ ہر ایک چیز بے ترتیب اور ناقابل استعمال ملیگی۔ اور ضرورت کے وقت تکلیف رہیگی۔ بلکہ انتظام خانہ داری کی عمدگی اسپر منحصر ہے کہ خود بیوی کو اس کا خیال رہے۔

کوئی کام جو بالکل نوکرون کے اختیار مین چھوڑ دیا جائے عمدہ اور وقت پر نہین ہوتا۔ بیوی کی لیاقت اور تمکنت کی یہ نشانی نہین ہے کہ سارے دن بیٹھی پان کھایا کرین اور دو چار خوشامدی عورتین بیٹھی جھوٹی سچی باتین بنائین۔ بلکہ عورت کا فرض یہ ہے کہ اس کا بہت سا وقت گھر کے کام کاج مین صرف ہو۔ گھر کے باہر کے کام مرد کے ذمہ ہین۔ اور گھر کے اندر کے عورت کا حصہ ہین جو عورتین کھانا پکانیکا کام بالکل ماماؤن پر چھوڑ دیتی ہین۔ مغلانیان اور درزی جنکے کپڑے سیتے ہین۔ انائین جن کے بچّے پالتی ہین۔ وہ خانہ داری کے لحاظ سے بیکار ہین۔ ایسی عورتین بیکار خدمتگارون کو اس لئے اکٹھا کر لیتی ہین۔ کہ اُنکے

خاوند کی کمائی کو بیدردانہ اُٹھائین - اور گھر کی رونق اور آسایش کو خاک مین ملائین - اور جس قدر ایسے خدمتگارون کا گروہ بڑھتا جاتا ہے - اسی قدر ہر ایک کام کی ضرورت اور تکلیف بڑھتی جاتی ہے - سلیقہ مند بیوی اپنے گھر کو ایسا صاف پاکیزہ اور دلکش اور آرام دہ بنا سکتی ہے کہ جب اس کا خاوند تمام دن کی تکالیف اور محنت اور کاروبار کے مشاغل سے فرصت پاکر گھر مین آئے - تو اس کو یہان مسرت و راحت ملے اور وہ اپنے گھر کو نہایت صاف اور نہایت باقاعدہ اور منتظم دیکھکر خوش ہو اور اسے معلوم ہو کہ دنیا مین ایک جگہ ہے جہان کشمکش مشاغل سے اسے پناہ مل سکتی ہے - اگر یہ نہین تو خاوند کی حالت قابل افسوس ہے خواہ وہ امیر کبیر ہی کیون نہ ہو - وہ ہمیشہ بے گھرا ہے اگرچہ محلون مین رہتا ہو -

اخلاق حمیدہ ۱۱ - اخلاق حمیدہ - شادی سے قبل کسی کے اخلاق کی جانچ پڑتال کرنی بڑی مشکل ہے - اور اگر کسی طرح جاننا ممکن ہو تو زود رنج عورت سے پرہیز لازم ہی بعضون کے مزاج تو اس طرح کے خراب ہوتے ہین کہ چاہے کوئی بات نہ ہو مگر بیگم صاحب کا مُنہ پھولا ہی رہتا ہے - اور آپ ہی آپ خاموش بیٹھی طیش کھایا کرتی ہین - خوئے بد کا ہش جان - بعضون مین یہ عادت ہوتی ہے - کہ بات بات پر گلہ بات بات پر شکایت اور پھر شکایت اور گلہ بھی بے وجہ اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ ان مین ضبط اور عقل نہین - نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہونا ہے - کہ مرد اپنے لطف صحبت کے لئے کوئی اور جلیس ڈھونڈے اور گھر مین گھُسنا اسے ناگوار معلوم ہو - جن لوگون کو قسمت سے خوش اخلاق بیویان ملجاتی ہین - جو میان کے گھر آنے پر اظہار مسرت کرتی ہین اوس کے پریشان خیالات کو اپنی دلکش اداؤن سے دور کر دیتی ہین وہ مرد اپنا بہت سا فرصت کا وقت اپنے گھر مین صرف کرتے ہین - دنیا مین تریاہٹ مشہور ہے اور یہ دل کی بیماریون مین سے ایک بیماری ہے -

حسن ۱۲ - حسن صورت - کسی شخص کے شکل وشمائل کی وہ خوبی جس مین

دوسرون کی طبیعت پر دلفریب اثر ڈالنے کی قوت ہو حسن صورت ہے۔ عورت مین حسن ایسا ہی ضرور ہے۔ جیسا کہ چراغ مین نور یا گل مین رنگ و بو جس طرح آفتاب کی روشنی تمام دنیا کو اپنی نورانی شعاعون سے منور رکھتی ہے۔ اسی طرح حسین بی بی اپنے خاوند کے دل کو دنیا بھر کے خراب لالچون کی تاریکی سے بچائے رکھتی ہے۔ یہ مسلم ہے کہ دنیا مین ایک سے ایک بہتر ہے۔ لیکن اگر شادی سے قبل کسی کی صورت اچھی طرح دل مین گھر کر چکی ہے۔ اور محبت نے پورا اثر کر لیا ہے۔ آنکھین جس کی صورت دیکھنے سے اور دل تعریف کرنے سے سیر نہین ہوتا تو اس کے لئے وہی سب سے اعلیٰ ہے۔ خداوند تعالیٰ نے پسندیدگی کے میلان مختلف بنائے ہین۔ اور اس سبب سے دل کسی مین جو ادا پسند کر لیتا ہے۔ اُسے سب سے زیادہ عمدہ اور نفیس خیال کرتا ہے۔ لیکن اگر پہلے سے پسندیدگی نہین ہے تو آیندہ حسن صورت پسند آنا ایک اتفاقی بات ہے ہو یا نہ ہو۔ اسی سبب سے حکماء کی یہ رائے ہے کہ شادی سے پہلے دیکھ لینا ضرور ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب کیمیائے سعادت کے اصل دوم باب دوم مین لکھتے ہین۔ "اولیٰ آن بود کہ زن را پیش از عقد بیند تا بہ پسندد۔ وآنگاہ عقد کند کہ بہ الفت امیدوار تر بود" شاہ ولی اللہ صاحب کتاب حجۃ اللہ البالغہ مین تحریر فرماتے ہین

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمُ الْمَرْأَۃَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی مَا یَدْعُوْہُ اِلٰی نِکَاحِھَا فَلْیَفْعَلْ وَقَالَ فَاِنَّہٗ اَحْرٰی اَنْ یُؤْدَمَ بَیْنَکُمَا وَقَالَ ھَلْ رَاَیْتَھَا فَاِنَّ فِیْ اَعْیُنِ الْاَنْصَارِ شَیْئًا۔ اَقُوْلُ السَّبَبُ فِیْ اِسْتِحْبَابِ النَّظَرِ اِلَی الْمَخْطُوْبَۃِ اَنْ یَکُوْنَ

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تم مین سے کسی عورت سے نکاح کا پیام دے تو پس اگر وہ شخص اوس چیز کو جو اوس عورت کے ساتھ نکاح کرنے کی باعث ہو دیکھ سکے تو دیکھ لے۔ اور فرمایا کہ یہ بات تم دونون مین اُلفت قائم رہنے کے لئے انسب ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا تو نے اُسکو دیکھ بھی لیا ہے کہ انصار کی آنکھون مین کچھ عیب ہوتا ہے مین کہتا ہون مخطوبہ کو دیکھ لینا اسواسطے مستحب کیا گیا ہے

التَّزَوُّجُ عَلٰی رُؤْیَتِهٖ وَاِنْ یَکُوْنَ اَبْعَدَ مِنَ النَّدَمِ الَّذِیْ یَلْزِمُهٗ اِنْ اِقْتَحَمَ فِی النِّکَاحِ وَلَمْ یُوَافِقْهُ فَلَمْ یَرُدَّهٗ وَ اَسْهَلَ لِلتَّلَافِیْ اِنْ رَدَّ اَنْ یَکُوْنَ تَزَوُّجُهَا عَلٰی شَوْقٍ وَنِشَاطٍ اِنْ وَافَقَهٗ وَالرَّجُلُ الْحَکِیْمُ لَا یَلِجُ مَوْلِجًا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ خَیْرُهٗ وَشَرُّهٗ قَبْلَ وُلُوْجِهٖ

کہ دیکھ لینے کے بعد جو نکاح واقع ہوگا ہوشمندی کے ساتھ ہوگا اور وہ ندامت جو بلا دیکھے بھالے نکاح کرلینے اور طبیعت کے موافق نہ ہونے اور پھر اُسکے رد نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے ایسے وقت مین پیش نہین آتی۔ اور دیکھنے کے بعد اُسکو رد کرنا آسان ہوتا ہے۔ دوسرے ایسے وقت مین نکاح شوق اور نشاط کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ وہ اُسکی طبیعت کے موافق ہوتا ہے۔ اور عقلمند آدمی جب تک کسی چیز کی بھلائی برائی پہلے معلوم نہ کرلے اوسکا اقدام نہین کرتا۔

آیندہ اس وقت کے میلان یا منافرت کا اثر ہمیشہ رنگ دکھاتا ہے۔ اگر خدانخواستہ اس وقت منافرت زیادہ ہو تو پھر دیگر خوبیون سے آگہی کا موقعہ نہین ملتا۔ یا وہ خوبیان خوبیان ہی نہین معلوم ہوتین۔ لیکن جب کسی کی دلفریب صورت اور ادائین تسخیر کرلیتی ہین۔ تو اخلاق اور بدسلیقگی کے نقص بھی کم دل آزار ہو جاتے ہین۔

بدصورتی فضول خرچی پیدا کرتی ہے۔

حسین بی بی اپنے غریب خاوند کی تسکین اور تسخیر کے لئے اُس امیرزادی سے زیادہ بہتر ہے۔ جس نے عمدہ عمدہ زیورات اور جواہرات سے اپنے تئین آراستہ کیا ہو۔ اور بدشکل عورت کو چونکہ اپنے تئین اچھا بنانے کے لئے زیادہ عمدہ زیورات اور لباس فاخرہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس سبب سے وہ حسین عورت کی نسبت زیادہ فضول خرچ بھی ہوتی ہے۔ لیکن "نیک صورت زیبا بہ از ہزار خلعت دیبا"

اتفاق واتحاد

اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے تمام صفات حمیدہ عطا فرمائے تو کیا بڑی بات ہے ورنہ مذکورۂ بالا اوصاف مین سے جس قدر زیادہ حصّہ کسی کو ملا ہے اُس ہی قدر وہ قابل قدر ہے۔ اور تلاش مین اتنا ہی خیال رکھنا مناسب ہے کہ یہ اوصاف کس درجہ تک پائے جاتے ہین۔ مردون مین بھی خصائل رذیلہ سے پرہیز اصول

اخلاق اور تدابیر منزل اور سیاست مدن کی واقفیت ایک عمدہ شوہر بننے کے اوصاف پیدا کرتی ہے۔ اور جب تک خود مرد قابل نہ ہون وہ نیک اور لایق بیوی کی کماحقہ کبھی قدر نہین کرسکتے۔ ایک مثل ہے۔ کہ "چاہ آسان نباہ مشکل ہے"۔ شاید کسی خاص حد تک یہ سچ ہو لیکن شادی کے بعد مرد و عورت دونون کو سمجھ لینا چاہئے۔ کہ ہم ایک ایسی گاڑی مین جوتے گئے ہین جس کی منزل لب گور پر ختم ہوتی ہے اور دنیا کی راحت اور آرام اور متاہل زندگی کی ساری برکتین ہماری باہمی سنجوگ باہمی ملاپ ہمدردی اور باہمی محبت پر منحصر ہین۔ جب تک مرد و عورت دونون محبت کی رسّی مین جکڑے ہوئے نہ ہون اور ان مین کامل اتفاق اور اتحاد نہ ہو۔ متاہلانہ زندگی کی اہم ذمہ داریون کو اچھی طرح سے ادا نہین کرسکتے۔ جس میان کے دل مین بیوی کی اور جس بیوی کے دل مین میان کی محبت نہ ہو وہ میان بیوی نہین ہین۔ جو شخص اپنی بیوی کے ہوتے کہین اور اپنے دل کا بہلاوہ ڈھونڈے وہ اپنی سچی راحت اور حقیقی آرام ہی کا خون نہین کرتا۔ بلکہ اپنے خاندان مین بے التفاتی۔ نا اتفاقی۔ اور تمام قسم کی برائیون کا بیج بوتا ہے۔ وہ اپنی اولاد اور اپنے چھوٹے رشتہ دارون کے لئے ایک بری مثال قائم کرتا ہے۔ وہ اپنی بیوی کی دل آزاری کا ہی مجرم نہین ہے۔ بلکہ اس نے فارغ البالی اور عیش کے زمانہ مین بیجا گلچھرے اُڑا کر وہ تمام حقوق کھو دئے ہین جن کی رو سے عُسرت پریشانی یا بیماری یا کسی اور قسم کی مصیبت کے دنون مین وہ اپنی ہمیشہ کی ساتھی کی دلجوئی اور مدد اور ہمدردی بلکہ شرکت مصیبت کا مستحق تھا۔ دنیا مین ناجائز تعلقات یا آوارگی کے روکنے کے لئے اس سے بہتر تجویز نہین کہ مرد خود اپنی خواہشات کو روکین اس گناہ کے پھیلانے کی عورتین اتنی مجرم نہین ہین جتنے خود مرد ہین۔ عصمت مردون کا بھی ایسا ہی عمدہ جوہر ہے جیسا عورتون کے لئے جو لوگ اس جوہر کو کھو کر حظ اور مسرت ڈھونڈتے ہین وہ اندھے ہین کہ اپنی آنکھین کھو کر در در بھیک مانگتے ہین "یار در خانہ و من گرد جہان میگردم"۔ کیا یہ

مردون مین عصمت و پاکدامنی کی ضرورت

ممکن ہے کہ جو ظاہری اور عارضی محبت اُنھون نے تھوڑی دیر کے لئے بہت سیا معاوضہ دیکر خریدی ہے کوئی عمدہ پھل دیگی ؟ - اقدام معاصی اور حصول لذات شہوانی دین و دنیا دونون مین ندامت اور پشیمانی و بربادی کا باعث ہے - اگر انسان طبیعت کو خلاف شرع امور سے نہین روکتا اگر اسے اپنے اوپر اتنا قابو حاصل نہین - کہ منہیات سے اجتناب اور اوامر کی پابندی کرے - اگر اس کے قوائے شہوانی قوائے عقلیہ کے مطیع نہین تو وہ مرتبۂ انسانی سے گرکر مراتب بہیمیہ کو پہونچ گیا ہے - وہ ایک ایسے زندان مین گرفتار ہے جہان مکر و فریب کی زنجیرین جھوٹی محبت کے جال بنکر اُسے جکڑے ہوئے ہین جہان پر فسون عشوہ و ناز اور ناپاک تزئین نے دھوکہ کی ٹٹی بن کر زہریلے اثرون کو چھپا رکھا ہے - بدکردار شخص کی بیوی جب اپنے حقوق کو پورا ہوتے نہین دیکھتی تو وہ بھی خاوند کے حقوق کا لحاظ نہین رکھتی اور اس کے دل سے اس کی عزت - وفاداری - رعب - ادائے فرائض کا خیال جاتا رہتا ہے - خاندانی عزت - شرافت و نجابت - پاس ننگ و نام کے لئے مردون کی پاکدامنی بھی ضروری اور لازمی شرط ہے - اور یہ مردون کی سخت غلطی ہے - کہ اُنھون نے اپنے فرقہ کے کیفر کردار سے ایسا اغماض کیا ہے - گویا ان کی لغزشین اگر ان کا جوہر نہین تو ایسی معمولی بات تو ضرور ہین جن سے خاندان کے ناموس پر کوئی بٹہ نہین لگتا - لیکن فی الحقیقت یہ مردون کی ہٹ دھرمی ہے اور عورتین اس ہٹ دھرمی سے واقف ہین -

اگر مرد خود بے مروتی اور غفلت شعاری اختیار کرتے ہین - اگر اون کے اوضاع و اطوار مین بے قاعدگی ہے - اگر خود ان کو اپنا گھر اچھا نہین معلوم ہوتا اور اس مین ان کو کوئی دلچسپی نہین - تو قصوروار وہ خود ہین اور ان کو سارے بُرے نتایج بھگتنے چاہئین - لیکن خوش قسمتی سے دنیا مین ایسی پاک نفس عورتین ہین جو اپنے خاوندون کی بداطواری کے سبب کیسا ہی انگارون پر کیون نہ لوٹین - لیکن آبرو پر جان دیدیتی ہین - ان کی ہمت مردانہ کو ہزار

آفرین ہے ! اوراس مین شک نہین کہ اگر مرد قوانین شریعت کی پابندی کرین اورعورتون کے حقوق نگاہ رکھین توعورتون کی بداطواری کی مثالین بالکل مٹ جائین صرف نان نفقہ کی کفالت سے بیوی کے پورے حقوق ادا نہین ہوتے۔ اورانسان بیوی کی پوری خدمات کا مستحق نہین بن جاتا۔ اوس وقت تک متاہلانہ زندگی کی خوشیان اور راحتین پوری پوری نصیب نہین ہوتین جب تک میان بیوی نے ایک دوسرے کے دل مین گھر نہ کرلیا ہو۔

باہمی سلوک

شادی کے بعد خواہ بیوی کیسی ہی ملے اس کوستانا اور آزار دینا کمینگی بلکہ وحشیانہ حرکت ہے۔ بلکہ شروع ہی سے باہمی رویہ ایسا ہونا چاہئے کہ خوش اخلاقی. خندہ پیشانی محبت اوراخلاق کی ادائین۔ روز بروز زیادہ گرویدہ کرتی جائین یہان تک کہ ایک عرصہ کے بعد جب شادی کو کافی مدت گزرجائے تو یہ محبت اوراخلاص طبیعت مین راسخ ہوجائے۔ ابتدا مین چونکہ اجنبیت زیادہ ہوتی ہے لہذا اوّل ہی سے پوری سرگرمی اوراطاعت واخلاص کی توقع کرنا بیجا ہے ہان اس مطلب کے حصول کے لئے اگرچہ بہ تکلف ہو لیکن نہ اقوال سے بلکہ افعال اور باہمی رویہ سے ہروقت ہرضرورت کو اچھی طرح پورا کرکے اورآرام آسایش محبت خاطرداری کا لحاظ کرکے اس طرح پیش آنا چاہئے کہ یہ ثابت ہوجائے کہ دنیا مین بیوی کو خاوند سے اورخاوند کو بیوی سے زیادہ کوئی چیز عزیز اورقابل ترجیح نہین ہے۔ اوران کے دلون مین ایک دوسرے کی عزت اور حرمت ہے حتیٰ کہ یہ اعتقاد طبیعتون مین راسخ ہوجائے اوردل محبت کی بندشون مین جکڑجائین عادت طبیعت ثانی ہے۔ اصول صداقت کا شروع ہی سے لحاظ کیا جائے تو پھراس مین ہی ایسا لطف آنے لگتا ہے۔ کہ خود دل مین اس راہ چلنے کی تحریک پیدا ہوجاتی ہے۔ عورتون کے دل زیادہ نازک ہوتے ہین ان کی طبیعت پر ذرا سے رنج اور ذراسی خوشی کا زیادہ اثر ہوتا ہے اورخاوند کی ذراسی بے التفاتی یا بے اعتنائی کا اثران کی طبیعت پرزیادہ آزاردہ ہوتا ہے۔ عورت اپنی آزادی

اپنے آرام بلکہ دنیا کے ہر ایک نیک و بد حالت کو ترک کر کے اپنی ساری امیدین اپنی ساری خوشیان اور زندگی بھر کا رنج وراحت خاوند کی عنایت اور محبت پر چھوڑ دیتی ہے۔ اُس کی مصیبتون مین ثابت قدمی سے ساتھ دیتی ہے۔ مصائب مین خدمتگزاری کرتی ہے۔ کون ایسا شخص ہوگا کہ ایسے رفیق کی دل جوئی نہ کرے۔ اور اس کے حق مین ذرا سا بیجا آزار بھی روا رکھے۔ اس ہی طرح سے بیوی کا فرض ہے کہ شوہر کی اطاعت اور رضا جوئی کرے۔ مرد عورت کا محکوم نہین ہے اور کوئی عورت امید نہین کرسکتی کہ کوئی مرد بے وجہ عورت کے حکمون کو جو وہ بے سوچے سمجھے صرف نازبرداری کے زعم مین کہہ دے اُٹھا سکیگا۔ بلکہ عورتون کا فرض ہے کہ خاوند کی فرمان کی بجا آوری کرے۔ کسی عورت کا یہ شیخی بگھارنا کہ میرا خاوند مجھ سے ڈرتا ہے یا میری بیجا باتین سنتا ہے اور مجھ سے دبتا ہے فخر نہین ذلت ہے۔ اگر عورت کی زبان سے کوئی ناشایستہ یا نامناسب لفظ نکلے۔ یا عورت مرد کے ایسے کامون مین جو عورت کی قابلیت سے زیادہ یا اس سے غیر متعلق ہون خواہ مخواہ دخل دے تو مرد کو حق ہے کہ اسے روکے۔ جو مرد اپنی بیویون سے اس طرح دبتے ہین اور اُن کے ایسے محکوم ہوجاتے ہین کہ وہ ان کی فضیحت کیا کرین اور یہ سنا کرین یا وہ حاکمانہ یا خاوندانہ برتاؤ کرین اور یہ اُٹھائین یا بیوی کی کسی غلطی یا بیوقوفی پر اس کو تنبیہ نہ کرسکین تو وہ نازبرداری نہین کرتے بلکہ غلامی کرتے ہین۔ جن کی نہ سوسائٹی مین عزت ہے نہ عزیز واقربا مین وقعت نہ خدمتگار اور ہمسایون مین حرمت اور صرف میان ہی کی آبرو ہی نہین جاتی بلکہ دانشمند ایسی بیویون کو بھی عزت کی نگاہ سے نہین دیکھتے۔

ہر گھر کا ایک سردار ہوتا ہے اور جس شخص کے سر پر ساری ذمہ داریون کا بوجھ ہے وہی گھر کا سر دھرا ہوسکتا ہے۔ اور چھوٹے بڑے سب کو اس ہی کی بات ماننی چاہیئے اگر مرد اس استحقاق کو چھوڑ دین تو اوّل ذلت اور پھر بربادی کا سامنا ہے

باب چہارم

اولاد

۱- پرورش اولاد

بچے خوشی بخشتے ہین

بچے باغ زندگانی کے پھل پھول ہین کہ شجر حیات والدین کی زینت اور خاندان کے دل بہلانے اور خوشی بخشنے کا ذریعہ ہین- ان کے پیارے پیارے حرکات- بھولی بھولی باتین- دلفریب صورت- مان باپ کی خوشی کا چشمہ اور غم غلط کرنے کا آلہ ہے- اُمید جو انسان کی دلی تسکین اور اطمینان کا ذریعہ ہے نونہال اولاد کو دیکھ کر قوی ہو جاتی ہے- اور دل مین ڈھارس بندھتی ہے- کہ عصائے پیری موجود ہے-

بچون کی محبت

بچون کا مشتاق ہونا یا ان سے محبت کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ انسان کے دل مین عاجز مخلوق کے ساتھ رحم اور ہمدردی کرنے کا مادّہ ہے- جو شخص اپنی اولاد سے محبت نہین کرتا اس سے یہ امید فضول ہے کہ وہ بنی نوع انسان مین سے کسی اور سے محبت و معاونت کا برتاؤ کریگا- پرورش اولاد مشکل اور سخت کام ہے- لیکن اس کی محبت اس مشکل کو سہل اور سختی کو راحت سے بدل دیتی ہے حکمت بالغہ الٰہی نے حیوانات مین بھی یہ قوت اس سبب سے رکھی ہے- کہ اون کی محنتون کو سہل اور خوشگوار کردے- حیوانات چونکہ مدنی بالطبع نہین ہین پرورش کا زمانہ ختم ہوتے ہی ان کی محبت بھی ختم ہو جاتی ہے- لیکن انسان چونکہ مدنی بالطبع ہے- اس کے تعلقات عمر بھر قائم رہتے ہین- اس لئے اس کی محبت مین زیادہ استحکام ہے- اسی محبت کے سبب سے والدین پرورش اور تربیت مین وہ تدابیر اختیار کرتے ہین جن سے بچون کے دل قوی ہون اور ان کی

عادتین سنورین۔ اور ہمیشہ ان کی خوشی مین ترقی ہوتی رہے۔ بچون کی ایسی نگہداشت کرنا جس سے شروع ہی سے وہ شائستہ تندرست اور بشاش رہین۔ آسان کام نہین ہے۔ بچون کی مزاج کی پرداخت بہت توجہ سے کرنی چاہئے اور ان کے دل مین ایسی قابلیت پیدا کی جائے کہ وہ مان باپ کے منشا کو سمجھ سکین اور ان کے اشارون پر چلین۔

اولاد کی پرورش

اولاد کی پرورش صرف اس خیال سے نہین کی جاتی کہ اولاد بڑی ہو کر مان باپ کی خدمت کرے گی۔ بلکہ وہ اس تکلیف ونگہداشت کا عوض ہے جو اُن کے مان باپ نے خود ان کی پرورش وتربیت مین اُٹھائی تھی۔ بچے اللہ کے معصوم اور لاچار بندے ہین اور اس نے یہ قاعدہ مقرر فرمایا ہے کہ بےکسون کی پرورش صاحبان قوت و قدرت کی مدد سے ہوا کرے پس عاجز بچون کو حتی المقدور اچھی حالت مین رکھنا اور ان کی بہبودی کے لئے سعی کرنا مان باپ کا فرض منصبی ہے۔ بچون کی جسمانی صحت اور آیندہ اوصاف کی بنیاد بہت کچھ پرورش ہی کے زمانہ مین رکھی جاتی ہے اور مان باپ کی لیاقت اور تجربہ کے استعمال کا وقت اولاد کی پرورش اور تربیت کے وقت سے زیادہ اور کوئی نہین ہے پرورش کی تکالیف کو کم کرنے کے لئے یا یون کہو کہ اپنے فرائض کی بجاآوری مین کوتاہی کرنے کے لئے۔ بچون کی ابتدائی پرورش اور تربیت بھی اناؤن کے سپرد کردیجاتی ہے اور بچہ سب سے پہلے ایک کثیف عورت کے سپرد دودھ پلانے کے لئے کیا جاتا ہے بچہ کی غذا اللہ تعالےٰ نے مان کی چھاتی مین پیدا کی ہے اور یہی غذا اس کے مزاج کے موافق اور اس کے حق مین مفید قرار دی ہے۔ لیکن اپنے سینہ سے جدا کرکے دوسرے کی گود مین بچہ کو دینا اکثر تن آسانی یا اظہار امارت کی غرض سے ہوتا ہے۔ اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مان مین یا تو محبت مادری کی کمی ہے یا بسبب جہالت پرورش کے اصول سے واقفیت نہین انا خود بچہ دار ہے اوس کے دل مین خود مامتا کی آگ لگی ہوئی ہے۔ صرف تنخواہ یا معاوضہ کے لالچ سے گو اس نے مجبوراً دوسرے بچہ کو اپنی اولاد کا حلق

بچون کو اناؤن کے سپرد کرنا مضر ہے۔

کاٹ کر اس کے رزق مین شریک کر لیا ہے۔ لیکن اس سے کب ہو سکے گا کہ اپنے بچہ سے زیادہ دوسرے بچہ کو دودھ پلائے۔ یا اپنی اولاد سے زیادہ دوسرے بچہ کی نگہداشت کرے۔ جب مان بچہ پالنے سے دل چرائے تو اناکو پرائی اولاد کی ایسی کیا لگی ہے کہ پوری پوری نگہداشت رکھے۔ غرض چونکہ اناؤن۔ ماماؤن۔ مائیون کو بچون سے اپنی اولاد کی سی محبت نہین ہوتی وہ مان باپ کے سامنے تو دکھاوے کو بچہ کے صدقہ واری جاتی ہین۔ لیکن غیبت مین اس کی نگہداشت کی ویسی پروا نہین کرتین۔ اور نہین کر سکتین۔ جن اناؤن یا ماماؤن کو اولاد سے محبت ہو بھی جاتی ہے۔ تو پرورش کے زمانہ کے اختتام مین اتنی مدت تک ساتھ رہنے سے ہوتی ہے۔ برخلاف مان کے کہ اس کو محبت پیدا ہوتے ہی ویسی ہوتی ہے جیسی آخر مین۔ پس نازک وقت مین کہ پرورش اور نگہداشت کی زیادہ ضرورت ہے۔ مان کی سی دلسوزی اور محبت نہ ہونے کی وجہ سے بچہ نقصان مین رہتا ہے۔ ایک مان کا دودھ ایک بچہ کی پوری غذا ہے۔ اناکو دیگر دوسرے بچہ کے ساتھ شریک کرنا دونون کی حق تلفی اور بے انصافی ہے۔

اناؤن کا فی نگہداشت نہین کرتین

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انا کچھ عرصہ کے بعد چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔ اور اب ادھر تو مان کا دودھ خشک ہو جاتا ہے۔ ادھر بچہ اُس انا سے مانوس ہو جاتا ہے۔ کچھ بھوک کے مارے اور کچھ پالنے والی کے غم مین بچہ کی جان کے لالے پڑ جاتے ہین۔

بعض اوقات انا بچہ کی خرابی صحت یا ہلاکت کا باعث ہو جاتی ہے۔

ناسمجھ بچے جب انا اور اس کے بچون کی صحبت مین رہین گے تو ظاہر ہے کہ سوائے آوارگی کے اور کیا سیکھین گے اور اس وقت آوارگی کا بیج ان کی طبیعت مین بویا جائیگا تو بڑے ہو کر اس کے نکالنے اور اخلاق حسنہ پیدا کرنے کے لئے کتنی دقت اُٹھانی پڑے گی۔ زمانہ مین شرافت اور نجابت کی پرستش اس اعتقاد پر مبنی ہے کہ شریفون کی اولاد مین عمدہ خون اور شریف سوسائٹی کے سبب قدرتاً عمدہ اوصاف ہوتے ہین۔ پس بچہ کو رذیل اور کم ذات عورت کا دودھ پلانا اس مین طبعاً اخلاق ذمیمہ کا پیدا کرنا ہے۔ ایک یونانی حکیم کا قول ہے کہ "اپنے بچہ کو غلام کے ہاتھ

اناؤن کی صحبت مخرب اخلاق ہے

پرورش کراؤ تو ایک غلام کے بدلے تمہارے پاس دو غلام ہوجائین گے"۔

غیر قومون کی عورتون کے ہاتھ مین بچہ کی پرورش سپرد کرنیکا اثر

اس سے بھی زیادہ بدتر ہے غیر قومون کے ہاتھ مین بچون کی پرورش اور تربیت کا سپرد کرنا۔ ہمارے ملک مین امراء کے ہان یہ قاعدہ ہوتا چلا ہے کہ عیسائی یا یورپین عورتین نرس مقرر کی جاتی ہین۔ اور بچہ کم وبیش بالکل ان کے ہاتھون مین چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یورپین نرس اس خیال سے کہ وہ تعلیم یافتہ اور بچہ کی پرورش کے قاعدہ سے واقف ہوتی ہے۔ شاید دیسی غریب جاہل انا کی نسبت بہتر ہو۔ بلکہ شاید بچہ کی صحت اور خدمت کا ان جاہل ماؤن سے بھی بہتر انتظام کرے جن کی ناقابلیت کے سبب بچہ اُن غیر قوم اور غیر مذہب عورتون کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی بیش قرار تنخواہ کی بہت تعلیم یافتہ عورت مقرر کی گئی ہے تو وہ یہ بھی کریگی کہ بچہ کو شروع ہی سے انگریزی باتین کرنا اور انگریزی معاشرت کا پابند ہونا سکھا دیگی۔ یہ باتین خواہ اچھی ہون یا بُری یا خواہ کسی قدر اعلیٰ درجہ پر کیون نہ حاصل ہون۔ بچہ کو ایسی عورتون کے سپرد کرنے سے وہ بہت بڑا جوہر جاتا رہیگا جو اس کے لئے انسانیت کی شان ہوتا۔ اور جو نہ صرف اس کے لئے بلکہ اس کی تمام قوم کے لئے فائدہ کی چیز ہے۔ یعنی "قومیت و اخوت" انسان کی طبیعت کا خاصہ ہے کہ جو کچھ آنکھ سے دیکھتا ہے اس کا اثر اس کے دل پر ان باتون سے زیادہ ہوتا ہے جو وہ کانون سے سنے اور بچون کے دل مین وہ باتین جو وہ دیکھین نقش ہوجاتی ہین۔ اور ان کو جو کچھ علم حاصل ہوتا ہے وہ بیشتر آنکھون ہی کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور ان کو تو کیا دوسرون کو بھی نہین معلوم ہوتا کہ چپکے ہی چپکے ان کی طبیعت کیا رنگ اختیار کررہی ہے۔ اس وقت ان کو ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ جو کچھ دیکھین اور سنین اور سیکھین غرض جو نقش ان کے دل مین جمے ویسا اثر پیدا کرے۔ جیسا آگے چلکر ان کو بنانا ہے غیر قومون کے ہاتھ مین پرورش پانے والے بچے چاہے آسمان کے تارے ہوجائین لیکن قوم کے خیر خواہ ممبر نہین ہوسکتے۔ اور جب ان مین نیشنلیٹی نہ ہوگی تو ان کے

وجود سے سوسائٹی کو ذرہ سا بھی فائدہ نہین پہونچ سکتا جو لوگ غیر قوم کی عورت کے ہاتھ مین اپنا بچہ دیتے ہین۔ وہ گویا اپنی قوم سے ایک شخص کو کم کرتے ہین۔

مدارس کی تعلیم خواہ کچھ بھی ہو جو اثر کہ اس ابتدائی زمانہ کی گھر کی مثالین دیکھ کر بچہ کی طبیعت پر پڑا ہے۔ وہ آیندہ جوان مرد یا عورت ہو کر ان کی طبیعت سے نکلنے والا نہین۔ گھر سوسائٹی کا آئینہ ہے۔ اور جب وہ اپنے ایک سرپرست کو ایک خاص مذہب۔ خاص زبان۔ خاص خیالات۔ خاص طرز معاشرت۔ کا دیکھین گے۔ تو ان باتون سے ان کو اجنبیت اور مغائرت نہ رہیگی۔ اور جب کہ سرپرست بھی وہ ہو۔ جس کی گود مین وہ کھیل کھیل کر بڑے ہوئے ہون۔ اور جس سے ان کو مان سے زیادہ محبت ہو تو اس کی ہر ایک ادا سے مغائرت تو کجا موانست ہوگی۔ یہ سچ ہے کہ بڑے ہو کر بھی انسان دوسری قومون سے ملتا جلتا اور ان کے اوضاع واطوار سے واقفیت پیدا کرتا ہے۔ لیکن اہل دانش جانتے ہین کہ خیالات کے راسخ اور خصائل کے پختہ ہونے کے بعد جو ایسی واقفیت حاصل ہوتی ہے تو بعض خام طبیعتون کا تو کہنا نہین ورنہ اس کا اثر ایسا قوی نہین ہوتا کہ ان کو پرایا نہ سمجھے۔ لیکن یہ بچے جنہون نے آنکھ کھول کر یہ باتین دیکھین اس سے بالکل متاثر ہو جاتے ہین۔ طفولیت کے زمانہ مین پرورش و تربیت کے طریقہ سے خواہ اچھی ہو یا بُری مفید ہو یا غیر مفید۔ عادات۔ خصائل۔ خیالات۔ رائے۔ مسائل اور اصول جو تمدن اور معاشرت کی بنیاد ہین۔ قائم ہوتی ہین۔ پروفیسر بلیکی بیان کرتے ہین کہ اپنی قوم سے محبت کرنے کی اصل یہ ہے کہ اپنے ہان کی ذرا ذرا سی عمدہ بات سے محبت ہو اور یہ محبت بچپنے ہی مین پیدا ہوسکتی ہے۔ بڑے ہو کر محبت کا یہ دائرہ بھی وسیع ہو جاتا ہے اور قومیت کی بنیاد قائم ہوتی ہے لیکن جن لوگون کے دل مین زمانہ طفولیت مین نیشنلیٹی کی اصل قائم نہ کی گئی ہو۔ ان سے بڑے ہو کر اس کی امید رکھنی طلب محال ہے۔ ہان علالت یا دودھ کی قلت یا کسی وجہ سے بھی بعض اوقات بچہ کو دوسرون کی گود مین دیتی ہے۔ لیکن اپنے

بچہ کو اپنے پاس رکھنا اور اس کو بازار کا دودھ وغیرہ طبی طریق پر دینا۔ زیادہ مفید اور زیادہ سہل ہے بہ نسبت اس کے کہ اُسے انّا کو دیکر ماں کی چھاتی سے علیحدہ کیا جائے۔

انا کی محبت

جب بچے ذرا ہوش سنبھالنے لگتے ہین تو وہ اپنے تئیں انّاؤن کے پاس دیکھتے ہین۔ اور اپنی ساری حاجتین اور ضرورتین ان سے وابستہ اور ان ہی سے پوری ہوتی ہوئی پاتے ہین۔ تو وہ قدرتاً ماں سے زیادہ انّا سے محبت کرتے ہین بڑے ہوکر انہین سکھانا پڑتا ہے کہ ماں سے محبت کرنی فرض ہے تو چاہے سمجھ آجانے کے سبب وہ ماں کا زیادہ ادب کرنے لگین۔ لیکن ماں کی محبت کا وہ طبعی جوش جو بچپنے مین پیدا ہونا چاہئے تھا اب نہین ہوتا اور نہین ہوسکتا۔

پرورش کے اصول

بعض بچے تندرست اور توانا ہوتے ہین۔ اور ماں باپ کو پرورش کرنے مین زیادہ دقّت نہین اُٹھانی پڑتی۔ بعض ایسے کمزور اور لاغر ہوتے ہین کہ ہمیشہ حکیم کے زیر علاج رہتے ہین۔ لیکن اس مین بچّون کا قصور نہین ہے۔ بلکہ یا تو اون کے حفظ صحت کا لحاظ نہ رکھنا اس کا باعث ہوتا ہے۔ یا وہ خلقتاً نہایت کمزور اور بیمار پیدا ہوتے ہین۔ جس کی وجہ اکثر خود ماں باپ کی صحت کی خرابی ہوتی ہے۔

بڑے ہون یا بچے سب کے لئے تازی اور صاف ہوا کی ضرورت ہے۔ دنیا مین طرح طرح کے زہر ہین۔ لیکن شاید کسی اور زہر سے اتنی جانین تلف نہین ہوتین جتنی زہریلی ہوا سے۔ اس لئے اوس مکان کو جہان بچے رہین تمام آلایش سے پاک اور صاف رکھنا چاہئے۔ صبح وشام بچون کو باغون اور کھلے میدانون مین ہواخوری کو لیجانا بھی ان کے لئے مفید صحت ہوتا ہے۔

ہوا سے دوسرے درجہ پر صاف پانی کی حاجت ہے۔ جہان تک ممکن ہو بچّون کو فلٹر مین مقطر کرکے۔ پانی دیا جاے۔ اور جہان خراب کثیف پانی ملے۔ تو جوش کرکے دینا بہتر ہے۔

تیسرے درجہ پر کھانے کا انتظام ہے۔ لوگ بچون کو بہلانے کی خاطر کوئی نہ کوئی کھانے کی چیز دیدیتے ہین۔ بے وقت اور مضر صحت چیزین کھانے سے ان کے معدے خراب ہوجاتے ہین۔ اور تندرستی مین فرق پڑجاتا ہے۔ انائین تو اپنی جان چھڑانے کو اور کچھ نہین تو سوکھی روٹی کے ٹکڑے ہروقت ان کو دے کر بہلاتی ہین۔ اس طرح بچون کی نیت خراب ہوجاتی ہے کہ ہروقت وہ کھانے کو مانگے جاتے ہین۔ بچون کے کھانے کے اوقات مقرر کرنے لازم ہین۔ اوران کی عمراور مزاج کے لحاظ سے طاقت بخش اور عمدہ غذا دینی چاہیئے۔ بدن کو جن جن چیزون کی ضرورت ہوتی ہے۔ دودھ اون سب کو پیدا کرتا ہے۔ اسی طرح انڈا بھی جسم کی پرورش کرنے مین مفید ہے۔ گوشت طاقت بخشتا ہے۔ پکے پھل بہت مفید ہوتے ہین۔ لیکن کچے اور گلے سڑے نہایت مضر صحت ہین

چاء اور کافی صغیر سن بچون کو مفید نہین ان کو دودھ اور کھیر کھلانی چاہیے بچون کو روز نہلانا اوران کے کپڑے بدلتے رہنا مفید صحت ہے۔ جاڑے کے موسم مین گرم کپڑے پہنانا اور ہوا سے بچانا اور گرمی مین دھوپ مین ننگے پانون ننگے سر پھرنے سے منع کرنا چاہیئے۔ بجائے اس کے کہ بچون کے لئے گوٹہ کناری کے قیمتی کپڑے یا سونے چاندی کے زیور بنانے مین روپیہ ضایع کیا جاے بہتر ہے کہ ان کے لئے بہت سے سادہ جوڑے تیار کرلئے جائین۔ اور روز اُن کے کپڑے بدل دئے جائین صاف لباس جوان کی صحت کو برقرار رکھے۔ ان کیواسطے قیمتی لباس سے بہتر ہے۔ صبح کے وقت گرمی مین ٹھنڈے اور جاڑے مین سموئے ہوئے پانی سے نہلانا اور بدن کو ملکر صاف کرنا لازم ہے۔ تھکن۔ بخار۔ اور کھانے کے بعد ٹھنڈے پانی سے نہلانا نقصان دیتا ہے۔

چھوٹے بچون کے لئے کھیلنا کودنا۔ اوچھلنا۔ چلنا پھرنا چیخنا ہنسنا ہی ورزش ہے۔ اوران کو کبھی منع نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ ایسے کھیلون مین جس مین بھاگنے دوڑنے کی ضرورت پڑے بچون کو لگانا چاہیئے تاکہ ورزش اچھی طرح ہوتی رہے۔

اس طرح کھیل کود مین جو ورزش ہوگی اوس سے ہاتھ پاؤن مین چستی اور توانائی آئے گی۔ نمو خوب اور جلد ہوگا۔ اور بچے نہایت بشاش اور تندرست رہین گے صبح وشام کھُلے میدانون مین بچّون کو کھیل مین مشغول رکھنا اور پڑھنے سے فارغ ہونے یا مدرسہ سے آنے کے بعد سامان تفریح مہیا کرنے ان کے لئے ضرور ہین۔

بڑے آدمیون کی نسبت بچون کو نیند زیادہ آتی ہے اور ان کو زیادہ سونے کی ضرورت بھی ہے اس لئے ان کو سویرے سے سُلا دینا چاہئے اور کبھی کچی نیند مین نہ جگایا جاے۔

۲۔ تربیت اولاد

تربیت مین عورتون کا حصّہ۔

جب بچّے چار پانچ برس کے ہوتے ہین تو ان کی تعلیم وتربیت کا فکر کیا جاتا ہے۔ لیکن اصل مین بچّون کی تعلیم وتربیت اس وقت شروع ہوتی ہے۔ جب کہ ان کو ذرا ہوش آئے اور وہ اشیاء کو پہچاننے لگین۔ اس وقت کی تربیت بہت زیادہ ماؤن کے حُسن لیاقت اور قابلیت اور تعلیم یافتہ اور روشن خیال ہونے پر منحصر ہے۔

مثال کا اثر اخلاق پر

تعلیم نسوان خواہ کسی وقت بکار آمد ہو یا نہ ہو لیکن اس وقت ضرور عورت کی اعلیٰ لیاقت بچّہ کی عمدہ تربیت کا سبب ہوتی ہے۔ بچون کی تربیت کی بنیاد اس ہی عمر سے رکھی جاتی ہے مگر نہ اس طرح کہ بچّون کو بات بات کا سبق پڑہایا جائے یا ان کو اتنی سی عمر مین روکا ٹوکا جائے یا ان پر سختی اور مار پیٹ کی جائے بلکہ ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا چاہئے کہ خود بخود نیک عادات اور عمدہ خصائل ان مین راسخ ہوتے جائین۔ بچّون مین کسی بات پر غور وفکر کرنے کا مادہ نہین ہوتا لیکن جب اون کو اشیاء کا پہچاننا آنے لگتا ہے تو اس وقت سے جو کچھ وہ دیکھتے ہین اوس کی نقل اوتارنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ ماں باپ جو بات بچہ مین پیدا کرنا چاہتے ہین خود اپنے مین اُسے دکھائین روزمرہ کے

معمولی کام اور بود و باش کی عمدہ مثالین - اگرچہ معمولی باتین معلوم ہوتی ہین لیکن یہ کچھ کم ضروری نہین ہین - کیونکہ جب یہ باتین بچہ مین جڑ پکڑتی جاتی ہین تو اُس کی طبیعت کو درست یا خراب کرتی ہین - مہربانی - سلوک - راستبازی - پابندی وقت - خودداری کی جو مثالین بچے مان باپ مین یا اور گھر والون مین دیکھتے ہین وہی سیکھتے ہین اور یہ عادتین عمر بھر قائم رہتی ہین -

جن گھرون مین محبت کے چراغ روشن ہین - جہان ادائے فرائض کا خیال رکھا جاتا ہے جہان کی روزانہ زندگی دیانت اور پرہیزگاری سے بسر ہوتی ہے - جہان گھر کا سردار عقل اور مروّت سے کام لیتا ہے - ایسے گھرون مین اُمید کی جا سکتی ہے کہ بچے اپنے بزرگون کی مثال پر چلین گے اور اپنا رویہ درست رکھین گے اور اپنے گھر - اپنی قوم - اپنے ملک - بلکہ کل ابنائے جنس کے لئے راحت اور عزت کا باعث ہونگے - لیکن جن گھرون مین خودغرضی - جہالت - بدمزاجی - بدسلیقگی کا دور ہے اوس گھر کے بچے بھی وہی عادات اختیار کرینگے - اور ان کے ناشائستہ حرکات دوسرون کے لئے بھی تکلیف اور ذلت کا باعث ہون گے -

بڑون کو اطاعت کرنی فرض ہے

پیدائش کے لحاظ سے سب انسان آپس مین برابر ہین - لیکن دوسرے اعتبارات سے ان مین باہم فرق اور امتیاز پیدا ہو جاتا ہے - مثلاً جو لوگ عمر مین - اخلاق مین - دولت مین - علم مین اور اعتبارات دنیاوی کے لحاظ سے شرافت نسبی مین دوسرون پر تفوق رکھتے ہین وہ زیادہ قابل ادب زیادہ معزز اور باوقعت خیال کئے جاتے ہین - لیکن اس تمام تفریق اور امتیاز کے باوجود بھی ان کو باہمدیگر ایک حیثیت سے برابری اور ہمسری کا رتبہ حاصل ہے - یعنی ہر شخص اپنے فعل کا پورا مختار اور آزاد ہے - عقل انسانی جو فطرت نے انسان کو عطا کی ہے اس کی رہنما ہے اور فطرتاً انسان مجبور نہین ہے کہ سوائے نفس ناطقہ کے کسی دوسرے کے حکم کی اطاعت کرے یا کسی انسان کی ناجائز جبر و تعدی کی فرمان برداری کرے ہر مہذب سوسائٹی مین اس کے حقوق اس کی حیثیت کے موافق محفوظ ہین اور

ان حقوق سے متمتع ہونا انسان کے لئے جائز اور روا ہے - حدود آزادی قائم رکھنے کے لئے نیچر کا اقتضا یہ ہے کہ امیر اپنے مال مین اور غریب اپنی کھال مین مست رہین - لیکن بچون کو پیدا ہوتے ہی ہمسری کا یہ استحقاق نہین حاصل ہو جاتا - جب وہ پیدا ہوتے ہین تو والدین کو ان کے اوپر فرمان دہی کا ایک حق حاصل ہوتا ہے - بلکہ والدین کا یہ فرض ہوتا ہے کہ ان کی ہر ایک بات پر نظر رکھین - اور ان کو ہر امر مین ہدایت کرین - جب بچے اتنے بڑے ہو جائین کہ اپنے نفع و نقصان کو خود سمجھنے لگین اور اون کی عقل اس قدر پختہ ہو جائے کہ نیک و بد مین امتیاز کر سکے اس وقت رفتہ رفتہ والدین کو نگرانی کم کرنی چاہئے - بچے ناسمجھ - بےبس ضعیف - پیدا ہوتے ہین اور فطرتاً والدین کا یہ فرض ہے کہ بچون کی حفاظت اور پرورش کرین اور ان کو تعلیم اور تربیت کرین تاکہ وہ سوسائٹی مین اپنے حقوق کے پہچاننے اور حقوق کے استعمال مین سلامت روی اختیار کرنے کے قابل ہون فاتر العقل اشخاص کو آزادی اور ہمسری کا حق حاصل نہین ہوتا کیونکہ اُن مین اس قدر عقل نہین ہوتی کہ وہ اپنے حقوق مین امتیاز کرین - اور ان کو استعمال کر سکین - اسی طرح جو لوگ عمداً یا سہواً عقل کے راستہ سے بھٹک جاتے ہین اور دوسرون کے حقوق پر دست اندازی کرتے ہین وہ بھی قانوناً ہمیشہ کے لئے یا عرصۂ معین کے لئے آزادی سے محروم کر دئے جاتے ہین - بچے چونکہ عقل و شعور رکھتے ہی نہین - اس لئے ان کو بھی آزادی کے حقوق اس وقت تک نہین دئے جاتے جب تک کہ وہ اپنی عقل سے کام لینے کے قابل نہ ہون - اور اس زمانہ مین وہ والدین کی زیر نگرانی رہتے ہین - والدین کی تعلیم و تربیت ان کو اس قابل بناتی ہے - کہ وہ سوسائٹی مین عزت - وقعت - آبرو - نام و نمود حاصل کر سکین - اور پورے آزاد بن کر رہین -

بچون کو آزادی کا سبق

آزادی سے یہان یہ مراد نہین ہے کہ انسان کے لئے کوئی روک ٹوک نہ ہو اور ایک وحشی جانور کی طرح وہ کھلے بندون پھرے - یا قوائے غضبی کی اطاعت

مین جو چاہے کرے - بلکہ یہان آزادی کے یہ معنی ہین کہ انسان اس قابل ہو کہ قانوناً جو حقوق اس کو سوسائٹی مین حاصل ہین ان سے متمتع ہو سکے اور ان کا پورا پورا حظ اُٹھانے مین کوئی چیز اس کی مداخلت یا مزاحمت نہ کرنے پائے۔ قانون مروجہ اگرچہ بظاہر روک اور بندش معلوم ہوتا ہے۔ لیکن دراصل لوگون کے حقوق کی حفاظت اور ان کے حدود کا تعین کرتا ہے۔

والدین کا چونکہ یہ فرض ہے کہ زمانۂ طفولیت مین بچے کی پرورش کرین ان کا یہ بھی فرض ہے کہ اس کو آزادی کے حقیقی معنی سمجھائین اور بلحاظ تمدن جو مرتبہ اس کو حاصل ہے۔ اس سے پورا آگاہ کرین۔ اسی طرح والدین کا یہ بھی فرض ہے کہ جب تک بچہ ناسمجھ ہے اوس کے افعال پر نگاہ رکھین اور اس کو اپنے احکامات پر اس طرح چلنا سکھائین کہ آگے چلکر وہ تمدن کے قانون کی پیروی کرنا سیکھے۔ اطاعت کا سبق اور جب بڑا ہو کر اس مین خودمختاری اور آزادی کی خواہش پیدا ہو تو اوس مین ساتھ ہی یہ قابلیت بھی ہو کہ وہ اپنے کام اور اپنے افعال و اقوال کو عقل صواب اندیش کی رہنمائی سے حد اعتدال پر رکھے۔ لیکن جب تک قوائے عقلی اس قدر پختہ نہ ہو جائین کہ اپنے اور پرائے کے حقوق مین امتیاز حاصل کر سکے اور اپنے حقوق کو ٹھیک طور پر کام مین لا سکے اوس کو اس وقت تک ایسے شخص کی ہدایت ضروری ہے جو ان باتون کو ناسمجھ بچہ سے زیادہ جانتا اور سمجھتا ہو اور بچے کو والدین کی مرضی اور ان کی صلاح پر چلنا فرض ہے۔ والدین کا پہلا اور ضروری فرض یہ ہے کہ اولاد کی صحت کی نگرانی رکھین اور اس کو ایسی تعلیم دین کہ وہ بڑے ہو کر اپنے قوائے ظاہری اور باطنی سے پورے طور پر کام لے سکے نہ یہ کہ دیکھنے کو تو خاصہ بھلا چنگا ہو لیکن جہالت کے سبب دنیا مین ذلیل و خوار رہے یا علم مین کمال پیدا کرے لیکن صحت کو کھو بیٹھے اور اس قابل نہ رہے کہ جو اس نے پڑھا ہے اوس کو کام مین لا سکے۔

صحت کا سبق تعلیم کے زمانہ مین بچون کی صحت کا خیال رکھنا تربیت کا پہلا فرض ہے۔ ان کو

ایسے ڈھب سے پڑھانا لکھانا چاہیئے کہ ان کی طاقت نہ گھٹے اور نمو مین فرق نہ آئے ورنہ ساری تربیت بیکار اور لاحاصل ہے۔

طفولیت کے زمانہ پر آیندہ زندگی کے بننے کا انحصار ہے۔ یہی زمانہ جسم کے نمو اور اعضا کی پرورش کا ہے۔ اگر اس زمانہ مین صحت خراب ہوگئی۔ تو آیندہ جو عمارت اس بنیاد پر اُٹھیگی ہمیشہ متزلزل اور کمزور رہیگی۔

تعلیم مین میلان طبع کا لحاظ رکھا جائے

زندگی اکثر اس سبب سے خراب ہو جاتی ہے اور عموماً زندگی کی خوشیون بلکہ کامیابیون پر اس سبب سے پانی پھر جاتا ہے کہ بچّہ کے میلان طبع کا خیال نہین کیا جاتا۔ اور خداوند تعالےٰ نے جو جوہر اس کی طبیعت مین قدرتاً پیدا کیے ہین ان کی تکمیل اور تہذیب کا کچھ بھی اہتمام نہین ہوتا بلکہ اس کو ایسے علوم وفنون کے اکتساب پر مجبور کیا جاتا ہے۔ جس کا اس کو مذاق نہین ہے۔ اور اس کے حاصل کرنے مین جو محنت اور مشقت اسے اُٹھانی پڑتی ہے وہ اس کے اعضا کو تحلیل اور روح کو کمزور کر دیتی ہے۔ اس بے جا محنت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچّہ کسی خاص فن مین کمال حاصل نہین کرسکتا۔ ہر شخص کو خاص خاص مضامین سے دلچسپی ہوتی ہے اور بعض مضامین سے منافرت۔ تو جن مضامین سے منافرت ہو مار پیٹ کر وہی سکھانے مفید اور بکار آمد نہین بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ بچّہ کی طبیعت کو خاص مناسبت کس فن سے ہے اور پھر اُسی کے سکھانے کی کوشش کرنی لازم ہے تاکہ محنت اور وقت کم صرف ہو اور بہت کچھ آ لئے۔

تربیت مشکل کام ہے

بچّون کو تعلیم دینا آسان کام نہین ہے۔ بلکہ تعلیم و تربیت بہت مشکل فن ہے بچّہ کی عادات اور اطوار کا درست کرنا۔ اس کے دماغ مین ایک نئی روشنی پیدا کرنا اور ساتھ ہی اس کے قوائے جسمانی کے نشو ونما کی احتیاط کرنا بہت قابل آدمیون کا کام ہے اور اس کے لئے اتنی محبت اور شفقت کی ضرورت ہے۔ جتنی کہ ماں باپ کو ہوتی ہے۔ مدارس مین بیٹھ کر جماعت کو پڑھانا اور سب کو ایک لکڑی ہانکنا۔ طاقت سے زیادہ بچّہ پر تعلیم کا بوجھ ڈالنا۔ اور فضول اور غیر دلچسپ مضامین مار مار کر

پڑھانا نسل انسان کے ساتھ دشمنی کرنا ہے۔ معلم اور اتالیق کا پہلا فرض یہ نگرانی رکھنا ہے کہ بچہ کی تمام جسمانی طاقتین اور ذہن اور اخلاق ساتھ ساتھ ترقی کرین۔ بلکہ بچون کی تعلیم اس طریقہ سے ہونی چاہیئے کہ خودداری یعنی اپنے اوضاع و اطوار کو قابو مین رکھنے کی عادتین۔ خودبخود ان مین پیدا ہوتی جائین۔ بچون کو یہ تو بہت سکھایا جاتا ہے کہ لکھتے وقت اس طرح ہاتھ قابو مین رکھو۔ پڑھتے وقت آواز اور لہجہ اس طرح نکالو۔ مضامین نویسی مین الفاظ اس طرح استعمال کرو لیکن کوئی بھی نہین بتاتا۔ کہ اپنے دلی جذبات پر اس طرح قابو رکھو۔ لالچ۔ غصہ۔ حقارت کو کیونکر دباؤ۔ طبیعت پر کس طرح قدرت حاصل کرو۔ محبت۔ وفاداری۔ اخلاص۔ ہمدردی کا اظہار کیونکر کرنا چاہیئے۔ اور فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے کس طرح آمادہ ہونا لازم ہے۔ صحت جسمانی قائم رکھنے کے کیا اصول ہین اور دنیا مین صحت جسمانی قائم رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟۔ اگر طوطے کی طرح الفاظ کے معنی یاد کرادئے یا کوئی عبارت حفظ کرادی۔ یا اعداد کے بعض خواص سکھا دئے تو یہ تعلیم پوری مفید اور دنیا مین انسان کامل بنانے مین ممد نہین ہوسکتی۔ جب تک تربیت اسکے ساتھ ساتھ نہ ہو۔

خودداری کی تعلیم

اتالیق (خواہ ماں باپ ہون یا کوئی غیر اُستاد) کو خیال رکھنا چاہیئے کہ بچہ سے اس ہی قدر کام لیا جاسے کہ جس قدر وہ بسہولت کرسکتا ہے نہ کہ اس قدر کہ اس کی طاقت سے باہر ہو۔ سبق اتنا نہ دو کہ صحت کو نقصان پہونچے۔ زیادہ مطالعہ جسم کو کمزور اور لاغر کرتا اور ضعف معدہ پیدا کرتا ہے جس سے طرح طرح کے جسمانی عوارض پیدا ہوجاتے ہین۔ لیکن اگر جسمانی ورزش اور تفریح بھی ساتھ ساتھ ہوتی رہے تو مطالعہ سے زیادہ ترقی کا ذریعہ اور کوئی نہین ہے۔ محنت اعضاء جسمانی کو تحلیل کرتی۔ غذا اور راحت ان کو بڑھاتی اور قوت دیتی ہے۔ اگر ہر عضو سے بقدر مناسب کام لیا جاسے تو وہ طاقتور رہتا ہے اور ہر وقت کام دینے کے لئے مستعد رہتا ہے لیکن کسی عضو سے بہت زیادہ کام لیا جاسے تو بہت تھک جاتا اور

کام بمقدار طاقت لینا چاہیئے

کمزور ہوجاتا ہے۔یہی حال دماغ کا ہے کہ اگراس سے اوس کی طاقت سے زیادہ
کام لیاجاے توکمزوری لاحق ہوتی ہے۔طبیعت ملذراور منقبض ہوجاتی ہے۔
افراد انسانی مین کام کرسکنے کی طاقت کم وبیش ہوتی ہے۔یہ ضرور نہین ہے کہ
جتنا کام ایک شخص کرسکتا ہے دوسراشخص بھی اتنے وقت مین اسی قدر کرسکے
لہذا پہلے تجربہ سے معلوم کرنا چاہیئے کہ لڑکا تعلیم کا کس قدر بار اُٹھا سکتا ہے۔
نوجوان آدمی جن کی صحت بہت اچھی ہو۔بدن مین خوب طاقت ہواور روز جسمانی
ورزش کرتے ہون اور خوب کھاتے پیتے بھی ہون۔کھُلے میدان اور تازہ ہوا مین
رہتے ہون بحساب اوسط جاڑے کے دنون مین دس گھنٹے کام کرسکتے ہین اور
گرمی مین دس سے کم۔کالجون مین شوقین سے شوقین طالب علم آٹھ نو گھنٹہ
سے زیادہ کام نہین کرسکتے۔ہائی اسکول کی تعلیم کا زمانہ عموماً لڑکون کے نشوونما
اور بالیدگی کا زمانہ ہوتا ہے۔ان دنون مین پانچ یاچھ گھنٹہ سے زیادہ کام کرنا نقصان
دہ ہے۔بارہ برس سے کم عمر بچّون کے لئے چار گھنٹہ کافی ہین۔سات برس سے
کم عمر بچے تین گھنٹہ سے زیادہ نہ پڑھائے جائین۔

تعلیم وتربیت کا طریقہ

تعلیم وتربیت کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ بچّون کو یہ یقین دلایا جائے کہ جو عمدہ
اوصاف مان باپ یا معلم پیدا کرنا چاہتے ہین۔ان مین اس کے حاصل کرنے کی
قابلیت ہے۔بلکہ جب کبھی کسی عمدہ صفت کا بچہ سے ظہور ہو تو اس کی تحسین و
آفرین کی جاے اور ایسا اظہار کیا جاے کہ گویا بچہ بالطبع اس خلق کی طرف مائل اور
اس سے پورا واقف ہے۔جو کمال انسان مین موجود نہ ہو اس کے حاصل کرنے کی
طرف انسان اتنا جلدی اور ایسے شوق سے مائل نہین ہوتا جیسا موجودہ کمالات
کی حفاظت کرنی۔یا ان کو اور ترقی دینے کے لئے آمادہ ہوجاتا ہے۔اسی طرح
بچون کو جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگ ہماری نسبت یہ عمدہ راے رکھتے
ہین تو ان کا دل خوش ہوتا ہے اور وہ اس راے کے مطابق اپنے تئین ظاہر کرنا
چاہتے ہین۔اسی طرح ان کو لعنت ملامت کرنے یا اون کے عیوب گنانے یا انکو

جاہل یا کندۂ ناتراش بتانے کا نتیجہ اس کے برعکس ہوتا ہے۔ بجاے اس کے کہ ان کو غیرت آئے اور وہ اِس سے باز رہین وہ خود اپنے تئین نا قابل اور نالایق سمجھنے لگتے ہین اور یہ خیال دل کو شکست اور ہمت کو پست کر دیتا ہے۔ اور انسان کی ترقی کی رفتار رُک جاتی ہے۔ شوق اور تحریک مٹ جاتی ہے۔ بچّون پر اس کا بہت بُرا اثر ہوتا ہے۔ تعلیم و تربیت کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ جو کمال یا جو صفت پیدا کرنی مقصود ہے پہلے اس کا یقین دلایا جائے کہ متعلم مین اس کے حاصل کرنے کی پوری قابلیت اور استعداد موجود ہے اور پھر اس کے حصول کا شوق اور تحریک پیدا کی جائے۔ پہلے سے پہلے یہ سمجھ لینا کہ یہ بچّہ بیوقوف۔ کند ذہن۔ شریر۔ بےشوق ہے اس کو ویسا بنا دیتا ہے۔ اگر بچّے سے کوئی غلطی یا خطا ہو بھی جائے تو بھی اُس کو ایسا ملزم نہ بنانا چاہیئے جیسا کہ بڑے آدمیون کو۔ بچّون مین بھلے بُرے کی تمیز نہین ہوتی وہ کسی نتیجہ کی پیش بینی نہین کر سکتے ان کا عزم بھی مستقل نہین ہوتا۔ ان کی قوتین بھی کمزور ہوتی ہین۔ پس ان کو ملزم ٹھیرانا غلطی ہے بلکہ ان کی خطا کو بہت خفیف بنا کر ظاہر کرنا چاہیئے۔ جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ حرکت اس کی عادت اور طبیعت کے خلاف کم عمری یا ناسمجھی کی وجہ سے اتفاقیہ ظاہر ہوئی ہے۔ اور اگر چشم پوشی کے قابل ہو تو بالکل ذکر ہی نہ کیا جائے۔ تربیت کا بڑا گُر یہ ہے کہ بُری باتون پر ملامت نہ کرین بلکہ اچھی باتون کی ترغیب اور تحریص دین۔ انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ بھی اپنی نسبت سوچتا اور غور کرتا رہتا ہے۔ اپنی قابلیت اور استعداد کی نسبت راے قائم کرتا یا کرنا چاہتا ہے۔ اور جب اورون سے سنتے سنتے اس کو یہ یقین ہو جائے کہ کسی خاص فن یا کسی خاص صفت کے حصول کی اس مین قابلیت نہین ہے۔ تو وہ پھر کبھی اُسے حاصل نہین کر سکتا۔ اور بیوقوف معلم جبر و توبیخ کرتے کرتے یہ کیفیت اکثر بچون کی طبیعت مین پیدا کر دیتے ہین۔ کسی طالب علم سے جو "اقلیدس" پڑھنا چاہتا ہو اگر یہ کہا جائے کہ اس کا دماغ اسکی لیاقت۔ اسکی سمجھ اس قابل نہین ہے کہ وہ اقلیدس سمجھ سکے تو وہ کبھی حاصل

نہین کرسکیگا۔ اس کے برخلاف اگراس کو جرأت وہمت دلائی جائے کہ ذرا غور و فکر یا توجہ سے وہ اس کے مسائل سمجھ سکتا ہے۔ اور کسی قدر محنت سے اس کی شکلین یاد کرسکتا ہے تو وہ خواہ مخواہ اس کی طرف مائل ہوگا۔ لہذا معلم کا یہ کام ہے کہ وہ بچّہ کو یہ سمجھائے کہ وہ اس علم کو حاصل کرسکتا ہے جو اوس کو پڑھایا جاتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بچّے مین بشاش رہنے اور ہر کام کو خوش دلی سے کرنے کی عادت ڈالی جائے۔ جو کام انقباض اور بیدلی سے کیا جائیگا۔ اسمین کبھی خاطرخواہ کامیابی نہین ہوسکتی۔ بشاشت روح کو قوت بخشتی ہے۔ اور چونکہ اُمید شامل ہوتی ہے مشکلین سہل معلوم ہوتی ہین اور ہر ایک مشکل کام کرنے پر انسان آمادہ ہوجاتا ہے بلکہ اور لوگون کو بھی کام کے لئے اُکساتا اور اُبھارتا ہے جس کام مین بشاشت اور اُمید نہ ہو اور پہلے ہی سے نا اُمیدی نے دل توڑ رکھا ہو اس کے لئے انسان پوری طرح کوشش نہین کرتا۔ اور چونکہ دل کی اُمنگ مرجاتی ہے طاقت بھی جواب دیدیتی ہے۔ جو معلم بچّون کے سامنے کسی مضمون کو مشکل اور دقت طلب بیان کرتے ہین اور ان کو یہ یقین دلاتے ہین کہ وہ اپنی نالایقی کے سبب اس کے حاصل کرنے کی قابل ہی نہین وہ ان کے دل سے اس کی رغبت اور اس کے حاصل کرنے کی ہمت کھو دیتے ہین اور عمداً بچّون کو ناکارہ کرنا چاہتے ہین۔ بچون کو کسی کمال کے حاصل کرنے پر آمادہ کرنے کی یہ صورت نہین کہ حصول کمال کو مشکل بیان کیا جاے بلکہ سہل اور قابل سہول بیان کرنا اور شوق دلانا چاہیئے۔

طرز تعلیم

بہت سے بچّے خود اتنے بے شوق نہین ہوتے جتنے غلط طرز تعلیم اور اُستاد کی سختی اور زجر و توبیخ کے اثر سے بدشوق ہوجاتے ہین۔ جس قدر بچہ زیادہ چھوٹا ہے اسی قدر معلم مین طریقہ تعلیم کی زیادہ استعداد کی ضرورت ہے۔ بچّون کی بات کا یقین کرنا۔ انہون نے جو کچھ عمدہ کام کیا ہو اس کی تعریف کرکے دل بڑھانا۔ انکی شوق کو ترقی دیتا ہے اول بچون کو سہل کام جو ان کی استعداد کے موافق ہون

دیے جائین۔ تاکہ ان کو کام کرنے کی عادت پڑے اور طبیعت مین یہ اعتماد پیدا ہو جاے کہ ہم بھی کوئی کام کر سکتے ہین۔ ایسے کامون مین کامیابی کی جو عادت پڑیگی وہ آیندہ بڑے کامون مین کامیابی حاصل کرنے کی ترغیب دے گی۔ اوران کو اپنی قوت کا صحیح اندازہ معلوم ہوگا۔ تعلیم و تربیت کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ بچہ مان باپ استاد معلم یا اپنے بزرگون سے محبت کرے۔ اس کو ان کا خوف بھی ہو لیکن یہ خوف ادب کی وجہ سے ہو نہ کہ دہشت کے سبب سے۔

بچون کو سزا دینا

اگر بچہ کی اطاعت صرف دہشت کے سبب سے ہے تو بڑا ہو کر یا تو وہ بزدل ہوگا یا سرکش اور نافرمان ہوگا۔ جہان تک ممکن ہو بچون کو سزا نہ دیجاے تاکہ ان کے دل مین خوف نہ بیٹھے بلکہ اس کے بدلے مان باپ کو ناخوش کرنے کی پشیمانی اور تاسف ہونا چاہیئے۔ برا کام کرکے پشیمان ہونا ایک نہ ایک دن راہ راست پر آنے کی علامت ہے لیکن سزا کبھی برائی سے باز نہین رکھ سکتی۔ یا اگر سزا ناواجب یا زیادہ سخت دی جاے تو وہ اخلاق کو اور خراب کرتی ہے جب سزا برداشت کرنے کی عادت پڑجاتی ہے تو پھر اخلاق ذمیمہ ناقابل اصلاح ہوجاتے ہین۔ بچون کے بہت سے قصور کم سنی اور نافہمی کے سبب سے ہوتے ہین۔ جو بڑے ہوکر وہ خود بخود چھوڑ دیتے ہین ایسی باتون سے ہمیشہ چشم پوشی اور بے اعتنائی لازم ہے۔ مان باپ جب اپنے بچون کو اچھے اچھے اخلاق سے آراستہ دیکھتے ہین تو ان کا دل باغ باغ ہوتا ہے۔ ہر قسم کا کمال جو بچہ مین پیدا ہو مان باپ کی خوشی بلکہ فخر کا باعث ہوتا ہے اگر ایسے اوصاف کا اظہار دیر مین ہو تو مان باپ کو عجلت نہین کرنی چاہیئے۔ اونہین یقین رکھنا لازم ہے کہ عمدہ مادہ سے عمدہ چیزین بنتی ہین۔ تربیت و تعلیم مین کوشش کیے جائین جلدی سے یا دیر مین بچہ کے اخلاق و عادات سنور ہی جائینگے۔

تربیت کا طریقہ

بچون مین ابتدا ہی سے اچھی اچھی عادتین ڈالنی چاہئین۔ اگر بری تربیت یا بری سوسائیٹی کے اثر سے ایک دفعہ بری عادت پڑگئی تو اس کا چھٹانا اور اس کے

بجاے کوئی عمدہ عادت ڈالنا بہت مشکل ہے۔ بچہ کو شروع ہی سے سکھاؤ کہ وہ اپنا رویہ کس طرح کا رکھے۔ بعض لوگ بچون کے بری عادات اور خصائل کو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہین کہ جب بڑے ہون گے اور سمجھ آجائے گی تو خود چھوڑ دینگے۔ یا بچپنے مین اون سے ناشایستہ حرکات کراتے ہین اور سمجھتے ہین کہ طفولیت مین اسکا کچھ مضائقہ نہین۔ لیکن یہ باتین بڑی بڑی خرابیون کا تخم بنجاتی ہین۔ طفولیت زندگی کے سفر کی ابتدا ہے۔ جو شخص ابتدائے سفر مین غلط راہ پر چلے کیا وہ آخر مین صحیح مقام مقصود کو پہونچیگا؟ جون جون عمر بڑھتی جاتی ہے عادتین طبیعت بنتی جاتی ہین اور پھر ایک طریقہ چھوڑکر دوسرا طریقہ اختیار کرنا محال معلوم ہوتا ہے۔ کسی سادہ تختی پر لکھنا آسان ہے لیکن اس کے سابقہ نقش بالکل صاف کرکے پھر ایسا لکھنا کہ بدنمائی نہ رہے بہت مشکل ہے۔ اسی طرح کوئی عادت اختیار کرنی مشکل بات نہین لیکن کسی عادت کا چھوڑنا بہت زیادہ مشکل ہے۔ اخلاق کی تعلیم کے دو طریقے ہین ایک الفاظ سے اور دوسرا افعال سے اور ان مین دوسرا طریقہ زیادہ موثر ہے۔ اگرچہ عمدہ نصیحت کا اثر ہوتا ہے۔ لیکن عمدہ مثال کا اثر اس سے کہین زیادہ بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے کہ سنکر اتنا نہین سیکھتا جتنا دیکھکر سیکھتا ہے خصوصاً بچے جس قدر علم حاصل کرتے ہین وہ قوت باصرہ ہی کے ذریعہ سے حاصل کرتے ہین اور جو کچھ دیکھتے ہین اس کی نقل اُتارنا چاہتے ہین برساتی تیتریان اور کیڑے جیسے پتے کھاتے ہین ویسے ہی رنگ اختیار کرتے ہین۔ انسان بھی جس سوسائٹی مین رہتا ہے اس ہی کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور سب سے پہلا اثر اپنے گھر کی طرز معاشرت کا پڑتا ہے۔ مدارس کی تعلیم گھر کے اثر کو نہین مٹا سکتی اور لڑکے اور لڑکیان جب مرد اور عورت کے درجہ پر پہونچتے ہین تو اُن کے اخلاق کی عمارت گھر کی ابتدائی تربیت و تعلیم کی بنیاد پر قائم ہوتی ہے۔ گھر کی اس تعلیم و تربیت کا اثر صرف خانگی حالت تک محدود نہین رہتا۔ بلکہ سوسائٹی اور قوم پر بھی جوان ہی افراد سے مرکب ہے پڑتا ہے۔ یہ عادتین خواہ اچھی ہون یا بُری جوانی مین

اخلاقی تعلیم کے طریقے

گھر کا اثر سوسائٹی پر

اس طرح دور دور اثر ڈالتی ہین جیسے کہ آفتاب کی شعاعین دور دور روشنی پہونچاتی ہین
گھر کا اثر قومی حالت کی اصل ہے - یہان انسان ہمدردی - محبت - اخوت - رحم -
انصاف - غرض تمام صفات جو سوسائٹی پر اثر ڈالتی ہین سیکھتا ہے - گھر کا اثر صرف
مان باپ ہی کی مثال پر منحصر نہین ہے - بچون مین اتنی قوت نہین ہوتی کہ وہ ہر شخص
کے مدارج اور اس کی اخلاقی حالت مین تمیز کرسکین - بلکہ ان کے اوپر گھر کے ہر شخص
کی حالت کا اثر پڑتا ہے - اس لئے صاحب خانہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ملازم عورتون
اور مردون کے عادات و اخلاق اور چال چلن پر بھی نظر رکھے - اور گھر مین ایسے نوکر جمع
نوکرون کا اثر
نہ کرے - جو بدوضع ہون خصوصاً انائین اور مانیان اور وہ نوکر جن کی سپردگی مین
بچے ہر وقت رہتے ہین - بلکہ جہان تک مل سکین شائستہ آدمی تلاش کرکے رکھنے
چاہئین - یہ بدیہی بات ہے کہ غلیظ طبیعت نوکر بچون کو صاف نہین رکھ سکتے -
اور اس سبب سے بچون مین صفائی کی عادت پیدا نہین ہوتی - اسی طرح جب
نوکرون کو گالیان بکتے سنتے ہین تو خود بھی وہی الفاظ دہراتے ہین - نوکرون کے
بچون کے ساتھ کھیلتے ہین اور بازاری الفاظ استعمال کرتے اور ویسی ہی حرکتین
کرتے ہین - اس ہی طرح نوکرون کی بدکرداری کی مثالین اُن کے سامنے ہوتی ہین
اور دیکھتے دیکھتے وہ ان کو قبیح یا باعث نفرت نہین معلوم ہوتین - عمدہ تربیت کی
خوبی یہ ہے کہ بچہ (عورت ہو یا مرد) بُرائی سے ناآشنا ہو اور اگر وہ کسی بُرے فعل
یا قول کو دیکھے یا سنے تو اُسے تعجب اور نفرت پیدا ہو - لیکن وہ جن باتون سے
بچپنے سے آشنا ہے ان سے تعجب اور نفرت کیونکر کرسکتا ہے - اسی طرح بدافعال نوکرون
کی وجہ سے افعال قبیحہ سے کراہت قائم و باقی نہین رہتی - اور جب کراہت نہین
تو ارتکاب کی طرف میلان ذرا اشارہ مین پیدا ہوگا - جو بچے ایسی سوسائٹی مین رہتے
ہین جہان گھر کے نوکر جن کی گودیون مین وہ پلے ہین افعال قبیحہ کے مرتکب
ہوتے ہون اور بچون کو ایسی وقت مین ان کے حالات سے آگہی ہو جبکہ ان کی
قوت عقل و تمیز کامل نہین ہے تو وہ کیونکر ان افعال کو مکروہ خیال کرسکتے ہین

اور جب کسی فعل سے کراہت اُٹھ جائے تو پھر پیدا و قائم نہین ہو سکتی۔ کراہت کا اُٹھ جانا اُس بڑی روک کا اُٹھ جانا ہے جو افعال ذمیمہ سے بچاتی ہے اور ایسے گھر مین یہ صفت کبھی پیدا ہی نہین ہوتی۔

معلم کا اثر

خود معلم اور اتالیق کا اثر بھی بچون پر اس ہی طرح پڑتا ہے۔ بچے معلم کو اپنے سے برگزیدہ سمجھتے ہین۔ ان کے دل مین اس کی وقعت اور عزت ہوتی ہے اور اس کی مثال پر چلنا عمدہ بات خیال کرتے ہین اور اس کا رنگ اختیار کرتے جاتے ہین۔ جب وہ دیکھتے ہین کہ معلم علانیہ شراب پیتا ہے (اگرچہ یورپین ہی ہو) اور اوامر اور نواہی شرع کا پابند نہین تو کیونکر وہ شراب کو گناہ خیال کر سکتے ہین اور جن لوگون نے ایسی سوسائٹی مین نشو و نما پایا ہو جہان ہر روز میز پر شراب آتی ہو (اگرچہ صرف دو ایک ہی کے سامنے رکھی جاتی ہو) وہ لوگ اکثر اس بلا مین مبتلا ہو جاتے ہین۔ پھر ان کے اثر سے دوسرے نوجوان اس ہی طرح خراب ہوتے ہین۔ اور یہ متعدی مرض پھیلتا جاتا ہے۔

گھر کا اثر

قدرتی تربیت یہ ہے کہ گھر کی زندگی تمدن کا پیش خیمہ ہوتی ہے اور اخلاق و چال چلن پر پہلے گھر کی زندگی کا اثر پڑتا اور گھر کے سانچہ مین انسان ڈھلتا ہے اور پھر یہی انسان تمدن کے بازار مین پیش ہوتا ہے۔ پہلے گھر کا ایک ممبر ہوتا ہے۔ اور پھر تمدن کا۔ اس طرح گھر گویا تہذیب کا ایک مدرسہ ہے جہان تہذیب کی ابتدائی بلکہ انتہائی تعلیم دی جاتی ہے۔ جس قوم کے بچے گھرون مین عمدہ تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہین وہ بڑے ہو کر قوم کے اچھے ممبر ہوتے ہین اور جن کی ابتدائی تربیت خراب ہوتی ہے وہ اپنی قوم کا بُرا نمونہ ہوتے ہین۔

بچپنے کی عادات کا اثر

عادات و خصائل کی وہ خصوصیت جو انسان مین عمر بھر رہتی ہے بچپنے ہی مین قائم ہو جاتی ہے اور گھر کی تربیت یا بے ترتیبی کا اثر جو اس وقت طبیعت مین جاگزین ہو جاتا ہے وہ نقش کالحجر ہے کہ پھر نہین مٹ سکتا۔ پوت کے پانون پالنے ہی مین نظر آتے ہین اور اس وقت جو عادتین ان کی طبیعت مین راسخ ہو جاتی ہین

خواہ اچھی ہون یا بُری عمر بھر جھلک دکھاتی ہین۔ بچہ دنیا کے دروازہ پر کھڑا ہوتا ہے اور جب وہ آنکھ کھولتا ہے۔ تو نئی نئی اور عجیب عجیب چیزین اس کو معلوم ہوتی ہین وہ ہر ایک چیز کو استعجاب اور غور سے دیکھتا ہے۔ جب ذرا بڑا ہوتا ہے تو وہ اشیا کو پہچاننے اور اوران مین مقابلہ کرنے اور جانچنے لگتا ہے۔ جب اس قدر تمیز پیدا ہوجاتی ہے تو ان مین رائے لگاتا اوران کی حقیقت کو سوچنا شروع کرتا ہے اور جو علم اس کو اس طرح حاصل ہوتا ہے (خواہ غلط ہو یا صحیح) اس سے اسکی طبیعت اثر پذیر ہوجاتی ہے اگر وہ اس وقت کسی عقلمند مان باپ کی نگرانی مین ہے تو جو ترقی اس طرح کرتا ہے وہ حیرت انگیز ہوتی ہے اور شروع ہی سے اس کو صحیح واقعات اور صحیح نتائج اور عمدہ اصول معلوم ہوتے جاتے ہین طفولیت کے زمانہ مین بچّون کا دل ہر بات کا نقش آسانی سے قبول کرلیتا ہے اوران کی طبیعت پے ہر ایک اثر بہت دیر تک قائم رہتا ہے۔ اگر اس وقت عقل و دانش کی شعاعین اُن کے دل پر پڑین تو وہ ہمیشہ روشن اور منور رہتی ہین۔ جس طرح فوٹو کے شیشہ پر عکس جم جاتا ہے اوراس سے اسی طرح کی تصویرین اُترتی ہین اس ہی طرح بچّون کا دل ان باتون کو بہت جلد قبول کرلیتا ہے۔ جو اس کے گرد وپیش ہون اور بلا اختیار ویسے ہی افعال اُن سے صادر ہونے لگتے ہین اور جون جون بچہ بڑا ہوتا جاتا ہے وہی مثالین جو اس کے پیش نظر تھین اور جن کی وہ نقل اُتارتا تھا اس کی عادت اور خصلت ہوجاتی ہین اور پھر چھُڑائے نہین چھٹتین۔

جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے اس کو نہین معلوم ہوتا کہ مذہب کیا ہے نہ مذاہب کی کنہ حقیقت کو سمجھنے اور مختلف مذاہب کا مقابلہ کرنے کی تمیز ہوتی ہے۔ مان باپ کا یا جس سوسائٹی مین کہ وہ رہتا ہے اس کا مذہب بلاتحقیق اختیار کرلیتا ہے اور یہ اثر اس کی طبیعت پر اس قدر قوی ہوتا ہے کہ عمر بھر وہ اس مذہب پر قائم رہتا ہے بڑے ہوکر وہ مذہب کی حقیقت اور اصول کی تلاش کرتا ہے۔ لیکن اپنے مذہب کو نہین چھوڑتا اور اگر کبھی تبدیل مذہب کرے تو اس کو سخت تکلیف

اٹھانی پڑتی ہے - یہی حال تمام عادات اور خصائل کا ہے - جو اس وقت طبیعت مین جاگزین ہو جائین پس جو لوگ اولاد کو عمدہ خصائل سے آراستہ دیکھنا چاہتے ہین ان کو لازم ہے کہ بچون کو اپنی عمدہ مثال دکھائین اور ان کو عمدہ سوسائٹی مین رکھین -

باب پنجم

مال و دولت

دولت کی ضرورت

انسان کی ضرورتین کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہین کہ صرف اوس کے کیے پوری نہین ہوتین - بلکہ اورون کی استعانت کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے - نجار صندوق نہین بنا سکتا جب تک کہ لوہار اُسے اوزار نہ دے - لوہار کام نہین کرسکتا جب تک کہ کسی نے کان مین سے لوہا نکالکر نہ دیا ہو - غرض دنیا مین ایک شخص کے اغراض دوسرے سے ایسے وابستہ ہین کہ اگر ایک کام بند کردے تو سب کے معاملات اور آسائش مین ابتری واقع ہو جائے - اور یہ صانع قدرت کی مہربانی ہے کہ کسی کو کسی کی خدمت سے مستغنی نہین بنایا - مگر کوئی شخص کسی کی خدمت نہین کرتا - جب تک کہ خود اُسے بھی کوئی فائدہ نہ ہو - وہ اگر خدمت کے عوض مین خدمت نہین لیتا تو روپیہ لیتا ہے اور اس سے وہ اپنی مایحتاج پوری کرتا ہے - اس ہی سبب سے روپیہ اگرچہ فی نفسہ انسان کی کسی حاجت کو پورا نہین کرتا لیکن دنیا کی کل حاجتین اور اشیا ضروری روپیہ سے پوری و مہیا ہوتی ہین - بیمار ہین تو دوا ڈھنڈائی - تندرست ہین تو سامان خورد و نوش - سفر مین ہین تو سواری اور سامان سفر طالب علم ہین تو کتب و فیس - غرض کوئی کام خواہ اپنی ذات کے لئے ہو یا کسی اور کی بھلائی کے واسطے روپیہ بن نہین چلتا - حتیٰ کہ اولاد جو ایک نعمت الٰہی ہے اور دل و جان سے زیادہ عزیز ہوتی ہے افلاس مین اُس کی پرورش کیسی بار

معلوم ہونے لگتی ہے۔ نورجہان کو جسے اپنے حسن ولیاقت اور اقبالمندی کے طفیل عالمگیر شہرت اور ہندوستان کی بادشاہت حاصل کرنی تھی۔ مفلس مان باپ نے ہندوستان آتے ہوے راستہ مین چھوڑ دیا مگر دولت مند امیر قافلہ نے پراے لخت جگر کو اُٹھا لیا اور پرورش کیا۔ کیسے کیسے عمدہ ارادے کیسی کیسی بیش بہا تدبیرین اولوالعزم خیال۔ دلی آرزوئین اور تمنائین۔ چاہیئے ولولے طبعی شوق۔ دلچسپ مشاغل صرف اس سبب سے پورے نہین ہوتے کہ روپیہ نہین۔ اُن طلبہ کی حالت کس قدر قابل افسوس ہے جو باوجود ذکاوت فہم وکیاست کے اس سبب سے مدارج علیہ پر نہ پہونچ سکے کہ ان کے پاس روپیہ نہ تھا۔ اور ضرورتین مجبور کرتی تھین کہ وقت اکتساب معاش مین صرف کرین۔ ان کی وہ بیش بہا قابلیتین جن کو اگر زمانہ فرصت اور اطمینان دیتا تو جواہر آبدار سے زیادہ دنیا مین مفید اور فزین ثابت ہوتین دل کے قید خانہ مین بند رہتی ہین اور معاش کا فکر کبھی ان کے اظہار کا موقع نہین دیتا

مفلسی اخلاق کو بھی خراب کرتی ہے۔ احتیاج وہ بُری بلا ہے کہ لالچ اور بدنیتی آہی جاتی ہے اور دولت مند شخص جس کو زیادہ احتیاج نہین ہوتی لالچ کو آسانی سے روک سکتا ہے۔ مفلس آدمی کا خیال چونکہ ہر وقت معاش کے افکار مین رہتا ہے وہ دماغی کام نہین کرسکتا۔ نہ کسی سائنس کی طرف توجہ کرسکتا ہے بلکہ فراغت سے عبادت بھی نہین کرسکتا۔

شب چو عقد نماز بر بندم　　چہ خورد بامداد فرزندم

دوست وآشنا عزیز واقارب تک مفلسی مین کنارہ کرجاتے ہین اور اکثر دولت مند رشتہ دار تو غریب رشتہ دارون سے اس سبب سے ملنے مین بھی اجتناب کرتے ہین کہ سوسائٹی مین ان کی عزت کم نہ ہوجاے کسی حکیم کا قول ہے کہ جب افلاس دروازہ پر آتا ہے تو محبت دریچہ سے بھاگ جاتی ہے۔ اس لئے پرہیزگار آدمی کو لازم ہے کہ افلاس سے بچے اور قرض سے دور رہے۔ افلاس دلی مسرت اور انبساط کے حق مین زہر قاتل ہے اور بہت سی نیکیاں انسان صرف افلاس کی وجہ سے

نہین کرسکتا۔ جس شخص کو خود اورون کی امداد کی ضرورت ہو وہ اورون کی مدد کیا کریگا پس خرچ کرنے سے پہلے آمدنی کے کافی وسائل پیدا کرنے چاہئین۔ اور سب سے پہلے انسان کو لازم ہے کہ معاش سے اطمینان اور فراغت حاصل کرے اور حتی الامکان اکتساب مال مین جائز کوشش کرے تاکہ آزادی قائم رہے حاجتین رفع ہون اور مصیبت۔ بڑھاپے۔ اور ضرورت کے وقت تکلیف نہ ہو۔

دولت اطمینان بخشتی ہے

جب روپیہ پاس ہوتا ہے تو طبیعت مین دلیری ہوتی ہے کیونکہ یہ خوف نہین ہوتا کہ کسی کی ناراضگی وظیفہ مین خلل انداز ہو گی۔ اور اس اطمینان کا تو کیا پوچھنا ہے جو کثرت دولت سے میسر ہوتا ہے مفلس آدمی کو ہر ضرورت کے وقت پس وپیش کرنا اور تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ دران حالیکہ دولت مند آدمی ایسی ایسی ضرورتون کو خاطر مین بھی نہین لاتے۔ کوئی آدمی مفلس بھی ہو اور آزاد بھی تو جانو کرامت ہے۔ دولت خواہ کسی قدر حاصل اور کتنی ہی کیون نہ جمع ہو جائے اگر جائز وسائل سے ہے تو جس قدر زیادہ ہے اس ہی قدر بہتر ہے البتہ لالچ یا ناجائز وسائل سے اکتساب کرنا بُرا ہے۔ انسان کا ضروری فرض ہے کہ اکتساب معاش کے فراخ وسائل بہم پہونچائے۔ اور جائز منافع اُٹھائے تاکہ دنیا اور عقبیٰ کی بہبودی کا باعث ہو اگر غریبون کی مدد کرنا رشتہ دارون یتیمون ہمسایون وغیرہ کی معاونت کرنے کا خدا کے ہان اجر ہے تو مال اس کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اگر ممالک کی سیر عجائبات کا نظارہ خوشگوار ہے تو مال سے یہ مسرت نصیب ہوسکتی ہے یہ بھی نہین تو دونون وقت کھانا کھانے کپڑا پہننے کی ضرورت ہے اور یہ بغیر روپیہ پیسہ عزت سے نہین ملتا۔ اس لئے کوئی شخص اکتساب مال سے مستغنی نہین ہوسکتا اور اس کو ضرور کچھ نہ کچھ تدبیر حصول دولت کی کرنی چاہئے۔ جو اشخاص ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے ہین اور اس کو قناعت یا توکل کہتے ہین اُن کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہاتھ پانون نہ ہلائین اور لوگ اپنی محنت مین سے ہمین حصہ دین یہ توکل نہین۔ توکل سعی سے باز رکھنا نہین سکھاتا بلکہ صرف نتیجہ کو خدا پر چھوڑ دینے کا

دولت کے فائدے

توکل

قناعت

نام ہے۔ ایسے ہی **قناعت** یہ ہے کہ ہماری محنت اور وسائل سے جس قدر ہم کو مل سکے اس پر اکتفا کرین۔ اور ناجائز وسائل سے اورون کا مال نہ تکین۔ نہ یہ کہ جو ہماری محنت اور سعی کے صلہ مین ہم کو ملے اسے بھی چھوڑ دین۔ اور آمدنی کے جائز وسائل سے متمتع نہ ہون یا صحت اور فرصت کے لحاظ سے محنت اور وقت اکتساب کے کمال مین صرف نہ کرین۔ یہ نہ قناعت ہے نہ پرہیزگاری کہ باوجود قدرت اور جواز کوئی شخص اکتساب معاش مین غفلت کرے اور اپنے تئین یا اپنے عزیز و اقارب کو تکلیف مین ڈالے یا اورون کی خیرات پر گزارہ کرے اگر وہ زیادہ دولت سے مستغنی ہے اور اس کے مایحتاج سے زیادہ اوس کے پاس موجود ہے۔ تو بھی اکتساب سے باز نہین رہنا چاہیے۔ کیونکہ اس صورت مین جب ذاتی ضرورتین نہین ستاتین تو رفاہ عام اور خیرخواہی خلایق کے کام کرسکتا ہے۔ ابنائے جنس اور اپنی قوم کو فائدہ پہونچا سکتا ہے جس سے عنداللہ اور عندالناس مشکور ہوگا۔ نیز بقاے نام کا سبب بھی ہے۔

کفایت شعاری

فارغ البالی کے زمانہ مین آیندہ کے واسطے فراہم کرنا پیش بینی اور صفت محمود ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ خرچ آمدنی سے زیادہ نہ ہو۔ بلکہ کچھ نہ کچھ ہمیشہ پس انداز ہوتا رہے۔ اگر روزمرہ کا حساب قلمبند کیا جاے تو خواہ مخواہ یہ نظر پڑتی ہے۔ کہ روپیہ کس کس طرح صرف ہوتا ہے۔ اور ان مین ضروری اور غیرضروری مدات کیا ہین۔ اور جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ آمدنی کیا ہے اور خرچ کیا انسان ضرور فضول خرچی مین پڑجاتا ہے۔ آمدنی مین سے کچھ نہ کچھ بچانا اگرچہ قلیل مقدار ہی کیون نہ ہو ضرور چاہیے کیونکہ اس سے طبیعت کو خوشی پیدا ہوتی ہے۔ اور اطمینان نصیب رہتا ہے اور اگر آمدنی سے زیادہ ایک پائی بھی خرچ ہو تو جان لو کہ رفتہ رفتہ بربادی آنیوالی ہے کیونکہ اس صورت مین ضرور قرض لینا پڑیگا اور قرض بربادی کی جڑ ہے۔ اگر آمدنی کم ہے تو خرچ کو بھی کم کردینا ضرور ہے۔ ظاہری شان و شوکت کی حاجت نہین۔ عمدہ کھانے اور عمدہ لباس کی ضرورت نہین۔ خدمتگارون کے بدلے خود اپنا کام کرنا

گوارا مگر قرض نہ لینا چاہئے - جو شخص قرض لیتا ہے وہ ہمیشہ رنجیدہ رہتا ہے - روکھی روٹی بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ قرض سے دستر خوان آراستہ کیا جائے - اور یہی حقیقت مین قناعت ہے - کفایت شعاری ذریعہ مسرت بھی ہے لہذا نہ صرف یہ ضرور ہے کہ اکتساب معاش کے وسیع وسائل اختیار کرین اور ان کو پوری پوری طرح بر کام مین لائین بلکہ یہ بھی لازم ہے کہ جو کچھ حاصل ہو اس کا کچھ حصہ بطور اندوختہ رکھین - کیونکہ اگر جس قدر کمایا تھا سب کا سب خرچ بھی کر دیا تو محنت اور کاہلی کا انجام ایک سا ہوا - عقلمندی یہ ہے کہ مجبوری اور بیکاری کے زمانہ کا خیال رکھا جائے اور اچانک ضرورتون کے واسطے پیش بینی سے کچھ نہ کچھ پس انداز کرتے رہین -

کفایت شعاری بہت سے ناجائز تعیش سے بچاتی ہے اور پرہیزگار رکھتی ہے ساتھ ہی بہت سی مباح خوشیان بھی بخشتی ہے - یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ اگر زیادہ رقم پس انداز نہین ہو سکتی تو تھوڑی رقم کو کیا بچائین دانہ دانہ شود انبار تھوڑا تھوڑا جمع ہو کر معتدبہ رقم ہو جاتی ہے - جو کسی خاص ضرورت کے وقت کچھ نہ کچھ کام آئیگی کفایت شعاری کے لئے کسی زیادہ لیاقت کی ضرورت نہین صرف تھوڑا سا طبیعت پر قابو ہونا چاہئے کہ انسان غیر ضروری اخراجات صرف دل بہلانے یا تھوڑی دیر کی واہ واہ کی خاطر نہ کر بیٹھے اور جب کفایت شعاری کی عادت پڑ جاتی ہے اور کچھ روپیہ جمع ہو جاتا ہے تو اسکے فوائد خود بخود نظر آنے لگتی ہین - حوادثات زمانہ اور واقعات غیر اختیاری کے وقت مصیبت کی گھڑیون مین - سخت ضرورتون کے مقابلہ مین اپنا پیسہ بے منت کام آتا ہے - نہ کہ اورون کی سخاوت اور فیاضی اوّل تو کوئی اس قسم کی مدد کرتا نہین اور اگر کسی نے کی بھی تو غیر مکتفی اور بہزار منت - اگر کوشش بیکار ہی جائے اور کچھ بھی پس انداز نہ ہو سکے تو بھی سعی منفعت سے خالی نہین اور کچھ نہ ہوگا تو طبیعت مین احتیاط اور انضباط ہی پیدا ہو جائیگا - فضول خرچی کی عادت ہی چھٹ جائیگی - بیہودہ مشاغل ہی سے بچ جائیگا - بیہودہ جذبات ہی رک جائینگے - کسی قدر افکار ہی ہلکے ہو جائین گے -

اور طبیعت کو سکون نصیب ہو جائیگا۔ روپیہ پاس ہوتا ہے تو طبیعت مین عجب استغنیٰ
اور بے فکری کی کیفیت ہوتی ہے اور بڑھاپے مین یا معذوری کے وقت عزت بنی رہتی
ہے اور طبیعت کو یہ بھی اطمینان ہوتا ہے کہ اولاد ہمارے اندوختہ سے متمتع ہوگی
دنیا مین جس قدر تہذیب پھیلی یہ کفایت شعاری اور اندوختہ کی بدولت ہے۔ کیونکہ
کفایت شعاری سے راس المال حاصل ہوا اور راس المال سے اشیا پیدا کرنے
کی قوت ہوئی۔ کفایت شعاری کی عادت بعض لوگون مین قدرتی ہوتی ہے۔
لیکن اکثر کو اکتسابی طور پر حاصل کرنی پڑتی ہے اور اس کے لئے ضرور ہے کہ انسان کو
آیندہ کی آسایش اور آرام کے لئے موجودہ وقت کی تھوڑی سی غیر ضروری خواہش
کو روکنا پڑے۔ یہی حال قومون کا ہے کہ جو قومین اپنی تمام پیداوار خرچ کر ڈالتی ہین مفلس قومین
اور کچھ نہین بچاتین ان کے پاس بالکل راس المال نہین ہوتا۔ اور وہ ذرا ذرا سی چیزون
کے لئے دوسرون کی دست نگر ہوتی ہین۔ ان مین افلاس اور مصیبت پھیلی ہوئی
ہوتی ہے۔ اور بے مایگی کی وجہ سے وہ تجارت بھی نہین کر سکتین نہ ان کے پاس
جہاز ہوتے ہین۔ نہ ریل نہ کشتیان بلکہ جو قومین کفایت شعار ہین وہ آج دنیا کی
تہذیب کا چشمہ اور دولت کا مخزن بنی ہوئی ہین کسی ملک مین دو وجہ سے افلاس
پھیلتا ہے اوّل روپیہ کی احتیاج۔ دوئم روپیہ کا بیجا اصراف اور بڑی وجہ بے ضرورت
اصراف ہے۔ روپیہ پیدا کرنا تو مشکل ہے لیکن اس کو سلیقہ سے خرچ کرنا اور بھی
زیادہ مشکل ہے۔ جو شخص اپنی قوت بازو سے اس قدر پیدا کر لیتا ہے کہ اس کی احتیاج
کو کافی ہو اور کچھ پس انداز ہو جاوے تو یہ اندوختہ خواہ کسی ہی قدر تھوڑا کیون نہ ہو
اس سے اس کی اور کل گھر کی معاشرت کی بہبودی پر بڑا اثر پڑتا ہے اور یہی اندوختہ
اس کی آزادی کو قائم رکھتا ہے۔ جس شخص کو خدا نے معمولی عقل بھی دی ہے
وہ سمجھ سکتا ہے کہ جو کچھ ملے روز کا روز صرف کر دینا عاقبت اندیشی کے بالکل خلاف
ہے۔ جس شخص کو معقول تنخواہ ملتی ہو یا جس کی آمدنی معقول ہو وہ مرتے وقت
کچھ نہ چھوڑے اور اس کی بیوی بچہ محتاج اور بے سہارے رہ جائین یا ان کے سر پر

مرحوم کے قرض کا بار پڑے تو سوائے اس کے کیا سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ ناعاقبت اندیش تھا۔ یا اس قدر خودغرض تھا کہ اپنی خواہشون کے پورا کرنے کے آگے اسے کسی بات کی پرواہ ہی نہ تھی۔ ایسے لوگ اپنی آزادی ساہوکارون کے ہاتھ فروخت کر ڈالتے ہین۔ اور خودنمایشی سامانون کے پیچھے محتاج ہو جاتے ہین۔ کسی عارضی حظ یا نمایش کا خیال ان لوگون کے دلون پر اس قدر مستولی ہو جاتا ہے کہ نتیجہ کا ذرا بھی خیال نہین رہتا۔ پرہیزگاری۔ آزادی۔ دیانت داری۔ خودداری وغیرہ اوصاف کفایت شعاری سے حاصل ہوتے ہین۔ اور یہ ایسے اوصاف ہین جن پر انسان کے اخلاق کی بنیاد ہے۔ اور خودداری کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنی وضع کو نبھائے اور اپنا بار خود اُٹھائے۔ اور اس مین اوس کی عزت ہے۔ اور اگر دوسرون پر اپنا بوجھ ڈالیگا تو وہ حقیقی عزت اور آرام سے نہین رہ سکتا۔ کیونکہ ہر شخص کو اپنی حاجتون کا جس قدر احساس ہوتا ہے دوسرے کو نہین ہوتا۔ اسی طرح اپنے دل کی محبت اپنے دل کی امید۔ اپنی پسند کا اثر۔ جس طرح خود اپنے اوپر ہوتا ہے دوسرون کو اسکی پرواہ بھی نہین ہوتی۔ اس لئے ہر شریف شخص کا فرض ہے کہ اپنی آیندہ حاجتون کا خیال رکھے۔ اور چادر دیکھ کر پانون پھیلائے۔ غریب ہونا عیب نہین لیکن اس مین شک نہین کہ افلاس بہت سے نیک کام نہین ہونے دیتا۔ اطمینان اور سکون خاطر کو برباد کرکے خوشیون پر پانی پھیر دیتا ہے۔ کفایت شعاری کے اصول کچھ مشکل نہین ہین۔ اور ہر شخص ان کو سمجھ سکتا اور ذرا سے انتظام سے اون پر عمل کر سکتا ہے۔ اوّل تو یہ کہ آمدنی کا تھوڑا سا حصہ خواہ کسی قدر ہی تھوڑا کیون نہ ہو آیندہ کی حاجتون کے لئے جمع کیا جائے۔ دوم جو کچھ خریدا جائے اس کی قیمت نقد ادا کر دیجائے اور قرض کے بکھیڑے سے پرہیز کیا جائے۔ نیز یہ انتظام کیا جائے کہ کوئی چیز قرض لینے کی ضرورت نہ ہو۔ سوم جس کام مین روپیہ لگایا جائے پہلے اسکے نفع نقصان کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔ اور جس کا نفع یقینی نہ ہو اوس مین روپیہ صرف نہ کیا جائے۔ چہارم آمد و خرچ کا باقاعدہ حساب رکھا جائے۔ پنجم جو چیز خریدی جائے

کفایت شعاری کے اصول

اس کو احتیاط سے خرچ کیا جاے اور یہ خبر رکھی جاے کہ نوکرون یا اور لوگون یا خود اپنی غفلت سے خواہ مخواہ ہر چیز ٹوٹ کر خراب نہ ہو۔ اور گھر کی چیزین اس طرح فضول برباد نہ ہوتی رہین۔ کہ ہر وقت اون کے خریدنے او نبوانے کی ضرورت رہے۔ بلکہ ہر شئے سلیقہ سے استعمال ہو۔ اور یہ کام گھر کے نوکر یا داروغہ کے ذمہ نہ ہو۔ بلکہ خود صاحب خانہ کو مرد ہو یا عورت نگرانی کرنی چاہئے۔ جو لوگ غلط اصول پر اپنا کام چلاتے ہین۔ وہ ناکام رہتے ہین۔ مثلاً جو لوگ دوسرے کی مدد پر بھروسہ رکھتے ہین وہ اکثر ناکامیاب ہوتے ہین۔ یا جو لوگ اپنا مال و اسباب ہمیشہ خراب و برباد کرتے رہتے ہین ناکام رہتے ہین۔ اسی طرح بخیل اور فضول خرچ دونون ناکام رہتے ہین۔

جائز وسائل سے دولت پیدا کرنے کی سعی اگرچہ عمدہ بات ہے لیکن ایک دم سے دولت مند بننے کی خواہش نہ کرنی چاہیے۔ ورنہ دیانت داری کے ہاتھ سے جاتے رہنے کا اندیشہ ہے۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ دولت دیانتداری سے نہین ہاتھ لگتی مگر پرہیزگاری سے کبھی افلاس بھی نہین آتا۔ غریب وہ شخص نہین ہے جس کی آمدنی کم ہو بلکہ وہ شخص جس کے مایحتاج زیادہ ہون۔ انسان کو تو اکثر خیالی ضرورتین ستاتی ہین ورنہ مایحتاج تو اس قدر کم ہین کہ ان کی نسبت زیادہ تجسس کی ضرورت نہین۔ عیش و عشرت کے مصارف کا نہ کوئی ٹھکانا ہے نہ حد۔ خواہ انسان قارون کا خزانہ خرچ کر دے۔ سب سے زیادہ خرابی کی جڑ یہ ہے کہ انسان اپنی حالت سے بڑھکر ظاہری سامان رکھنا چاہتا ہے۔ تاکہ لوگ اُسے امیر جانین۔ اور اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ غریبی کے اظہار سے شرم آتی ہے۔ مگر یہ بڑی غلط فہمی ہے کہ غریبی کو شرم کی بات سمجھا جاے۔ اگر کوئی شخص اپنی روٹی قوت بازو سے کماتا اور آرام سے کھاتا ہے تو وہ کیون شرمائے ہان جو لوگ ناجائز وسیلہ سے کمائین اور بُرے مصرف مین اُٹھائین ان کو شرم لازم ہے۔ سچ یہ ہے کہ لوگون کے بُرے استعمال نے دولت کو خراب اور بدنام کیا ہے مگر دولت پر منحصر نہین ہر ایک قوت کا یہی حال ہے کہ انسان خواہ اچھی طرح صرف کرے اور فائدہ اُٹھائے یا بُری طرح صرف کرے اور برباد ہو۔

خیالی ضرورتین

تلوار سے خواہ اپنے جان ومال کی حفاظت کرے یا دوستون کا سر کاٹے - پس بُرا طریقۂ استعمال ہے نہ خود دولت - اس ہی طریقۂ استعمال کا سوسائٹی پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے - چونکہ رواج کا سکہ بیٹھا ہوا ہے - اس لئے ہر شخص اپنے سے اعلیٰ کی حرص کرتا ہے - اور یہ جانتا ہے کہ اس درجہ کی حیثیت سے عزت اور وقار ہوتا ہے اور یہ نہین سمجھتا کہ اون کی عزت ووقار صرف اپنی نظرون مین ہے - ورنہ وہ بھی اسی خبط مین گرفتار ہین - اور اپنے سے اعلیٰ کی حرص کے پیچھے برباد ہو رہے ہین ہر شخص کو اپنی اصلی حالت کے موافق رہنا اور وہی ظاہر کرنا چاہیے - جب سرمایہ نہو یا خالی ہوتا جاتا ہو تو ظاہری اسباب عیش کیا خوشی دینگے - اور دلی اطمینان کا کیا حال ہوگا - اور کچھ دنون گلچھرے اُڑائے بھی تو پھر کیا بلکہ اس طرح تو باقی زندگی زیادہ ذلت مین کٹتی ہے - بعض ایسے نوجوان ہین جن کو میراث مین روپیہ ملا - مگر بجائے اس کے کہ وہ اسے احتیاط سے صرف کرتے اور اس کو مفید طور پر کام مین لاتے - ناچ رنگ مین اُڑا دیتے ہین - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قرضدار ہوتے اور ذلت اُٹھاتے ہین -

قناعت یہ ہے کہ جس وقت جو حالت میسر ہو اسپر اکتفا کیا جاسے - اور جو حاصل نہین ہوسکتا اس کے واسطے اضطراب نہ ہو - اگر طبیعت مین یہ جوہر نہ ہو تو دولت کا حظ حاصل نہین ہوتا - پس دولت کا حظ اُٹھانے اور اس وسیلہ سے خوشی حاصل کرنے کے لئے قناعت کی تعریف سے واقف ہونا اور دولت اور مسرت کے تعلقات کو جانچنا ضرور ہے - کیونکہ اگرچہ دولت اطمینان اور آرام دلجمعی اور خوشی بخشتی ہے مگر اسی وقت کہ اوس کے ساتھ قناعت ہو ورنہ اس کے برخلاف نتیجہ نکلنے کا اندیشہ ہے - خوشی دولت کے مناسب استعمال سے ہوتی ہے نہ کہ دولت سے - اور جو لوگ دولت صرف دولت کی خاطر جمع کرتے اور ضرورت کے وقت بھی اوسے کام مین نہین لاتے یا جن کے دل مین حرص یا دولت کی محبت اس قدر پیدا ہوگئی ہے - کہ وہ اس کا مناسب استعمال ہی

قناعت

بھول گئے۔ یا اکتساب مین ناجائز وسائل استعمال کرنے لگے۔ وہ صراط مستقیم سے بھٹکے ہوئے ہین۔ اور ان ہی صاحبون نے دولت کے نام کو بٹہ لگایا ہے۔ ایک طرف تو کفایت شعاری کو بخل کی حد تک پہونچا دیا۔ اور یہ صفت مذموم ہے۔ دوسری طرف اکتساب مین قناعت کی بجائے حرص کو کام مین لانے لگے۔ اگر کفایت شعاری اپنی حد سے تجاوز کر جاسے تو وہ بخل ہے۔ بخیل آدمی کو اس خیال سے بھی رنج ہوتا ہے کہ ورثا میرے اندوختہ کو صرف کرینگے۔ کفایت شعاری حسب مقدور آرام کرنے اور صرف کرنے کو منع نہین کرتی۔ بلکہ ضروری اخراجات مین مد ہوتی ہے اور بخیل باوجود مقدرت کے مصیبت جھیلتا ہے اور اس کا جی نہین چاہتا کہ اشد سے اشد ضرورت مین بھی اس کا ایک پیسہ صرف ہو بخیل آدمی طلب مال مین حریص بھی ہوتا ہے اس کا بس نہین چلتا کہ دنیا بھر کی دولت اس ہی کے پاس آجائے۔ اور یہ بخیل لوگ اکثر جذب منفعت مین اپنے استحقاق یا وسائل جائز کا خیال بھی نہین رکھتے۔ اس عادت سے اور جو خرابیان پیدا ہوتی ہین سو ہوتی ہین۔ حریص کو ایک سزا تو یہی ملتی ہے کہ اس کا مطلب پورا نہین ہوتا۔ اگرچہ زر کثیر کیون نہ ملے۔ کیونکہ حرص کی آگ اور بھڑکتی ہے اور خواہش اور لالچ طبیعت کو ویسا ہی مضطرب رکھتا ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ میرے پاس اس قدر جمع ہو جائے۔ کہ مجھے استغنی حاصل ہو اور اُسے بہت کچھ ملتا بھی ہے۔ مگر استغنی اور اطمینان نہین ملتا۔ اور جب تک یہ نصیب نہین وہ فائدہ جو حصول دولت سے مطلوب ہے مفقود ہے۔ اوس کے لئے بھی یہ افکار ایسے دل آزار ہین جیسے کہ غریب آدمی کے لئے ہین۔ یہ لوگ دولت کے مالک نہین۔ دولت کے غلام ہین۔ اور دولت ان کے حق مین آزار جان ہے کیونکہ صرف عقلمند آدمی ہی کو دولت فائدہ پہونچا سکتی ہے جو ہمیشہ دولت کی خواہش مین رہین گو وہ دولت مند ہون مگر غریب ہین۔ غریب آدمیون کو تھوڑی یا بہت چیزون کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر حریص کو ہر ایک چیز کی خواہ مخواہ ضرورت ہے۔ قناعت ایسی چیز ہے

کہ دولت سے راحت پہونچاتی ہے۔ قناعت اگرچہ حتی الوسع سعی کرنے اور دولت دنیا سے متمتع ہونے کو منع نہین کرتی۔ مگر موجودہ حالت پر اکتفا کرنا اور اسے اس طرح کام مین لانا سکھاتی ہے۔ کہ اطمینان اور تسکین خاطر ہاتھ سے نہ جائے۔ قناعت رضا جوئی الٰہی کا سبق دیتی ہے۔ قناعت اگرچہ روپیہ پیدا نہین کرتی۔ مگر خیالی ضرورتون کو دور کرکے احتیاج کا دائرہ چھوٹا کر دیتی ہے۔ اور یہ نتیجۃً منفعت مین کم نہین بلکہ بڑھکر ہے۔

ملک آزادگی و کنج قناعت گنجیست — کہ بہ شمشیر میسر نشود سلطان را

قناعت ہمیشہ خیالات کو پاکیزہ دل کو مطمئن طبیعت کو بشاش رکھتی ہے۔ اگر انسان نظر غور و تعمق سے دیکھے تو اسے معلوم ہوگا کہ اصلی ضرورتین کس قدر قلیل ہین۔ اور ان کے واسطے کس قدر کم دولت درکار ہے۔ باقی جو کچھ ہے وہ تو ابنائے جنس مین تفوق اور بزرگی حاصل کرنے کے واسطے ہے۔

سقراط کا قول

ایک دن سقراط بیٹھا اپنے دوستون سے باتین کر رہا تھا۔ (اس کی باتین بھی پند و نصائح کی کتاب ہوتی تھین کہ باتون باتون مین حکمت کے ایسے ایسے اصول سکھا جاتا تھا کہ سننے والے کے دل مین نقش کالحجر ہو جاتے تھے)۔ ایک شخص انٹیفون جو یہ چاہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح سقراط کو جھپائے اس موقعہ پر ادھر آنکلا۔ پہلے تو چپکا بیٹھا سنتا رہا۔ پھر کہنے لگا کہ "سقراط مین تو یہ جانتا تھا کہ فلسفی اور لوگون کے نسبت دنیا مین زیادہ خوش رہتے ہونگے لیکن میری راے مین تو تمھاری عقل نے تم کو اور مصیبت مین ڈال رکھا ہے تم تو اس طرح رہتے ہو کہ کوئی ذلیل سا ذلیل خدمتگار بھی نہ رہتا ہوگا۔ موٹا جھوٹا کھانا کھالیا۔ بُرے بھلے کپڑے پہن لئے۔ گرمی جاڑے برسات ایک ہی کپڑا پہنے پھرے ننگے پانون چل نکلے۔ بھلا یہ بھی کوئی حالت ہے۔ تم کیون نہین روپیہ پیدا کرتے۔ اور امیرانہ ٹھاٹھ سے رہتے۔ صحبت اور تعلیم مین بہت بڑا اثر ہے اگر ان لوگون نے تمھارے پاس آکر اور تمھاری باتین سنکر یہی سیکھا تو تمھارے جیسے مصیبت زدہ بنجائین گے"۔ سقراط نے کہا "انٹیفون

تم یہ خیال کرتے ہو کہ جس غریبانہ حالت مین مین رہتا ہون اگر خدانخواستہ تمہاری یہ حالت ہو تو تم تو مر ہی جاؤ لیکن مین حیران ہون کہ تم کو میری طرز معاشرت مین ایسی کونسی مشکل اور عجیب بات نظر آتی ہے ؟ تم مجھے یہ الزام لگاتے ہو کہ مین روپیہ نہین کماتا۔ لیکن تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ جو لوگ روپیہ کماتے ہین۔ ان کو کیا کیا کام کرنے پڑتے ہین اور کن کن لوگون سے معاملہ کرنا پڑتا ہے۔ مین کسی سے کچھ لیتا نہین تو کسی کی خدمت بھی تو نہین کرتا۔ اور میرا ہر کس و ناکس سے معاملہ بھی تو نہین پڑتا۔ تم میرے کھانے پینے کو اس سبب سے بُرا بتاتے ہو کہ وہ تمہارے نزدیک مزیدار نہین ہوتا۔ لیکن آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ایک شخص جو کچھ کھا پی رہا ہے وہ ہی اسے خوشگوار معلوم ہو تو پھر اسے کسی چیز کی حاجت نہین رہتی۔ آپ نے میرے لباس کی نسبت بھی غلط رائے قائم کی آپ کو معلوم ہے کہ لباس کی ضرورت کیا ہے۔ اور مختلف موسمون مین تبدیل لباس کیون کیا کرتے ہین ؟ اس لئے کہ موسم کی گرمی اور سردی سے محفوظ رہین۔ لیکن سچ کہنا آپ نے کبھی یہ بھی دیکھا ہے کہ مین سردی کے مارے کبھی گھر سے نہ نکلا ہون۔ یا گرمی مین مین نے ٹھنڈے سایہ مین آرام لیا ہے۔ جوتیان اس لئے پہنتے ہین کہ چلنے مین سہولت ہو۔ مین بے شک ننگے پانون پھرتا ہون لیکن جہان کہین مجھ جانا ہوتا ہے بے تکلف چلا جاتا ہون

آپ جانتے ہین کہ بعض لوگ خلقتاً نازک اور کمزور ہونے ہین۔ لیکن ورزش اور مشقت کی عادت سے وہ ان لوگون سے زیادہ جفاکش ہو جاتے ہین جو خلقتاً موٹے تازے اور مضبوط تھے۔ لیکن انہون نے جفاکشی کی عادت نہین ڈالی اور نازک اور بودے ہو گئے۔ مین نے عمر بھر محنت اور مشقت سے کام لیا ہے اور دشواریون کا تحمل کیا ہے۔ اس لئے مین آپ سے زیادہ مضبوط ہون۔ مین ان لذائذ کا خواہان نہین جن کی لذت دم کے دم رہتی ہے بلکہ مین ابدی خوشیون کا خواستگار ہون جو لوگ زیادہ تمول حاصل کرنا چاہتے ہین وہ عموماً خوش نہین رہتے کیونکہ معاملات مین پیچیدگیان اکثر پڑتی رہتی ہین۔ اور ان بیچارون کو ہمیشہ فکر و انقباض ہی رہتا

ہے۔ اس لئے مین روحانی اطمینان اور آرام حاصل کرنا چاہتا ہون۔ اگر کوئی ایسا موقعہ آپڑے کہ ہمین اپنی قوم اور اپنے ملک کی خاطر لڑنا پڑے۔ تو اس دن کون زیادہ کام دیگا۔ میری طرح کا آدمی کہ وقت پر اُسے جو کچھ میسر آگیا اُسے غنیمت معلوم ہوا یا آپ کی طرح کا ناز پروردہ کہ جب تک دنیا بھر کی نعمتین مہیا نہ ہون حلق سے نوالہ ہی نہین اُترتا۔ اگر محاصرہ آپڑے تو کون زیادہ ٹھیر سکیگا مین یا آپ ؟

اینٹیفون تم یہ خیال کرتے ہو کہ عمدہ عمدہ کھانے کھانا اور فاخرہ لباس پہننا اور امیرانہ طرز سے رہنا خوشی بخشتا ہے۔ لیکن میری رائے یہ ہے کہ کسی چیز کی حاجت نہ ہونا بادشاہت ہے۔ اور یہی وہ کمال ہے جو خداوند تعالیٰ کی شانِ بے نیازی سے ملتا جلتا ہے"۔

بلند نظر اشخاص جو صحیح اصول پر چلتے ہین وہ دکھاوے کی باتون سے بہت پرہیز کرتے ہین اور نہایت دیانت داری سے اپنی آمدنی ہی مین اپنا گزارہ کرتے ہین۔ روپیہ کو سلیقہ اور قرینہ سے خرچ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان مین عقل عملی کس قدر ہے۔ یہ مانا کہ روپیہ ایسی چیز نہین ہے۔ کہ انسان اس کی محبت مین گرفتار رہے۔ اور اس کو زندگی کا مدعا قرار دے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ منزلی اور تمدنی آرام روپیہ پر منحصر ہین۔ دو باتین ہین۔ ایک دوسرون کی معاونت پر گزارہ کرنا۔ دوسرے ابنائے جنس کی معاونت کرنا۔ ان مین سے دوسری حالت زیادہ معزز یا قابل قدر اور زیادہ مستحسن ہے۔ اور یہ اوس شخص کو حاصل ہو سکتا ہے جو معاش کے افکار سے فارغ ہو۔ اور دوسرون کی حاجت روائی کر سکتا ہو۔ جو شخص خود دوسرون کی معاونت کا محتاج ہے۔ یا جو احتیاج کی بندشون مین گرفتار ہے۔ وہ اگرچہ کسی کا غلام نہ ہو لیکن اپنی آزادی برقرار نہین رکھ سکتا اوسے دوسرون کے سامنے جھکنا۔ ان کی نرم گرم باتین سہنا ان کے سخت شرائط کو منظور کرنا پڑتا ہے۔

آنکہ شیران را کند روباہ مزاج   احتیاج است احتیاج است احتیاج

اور اگر بیچارہ کبھی جرأت کرتا اور کسی ناواجب بات پر طیش کھاتا ہے۔" تو قہر درویش بجان

درویش" کا مصداق بنتا ہے۔

باب ششم

مکان

منزل کی تعریف

مکان کی صورت اور حیثیت تدبیر منزل مین داخل نہین۔ بلکہ منزل سے مراد ہر ایسا مقام ہے جہان کوئی شخص اپنے بیوی بچون مان باپ وغیرہ کے ساتھ رہے اور معاشرت کے کام انجام دے خواہ یہ مقام پہاڑون کے غار ہون یا خیمہ و خرگاہ - یا گھانس کے جھونپڑے یا ایوان و محل۔ لیکن چونکہ مکان کی حیثیت اور مقام کا اثر انسان کی صحت پر پڑتا ہے۔ لہذا تعمیر مکان مین اصول حفظان صحت کا خیال رکھنا ضرور ہے۔ اور چاہے مکان کی ظاہری آرایش اور دیوار کے نقش و نگار اور عمارت کی خوبصورتی مین فرق آجائے لیکن اُن خوبیون مین فرق نہ پڑنے پائے۔ جو مکینون کے آرام و راحت مین بکار آمد اور مفید ہین۔ مکان بناتے وقت دو باتون کا خیال رکھنا چاہیے

مکان کی وضع

ایک یہ کہ مکان کا موقعہ عمدہ ہو۔ دوسرے اسکی گرد و نواح صحت بخش ہو۔ مکان بلند قطعات زمین پر بنوانا زیادہ مناسب ہے کیونکہ نشیب کی زمین مین پانی جمع رہتا ہے اور زمین تر رہتی ہے۔ جو لوگ سیلے ہوئے مکانون مین رہتے ہین ان کو نزلہ اور بخار اکثر ستاتا رہتا ہے۔ بارش کے بعد جب آفتاب نکلتا ہے اور زمین خشک ہونے لگتی ہے۔ تو سڑے ہوئے نباتی اور حیوانی مادہ مین سے زہریلے بخارات پیدا ہوتے ہین جن سے طرح طرح کی بیماریان پیدا ہوتی ہین خصوصاً ملیریا بخار ان ہی خراب بخارات کے اثر سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے جس قدر زیادہ بلند جگہ مکان مل سکے بہتر ہے ندی دریا جھیل تالاب کے کنارون سے تقریباً دو سو گز پرے مکانات تعمیر کرنے چاہئین - دوسرے یہ کہ مکان کرسی دار ہو اور سطح زمین سے کم از کم تین فیٹ بلند ہو۔ اور اگر ممکن ہو تو رہنے کے کمرون کی زمین چونے سے پختہ کرائی جائے - کمرے بھی ایسے وسیع اور ہوادار ہون کہ ہر وقت تازہ ہوا آسکے۔ اور ہوا کے آنے کے لئے بڑے بڑے دروازے اور

دریچے بنائے جائین۔ عمارت کے دروازے سورج کے رخ ہون تاکہ اندر دھوپ اور روشنی آسکے۔ "جس مکان مین روشنی نہین جاتی اُس مکان مین ڈاکٹر ضرور جاتا ہے"۔ سورج کی روشنی صحت بخشتی ہے۔ مکان کی ہوا کو صاف کرتی ہے۔ اور طبیعت کو بشاش اور چالاک رکھتی ہے۔ جس مکان مین چمنی (دودکش) نہ ہو وہان کوئلہ اور آگ نہین سُلگوانی چاہیے کیونکہ کوئلہ مین سے جو گیس پیدا ہوتی ہے وہ مضر صحت ہے اگر دھوان چمنی مین سے نکل سکے تو مضائقہ نہین۔ مکان مین چھوٹا سا باغیچہ یا دو چار درخت ہونے بہتر ہین لیکن مکان کے گرد بہت سے درخت یا جھاڑیان ہونی مضر صحت ہین۔ ان مین سے جو پتہ گرتے اور سڑتے ہین وہ ہوا کو خراب اور مضر صحت کر دیتے ہین مکان کو چونے سے لپوانا یا سفیدی کرانی بہت عمدہ بات ہے۔ اگر چونے سے نہ ہوسکے تو مٹی سے لپوانا بھی اچھا ہے لیکن ہر روز اس طرح لیپنا کہ سیل رہے یا گوبر سے لیپنا بیماری کا گھر بنانا ہے۔ اس ہی طرح سارے گھر مین جھاڑو ہر روز دینی چاہیے لیکن سوائے پاخانہ کے اور حصہ زمین کو ہر روز دھونا اور تر رکھنا ٹھیک نہین سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مکان کو غلاظت سے پاک رکھا جائے موریون کا ایسا انتظام کیا جاوے کہ تمام خراب پانی اور فضلات بہکر دور چلے جائین۔ اس ہی طرح پاخانے پختہ بنائے جائین۔ اور ان کو دھلواتے رہین۔ ہر بار رفع حاجت کے بعد خشک مٹی یا راکھ ڈالتے رہنے سے ہوا خراب نہین ہونے پاتی۔ کیونکہ خشک مٹی مین بعض ایسے اجزا ہین جو غلیظ اور زہریلے اجزا کو جذب کر لیتے ہین۔ گھر کا کوڑا اور گلی سڑی اشیا دور پھکوانی چاہیئے۔ میلا اسباب اور کثیف کپڑے بھی صحت کو نقصان پہونچاتے ہین۔ اس مین شک نہین کہ مکان مین صفائی رکھنے مین کسی قدر روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ لیکن مکان ناصاف رکھنے مین اس سے زیادہ صرف کرنا پڑتا ہے۔ اور علاج مین روپیہ صرف ہونے کے علاوہ بے آرامی اور بیماری کی تکلیف بھی اُٹھانی پڑتی ہے۔

مقالہ سویم

سیاست مدن

مقالۂ سوم

سیاست مدن

باب اوّل

گورمنٹ

۱- تمدن کی حاجت اور ابتدا

انسان کو تمدن کی ضرورت

سیاست مدن حکمت کے اُس حصّہ کا نام ہے جو ایک شہر یا ملک کے رہنے والون یا ایک قوم کے باہمی تعلقات کے حفظان کے وہ اصول بیان کرے جس سے تمام افراد ترقی اور بہبودی کی طرف مائل ہون اور اون مین طریقۂ عدالت جاری اور قائم رہے۔ انسان کی ضروریات اس قسم کی واقع ہوئی ہین کہ وہ تنہا نہین رہ سکتا۔ اور جس دن سے انسان اس دنیا مین پیدا ہوا کبھی تنہا نہین رہا۔ سب سے پہلے اُسے ایک ایسے جلیس کی ضرورت واقع ہوئی جو نہ صرف دل لگی کا سبب ہو بلکہ معاشرت کے کامون مین اُس کا ہاتھ بٹائے دل گھبرائے تو اس سے باتین کرے۔ بیمار ہو تو تیمار داری اور خبر گیری کرے۔ غرض ہر حال مین اُس کا معاون اور مددگار رہو۔ اس طبعی خواہش نے انسان کو تنہائی سے نکالکر تمدن کی طرف مائل کیا۔ اور وہ دوسرے ابنائے جنس کے ساتھ ملکر رہنے پر مجبور ہوا۔

خدا جو ضرورت پیچھے لگاتا ہے اُس کی سہولت اور دلچسپی کے ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ وہ کام بہت ہی سہل اور نہایت ہی مزیدار ہو جاتا ہے کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ اس لئے مبدع فیاض سے اس کو **نطق** اور **عقل** عطا ہوئی کہ تمدن کی راحتین زیادہ بڑھ جائین اور باہم مل جُلکر رہنے اور بات چیت کرنے سے اُن مین موافقت اور اتحاد پیدا ہو

اس کام کے لئے سب سے پہلا رفیق مرد کو عورت اور عورت کو مرد ملا - اور پھر اولاد نے اوس سوسائٹی کو بڑھایا رفتہ رفتہ اس مین خدمتگار بھی داخل ہوئے اور یہ الگ گروہ بن گیا - لیکن انسان کی ضرورت نے اس پر بس نہ کی - اوس کی ضرورتین مختلف واقع ہوئی تھین اور وہ اون کو تنہا پورا نہ کرسکتا تھا - اوسے ایسے بہت سے آدمیون کے مجمع کی ضرورت ہوئی جو مختلف طرز سے اس کی معاونت کرسکین اور چونکہ اور لوگون کو بھی اس قسم کی ضرورتین تھین اور وہ بھی اس شخص کی خدمت کے ایسے ہی محتاج تھے جیسا یہ اون کی خدمت کا حاجتمند تھا - اس لئے سب کو باہم ملکر رہنا اچھا معلوم ہونے لگا اور ایک دوسرے کا اجتماع غنیمت سمجھنے لگے اسی سبب سے انسان کا یہ عالم ہے کہ اگر حالت مسافرت مین دوسرا مسافر گاڑی یا ریل یا جہاز مین شریک ہو تو خواہ پہلے کی جان پہچان بھی نہ ہو لیکن مل بیٹھتے ہین اور کچھ نہین تو باتین ہی کرکے وقت کاٹتے ہین - انتظام دنیا ایسے تدبر کے ہاتھ مین ہے کہ وہ جس طرح کی ضرورت پیدا کرتا ہے اُس کے رفع کرنے کے اسباب بھی پیدا کردیتا ہے - چنانچہ انسان کی ضروریات مختلف واقع ہوئین تو لوگون کے طبایع اور میلان بھی مختلف واقع ہوے اور ہرشخص ایک نئی صنعت کی طرف متوجہ ہوا - کوئی سنار ہے - کوئی نجار - کوئی سنگتراش - کوئی معمار - کوئی مصور - کوئی باغبان - کوئی کسان کوئی درزی - کوئی منشی وغیرہ چونکہ دن بھر سب کو باہم کام پڑتے رہتے ہین اس لئے ضرور ہوا کہ سب ملکر رہین اور اپنے اپنے کام کرین اور جس وقت کسی ایک کو دوسرے شخص کی معاونت کی ضرورت ہو تو فوراً اوس سے مل سکین - ایسی ایسی ضرورتون کے سبب سے ملکر رہنے کا نام تمدن ہے اور لوگون کی جماعت کا نام سوسائٹی یا گروہ ہے اور جہان یہ سب ملکر اس غرض سے رہین کہ باہم معاونت و استمداد سے زندگی بسر کرین اوس مقام کا نام مدینہ یا شہر یا قریہ - یا قصبہ - یا گاؤن ہے -

رن مین انسان
لی آزادی

سوسائٹی کی اس حالت مین سب انسان برابر ہین - وہ آزاد ہین کہ جو چاہین پیشہ اختیار کرین - اُنہین اختیار حاصل ہے کہ جو کچھ وہ اپنی قوت بازو سے پیدا کرین اوسے جس قیمت پر چاہین فروخت کرین - اونہین حق ہے کہ اپنے مال و متاع سے جس قدر

آرام و آسائش چاہین حاصل کرین - وہ اگرچہ دوسرون کی خدمت کرتے ہین لیکن اُس سے بھی اُس کے عوض کوئی کام لیتے ہین - ایک پیشہ ور دوسرے پیشہ ور کو کوئی چیز دیتا ہی تو اس سے بھی اس کے عوض مین روپیہ یا کوئی چیز لے لیتا ہے - ایک شخص دوسرے کا خادم ہے لیکن وہ وہی کام کرتا ہے جس کے لئے وہ نوکر رکھا گیا ہے - اور مہینہ کے مہینہ اوس کے عوض مین تنخواہ لے لیتا ہے وہ مجبور نہین ہے کہ اپنے مفوضہ کام سے زیادہ کوئی کام بلا معاوضہ کرے - اوسے اختیار ہے کہ جب چاہے نوکری چھوڑ دے - بغرض ہر ادنیٰ و اعلیٰ شخص سوسائٹی کی اس حالت مین پورا آزاد اور خود مختار رہتا ہے - فطرت نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہے اور انسان کو اپنی آزادی کی قدر بھی بہت ہے - لیکن جہان انسان کی فطرت مین ہزارون خوبیان ہین وہان یہ عیب بھی ہے کہ اوسکی طبیعت مین عدالت نہین - وہ دوسرون کا مال غصب کرنا - اون کو بے وجہ دبانا - اون سے ناجائز فائدہ حاصل کرنا غرض کسی نہ کسی طرح دوسرون پر جبر کرنا چاہتا ہے - اس لئے یہ ضرورت واقع ہوئی کہ ایسی تدبیر کی جاے کہ ابناے جنس اوس شر سے محفوظ رہین تاکہ ہر شخص کے حقوق اوس کی جان اور اوس کا مال محفوظ رہ سکے - اور قدرت نے مساوات کا جو درجہ لوگون مین قائم کیا ہے وہ ہمیشہ قائم رہے کوئی چیز اون کی آزادی مین خلل انداز اور حارج نہ ہو - جو شخص آزادی کے قانون کی خلاف ورزی کرے اسکو سزا دیجائے - جو لوگ دوسرون کو ضرر اور نقصان پہونچانے کے اور قانون عدالت توڑنے کے جرم کے مرتکب ہوے ہین اگر اون کا ضرر نہایت شدید ہو تو سوسائٹی کو اون کے ضرر سے محفوظ رکھنے کے لئے اُن کو اُس سوسائٹی سے علحدہ کردیا جاوئے - تمدن کی ابتدائی حالت مین تمام سوسائٹی کو یہ اختیار تھا کہ سوسائٹی کے کسی ممبر سے کوئی جرم سرزد ہو تو سب ملکر اس کے واسطے سزا مقرر کرتے تھے - جرائم کی نوعیت اور مجرمون کی حیثیت مختلف ہے - اس سبب سے ہر جرم کے لئے ایک جدا سزا مقرر کرنی پڑتی تھی - رفتہ رفتہ یہ فیصلے جو ہر قسم کے مجرمون کے واسطے کئے جاتے تھے قانون بن گئے اور آیندہ انفصال مقدمات اس قانون کی رو سے ہونے لگا - سوسائٹی کے ان اقتدارات کا نام

انسان کی طبیعت کا نقص

جو لوگون مین قاعدہ عدالت قائم رکھین اور جو شخص اس قاعدہ سے کسی طرح کا انحراف
کرے اس کو سزا دین سیاست کہلاتا ہے۔ اس سوسائٹی کے ہر ممبر کو ہر مقدمہ
مین شریک ہونے اور آزادی سے راے دینے کا حق برابر حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح
سوسائٹی کی صورت جمہوری سلطنت کی سی ہو جاتی ہے اور اون کو قانون بنانے اور قانون
کے خلاف کرنے والون کو سزا دینے کے اختیارات حاصل ہوتے ہین۔ لیکن ہر چھوٹے چھوٹے
مقدمہ مین سب لوگون کا اکٹھا ہونا اور راے زنی کرنا خالی از وقت نہ تھا دوسرے لوگون
کے کاروبار مین ہرج پڑتا تھا اس واسطے بعض لوگون کو انفصال مقدمات کے اختیارات
اس شرط سے دئے گئے کہ قاضی اپنی راے سے نہین بلکہ اون قوانین کی رو سے انفصال
کرے جو سب لوگون کے اتفاق راے سے بنائے گئے ہین۔ اس طرح اگرچہ قانون کے
بنانے کا اختیار تمام سوسائٹی کو حاصل رہا لیکن قانون پر چلانے کی قوت ایک شخص کے
ہاتھ مین آگئی۔ اور اس کا نام قاضی یا منصف رکھا گیا۔ اس سوسائٹی کو ایک اور شدید قاضی
ضرورت یہ واقع ہوئی کہ اپنے گروہ مین مفسد اور خطا کار لوگ تو تھے ہی جن کے واسطے
قانون اور قاضی مقرر کئے گئے تھے لیکن ایک گروہ اور پیدا ہوا اور اُس نے یہ چاہا کہ اس
گروہ کا مال و متاع چھین کر اون کو اپنا غلام بنالے۔ اس بیرونی حملہ کا دفع کرنا تمام
سوسائٹی پر فرض تھا کیونکہ اگر وہ غارتگر لوگ فتحیاب ہو جاتے تو ان سب کی گردنین بندھ
جاتین۔ اس لئے اُنہون نے متفق ہو کر اس کا مقابلہ کیا اور مار بھگایا یا مصلحت وقت
دیکھکر اون سے صلح کر لی۔ یہ صلح اور جنگ کا اختیار ہے۔ لیکن جنگ مین لوگون کا نقصان
بہت ہوا۔ اوّل تو دشمن کی قوت کا پہلے سے اندازہ نہ تھا دوسرے جنگ مین بہت سی
جانین تلف ہوئین اور ان دنون مین سارے کاروبار بند ہو گئے۔ ضروریات کے حاصل
کرنے مین بڑی دقت واقع ہوئی۔ اس لئے یہ مناسب خیال کیا گیا کہ نوجوان اور من چلے
بہادرون کی ایک فوج تیار کی جاے اور وہ سب لوگون کے جان و مال کے بچانے کی
خدمت انجام دین۔ صلح اور جنگ کرنے کا اختیار اور اس فوج کی عنان حکومت بھی
ایک شخص کے سپرد کی گئی۔ تاکہ کوئی وقت آپڑے تو وہ ان سے کام لے اور دوسرونکی

جان بچائے۔ جب فصل خصومات اور عنان حکومت فوج ایک ہی شخص کے ہاتھ مین گئی
تو اوس کے اقتدارات بہت وسیع ہوگئے اور اس کا نام حاکم یا **بادشاہ** یا خلیفہ
رکھا گیا۔ اس کا یہ فرض قرار پایا کہ لوگون کے حقوق کی حفاظت کرے اور اون مین قانونی
عدالت قائم رکھے۔ اور اگر وہ اُس سے انحراف کرین تو سزا دے یا کوئی اُن پر حملہ کرے
تو اس کو دفع کرے۔ چونکہ ایسی مشکل خدمات اُس کے سپرد ہوئین اس کو معاوضہ بھی
سب سے زیادہ ملنا ضرور ہوا۔ اتنے بڑے بڑے کامون مین اور وہ بھی دوسرون کی
خاطر مصروف رہکر وہ اپنے واسطے اکتساب معاش یا ضروریات زندگی مہیا نہین کرسکتا تھا
اور ضرور تھا کہ جو لوگ اس سے ایسی خدمات لیتے ہین وہی اس کو معاوضہ مین **خراج**
دین۔ یہ خراج کچھ عدالت اور کچھ فوج کے اخراجات مین صرف ہوتا تھا اور حسب ضرورت
بادشاہ کے صرف مین آتا تھا۔ لوگ اس شخص کی جو اُن کے جان و مال کا محافظ ہو قدر
اور عزت کرتے تھے۔ اور اُسے اپنا سردار یا پیشوا یا بادشاہ مانتے تھے۔ اور چونکہ اوس کا
ہر ایک قول عوام کی بہبودی اور آسایش کے واسطے ہوتا تھا سب اس کا کہا مانتے
تھے اور اس کے احکامات کی تعمیل کرتے تھے۔ لیکن اگر وہ غلط حکم دے یا اگر اس کا
کوئی فعل قانون عدالت کے خلاف ہو تو ادنیٰ ادنیٰ آدمی فوراً ٹوک دیتے تھے اور
بادشاہ کی ایک نہ چلتی تھی۔ اس طرح تمدن نے ترقی کرتے کرتے سلطنت قائم کی۔
لیکن یہ سلطنت **جمہوری سلطنت** تھی کہ بادشاہ کا انتخاب خود رعایا کرتی تھی۔
اور صرف جنگ کے موقع پر فوج کے کل انتظامات اس کے ہاتھ مین ہوتے تھے باقی
امن کے دنون مین اس کی حیثیت تمام رؤسا شہر کے برابر ہوتی تھی۔ اور باقی سلطنت
کا نظم و نسق رعایا یا کونسل کے مشورہ سے ہوتا تھا۔ لیکن پھر بھی بادشاہ کے اختیارات
و اقتدارات بعض امور مین دوسرون سے زیادہ ہوتے تھے۔ اور رعایا کو اس کا حکم
ماننا اور ادب کرنا فرض تھا۔ جب سلطنت قائم ہوئی تو ایک شخص کو یہ اختیار نہین رہا
کہ کسی دوسرے شخص کو جس نے اس کا مال چرایا ہے خود سزا دے بلکہ اس کو حاکم وقت
سے شکایت کرکے سزا دلوانی چاہیے اس کو یہ اختیار نہین ہے کہ جس دشمن سے وہ

بادشاہ

خراج

سلطنت

لڑنا نہین چاہتا اس سے نہ لڑے بلکہ یا تو سارے کام چھوڑ کر اس سے لڑنا اور اس کو دفعہ کرنا پڑتا ہے یا روپیہ دینا پڑتا ہے کہ دوسرے اس کے بدلے لڑین۔ یہ سب کچھ ہے لیکن انسان نے اس اطاعت اور مجبوری کو اپنے حق مین مفید اور باعث راحت خیال کر کے اپنی مرضی اور خوشی سے اختیار کیا ہے۔ خود مختاری اور مطلق العنانی کی حالت مین ہر انسان کے اختیارات بے شک بہت وسیع تھے۔ لیکن وہ اس آزادی کا پورا پورا حظ نہین حاصل کر سکتا تھا اور اس طرح آزادانہ رہنے مین اس قدر خطرات تھے کہ وہ اپنی حفاظت نہین کر سکتا تھا۔ اگر بادشاہی کا دعوی تھا تو اور سب لوگ بھی اسی طرح خود مختار بادشاہ تھے۔ اور جہان ہر شخص خود سر بادشاہ ہو وہان کی بدامنی کا کیا پوچھنا ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ کسی کو وہ اختیارات دئے جائین جو دوسرون کو حاصل نہ ہون اور وہ سب کے امن و آسائش کا برابر لحاظ رکھے اور یہی بادشاہ ہے۔

خود سری کی حالت کی دقتین

خود سری کی حالت مین تین دقتین بڑی سخت تھین جن کا تدارک سوائے اس کے ہو ہی نہین سکتا تھا کہ کسی قسم کی سلطنت قائم کی جاے

اوّل۔ کوئی ایسا قاعدہ اور قانون نہ تھا جو سب کے نزدیک برابر مسلّم اور سب کو معلوم ہو جو جائز و ناجائز کا معیار ہو اور لوگون کے قضیہ اس قانون سے فیصل کئے جائین بلکہ ایک ہی قضیہ کا تصفیہ ایک وقت کسی طرح کیا گیا اور دوسرے وقت لوگون کی طرفداری یا خاص اقتدارات اور اثر سے اس مین کمی و بیشی ہو گئی۔ علاوہ ازین انسان بالطبع اپنی بات کی پچ اور ہٹ کرتا ہے۔ اس لئے جو کام وہ ایک بار کر بیٹھتا تھا اس کو جس طرح ممکن ہو صحیح ثابت کرنا اور اس کے خلاف ہر کارروائی سے بچنا چاہتا تھا اور چونکہ کوئی مسلمہ قانون نہ تھا اکثر لوگون کی ہٹ دھرمی چل جاتی تھی۔

دوم۔ کوئی شخص مسلمہ منصف اور جج نہ تھا۔ جس کو یہ اختیار حاصل ہو کہ مجوزہ قانون کی رو سے انفصال کرے۔ لوگ خود ہی واضع قوانین اور منصف تھے۔ اور چونکہ فطرتاً انسان کو اپنے معاملات مین بہت خود غرضی اور ضد ہوتی ہے وہ اپنے لئے اچھے کامون کا بہت زیادہ معاوضہ اور برائی کی بہت کم سزا مقرر کرتے تھے۔ دوسرون کے

موقعون پر انتقام لینے کو تو تیار ہو جاتے لیکن معاوضہ کے وقت اغماض کرتے یا جیسی سرگرمی اپنے مقدمہ کے وقت ظاہر ہوتی تھی دوسرے کے مقدمات کے وقت ظاہر نہ ہوتی تھی۔

سوم۔ اگر کسی مقدمہ کے فیصلہ پر عملدرآمد کرنا مقصود ہو تو کسی شخص مین ایسی طاقت نہ تھی کہ جزا او رسزا کا عمل کر سکے۔ اور کوئی سہارا دینے والا نہ ہوتا تھا۔ جو لوگ قانون عدالت کے خلاف ورزی کرتے تھے اگر زیادہ زور آور ہوے تو وہ سزا دینے والون کو خود اُلٹی سزا دیتے تھے اور اس طرح اکثر کشت وخون تک نوبت پہونچ جاتی تھی۔ اس سبب سے جہان تک جلدی ممکن ہوا لوگون نے نہ صرف گروہ قائم کئے بلکہ اون گروہون مین سیاست یا سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ تاکہ یہ دقت کہ سب لوگون کو سزا دینے کا اختیار ہے باقی نہ رہے۔ اور چونکہ اس اختیار مین ہر شخص باوجود مختار ہونیکے تکلیف مین تھا اُن اختیارات سے دست بردار ہونا ناگوار نہ ہوا بلکہ بہت اچھا معلوم ہوا۔

۲۔ جمہوری سلطنت

انسان جب تمدن مین داخل ہوتا ہے تو اگرچہ وہ ہمسری اور آزادی اور وہ اقتدارات جو اس کو پہلے حاصل تھے چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن وہ یہ اچھی طرح جانتا ہے کہ صرف اسی طرح اس کی آزادی قائم رہ سکتی ہے اور اوس کا جان ومال محفوظ رہ سکتا ہے اور جو آرام وآسائش اس کو تمدن اور سلطنت مین رہنے سے حاصل ہے خود مختاری مین اس کا عشر عشیر بھی نہین مل سکتا۔ لیکن سلطنت کے اقتدارات اس سے زیادہ بڑھنے نہین پاتے جو تمام لوگون کی آسائش اور حفاظت کے لئے ضروری ہون اور جس شخص کے ہاتھ مین ان اقتدارات کی عنان ہوتی ہے اوس کا فرض ہوتا ہے کہ ایسے مجوزہ قوانین کی روسے حکومت کرے جو سب کو پہلے سے معلوم کرا دیے گئے ہون۔ اور ایسے بے تعصب اور دیانتدار جج مقرر کرے جو اون مجوزہ قوانین کے مطابق انفصال مقدمات کرین۔ بادشاہ کا یہ بھی فرض ہے کہ تمام ملک اور ساری

قوم کو بیرونی حملہ آورون سے بچاۓ اور اس کام مین اوس کا مطلب کوئی خودغرضی نہ ہو بلکہ رعایا کا امن حفاظت اور بہبودی مقصود ہو۔

سلطنت کے کام

اس جمہوری سلطنت کو جو امن عامہ قائم رکھنے کے لئے قائم کی جاتی ہے تین قسم کے اختیارات ہوتے ہین ایک تو قانون بنانا۔ دوسرے اس قانون کے بموجب حکمرانی کرنا اور لوگون مین نصفت وعدالت قائم رکھنا۔ تیسرے باہر کے حملہ آورون کے حملہ سے اپنی جمعیت کو بچانا اور ان سے جنگ اور صلح کے عہد و پیمان کرنا۔

وضع قانون

سوسائٹی مین انتظام وعدالت قائم رکھنے کے لئے سب سے مقدم کام قانون بنانا ہے۔ قانون کے متعلق راے دینے کا حق ہر شخص کو جو اس سوسائٹی کا ممبر ہو حاصل ہے۔ لیکن ہر شخص مین اتنی قابلیت اور ہر شخص کو اتنی فرصت نہین ہوتی کہ وہ ہر امر مین مشورہ دے سکے۔ اور خواہ کیسا ہی سہل کام کیون نہ ہو جب تمام رعایا سے اُس مین استفسار کیا جاۓ تو اس کا پورا کرنا بھی نہایت دشوار ہو جاتا ہے۔ اس لئے رعایا اپنے گروہ مین سے ایسے سربرآوردہ ممبر جو اپنے ملک اپنی قوم اور اپنی کل سوسائٹی کے بہی خواہ ہون اور عقل و دانش علم ولیاقت مین دوسرون سے ممتاز و ممیز ہون انتخاب کر لیتی ہے اور تمام اشخاص اس بات پر رضامند ہو جاتے ہین کہ یہ ہمارے انتخاب کئے ہوۓ ممبر جو قانون بنائین اس کو ہم سب تسلیم کرین گے۔ یہ مجلس واضع قوانین یا لیجسلیٹو کونسل ہے۔ قانون بنانے کا حق خواہ ایک جماعت (کونسل) کو حاصل ہو یا ایک شخص (بادشاہ) کو بہت بڑا اختیار ہے کہ دوسرے لوگون کو واضع قوانین کے ہر ایک حکم کی تعمیل کرنی بمنزلہ فرض ہو جاتی ہے اور اسکے علاوہ اور لوگ خواہ کیسے ہی احکامات جاری کرین اور ممکن ہے کہ ان کے احکامات کے پلہ پر بڑے بڑے طاقتور امرا اور روسا بھی ہون لیکن وہ اس وقت تک قانون نہین بن سکتے جب تک کہ وہ واضع قوانین یعنی (کونسل یا بادشاہ) اُسے پاس نہ کرے تمام سوسائٹی مین یہ مقنن ہی ایسا ذی رتبہ شخص ہے کہ وہ لوگ بھی جنھون نے اسے قانون بنانے کی اجازت دی اس کے آگے سر اطاعت خم کرتے اور اس کا کہا مانتے ہین

اگر دوسرے بادشاہ بھی یہ چاہین کہ کوئی شخص اپنے ملک کے قانون کی اطاعت نہ کرے یا کوئی بڑی سے بڑی طاقت کسی شخص سے یہ عہد وپیمان چاہے کہ وہ اپنے ملک کے قانون کو تسلیم نہ کریگا۔ تو ناممکن ہے۔ یہ ایک مضحکہ انگیز بات ہے کہ انسان رہے کسی سوسائٹی مین اور اطاعت کرے کسی غیر سوسائٹی کے قانون کی۔ اگر کسی سوسائٹی مین رہنا ہے تو یا اس کے قوانین کی تعمیل کرنی پڑیگی یا اُس سوسائٹی اور سلطنت سے کنارہ کش ہونا پڑیگا۔ لیکن دریا مین رہنا اور مگرمچھ سے بیر ممکن نہین۔

یہ مسلمہ امر ہے کہ مقنن کے اختیارات سب سے زیادہ بالا اور سب سے زیادہ قوی ہین اور جن ہاتھون مین قانون کا نافذ کرنا سپرد کیا جاتا ہے وہ عوام کی نسبت بہتر۔ پاک اور قابل ادب ہوتے ہین۔ لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ واضع قوانین ایسا خود مختار ہے کہ اس کے اقتدارات کی حد نہ ہو۔ بلکہ اوس کے اختیارات محدود ہوتے ہین اور اس کو ہر حکم اور ہر قانون کے نافذ کرتے وقت یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ آیا وہ عام رعایا کی بہبودی اور ان کی خوش حالی اور اون کی ترقی مین ممد ہے یا نہین اور وہ اُن کی آزادی اُن کے استحقاق اُن کے آرام وآسایش مین خلل انداز نہ ہوگا۔

قانون کا منشا

چار باتین ہین جن کا مقنن کو خیال رکھنا چاہیے:-

درستی حالت

اوّل۔ قانون کے نفاذ کا منشا سوا اس کے اور کچھ نہ ہو کہ لوگون کی حالت سنورے۔ مقنن کو یہ اجازت نہین ہے کہ لوگون کی جان ومال پر ہاتھ ڈالے۔ اور ان پر ناجائز جبر وتعدی اور سختی کرے۔ قانون بنانے کی ضرورت یہ ہے کہ قدرت کا قانون ظاہر اور آشکارا ہو اور جو قدرت کے قانون کا منشا ہے پورا ہو۔ قدرت کا قانون کہین لکھا ہوا نہین ہے لیکن دلون پر نقش ہے۔ جو لوگ قانون قدرت کے رمز شناس ہین وہ جانتے ہین کہ قادر مطلق اور خلاق عالم کی مرضی یہ ہے کہ لوگ امن اور حفاظت سے رہین نہ یہ کہ برباد رسوا اور خراب ہون۔ پس انسان کا کوئی قانون جو اس قانون قدرت کے خلاف ہو قابل پسند نہین ہو سکتا اور کسی انسان کو یہ اختیار حاصل نہین ہو سکتا کہ وہ دوسرون کو برباد کرے۔ اُنھین غلام بنائے۔ اُن کا مال ومتاع چھین کر

مفلس اور محتاج کر دے۔ جمہوری سلطنت مین رعایا نے مقنن کو اپنی مرضی سے یہ اختیار دے ہین کہ وہ جو حکم سب کی بہبودی کی مصلحت کے لحاظ سے جاری کرے اس کی سب اطاعت کرینگے کسی شخص سے ممکن نہین کہ جو اختیار اوسے خود حاصل نہین ہے وہ دوسرے شخص کو دے سکے۔ واضع قوانین کو خود رعایا نے انتخاب اور پسند کیا ہے۔ لیکن رعایا مین سے فرداً فرداً یا مجتمعاً کسی کو اختیار نہین ہے کہ وہ دوسرون کا مال چھین لے یا اوس کی جان لے یا اُسے اپنا غلام بنائے۔ ان لوگون کو صرف اسی قدر اختیار حاصل ہے کہ اپنے جان و مال کی حفاظت کرین۔ لیکن نہ یہ اختیار حاصل ہے کہ اپنے تئین دوسرون کی مرضی کے حوالہ کرین نہ یہ اختیار ہے کہ دوسرے کو اپنی خود مختارانہ مرضی کا تابع بنالین۔ اور جب خود اون کو یہ اختیار نہین ہے تو وہ مقنن کو جسے اُنھون نے خود اختیارات دئے ہین کیونکر یہ اختیار دے سکتے ہین کہ وہ لوگون کے جان و مال کو اپنی خود مختارانہ مرضی کا نشانہ بنائے۔ اور اگر ایسا ہے تو سلطنت خواہ کیسی بھی عظیم الشان ہو لیکن تمدن کی قدرتی اور فطرتی غرض اس سے پوری نہین ہوتی۔

عدالت

دوم۔ جو قانون بنائے جائین وہ سب کے لئے یکسان ہون نہ امیر کی رعایت نہ غریب پر جبر اور یہ قانون پہلے سے مشتہر کئے جائین تاکہ لوگون کو معلوم رہین یہ کوئی انصاف نہین ہے کہ ہر وقت اور ہر مقدمہ کے لئے جو دل مین آیا حکم دیدیا اور وہ اس مقدمہ کے لئے قانون بن گیا۔ یا جس شخص کو چاہا اس وقت مقدمہ کے فیصلہ کے لئے مقرر کر دیا۔ بلکہ ایسا قانون جو جلدی جلدی تبدیل نہ ہوتا ہو پہلے سے سب کو معلوم ہو اور انفصال مقدمات کے لئے پہلے سے ایسے جج مقرر کئے جائین جن کو خاص خاص اختیارات دئے گئے ہون لوگ سوسائٹی مین اس واسطے داخل ہوتے تھے کہ دوسرون کی مضرت سے محفوظ رہینگے اور ان کی آزادی کو زیادہ تقویت ہوگی۔ اگر کسی انسان کو پہلے سے یہ معلوم ہو کہ جس جماعت مین مین داخل ہوتا ہون وہان کی جماعت یا کسی شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ کسی خاص مقدمہ مین میرے ساتھ کچھ فیصلہ کریگا اور دوسرے شخص کے ساتھ کچھ اور

فیصلہ کریگا اور یہ بھی معلوم نہین کہ وہ فیصلہ کیا ہوگا۔ یہ بھی معلوم نہین کہ مقدمات کا انفصال کس شخص کے ہاتھ مین سپرد کیا جائیگا تو وہ کبھی ایسی سوسائٹی مین داخل ہونا پسند نہین کریگا کیونکہ تمدن مین داخل ہونے سے جو فائدہ حاصل ہونا چاہیئے وہ یہان مفقود ہے۔ نیچرل یا غیر تمدنی حالت مین اُسے قدرتاً یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ اپنی حفاظت کرسکے لیکن ایسی سوسائٹی مین داخل ہوکر اُس کا یہ اختیار تو مفقود ہوجاتا ہے اور دوسرے کسی شخص یا کئی شخصون کو اُس پر حاکمانہ اختیارات حاصل ہوجاتے ہین۔ ایسے تمدن مین داخل ہونا ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنے ہتھیار کھولکر مخالف کے ہاتھ مین دیدے اور خود نہتا ہوجاے۔

سلطنت کے لئے ضرور ہے کہ وہ ایسے قوانین کی رو سے حکومت کرے جو پہلے سے مقرر کئے گئے ہون۔ تاکہ ہر شخص کو پہلے سے یہ معلوم ہو کہ اس فعل کی یہ سزا یا جزا ہے۔ اور خود جج بھی اپنے حدود اختیارات مین رہین اور ایسا نہ ہو کہ ججون کا تلون مزاج کبھی تو مروت یا لالچ یا رحم دلی یا فیاضی کے سبب کسی کو ناجائز فائدہ پہونچائے یا کوئی رعایت کرے۔ اور کسی کو اپنے دلی عناد یا غصہ یا کسی اشتعال طبع کے باعث ناجائز نقصان پہونچائے۔ یا حد سے زیادہ سزا دے۔

حفاظت مال

سوم۔ مقنن یا بادشاہ کو یہ اختیار نہین ہے کہ کسی شخص سے کوئی چیز اُس کے خلاف مرضی لے لے۔ لوگ سوسائٹی مین مال کی حفاظت اور اس سے جائز تمتع حاصل کرنے کے لئے داخل ہوئے ہین اور جب خود بادشاہ ہی لوگون کے مال چھیننے اور ضبط کرنے لگے یا سوسائٹی مین کسی شخص کو یہ اختیار حاصل ہو کہ وہ دوسرون کا مال چھین لے تو اُس کے یہ معنی ہین کہ دوسرون کے پاس کوئی مال نہین ہے۔ بلکہ جس چیز کا نام ہے وہ یہی ہے کہ ایک شخص کو اپنی کسی چیز پر مالکانہ اختیار ہو وہ اُسے جس طرح چاہے خرچ کرے اور دوسرا شخص بغیر اس کی مرضی کے نہ لے سکے۔ لیکن اگر کسی دوسرے شخص کو اُس مین بغیر اجازت لینے کا حق ہے تو وہ اُس مال کو "میرا" نہین کہہ سکتا۔ اس طرح ملکیت جو نظام تمدن کی اصل ہے مفقود ہوجاتی ہے۔

بعض ایسے مواقع ہین کہ حکمران کو ماتحت کی جان پر اختیار حاصل ہوسکتا ہے لیکن مال پر وہان بھی نہین ہے۔ ایک سپہ سالار بلکہ ایک سارجنٹ ایک سپاہی کو میدان جنگ مین حکم دے سکتا ہے کہ توپ اور تلوار کے مقابلہ مین کھڑے رہو۔ ظاہر ہے کہ اس حکم کی تعمیل سے سپاہی کی جان نہین بچ سکتی۔ لیکن سپاہی کا فرض ہے اور اصول تمدن کے لحاظ سے لازم ہے کہ اس حکم کی اطاعت کرے چاہے جان جائے یا رہے۔ لیکن اس سپہ سالار یا سارجنٹ کو یہ اختیار نہین ہے کہ اس سپاہی کے مال مین سے ایک پیسہ لے سکے۔ آئین فوج کے لحاظ سے تمام سوسائٹی کی حفاظت اور بہبودی اس مین ہے کہ فوج کے سپاہی اپنے افسر کے احکامات کی اسی طرح اطاعت کرین اور جان دین۔ لیکن یہ ضرور نہین کہ مال مین سے ایک حبہ دین۔ یہ سچ ہے کہ سلطنت کے اخراجات کے لئے روپیہ جمع کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنی آمدنی کے لحاظ سے ٹیکس دے لیکن یہ ٹیکس بھی رعایا کی مرضی سے لگایا جاتا ہے اور مقررہ مقدار سے زیادہ وصول نہین کیا جاسکتا۔

واضعان قوانین اپنا اختیار منتقل نہین کرسکتے

چہارم۔ واضع قوانین کو یہ اختیار نہین ہے اور نہ اس کو یہ اختیار ہونا چاہئے کہ وہ اپنی مرضی سے قانون بنانے کے اختیارات دوسرے شخص کو دیدے۔ کیونکہ مقنن کو قانون بنانے کا اختیار لوگون سے حاصل ہوا ہے اور لوگون نے اسکو قانون بنانے کا اختیار دیا ہے مقنن بنانے کا اختیار نہین دیا۔ واضع قوانین کے انتخاب کے وقت لوگ اس امر پر متفق ہوئے تھے کہ جو قانون یہ مجلس یا یہ شخص بنائے اس کی ہم اطاعت کرینگے پس اس مجلس یا اس شخص کے سوا دوسرے کو اختیار دینا لوگون کی مرضی کے خلاف ہے اور یہ ناجائز ہے۔

مقنن اور منتظم کو مختلف اشخاص ہونے چاہئین

قانون بنانا اور قانون کے بموجب حکمرانی کرنا دو مختلف کام ہین۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قانون کا نافذ کرنا اور اوس پر عمل کرانا ایک ہی شخص یا ایک ہی جماعت کے ہاتھ مین ہوتا ہے اور کبھی مختلف لوگون کو یہ کام سپرد ہوتے ہین۔ سوسائٹی کے لئے یہی مناسب ہے کہ مختلف آدمیون کو یہ کام سپرد کئے جائین۔ کیونکہ خود واضعان

قوانین پر بھی یہ فرض ہے کہ جو قانون وہ بنائین اُس کے بموجب خود بھی عمل کرین۔ اگر دونون اختیارات ایک ہی شخص یا جماعت کے ہاتھ مین ہونگے تو ضرور وہ جماعت یا شخص اپنے تئین اُس قانون کے اثر سے بچانے اور استثنےٰ کرنے کی کوشش کریگا اور رفتہ رفتہ اس کا رتبہ عوام سے ایسا بلند ہو جائیگا کہ کسی کا ہاتھ اس تک نہ پہونچ سکے گا۔ لوگ ہر طرح اپنے اغراض کو خواہ جائز ہون یا ناجائز پورا کرنا چاہتے ہین اس لئے مقنن یا حکمران ہونے کی حالت مین ان کو یہ موقع بآسانی حاصل ہے کہ اپنی خواہشون کو پورا کرین چاہے دوسرون کا نقصان ہو یا نفع اس لئے ضرور ہے کہ مختلف لوگ واضع قوانین مقرر کئے جائین اور جب وہ قانون بنا چکین تو ان پر بھی قانون کا ایسا ہی عمل ہو جیسا دوسرون پر۔ دوسرے یہ کہ جو قوانین ایک بار بن جاتے ہین وہ ہمیشہ قائم رہتے ہین۔ ہمیشہ قانون بنانے کی ضرورت نہین لیکن یہ نگرانی رکھنی ضرور ہے کہ قانون مروجہ پر ہر شخص عملدرآمد کرے اس لئے ہمیشہ ایک ایسے حکمران کی بہت ضرورت رہتی ہے کہ گو وہ واضع قوانین نہ ہو لیکن اُن قوانین پر عمل کرائے۔ اس طرح مجلس واضع قوانین اور حکمران علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہین۔

حکمران کے بعض اختیارات

انسان ایک سوسائٹی مین داخل ہو کر اپنے جان و مال کی حفاظت اور آزادی قائم رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن جو لوگ اس سوسائٹی کے علاوہ دوسری سوسائٹی مین شریک ہین وہ بعض اوقات اس کل سوسائٹی کو یا اس کے کسی ممبر کو نقصان پہونچانا چاہتے ہین اس وقت اس کل سوسائٹی کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سب کے سب حملہ آورون کو روکنے یا اون سے بدلہ لینے کے لئے کھڑے ہو جائین۔ یہ جنگ و صلح کرنی یا عہد و پیمان کرنے کا اختیار ہے اس طرح حکمران کے ذمہ حفاظت کے متعلق دو مختلف کام ہوتے ہین۔ ایک اپنی سوسائٹی کے مختلف لوگون مین عدالت قائم رکھنا۔ دوسرے ان کو بیرونی حملہ آورون سے بچانا اور یہ نہایت ضروری اور بہت مشکل کام ہے۔ اور اس انتظام کے حسن و قبح پر قوم کی قوت۔ وقعت۔

آزادی اور آسائش کا انحصار ہے۔ اس لئے یہ اختیار ایسے دوراندیش۔ مدبر۔ بہی خواہ ملک لوگون کے ہاتھ مین ہونا چاہئے جو سلطنت کے فائدہ کے لئے اسے کام مین لانے کی پوری لیاقت رکھتے ہون۔ صرف صلح اور جنگ ہی پر کیا منحصر ہے جس شخص کے ہاتھ مین عنان حکومت ہو اُسے خاص خاص ایسے اقتدارات حاصل ہونے ضرور ہین جو مروجہ قانون سے برتر ہون۔ کیونکہ مقنن کا تجربہ خواہ کیسا ہی وسیع اور اس کی نظر خواہ کتنی ہی دوربین کیون نہ ہو۔ ایسے واقعات ضرور پیش آتے رہتے ہین جن کی نسبت قانون مین کوئی خاص ہدایت نہین ہوتی اور ایسے موقع پر اگر حکمران کو اپنی راے پر کام کرنے کا اختیار نہ دیا جاے تو انتظام ریاست اور سیاست مین فرق آتا ہے۔ اگر اس وقت اِس خاص کام کے واسطے قانون بنانے کے لئے مجلس واضع قوانین کا انعقاد کیا جاے تو فضول طوالت اور بیکار تضیع اوقات ہوگی۔ بعض ضرورتین ایسی بھی پیش آتی ہین کہ وہان مروجہ قانون پر عمل کرنے سے ہرج اور نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے اور قانون کے خلاف کرنا امن عامہ یا آسائش یا کسی مصلحت سے مناسب ہوتا ہے۔ ایسے موقع کے لئے حکمران کو اختیار حاصل ہونا چاہئے کہ وہ مناسب وقت اور صوابدید کے لحاظ سے قانون پر عمل نہ کرے اور اپنی راے کی مصلحت پر عمل کرے۔ فرض کرو کہ شہر کے کسی حصہ مین آگ لگ رہی ہے اور اس کے بجھانے کے لئے ضرورت یہ ہے کہ ایک شخص کی دیوار ڈھادی جاے قانون اجازت نہین دیتا کہ ایک بے گناہ کے مکان کی دیوار ڈھائی جائے لیکن چونکہ مصلحت کا اقتضا یہی ہے اس لئے حکمران کو اجازت ہونی لازم ہے کہ وہ قانون کے خلاف کرے۔ گورنمنٹ کا فرض یہ ہے کہ عامۂ خلایق کی بہبودی اور خوشی کا خیال رکھے اس لئے اگر کسی بے گناہ کو آزار نہین پہونچتا تو کسی مجرم کو بخش دینا بھی گورنمنٹ کے اغراض کے خلاف نہین ہے۔ حکمران کو ایسے ذاتی اختیارات دینے نہ صرف ضروری ہین بلکہ مفید بھی ہین کیونکہ بعض ممالک مین مجلس واضع قوانین ہر وقت قائم نہین ہوتی یا کوئی قانون کسی خاص واقعہ یا واقعہ کی

کسی خاص صورت کے لئے موجود نہین ہوتا۔ یا مجلس واضع قوانین کسی خاص حالت کی پیش بینی نہین کرسکتی یا قانون پر بعض وقت زیادہ سختی سے عمل کرنا زیادہ مضر اور خلاف مصلحت ہوتا ہے۔ غرض ایسی ایسی صورتون کے لئے حکمران کو اختیار ہے کہ اپنی راے اور عقل صواب اندیش پر چلے اور جس طرح مناسب ہو عمل کرے۔ اگر حکمران ان اختیارات کو عوام کے فائدہ اور حفاظت کے لئے عمل مین لائے تو لوگون کو گران نہین گزرتا بلکہ نہایت خوشی سے احکام کی اطاعت کرتے ہین عام لوگون کا قاعدہ ہے کہ وہ حکمران کے احکامات پر نکتہ چینی نہین کیا کرتے لیکن اوسی وقت تک خاموش رہتے ہین کہ یہ یقین ہو کہ حکمران جو کچھ کرتا ہے سوچ سمجھکر کرتا ہے اور جو سوچتا ہے ہمارے بھلے ہی کی سوچتا ہے۔ لیکن اگر حکمران اپنی حد سے باہر قدم رکھنے لگے اور لوگون کو یہ شبہ ہو کہ اس سے ہمارا نقصان ہوگا تو پھر شکایت کے دفتر کھل جاتے ہین۔ اور اعتراضون کی بوچھاڑ پڑنے لگتی ہے۔ اس سوال کا فیصلہ کہ آیا حکمران کا کوئی فعل جائز ہے یا ناجائز نتیجہ پر منحصر ہے۔ اگر نتیجہ عوام کے حق مین اچھا ہے تو جائز ہے اور اگر نتیجہ خراب ہے تو ناجائز۔ غرض سلطنت جمہوری ایسی سلطنت ہے کہ نیچرل حالت مین جو اختیارات اور اقتدارات لوگون کو فرداً فرداً حاصل تھے وہ اُنھون نے سوسائٹی کو دئے۔ اور سوسائٹی نے اس اعتماد اور یقین پر گورنر (حکمران) کو دیدئے کہ یہ اپنے اختیارات کو ہماری حفاظت اور آسایش کی غرض سے کام مین لائینگے۔ ان کو فطرتی حالت مین جو اختیار حاصل تھا اور جس کو وہ ایسی حالت مین کہ سوسائٹی اوس کی حفاظت و معاونت کر سکے سوسائٹی کے حوالہ کردیتا ہے۔ صرف اسی قدر ہے کہ وہ اپنے مال کو بچائے اور اگر کوئی شخص قانون فطرت کے خلاف ورزی کرے اور اوس کو آزار دینا چاہتا ہے تو اُسے سزا دے۔ سوسائٹی مین رہکر یہ قاعدہ سوسائٹی کی عام بہبودی اور حفاظت کا باعث بھی ہوتا ہے۔ پس جب یہ اختیار ایک حکمران کے ہاتھ مین دیا جاے تو اس سے زیادہ اور کچھ نہین ہے کہ وہ ایسی تدابیر عمل مین لانے کا مختار ہو کہ خلقت

امن عامہ قائم رکھنا سلطنت کی علت غائی ہے

کی عام آسائش اور حفاظت اور آزادی قائم رہے۔ لیکن اس سے لوگون کی جان ومال پر خود مختارانہ اختیار حاصل نہین ہوسکتا۔ منشا ان کی حفاظت ہے نہ کہ اون کی بربادی۔ اگر کوئی شخص قانون کے خلاف کرے تو اوس کو سزا دے یا اگر کسی شخص کا وجود عامہ خلایق کے حق مین نہایت ضرر رسان ہو تو سب کی راحت اور امن کے لئے اس کو صفحہ ہستی سے مٹا دے اور کسی حکمران کو یہ اختیار لوگون کی رضامندی اون کے انتخاب اور اون کی کثرت رائے سے حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ حالت جنگ

(یعنی غیرون کے حملہ کی مدافعت اور اپنی محافظت)

انسان مختلف عادات اور خواص کا ظہور

سلطنت کے دو اہم فرائض ہین ایک اپنی رعایا کے امن اور بہبودی کی تدابیر اختیار کرنا اور امور نافعہ پر کاربند ہونا۔ دوم ان کو غیرون کے حملہ سے بچانا تاکہ انکی آسائش اور راحت مین خلل نہ پڑے۔ انسان مختلف خاصیتون اور مختلف جذبات کا پتلا ہے کبھی مختلف آدمیون سے مختلف طرح کے افعال سرزد ہوتے ہین جو کہا جاسکتا ہے کہ اون کی عادت یا طبیعت ہین اور کبھی ایک ہی شخص سے ایسے مختلف افعال سرزد ہوتے ہین کہ دیکھنے والون کو تعجب ہوتا ہے کہ اس کی فطرت مین مختلف جذبات کیونکر جمع ہوگئے مثلاً ایک شخص نہایت بے درد اور ظالم وسفاک ہے اور اس کی یہ عادت اپنے رشتہ دارون دوستون ہم وطنون غیرون سب کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ دوسرا شخص جو اسی طرح کا ایک آدمی ہے نہایت متواضع رحمدل اور منکسر مزاج شخص ہے کہ اپنے پرائے سب کے ساتھ ملاطفت اور ملائمت سے پیش آتا ہے۔ اسی طرح سب کا رنگ جدا جدا دیکھ کر کہا جاسکتا ہے کہ انسان کے طبائع مختلف ہین۔ لیکن بعض اوقات ایک ایک ہی شخص سے مختلف طرح کے افعال مختلف اوقات مین سرزد ہوتے ہین۔ مثلاً ایک شخص اپنے بچون اور گھروالون کو بہت چاہتا ہے اور اچھی طرح سے رکھتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوس کی طبیعت مین ہمدردی انسانی کا مادہ ہے۔ لیکن غیرون کے ساتھ اوسکا برتاؤ ایسا

خراب ہے کہ ہر ایک اوس کے ہاتھ سے نالان ہے۔ ہمسائے تنگ ہین۔ اہل معاملہ شاکی ہین۔ اہل شہر ناراض ہین۔ ماتحتون کا ناک مین دم ہے۔ اسی طرح ایک گروہ ہے کہ اگرچہ اُن مین تمدن کے تمام اصول پائے جاتے ہین اور باہم اُن مین عدالت بھی قائم ہے۔ لیکن دوسرے اہل ملک یا دوسری سوسائٹی کے لئے وہ قزاق رہزن۔ لٹیرے بنجاتے ہین بلکہ علانیہ حملہ کر کے جان و مال پر قبضہ و تصرف کر لیتے ہین۔ یہی کیفیت بادشاہون کی بھی ہے کہ اکثر اچھے اچھے بادشاہ جو اپنی رعایا کی آسائش کے لئے جان و مال قربان کرنے کو مستعد ہو جائین اور رات دن ملک کے انتظام کے لئے کوشش و سعی مین گزار دین۔ جب ملک گیری پر کھڑے ہوتے ہین تو لاکھون کے خون پانی کی طرح بہا دیتے ہین۔ سرسبز ممالک اور آباد شہرون کو برباد اور ویران کر کے چھوڑتے ہین۔ اس جنگ و جدال کے کئی سبب ہوتے ہین مثلاً (۱) دوسرون کا مال و ملک حاصل کرنے کی طمع۔ (۲) کسی غصہ یا کینہ یا عداوت کا اثر اور اس سبب سے دوسرون کو ضرر پہونچانا۔ (۳) حکم الٰہی کی خواہش۔

جنگ — جب اسی طرح ایک شخص یا ایک فرقہ کسی شخص یا کسی فرقہ کی جان ہلاک کرنے اور مال چھین لینے کی غرض سے دوسرے شخص یا فرقہ پر حملہ کرے یا اس کو برباد کرنیکا ارادہ یا کوئی تجویز کرے تو دوسرے شخص یا فرقہ کو بھی یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ اپنے جان و مال کی حفاظت کے لئے دوسرے شخص کے حملہ کو روکے اور بجائے اس کے کہ خود برباد ہو دشمن کے برباد کرنے کی کوشش کرے۔ اس کا نام **جنگ** ہے۔ اگر شیر یا بھیڑیا کسی انسان پر حملہ کرے تو انسان شیر کو مارنے کی فکر کرتا ہے اور بس چلتا ہے تو مار بھی ڈالتا ہے۔ جو لوگ بے گناہون کو اپنے پنجۂ ستم کا شکار بناتے ہین اور اُن کا جان و مال برباد کرنا چاہتے ہین وہ انسان درندے جانورون سے بدتر ہین اس لئے اپنے جان و مال کی حفاظت کے لئے اون کے حملہ کو روکنا اور مار بھگانا بھی قدرتاً جائز اور روا ہے۔

دشمنی — جو شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی انسان کو اپنے قبضہ مین اس طرح کرے کہ اس کے

جان ومال پر قدرت حاصل ہو جائے وہ گویا اس انسان سے جنگ کا ارادہ رکھتا ہے۔ انسان بالطبع آزاد پیدا ہوا ہے اور اس کی آزادی کو چھیننا اس کو غلام بنانا ہے۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے جان ومال کی ایسی حفاظت کرے کہ دوسرا اوس پر مالکانہ قبضہ نہ کر سکے اور جو کوئی اوس پر مالکانہ قبضہ کرنا چاہے اُسے اپنا دشمن سمجھے۔ اسی طرح جو قوم دوسری قوم کی آزادی چھین کر اس کو غلام بنانے کے لئے حملہ کرے اور لوگون کی آزادی مین خلل ڈالے وہ دشمن ہے جس کا یہ ارادہ ہے کہ کُل چیزین اور دنیا کی نعمتین چھینکر دوسرون کو غلام بنائے اور خود گلچھرے اُڑائے۔ ایسے دشمن کی مدافعت کے لئے اُس سے لڑنا اور اپنی حفاظت کرنا جنگ کہلاتا ہے۔ حالت جنگ مین یہ جائز ہے کہ دشمن سے نقصان اُٹھانے سے پہلے اس پر حملہ کرے یا اُسے مارے کیونکہ جب اُس نے کسی قوم کی جان ومال پر قبضہ کر لیا اور ان کو محکوم بنا لیا تو پھر اس کا دفعہ کرنا ممکن ہے۔ چور کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ چوری کر کے کسی کا مال لیجائے لیکن چرانے سے پہلے اُسے مارنا جائز ہے اگرچہ اُس نے ذرہ سا بھی نقصان نہ پہونچایا ہو۔ جو شخص یا جو فرقہ کسی شخص یا کسی فرقہ پر خود مختارانہ قبضہ کرنا اور اسے اپنا محکوم بنانا چاہے تو خواہ اس کا ارادہ کچھ بھی کیون نہ ہو وہ دشمن ہے اور اپنی محافظت کے لئے اس سے جنگ جائز ہے۔ کیونکہ جو شخص دوسرے کی آزادی لے لے وہ جب دل چاہے اور جو کچھ چاہے لے سکتا ہے اس لئے اس کی مضرت سے بچنا اور اُسے مار ڈالنا اس لئے جائز ہے کہ خود اُس نے اپنی جان کو خطرہ مین ڈالا اور دوسرون پر حملہ کیا ہے۔

حق حفاظت خود اختیاری

صلح کل۔ امن جوئی۔ معاونت وہمدردی۔ حفاظت۔ تمدن کے معاون ہین۔ لیکن دشمنی۔ حسد۔ زبردستی۔ ظلم۔ خانہ جنگی۔ تمدن مین رخنہ ڈالنے والے اور اجزاء عالم کے پریشان کرنے والے ہین۔ قانون عدالت خرابی کی رخنہ بندی اور مظلوم ومستحقین کی حفاظت کرتا ہے لیکن جہان ایسا ہو کہ قانون اور عدالت سے

اپیل کرنے کا موقع نہ رہے وہان ہر شخص کو حق حفاظت خود اختیاری حاصل ہے
کہ اپنے جان و مال کی حفاظت کرے - اور اگر ایک فرقہ دوسرے فرقہ پر حملہ کرے
اور کوئی عدالت یا کوئی جج اُن دونون مین تصفیہ کرنے والا نہ ہو تو بھی یہی
حق حفاظت خود اختیاری جنگ و جدال کی اجازت دیتا ہے مثلاً ایک شخص ہے
جس پر مجھکو کوئی اختیار نہین ہے کہ مین اُسے ستاؤن یا مارون لیکن اگر وہ
رات کو میرے ہان چوری کرنے آئے اور مین جانتا ہون کہ یہ مجھے مار ڈالیگا اور
راتون رات بھاگ جائیگا تو مجھے حق حاصل ہے کہ مین چور کو مار ڈالون کیونکہ اگر
میری جان گئی تو وہ پھر ملنے والی نہین نہ کوئی اس کا معاوضہ دے سکتا ہے
پس جس قانون نے میری حفاظت کا ذمہ لیا ہے اس نے مجھے یہ حق بھی دیا ہی
کہ جہان قانون سے اپیل نہ کیا جا سکے وہان حق حفاظت خود اختیاری کام
مین لایا جائے - یہ حالت جب افراد انسانی مین ہو تو جدال کہلاتی ہے - اور
جب اقوام یا بادشاہون مین ہو تو جنگ ہے - لیکن جب جنگ و جدال ہو چکے
تو سوسائٹی کے ہر فرد پر اس مروّجہ قانون کی اطاعت پھر لازم ہو جاتی ہے
کیونکہ اس وقت در عدالت کھُل جاتا ہے اور گزشتہ بے اعتدالیون کی تلافی یا
انسداد ہو سکتا ہے - لیکن جب تک قانون مین اس تلافی یا انسداد کی قوت
نہ ہو حالت جنگ و جدال قائم رہتی ہے یہان تک کہ حملہ آور کو امن کی درخواست
کرنی پڑے اور آیندہ بے گناہون کے ستانے سے باز آنے کا اقرار کرے یا
مخالفین مین سے ایک بالکل تباہ و برباد ہو جائے اور قضیہ مٹ جائے - غرض
دونون فریقون مین سے جس کسی کو فتح حاصل ہوتی ہے وہ دوسرے کے ملک
اور مُلک پر قبضہ کر لیتا ہے - زمانہ کا رواج اس قدر خراب ہو گیا ہے اور دلون مین
سے قانون قدرت کا علم اتنا محو ہو گیا ہے کہ اب جنگ و فتح قبضہ و اقتدار کی دلیل
بلکہ استحقاق سمجھی جانے لگی ہے - انسان کی تاریخ مین ہزارون برس سے
جنگ و فتح کی کہانیان چلی آتی ہین اور جس فریق کو فتح حاصل ہو خواہ وہ حق پر ہو

یا ناحق پر تمام ملک اس کا ہو جاتا ہے۔

ناجائز فتح

کسی ملک پر لڑ جھگڑ کر فتح حاصل کرنا اصول تمدن مین داخل نہین ہے۔ مکان کا بنانا اور ہے اور اس کا ڈھا دینا کچھ اور ہے۔ جو قومین اپنے زور کے برتے پر دوسرون کے تمدن مین خلل انداز ہوتی ہین وہ تمدن کی اعانت نہین بلکہ اس کی برباد کرنے والی ہین اور ان کو قدرت کے اصول کے لحاظ سے مفتوحین کے جان و مال پر کوئی حق حاصل نہین ہوتا۔ اگر کوئی ڈاکہ زن کسی بھلے مانس کے گھر مین گھس کر اوس کی مشکین باندھ لے اور جبراً اس سے یہ کاغذ لکھوا لے کہ جو کچھ اس گھر مین ہے وہ اس ڈاکو کا مال ہے تو کیا فی الحقیقت ڈاکو کو اس گھر کے مال و اسباب پر مالکانہ قبضہ حاصل ہو جائیگا اور عدالت ایسے ڈاکو کو سزا سے بری کر کے اس مال و اسباب کا مالک تسلیم کریگی۔ ہرگز نہین۔ پھر ایک بادشاہ جو بیٹھے بٹھائے دوسرے کے ملک پر حملہ کر کے بزور شمشیر فتح پاتا ہے یا اوس کو مجبور کر کے من مانے معاہدے لکھواتا ہے کیونکر اس ملک کا مالک یا اوس معاہدے سے فائدہ اُٹھانے کا مستحق تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بات صرف اتنی ہے کہ دنیا مین ڈاکو کے لئے عدالت کھُلی ہوئی ہے جو غریب مالک مکان کا مال دلواتی اور ڈاکو کو سزا دیتی ہے۔ لیکن حملہ آور بادشاہ کے لئے جو سب سے بڑا قزاق ہے دنیا مین کوئی ایسی عدالت نہین ہے جو اس کا انصاف کرے۔ یہ بادشاہ اپنے چھوٹے اور کمزور آدمیون کو جو دوسرون کے مال مین دست اندازی کرین یا امن عامہ مین خلل ڈالین سخت سخت سزائین دیتے ہین لیکن خود دوسرون کے ملک پر حملہ کر کے طرفین کے لاکھون انسانون کی جانین گنوا دیتے ہین۔ اور ملک کی سرسبزی۔ خوش حالی۔ امن۔ آزادی پر پانی پھیر دیتے ہین۔ لیکن قدرت کے قانون کے بموجب ان ناجائز فتح پانے والونکو مفتوحین سے اطاعت اور فرمان برداری کروانے کا کوئی حق حاصل نہین ہے۔

مستحقین کی فتح

فتح کے لئے ضرور نہین کہ ہمیشہ حملہ آورون اور ظالمون ہی کا ساتھ دے بلکہ اکثر وہ مظلومین بھی جو اپنے ملک کو غارت گرون سے بچانے کے لئے لڑتے ہین

فتحیاب ہوتے ہین اور خود حملہ آورون پران کو وہ اختیار حاصل ہوجاتا ہے جو حملہ آور حاصل کرنا چاہتے تھے - جب مستحقین کو فتح حاصل ہو تو یہ نتائج پیدا ہوتے ہین

۱- جو لوگ فاتح کے ساتھ جنگ مین شریک تھے اور جنہون نے اپنے سر ہتیلی پر رکھکر دشمن کو مغلوب کیا ہے ان پر بادشاہ یا سردار کو کوئی زیادہ اقتدار حاصل نہین ہوتا - اور وہ جیسے پہلے آزاد تھے ویسے ہی رہتے ہین بلکہ لوٹ کے مال اور مفتوحہ ملک مین سے ان کو حصہ ملتا ہے -

۲- فاتح کو مفتوحین پر خود مختارانہ اقتدار حاصل ہوتا ہے کیونکہ مفتوحین نے خود فتنہ اُٹھایا تھا اور اس سبب سے اب اُن کو اپنی آزادی کو کھونا پڑا - لیکن فاتح کو صرف اُن ہی لوگون کے جان و مال پر یہ مالکانہ حق حاصل ہوتا ہے جو جنگ مین بذات خاص شریک ہون - وہ لوگ جو جنگ مین شریک نہین ہوے اس کے مستوجب نہین بلکہ جو لوگ ناجایز جنگ مین شریک نہین ہوئے اگرچہ وہ مخالف قوم اور ملک کے ہون زیادہ مراعات کے مستحق ہین کیونکہ وہ صرف شریک جنگ ہی نہین ہوئے بلکہ اُن کی علیحدگی سے دشمن کی قوت گھٹی رہی اس طرح وہ فاتح کے ممد و معاون ہوئے - اور اس سے زیادہ رعایت اور حسن سلوک کے مستحق ہین -

۴- قانون

انسان کی عقل کے نتائج

انسان کو عقل راہنمائی کے لئے عطا ہوئی ہے - لیکن انسان کی عقل کے مراتب مختلف ہین اور ہر شخص کی عقل اس قدر کامل نہین ہے کہ وہ ہر انسان کو برائیون سے بالکل بچا سکے بلکہ اکثر اوقات انسان سے ایسے ایسے افعال سرزد ہوتے ہین جو اوس کی ذات یا سوسائٹی کو نقصان پہونچاتے ہین جب انسان اپنی عقل سے کام لیتا ہے تو بہت مفید نتائج حاصل ہوتے ہین مثلاً وہ ایک خاص مذہب کی پابندی کرتا ہے - خدائے عزوجل کی پرستش کرتا اور اپنے تئین عبد سمجھتا ہے - علم و فن مین ترقی کرتا اور طرح طرح کی دستکاریان کرتا ہے - تمدن و معاشرت مین

اصلاح کرنا اور امن و رفاہ عام کے قیام و ثبات مین مدد دیتا ہے - اسی طرح شہرون مین ملکر رہنا - دوسرون کے ساتھ مشارکت و مخالطت اختیار کرنا ایک طاقت بہم پہونچانا اور سلطنت قائم کرنا - مال و دولت جمع کرنا - اور ہر شخص کی علیحدہ ملک قرار دینا - اپنی اپنی چیزون سے حظ اُٹھانا - ایک حالت سے دوسری حالت مین ترقی کرنا - نئی معلومات بہم پہونچانا - نئی اشیار یا اشیا کے خواص یا قدرت کے قانون دریافت کرنا اہم مسائل مین غور و فکر کرنا - انسان کے ایسے کام ہین جو اوس کو عروج اور ترقی کی طرف مائل کرتے - اور اوس کا رتبہ بلند کرتے ہین - اور یہی انسان کا کمال ہے یہ انسان کی ضروریات - دانش - ارادہ اور استعداد کا نتیجہ ہین - لیکن جب انسان پر حیوانیت کا غلبہ ہوتا ہے تو یہی انسان لوگون کو قتل کرتا - عمارتون کو ڈھاتا کھیتون کو تباہ کرتا - شہرون کو ویران کرتا - معابد و مساجد توڑتا - صنعت و کمال کے نمونون کو مٹاتا - کتب خانون کو جلاتا لوٹ مار کرتا - اور ہر طرف بربادی پھیلاتا ہے اس حالت مین اوس کی روح تنزل کی طرف مائل ہوتی ہے اور وہ انسانیت سے دور ہوتا جاتا ہے -

انسان کا ارادہ

اگرچہ نیک و بد کی تمیز کرنا اور اوس مین سے ایک کو اختیار کرنا انسان کے ارادہ پر چھوڑا گیا ہے اور یہ اختیار ہے جو انسان کو عطا ہوا ہے لیکن یہ اختیار جس قدر زیادہ بڑا ہے اوسی قدر زیادہ خوفناک اور نازک ہے اور اس حالت مین ضرور ہے کہ انسان کو اشیار اور معاملات کے حُسن و قبح کا علم ہو اور اوس کی طبیعت مین پسندیدہ اور مفید امور پر کاربند ہونے اور عمدہ چیزون کو انتخاب کرنے کا میلان بھی ہو -

انسان کو راہ نمائی کی ضرورت ہے

انسان قدرت کے منشار کے مطابق اپنی عقل اور ارادہ پر کاربند ہوتا اور اپنی سمجھ اور مرضی کے مطابق ہر کام کرنا چاہتا ہے لیکن اوس کی ناقص عقل اور غلط رائے اوسے برائی کی طرف مائل کرتی ہے اور انسان کو ضرورت پڑتی ہے کہ وہ یہ جانے کہ مجھے کس طرح عمل پیرا ہونا اور اپنے چال و چلن کو کن اصول کا پابند رکھنا یا اپنی طبیعت پر کس طرح قابو رکھنا چاہیئے - یہ علم احکام شرع اور مسائل تہذیب اخلاق کے جاننے سے

حاصل ہوتا ہے۔ لیکن انسان کی جہالت یا بعض اوقات باوجود علم کے اوس کی طبیعت کا ضعف اوسے قوانین شرع و اخلاق کا پابند نہین رکھتا اور اس سبب سے تمدن مین خرابی اور امن عامہ مین خلل پڑتا ہے۔ اور تمام گروہ کی آسائش اور حفاظت کے لئے یہ ضرورت پڑتی ہے کہ جو لوگ عمداً یا خطائً قانون عدالت کی خلاف ورزی کرنی چاہین اون کو بہ جبر و بزور احکام عدالت کا پابند رکھا جائے۔ اور اگر کبھی اوس کے خلاف کرین تو سزا دی جائے! تاکہ امن و ترتیب قائم رہے چونکہ ہر سوسائٹی مین گورمنٹ اسی منشار کے واسطے قائم ہوتی ہے۔ لہذا یہ اختیار گورمنٹ کو دیا گیا ہے اور جو ضوابط کہ گورمنٹ لوگون کے افعال مین حد اعتدال قائم کرنے کے لئے جاری کرتی ہے **قانون** کہلاتے ہین۔

انسان کو حفاظت کی ضرورت ہے

نیچرل حالت مین جب انسان کسی حکومت کے ماتحت نہ ہو ہمیشہ یہ ہوا کرتا ہے کہ زور آور کمزور کو ستاتا اور پیسے ڈالتا ہے اس لئے بنی نوع انسان مین سے کمزورون کو یہ ضرورت ہوئی کہ کوئی اون کا محافظ اور نگہبان ہو۔ بیویان خاوندون کے۔ بچے والدین کی حفاظت مین رہین اور کمزور گروہ طاقتور گروہ کی تعدی سے بچنے کے لئے گورمنٹ کی حمایت مین رہین۔

گورمنٹ

گورمنٹ بنی نوع انسان کا وہ باقاعدہ منتظم اور آزاد گروہ ہے جو اپنے تمام ممبرون کی بھلائی اور فائدہ کے لئے اور تمام گروہ کے انتظام کی نماطر تمدنی اصول وضع کرتا ہے اور اون کو مشتہر کرتا اور رعایا کو اون پر کاربند رکھتا ہے۔ اور قانون

قوانین

وہ قواعد ہین جو ایک سلطنت اپنی رعایا کے معاملات اور ایسے افعال کی درستی کیلئے مقرر کرے جو تمدن سے تعلق رکھتی ہین اور جن کی رو سے اون کے باہمی مقدمات کا انفصال کیا جائے۔

فطرتاً انسان مین صحیح و غلط مین امتیاز کا مادہ پیدا کیا گیا ہے اور وہ جائز و ناجائز امور مین تمیز کرتا ہے۔ انسان کے تمام قانون کی بنیاد اسی قدرتی ہدایت پر ہے یعنی جو کچھ جائز و روا ہو اوس پر کاربند ہو۔ اور جو کچھ ناجائز اور ناروا ہو اوس سے

بازر ہے۔ لیکن چونکہ انسان کے طبائع مختلف ہین اور مختلف ممالک کے لوگون کے میلان اور رسوم بھی مختلف واقع ہوئے ہین اس لیے مختلف ممالک کے قوانین مین اختلاف ہوتا ہے لیکن سب جگہ یہ ضرور ہے کہ حکومت کی عنان گورمنٹ کے ہاتھ مین ہو اور گورمنٹ لوگون سے جبراً قانون پر عملدرآمد کرائے۔

گورمنٹ کے فرائض

ہر گورمنٹ کے فرائض کا اگر استقصا کیا جائے تو وہ تین قسم کے ہونگے۔

۱۔ **وضع قانون**۔ قانون بنانا اور اون کی اشاعت کرنا۔

۲۔ **عدالت وسیاست**۔ کوئی شخص کسی صورت مین ان قوانین کی خلاف ورزی کرے تو سزا دینا۔ اور خرابیون کا علاج کرنا۔

۳۔ **نظم ونسق**۔ ریاست کی فوجی۔ سیاسی۔ اور انتظامی قوت کو کام مین لانا

ایک ملک مین جو قوانین نافذ ہوتے ہین اور جن کے بموجب کوئی ریاست سلطنت کرتی ہے اون کے مقاصد جدا جدا ہوتے ہین اس سبب سے قانون کے مختلف اقسام قرار دیے گئے ہین۔

آئین مملکت

سلطنت کا کام عمدگی سے انجام دینے کے لیے مختلف عہدہ دارون مین منقسم ہوتا ہے جو ارکان دولت کہلاتے ہین۔ ان کے علیحدہ علیحدہ فرائض اور ذمہ داریان اور اختیارات ہین۔ اس طرح جو اقتدارات اور جو قوت من حیث المجموع ایک سلطنت کو حاصل ہوتی ہے وہ چند ارکان سلطنت مین منقسم ہو جاتی ہے جن قاعدون کی رو سے یہ اقتدارات تقسیم ہوتے ہین اور اون کا انتظام کیا جاتا ہے اور جس قاعدہ کی رو سے وہ عہدہ دار اپنے اپنے اختیار کو کام مین لاتے ہین وہ "آئین مملکت" کہلاتے ہین۔

ضوابط انتظام

وہ علاقہ جو ایک سلطنت اپنے اور اپنی رعایا مین قائم کرتی ہے اور جس قاعدہ کے بموجب وہ ریاست کے معاملات چلاتی ہے اور اپنے ماتحت حکمرانون کے فرائض اور رعایا کے ساتھ برتاؤ کے قواعد مقرر کرتی ہے یا اپنے آئین کی حفاظت کرتی اور ہر صیغہ اور سلطنت کے ہر شعبہ کے فرائض کی حدود مقرر کرتی اور نگرانی

کرتی ہے ضوابط انتظامی کہلاتا ہے۔

قانون میونسپلٹی

لوگون کے گروہ شہرون اور قصبون مین آباد ہوتے اور ملکر رہتے ہین اسواسطے خود اون کو بھی ایسے اختیار دئے جاتے ہین کہ اہل شہر کے چال و چلن اور رویہ کی درستی کی نگرانی رکھین تاکہ اوس سوسائٹی کے اراکین باہم حق تلفی نہ کرین اور معاملات مین طریقۂ عدالت مدنظر رکھین اگر اون مین سے کوئی اپنی حد سے بڑھ جائے تو اوسکو تنبیہ کی جائے اور جو نقصان اوس نے پہونچایا ہے اوس کا تدارک کیا جائے یہ اختیارات تدابیر مدنیہ اور قانون میونسپلٹی کہلاتے ہین۔

قوانین انتظام عامہ

میونسپلٹی کے قانون چھوٹے چھوٹے امور کی نسبت ہوتے ہین لیکن جو قوانین رعایا کے اہم معاملات کا تصفیہ کرتے اور اون کے اخلاق و رویہ کی نگرانی رکھتے اون کے حسن معاشرت کا انتظام کرتے اور خود ریاست اور ارکان ریاست کے کامون کی نگرانی کرتے ہین قوانین انتظام عامہ یا قوانین فاعام کہلاتے ہین۔ ان قوانین پر عملدرآمد عہدہ داران ریاست کے ہاتھ مین ہوتا ہے۔

قانون فوجداری

انسان ابنائے جنس کو ضرر پہونچاتا اون کے مال تلف کرتا اور اون کی جان لینا چاہتا ہے اور بعض اوقات ایسے کام کرتا ہے جو اس سلطنت کے مخالف ہوتے ہین اور چاہتا ہے کہ سلطنت کے احکام نہ مانے یا اون کی تعمیل مین مارج ہو۔ ایسے لوگون کو سزا دینے اور اون کو اپنے ہتھکنڈون سے باز رکھنے کے لئے جو قانون بنایا جاتا ہے وہ قانون فوجداری یا تعزیری کہلاتا ہے۔

قانون دیوانی

معاملات حفظ حقوق اور لین دین مین صداقت و صفائی رکھنے کے لئے یا واجبی معاوضہ اور اُجرت کے تصفیہ کے واسطے جو قوانین بنائے جاتے ہین وہ قانون دیوانی کہلاتے ہین۔

انسان کے حقوق کی حفاظت قانون کا فرض ہے

انسان جس چیز کی حفاظت کی درخواست قانون سے کرتا ہے وہ اوس کے حقوق ہوتے ہین۔ آزادی کی حفاظت کی درخواست بھی انسان قانون سے کرتا ہے کیونکہ آزادی انسان کا حق ہے قانون کا بڑا کام یہ ہے کہ لوگون کے

حقوق کی حفاظت کرے اور اون کے حقوق معین کرے۔ انسان کا ایک حق قانون پر یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی حق تلفی کرے تو اوس کا معاوضہ دلائے۔ جو شخص کسی دوسرے شخص کو ناخوش کرتا ہے وہ اوسے آزار پہونچاتا ہے لیکن جو شخص ناخوش کرکے اوس کی تلافی نہ کرے وہ سب سے زیادہ آزار پہونچانے والا ہے اس واسطے قانون کا فرض ہے کہ آزار دہ شخص سے معاوضہ لے اور ایسے طریقے مقرر کرے کہ آزار دینے والا مجبور کیا جاسکے اور اس مضرت کا علاج ہوجائے۔

حق حفاظت خوداختیاری

خاص خاص حالتون مین یہ بھی جائز ہے کہ انسان کو حق حفاظت خوداختیاری دیا جاے کیونکہ بعض صورتین ایسی ہوتی ہین کہ اگر اوسی وقت مدافعت نہ کی جاے اور دشمن کے حملہ سے حفاظت نہ کرین تو اوس کی تلافی ناممکن ہوجاتی ہے اس وقت جس شخص پر حملہ کیا جاے اوس کو یہ اختیار ہوتا ہے کہ جس طرح ممکن ہو اپنی ذات کو بچائے اور خطرہ کو دفع کرے۔

انسان کے حقوق جن کی قانون حفاظت کرتا ہے بہت سے ہین مثلاً:-

جان کی حفاظت

۱- انسان کی ذات کی حفاظت- قانون کا فرض ہے کہ ہر شخص کی جان کی حفاظت کرے اور اوس کو خطرات سے بچائے۔ کسی شخص پر حملہ کرنا اوس کی صحت کو نقصان پہونچانا- زخمی کرنا- مارنا- قید کرنا- اوس کے کامون مین بے جا مداخلت کرنا- مان باپ بیوی بچون سے جدا کرنا- کسی شخص کے گھر پر حملہ کرنا- اور اوس کو مجبور کرنا کہ اپنا مسکن چھوڑ دے اور جلاء وطن ہوجاے وغیرہ- کل ایسے امور ہین جو ذاتی ایذا رسانی سے تعلق رکھتے ہین۔

رتبہ کی حفاظت

۲- انسان کی تمدنی حالت اور رتبہ کی حفاظت- ہر شخص کا تمدنی حالت مین ایک مقام اور درجہ ہے اور اوس کے بموجب اوس کے حقوق اور فرائض کا اندازہ کیا جاتا ہے- مثلاً وہ صاحب خانہ ہے- شہر کا مجسٹریٹ یا کوتوال ہے- یا وکیل- یا دستکار یا سوداگر ہے- غرض بلحاظ نسب- عمر- دولت- علم

طریق معاشرت وغیرہ ایک خاص درجہ رکھتا ہے۔ اور اوس کی حفاظت کا قانون سے متوقع ہے۔ لوگون کو بہکانا کہ کسی خاص سوداگر سے مال و اسباب نہ لین۔ یا وکیل سے مشورہ نہ کرین۔ کسی خاص ڈاکٹر کی دوا نہ پئین۔ کسی کی ملازمت نہ کرین۔ ایسے اسباب ہین جو اوس کے تمدنی درجے کو گھٹاتے ہین اور قانون کا فرض ہے کہ اوس کی حفاظت کرے۔

خاندانی حقوق کی حفاظت

۳۔ انسان کے خاندانی حقوق کی حفاظت۔ مثلاً بیوی کو مجبور کیا جائے کہ خاوند کی اطاعت کرے۔ خاوند کا فرض ہے کہ بیوی اور بچون کی خبر رکھے اور اونکی پرورش کرے۔

عزت ونام کی حفاظت

۴۔ عزت ونام کی حفاظت۔ انسان کو نیک نامی سب چیز سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔ اور کسی شخص کے نام کو بٹہ لگانا۔ اوس کو رسوا کرنا۔ یا اوس پر اتہام لگانا تاکہ وہ خلقت کی نظرون سے گر جائے انسان کو بہت آزار دینا اور دل دکھانا ہے۔ نیک نامی عمدہ اخلاق کا نتیجہ ہے اور اس لئے اس کی حفاظت رکھنا اخلاقاً حق ہے۔ علاوہ ازین نیک نامی سے انسان کو بہت سے فائدے ہوتے ہین اور اس منفعت کی حفاظت کرنا قانون کا فرض ہے۔

مال کی حفاظت

۵۔ مال کی حفاظت۔ مال انسان کی ضروریات پورا کرنے کا آلہ اور اوسکو آرام پہونچانے کا ذریعہ ہے۔ مال سے محروم کرنا اوس کو محتاج بنانا اور اوس کے حظ اور خوشی کو کم کر دینا ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ قانون مال کی حفاظت کرے۔

اوقاف کی حفاظت

۶۔ اوقاف کی حفاظت۔ دنیا مین بعض چیزین ایسی ہین کہ وہ کسی خاص آدمی کی ملک قرار نہین دی جا سکتین۔ اور خداوند تعالے نے اون کو جمیع مخلوقات کے آرام اور استعمال کے واسطے پیدا کیا ہے۔ مثلاً ہوا اور دریا کا پانی وغیرہ۔ جس طرح کسی خاص شخص کی ملک مین دوسرے کی مداخلت ناجائز ہے۔ اسی طرح ان اشیاء پر خاص اشخاص کا قبضہ ہونا ناروا ہے۔ اسی طرح سڑکین۔ پل۔ مساجد عبادت خانہ۔ مہمان سرائے وغیرہ رفاہ عام کی عمارات وقف خیال کی جاتی ہین۔

اور کسی خاص شخص کی ملک نہین ہوتین ان سے عوام یکسان فائدہ اُٹھاتے ہین اور قانون یہ نگرانی رکھتا ہے کہ کوئی خاص شخص اون پر مالکانہ قبضہ نہ کرے۔

معاہدہ کی حفاظت

۷۔ حقوق معاہدہ کی حفاظت۔ انسان کے باہمی معاملات کے لئے ضرور ہے کہ وہ اپنے وعدون کو پورا کرین اور صداقت برتین۔ نطق ہی ایک ایسی صفت ہے جس سے انسان دیگر حیوانات سے امتیاز رکھتا ہے اور صرف زبان کے ذریعہ سے انسان اپنے خیالات اور ارادے دوسرون پر ظاہر کرسکتا ہے۔ اور جو شخص اپنی زبان اور اپنے الفاظ کی پابندی نہین کرتا وہ لوگون کو دھوکہ دیتا ہے۔ اور اوس رابطہ کو توڑ ڈالتا ہے جو نطق کے ذریعہ سے لوگون مین باہم قائم ہے۔ تمام معاہدون کی اصل اور ضروری شرط یہ ہے کہ انسان اپنے قول کا پابند رہے۔ اسی سے لوگون مین اعتبار پیدا ہوتا ہے۔ اس سے تجارت اور تمام کاروبار چلتے ہین۔ اس لئے لازم ہے کہ لوگون مین وفاء عہد۔ خوش معاملگی اور قول کی پابندی ہو تاکہ جتنے لوگ ایک کام مین شریک ہین اون کا نقصان نہ ہو۔ اس سبب سے ضرور ہے کہ اگر سوسائٹی مین سے کوئی شخص بدعہدی کرنا چاہے تو قانون اُسے روکے یا نقصان کا معاوضہ دلائے۔

جب چند اشخاص متفق ہوتے ہین کہ متحدہ طور پر اپنے کسی مشترکہ ارادہ کی تکمیل کرین اور اون کا وہ ارادہ کسی قانون وقت کے مخالف نہین ہوتا تو کہا جاتا ہے کہ ان مین معاہدہ ہوا۔ اس معاہدہ کی تکمیل کبھی تو اوسی وقت ہو جاتی ہے جیسے خرید و فروخت کی صورت مین یا آیندہ کسی وقت پر منحصر ہوتی ہے مثلاً کچھ عرصہ کے بعد ادائے قرض یا قیمت وغیرہ جسے وعدہ کہتے ہین۔ قس علیٰ ہذا۔

تمدنی حالت مین یہ ضرور ہے کہ لوگون مین معاہدہ کی صورتین واقع ہون۔ کیونکہ انسان طبعاً مختلف چیزون کا محتاج ہے اور وہ تمام اشیاء خود نہین بناسکتا بلکہ مبادلہ اور تجارت کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے یا مزدوری کرکے کماتا ہے۔ اس طرح وہ ہر حال مین دوسرے لوگون کے ساتھ ایک معاہدہ کرتا ہے۔ بڑے

بڑے معاملات مین یہ معاہدے کاغذ پر لکھے جاتے ہین اون پر لوگون کو شاہد بنایا جاتا ہے۔ گورمنٹ مین اون کی رجسٹری کرائی جاتی ہے اور یہ سب اس لئے ہوتا ہے کہ کوئی فریق اپنے وعدہ سے نہ پھرے۔ اور بدعہدی کی صورت مین قانون سے بہ آسانی چارہ جوئی کی جاسکے۔

حق وراثت ۸۔ حق وراثت۔ انسان دنیا مین ہمیشہ زندہ نہین رہتا۔ بلکہ مدت حیات ایک معین زمانہ ہے۔ اوراس زمانہ مین جس قدر دنیوی چیزون سے تمتع اور جس قدر منافع اور حظوظ حاصل کرسکتا ہے کرتا ہے۔ جب وہ مدت ختم ہوجاتی ہے تو اوس کے حصّہ کے تمام منافع اور تمام حظوظ بھی ختم ہوجاتے ہین اور مرنے کے بعد چونکہ دنیا کے تمام تعلقات منقطع ہوجاتے ہین لہذا وہ اشیا بھی اوس کی ملک نہین رہ سکتین بلکہ ضرور ہے کہ اب اون کا کوئی دوسرا شخص مالک قرار دیا جاے۔ اس لئے وراثت کا حق قرار دینا ضروری اور لابدی امر ہے۔ یہ حق اون لوگون کو پہونچ سکتا ہے جو فطرتاً اوس کے وارث قرار دئے جاسکین یا جن کو متوفی نے اپنی زندگی مین اپنا وارث قرار دیا ہو۔ مثلاً بیٹا بیٹی۔ مان باپ بھائی بہن۔ میان بیوی اور دیگر رشتہ دار۔

قانون کا اثر ذرا سے غور و فکر سے یہ بات ثابت ہوسکتی ہے کہ تمدنی حالت مین جبکہ انسان کے گروہ ملکر رہین دو چیزین انسان کو ٹھیک رکھ سکتی اوراوس کے دست تغلب و جبر کو روک سکتی ہین۔ ایک "اخلاق" دوسرے "قانون" تمدنی حالت مین جس قدر ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اور ہر ایک انسان کے عام خیالات یا اوسکے پیشہ جس قدر بڑھتے جاتے ہین اون پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی طبعی تحریکین۔ شوق۔ دلچسپیان۔ خواہ خانگی حالت کے متعلق ہون یا تمدن کے یا کسی پیشہ یا تجارت کے متعلق سب اوس کے اخلاق پر اثر ڈالتے ہین۔ اور ان سب مین وہ قانون کے خوف سے کچھ نہ کچھ عدالت کا خیال رکھتا ہے قانون خاندان کے واسطے ضابطہ بناتا ہے اور فیصلہ کردیتا ہے کہ خاندان کے ہر ممبر کی

کیا حیثیت اور اوس کے کیا حقوق ہین اسی طرح تمام گروہ مین ہر شخص کی ملک اور
اوس کے حقوق کی نگہبانی قانون کرتا ہے - قانون کاروبار اور معاملات دنیا مین
ہر امر کی تحقیق اور تشریح کرتا ہے اور پھر اون مین ہر شخص کے فرایض معین کرتا ہے
قانون معاملات مین صداقت رکھنے اور حقوق کی نگہداشت پر مجبور کرتا ہے اور عدالت
کو نہایت استواری اور استحکام سے قائم کرتا ہے لیکن قانون کے حدود کے
اندر بھی ایسے بہت سے چھوٹے چھوٹے کام ہین جن کا اثر مضرت اور فائدہ -
راحت اور تکلیف پہونچانے مین بہت قوی ہے اور قانون کا اون پر بس نہین
چلتا - ایک شخص ایک برا خاوند - ایک برا باپ - ایک برا سرپرست ہوسکتا ہے -
لیکن قانون کی حد مین نہین آتا - ممکن ہے کہ ایک شخص جابر زمیندار ہو اور اجارہ دارون
پر جبر و تعدی کرتا ہو یا اجارہ دار ہو لیکن پیداوار زمین برباد کرتا اور منافع تلف
کرتا ہو - بیوپار مین بہت سختی کرتا ہو - سوداگر ہو لیکن بے اعتبار ہو - اور ملک کا
قانون اوسے درست نہ کرسکے ممکن ہے کہ ایک شخص اعلیٰ درجہ کا چال باز - فتنہ
پرداز - متفنی - خیرہ سر ہو لیکن مطمئن ہو کہ قانون اوس پر کوئی دعوے نہین کرسکتا
لیکن باوجود ان اسقام کے بھی قانون قومی اور ملکی فلاح اور امن کے لئے
ضروری اور لابدی چیز ہے -

اخلاق کا اثر

انسان اپنے بنی نوع کے ساتھ قاعدہ نصفت و عدالت کی دو سبب سے
رعایت کرتا ہے یا تو اوس کو یہ خوف ہو کہ اگر مین بے ایمانی اور دغا کرونگا تو اوسکے
برے نتایج مجھے بھگتنے پڑین گے - یا جس کام کو وہ واجب اور فرض سمجھتا ہو طبعاً
اوس کے پورا کرنے کی طرف راغب ہو - ہر کام مین فرائض منصبی کے ادا کرنے کا
خیال رکھنا اور اوس کے اقتضا کو کشادہ پیشانی اور دلی رغبت سے انجام دینا یا تو
انسان کی طبیعت پر منحصر ہے یا تمدنی اور معاشرتی تحریکون پر جو اوس سوسائٹی
کے اثر سے ہون جن مین وہ رہتا ہے یا اس تجربہ پر کہ فرائض کے انجام دہی مین
کیا لذت کیا تسکین اور کیا فائدہ ہے - بعض لوگون کا خیال ہے کہ اخلاق کی

تمام تحریکین "امید و بیم" سے پیدا ہوتی ہین بعض کہتے ہین کہ تمام انسانون ہین اخلاقی اثر عقل حیوانی کی طرح قدرتی اور فطرتی ہوتا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ اخلاقی اثر کچھ تو طبعی اور جبلی ہوتا ہے اور کچھ تمدنی حالت اور سوسائٹی کا اثر نیز زندگی کے تجربون سے اوس پر رنگ چڑھتا ہے اور سب سے زیادہ یہ کہ جو خیالات عام طور پر قوم مین پھیلے ہوئے ہوتے ہین اور جن کا اثر قوم کے ہر فرد مین اس طرح ساری ہوتا ہے کہ اون کے نیک وبد کی تمیز اون ہی خیالات پر مبنی ہو جاتی ہے اور وہ انسان کی طبیعت مین ایسا انقلاب پیدا کر دیتے ہین کہ ان کا اثر وراثتاً دوسری نسل مین پہونچتا ہے۔ اور اون سے جبلی کیفیت کی طرح ظاہر ہوتا ہے۔ ان لوگون کے اعتقادات کے موافق اصول اخلاق کسی فرقہ مین رفتہ رفتہ ترقی کرتے ہین اور قوم کے عام طریقہ اور رویہ کے اثر سے پیدا ہوتے ہین یہان تک کہ اس عام اخلاق کا اثر انسان کی زندگی کے ہر ایک حصہ ہر جذبہ اور ہر فعل سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور تبادلہ خیالات کی وجہ سے ان مین نئی نئی تبدیلیان و تفریقین ہوتی جاتی ہین۔ یا اون مین زیادتی اور کثرت پیدا ہوتی جاتی ہے اور یہی قومی اخلاق کی ترقی اور تنزل کا باعث ہے۔

اخلاق اور قانون کے اثر مین فرق

اخلاق کا اثر اتنا قوی ہے کہ کسی ویران جنگل یا بیابان مین یا عمیق سمندر مین جبکہ جہاز تباہی مین آگیا ہو۔ یا بلند پہاڑ کی چوٹی پر جہان کوئی دوسرا مددگار نہ ہو ایک محب وطن اور ہمدرد قوم اپنی جان اپنی قوم کی خاطر صرف اس سبب سے دیدیتا ہے کہ اوس کا دل اوس کام کو فرض سمجھتا اور ایسا کرنے پر مجبور کرتا ہے اور وہ فرض کا فرمان نہین ٹال سکتا۔ لیکن قانون کا اثر اتنا قوی نہین ہوتا بلکہ انسان کو جب یہ معلوم ہوا کہ وہ قانون کی دسترس سے باہر ہے فوراً اوس کی پابندی چھوڑ دیتا ہے۔

اخلاق اور قانون مین یہ فرق ہے کہ اخلاق مین اگرچہ افعال کو بھی دیکھا جاتا ہے لیکن زیادہ تر انسان کے خیالات اور دلی جذبات سے بحث کی جاتی ہے

اور قانون مین صرف افعال کو دیکھا جاتا ہے - اور اگر خیالات اور میلان کا ذکر ہوتا ہے تو اسی قدر کہ انسان کے افعال کے حالات کے معلوم کرنے مین مدد مل سکے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ قانون کی ساری قوت سزا کے خوف مین ہے - لیکن اخلاق انسان کو مائل کرتا ہے کہ ایسے اعمال حسنہ کا پابند ہو جن کا رتبہ اون اعمال سے بہت بلند ہے جن پر قانون مجبور کر سکتا ہے - اس لئے قانون فطرتاً خوف پیدا کرتا اور اخلاق انسان کو جری بے خوف اور دلیر بناتا ہے - یہ سچ ہے کہ قانون کی پابندی مین بھی اصول اخلاق پر چلنے کی گنجائش اور آزادی حاصل ہے اور اسی سبب سے دلیری اور جرأت پیدا ہوتی ہے لیکن یہ جرأت قانون مین اخلاقی حصہ کا نتیجہ ہے نہ قانون کا - اور جب قانون کے بنانے مین ذرا غلطی ہو جاتی ہے تو یہ اثر جاتا رہتا ہے -

جب انسان اپنی زندگی کے نہایت مشکل امتحانون مین تنہا شامل ہوتا ہی اور دوسرا کوئی شخص اوس کی ذمہ داری اپنے سر نہین لیتا نہ اوس کا ہاتھ بٹاتا ہے تو لوگ ایسے موقعہ پر جو اعمال اوس سے صادر ہوتے ہین اون کی تنقیح اور تنقید کرتے ہین اور وہ خود بھی اپنے نیک یا بد عمل پر خوش یا رنجیدہ ہوتا ہے لیکن عمل کرنے سے پہلے ہزارون تردد ہزارون شبہے ہزارون خوف اور ہزارون امیدین اوس کے ارادہ مین تغیر پیدا کیا کرتی ہین - اوس وقت وہ صرف اپنے اون اخلاقی اصول پر چلتا ہے جو اوس نے سیکھے ہوتے ہین یا اوس ضابطہ کی پابندی کرتا ہے جو اداے فرض نے اوس کے واسطے مقرر کیا ہو - قانون کا یہ حال نہین ہے قانون کے تمام ضوابط چھپے ہوے ہوتے ہین اور ہر کام کے کرتے وقت کسی کو یہ شبہ نہین ہوتا کہ آیا میرا کام قانوناً جائز ہے یا ناجائز - اس طرح قانون کے تمام احکامات مرتب ہو سکتے ہین لیکن ہر موقعہ کے لئے اخلاق کا حکم پہلے سے نہین مرتب ہو سکتا بلکہ کانشنس الہام کرتا ہے -

قانون کی ضرورت اور فائدے

لیکن باوجود ان نقائص کے بھی دنیا مین قانون کی بہت حاجت ہے

کیونکہ قانون اگرچہ بلا واسطہ اخلاق پر اثر نہین ڈالتا لیکن بالواسطہ اخلاق کی بہت مدد کرتا ہے۔ انسان کو سب سے زیادہ اپنے اغراض اور اپنے فوائد عزیز ہوتے ہین۔ اور ان کے حصول کے پیچھے وہ دوسرون کی فلاح اور اغراض کا بہت کم خیال رکھتا ہے لیکن قانون تمام لوگون کے اغراض اور مقاصد پر نظر رکھتا ہے اور سب لوگون کے مال واسباب کو تغلب و تصرف سے بچاتا ہے۔ نہایت ہوشیار اور زیرک آدمیون کا بعض وقت یہ ارادہ ہوتا ہے کہ اپنے ہمسایہ کے حقوق پر قبضہ کر لین۔ لیکن قانون ہر شخص کے حقوق کے گرد ایک مضبوط روک کھڑی کر دیتا ہے اور دست برد سے بچاتا ہے۔ اسی طرح بعض سادہ دل اور بھولے بھالے آدمی یا کمزور طبیعت اشخاص رضامند ہو جاتے ہین کہ اپنی آزادی کے حقوق سے دست بردار ہو جائین۔ اور اپنے تئین ظالمون کی مرضی کے حوالہ کر دین۔ لیکن قانون اون کی حمایت کرتا ہے اون کو سہارا دیتا ہے اور اُنہین اون کے حقوق یاد دلاتا ہے اور ظالمون کو تنبیہ کرتا ہے کہ ان کی طرف آنکھ بھر کے بھی نہ دیکھنا۔ اس لئے قانون انسان کی اخلاقی فطرت کی تکمیل مین مدد دیتا ہی اور ہر شخص کے دعوٰن اور حقوق کا شاہد ہے۔ اور سب لوگون کو انسانیت کے احکام کی اطاعت پر مجبور کرتا ہے۔

قانونی سزا

کسی ناجائز کام کے ارتکاب سے انسان کو تین قسم کی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہین۔ مذہبی۔ اخلاقی۔ اور جسمانی۔ مذہبی تکالیف کا انحصار کسی مذہب پر یقین رکھنے اور معصیت پر سزا ملنے کے اعتقاد پر منحصر ہے۔ اخلاقی تکالیف طرح طرح کی ہوتی ہین۔ پشیمانی۔ غم۔ افسوس۔ شرم۔ وغیرہ جسمانی تکالیف۔ بیماری۔ موت وغیرہ ہین۔ قانون جو سزائین دیتا ہے وہ جسمانی ہوتی ہین۔ لیکن اون کا اثر روحانی قواء پر بھی پڑتا ہے۔ انسان اپنے اعضاء کا استعمال خاطر خواہ نہین کر سکتا اور جن جسمانی کامون مین لذت و فرحت حاصل ہوتی ہے اون سے بالکل روک دیا جاتا ہے اپنی جائداد اور املاک سے محروم ہو جاتا ہے۔ اوسکے حقوق

چھن جاتے ہین اوس کی آزادی مٹ جاتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے یا کچھ عرصہ کے لئے ابنار جنس کی سوسائٹی سے علیحدہ کر دیا جاتا ہے۔ جو اوس کی روحانی تکلیف کا باعث ہوتا ہے اور جو مذلت کہ اوس کو قانونی سزا مین سہنی پڑتی ہے وہ اوسے غم غصہ اور شرم مین مبتلا کرتی ہے۔ قانونی سزا انسان کی مذہبی اور اخلاقی سزا کو کم نہین کرتی بلکہ اوس کے اثر کو اور تیز کر دیتی ہے۔ غرض تمام سزاؤن کی بنیاد خوف پر ہے اور قانون اس خوف کو زیادہ کرتا اور پھیلاتا ہے۔

خوف کا اثر

انسان بہت سے کام صرف اس خوف سے کرتا ہے یا بہت سے کامون سے صرف اس سبب سے پرہیز کرتا ہے کہ اون کے ترک یا ارتکاب سے کسی تکلیف کے سہنے کا خوف ہوتا ہے۔ ہر انسان مین یہ خوف اوس کی طبیعت کے لحاظ سے کم و بیش ہوتا ہے لیکن ہوتا ضرور ہے۔ خوف کے اثر مین اس قدر جلدی تغیر نہین آتا جیسا کہ دوسرے جذبات مین آتا ہے۔ بلکہ خوف کا اثر اس قدر قوی ہوتا ہے کہ جہان کہین نتیجہ مشتبہ یا اوس مین کسی قسم کی بھلائی کی امید بھی ہو تو بھی کسی برائی یا تکلیف کا شبہ انسان کو محتاط رکھتا ہے۔ ملک کا قانون اخلاق کے قانون کا ضمیمہ یا اوس کی شرح ہے۔ ملک کے قانون کی خلاف ورزی کرنا اپنا فرض نہ ادا کرنا ہے اور یہ اخلاقاً گناہ ہے۔ کسی شخص کو قتل کرنا۔ کسی کا مال چرانا۔ اخلاقاً اور قانوناً گناہ قرار دئے گئے ہین۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اخلاقی قانون تمام بنی نوع انسان کے لئے یکسان ہے لیکن ملک کا قانون بہ لحاظ مصلحت ملک و معاشرت فروعی امور مین ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔

اخلاقی سزا

ملک کے قانون کے خلاف کرنے مین جرمانہ۔ قید۔ موت وغیرہ سزاؤن کی دھمکی ضرور ہے ورنہ ملک کے قانون کا اثر بالکل زائل ہو جاتا ہے اور کسی کو اوس پر کاربند ہونے کی پرواہ نہین رہتی۔ اخلاق کے قانون کی یہ حالت نہین۔ وہ بے اختیار شرم۔ غصہ۔ رنج۔ ندامت اور بیماری کی سزائین دیتا ہے۔ اخلاق کے قانون کے خلاف کرنا ساتھ ہی سزا مین مبتلا کر دیتا ہے۔ جس طرح آگ کی خاصیت جلانا

ہر کی خاصیت مار ڈالنا ہے۔ اسی طرح اخلاق کے خلاف کرنے کی خاصیت ہی
ہے کہ انسان اوس کی پاداش بھگتے۔ اصول صحت کے خلاف کرنے یا ناپرہیزگاری
کی عادت اختیار کرنے سے بیمار ہو یا مرجائے۔ قوائے غضبی اور شہوانی کے
بے جا استعمال سے ندامت اُٹھائے یا اوس کی خوشی اور اطمینان کا کوئی حصہ
کم ہوجائے اور یہ سخت ترین سزا ہے۔ ملک کا قانون بھی اپنے خلاف مین یہی نتیجہ
پیدا کرنا چاہتا ہے۔ لیکن چونکہ وہ طبعاً یہ کیفیت نہین پیدا کرسکتا اس لئے جسمانی
سزاؤن سے کام نکالتا ہے۔ اس طرح انسان کا بنایا ہوا قانون اوس کے اپنے
رویہ کی درستی کا ایک ضابطہ ہے اور انسان کا رویہ یا اوس کے اعمال اوس
کمال کا زینہ ہین جس پر پہونچنے کی اوس کو خواہش ہے۔

(۷) - آزادی

انسان مین آزادی کا مادہ ہونا چاہئے

گورمنٹ کا استحکام اور اوس کی خوبی قوانین کی مضبوطی اور عمدگی پر
منحصر نہین بلکہ اوس کی رعایا کے عادات اور خصائل پر منحصر ہے قوم افراد سے
بنتی ہے اور اکثر افراد کی اچھی یا بری حالت ہی قوم کی اچھی یا بُری حالت ہے
خود تہذیب بھی لوگون کی شائستہ اور مہذب عادات کا نام ہے۔ اس بات سے
پہلے کہ یہ دیکھا جائے کہ اور لوگ اوس پر کس طرح حکومت کرتے ہین دیکھنے کی بات
یہ ہے کہ انسان خود اپنے اوپر کس طرح حکومت کرتا ہے جو شخص اپنی نفسانی خواہشات
کا تابع ہو تو کیا تعجب ہے کہ کوئی شخص اوس پر جابرانہ حکومت چلالے۔ جو قومین
کہ اس طرح ادبار کے ہاتھ مین گرفتار ہون وہ قانون یا سلطنت کے بدلنے سے آزاد
نہین ہوسکتین۔ بلکہ اگر ایک کی ماتحتی سے نکلین گی تو دوسرے کے پنجۂ ستم
مین گرفتار ہوجائین گی۔ خود لوگون کے دلون مین آزادی کا مادہ اور ترقی کی
خواہش ہونی لازم ہے اور جب یہ بات دلون مین پیدا ہوجائے تو خواہ مخواہ
ہر ایک گورمنٹ کو اون کی آزادی اون کی عزت اون کی خاطرداری کا خیال
رکھنا پڑیگا۔ ورنہ سلطنت کے آئین و قوانین کا تغیر تو کیا خود سلطنت کی تبدیلی سے

بھی ان کی حالت مین تبدیلی ہونی محال ہے۔

اپنی راے اور مرضی کے مطابق عمل کرسکنا۔ یا اوس کا ظاہر کرسکنا۔ آزادی کی اصلی غایت ہے۔ انسان مین اتنی جرأت ہونی چاہیے کہ جہان اوسکی راے کی ضرورت ہے وہان بلا خوف و تردد اوس کا اظہار کرسکے اور دوسرون کی ہان مین ہان نہ ملائے۔ "جو شخص اپنی راے ظاہر نہین کرسکتا وہ غلام ہے اور جو ظاہر نہ کرے وہ بزدل ہے اور جس کی کوئی راے نہ ہو وہ بے وقوف ہے"۔

ابتداے تمدن مین آزادی کی کیفیت

انسان جب تمدنی حالت مین ترقی کرنی شروع کرتا ہے تو پہلے ہر ایک گھر کی ایک جماعت جدا ہوتی ہے اور یہ جماعت بڑھتے بڑھتے ایک ریاست بنجاتی ہے اس حالت مین انسان کا یہ دعوی ہے کہ وہ ایک آزاد زندگی بسر کرتا ہے مختلف طریقون سے ظاہر ہوتا ہے۔ کچھ تو اصول اخلاق کی ترقی ہوتی ہے اور لوگ اہل منزل اور دیگر اہل معاملہ کے ساتھ عدالت و دیانت داری سے کام لیتے ہین اور کچھ یہ ہوتا ہے کہ یہ سب لوگ ملکر ایک قانون بناتے ہین تاکہ کوئی شخص اپنی حد سے باہر قدم رکھکر دوسرے کی آزادی مین خلل انداز نہ ہو۔ تمدن کی ابتدائی حالت مین انسان کی آزادی اسی قدر ہوتی ہے کہ وہ اپنی خواہش طبع کے موافق اپنی نیند سوئے اور اپنی بھوک کھائے۔ جہان چاہے چلے پھرے اور اپنے اعضا سے جس وقت اور جس طرح چاہے کام لے۔ انسان کی اس آزادی کو جس قدر کم کیا جائیگا۔ اوسی قدر اوس کی زندگی کے امکان مین کمی واقع ہوجائے گی اور اگر اوسکو بالکل روک دیا جاے تو اوس کی حیات ناممکن ہے۔

آزادی کے فوائد

جب کوئی قوم پیدا ہوتی ہے تو اون مین شخصی آزادی کا ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اخلاق اور تمدنی حالت مین ترقی کرسکین گے۔ اور جب آزادی کا خیال خوب پختہ ہوجاے اور آزادی اتنی پھیل جاے کہ اوس پر ریاست کے قیام وثبات کا انحصار ہوجاے تو اوس وقت اون کی شخصی آزادی کو

عارضی طور پر اس لئے روکنا کہ دوسرون کی آزادی کے دائرہ مین کمی واقع نہ ہو
اون کے اخلاقی جوہر کو روشن کرنا اور اون کے عام آزادی اور امن اور ترقی کی
مدد کرنا ہے۔ لیکن اس حالت مین بھی اگر انسان کی آزادی کو بالکل روک دیا جائے
یا غیر ضروری حد تک گھٹایا جائے تو قوم کا ملک کا ریاست کا تنزل اور
تباہی ہے۔

صرف آزادی ہی کی حالت مین لوگ صنعت و حرفت کو ترقی دے سکتے
اور مختلف پیشون مین مصروف ہو سکتے ہین۔ آزادی ہی کی حالت مین تجارت کو
رونق اور ترقی ہو سکتی ہے آزادی کی حالت مین ایک شخص اپنی خاندانی اور خانگی
تعلقات کو نبھا سکتا اور اون کی خبر گیری کر سکتا ہے۔ آزادی کی حالت مین
تمدنی تعلقات رفتہ رفتہ مضبوط اور منتظم ہوتے ہین اور آزادی کی حالت مین
انسان کو یہ فرصت مل سکتی ہے کہ وہ اپنا دماغ نیک تدابیر۔ اور نیک خیالات
سے آراستہ کرے اور اپنے عمدہ ارادون اور طبعی شوق اور ولولون کی تہذیب
کرے۔ اور یہی چیزین ہین کہ من حیث القوم ان کے مجموعی اثر پر تمام سلطنت کے
قیام اور ترقی کا دارومدار ہے۔

آزادی کی تعریف

آزادی کے معنی پر منفی اور مثبت دونون پہلوؤن سے نظر ڈالی جا سکتی ہے
منفی معنی تو یہ ہین کہ انسان کے جائز افعال کے لئے کوئی روک نہ ہو لیکن اتنی
روک کی بہت ضرورت ہے کہ دوسرے اشخاص کی آزادی کی حدود بھی ویسی ہی
قائم رہ سکین جیسے کہ ایک شخص کی۔ مثبت معنی بھی بہت اہم اور ضروری ہین
یعنی آزادی انسانی زندگی کی وسعت ہے اور اس وسعت پر انسان کی قوت فکر
تخیل۔ اور تمام قوا ظاہر و باطنی کی بتدریج لیکن مستقل ترقی اوس کے تمام
منصوبون اور ارادون کا استحکام اور یہ یقین کہ اوس کا عزم پورا ہو سکتا ہے منحصر
ہے۔ اور اسی پر انسان کی تمام عظمت اور قوت کا انحصار ہے۔

حقوق و فرائض

جو شخص بالکل اصول اخلاق پر چلتا ہے اور اپنے حدود اندازہ سے قدم باہر

نہین رکھتا اوس کی شخصی آزادی کا نام ''حقوق'' رکھا گیا ہے۔ اور اس آزادی کے معاوضہ مین جو کام اوسے کرنے پڑتے ہین وہ اوس کے فرائض کہلاتے ہین۔ یہ الفاظ انسان کو یاد دلاتے ہین کہ سوسائٹی مین رہکر دوسرون کے حقوق غصب کرنا یا سوسائٹی کے انتظام کو خراب کرنا ناجائز ہے اور غاصبون کی خود غرضانہ اور شہوانی خواہشون کے مقابلہ مین آزادی اور انصاف کا ضابطہ موجود ہے۔ اور اس ضابطہ کو ہر ملک اور ہر زمانہ کے لوگون کے تجربہ نے مکمل کیا ہے۔ اور ہر مہذب ملک کے حکماء اور علماء نے اس کی تصدیق اور اس کی عزت کی ہے۔ اور اس سبب سے اگر کوئی شخص دوسرے کے حقوق مین دست اندازی کرتا ہے تو قانون اس کا معاوضہ دلاتا ہے کیونکہ جو شخص اپنی آزادی کو یہان تک بڑھائے کہ دوسرے کی آزادی پر حملہ کرے جائز ہے کہ اوسکو روکا جائے اور نقصان کی تلافی کرائی جائے۔

انسانی آزادی کی حد

انسان کے اعمال مین اوس کے ارادہ اور مرضی کو بہت بڑا دخل ہے اور چونکہ وہ اپنے ارادہ اور مرضی کا آزاد حاکم ہے بعض اوقات ایسے اعمال کرتا یا کرنا چاہتا ہے جو دوسرون کی آزادی مین خلل ڈالتے ہین اس واسطے قانون کا کام یہ ہے کہ وہ ہر شخص کی بے جا آزادی کو روکے اور اوس کی حد قائم کرے اس طرح سوسائٹی کے سب لوگ ملکر یہ فیصلہ کر دیتے ہین کہ ہر شخص کے ناجائز ارادہ اور مرضی کو جو کبھی کبھی اوس مین پیدا ہوتی ہے روکا جائے اور یہی ''قانون آزادی'' ہے اور اوس مین یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ہر شخص کو کیا کرنا اور کیا نہ کرنا چاہیئے۔

اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قانون گویا انسان کے افعال کی روک تھام ہے اور قانون نے اپنے ہاتھ مین سارے اختیارات رکھے ہین اور اوسکی اقتدار کو کوئی چیز نہین پہونچ سکتی۔ قانون کی پہلی خصوصیت یہ ہے کہ وہ حد بندی کرے اور سوسائٹی کے ہر ممبر کے لئے کامون کے حدود مقرر کر دے

اس طرح رفاہ عام کی حفاظت اور نگرانی رکھے۔ قانون انسان کی خیالی اور مفروضہ آزادی کا کچھ خیال نہین کرتا۔ کیونکہ اگر انسان کو خودمختار چھوڑ دیا جاے تو اوسکی بدعنوانی کی کوئی حد نہ رہے اور اس طرح خلیع العذار چھوڑ دینا بہت سی خرابیان برپا کردے۔ بلکہ لازم ہے کہ اوس کی مرضی کا میدان محدود رکھا جائے۔ اور اوسکی لیاقت۔ حوصلہ۔ اور تمام لوگون کی مصلحت کے موافق اوسے اپنی مرضی کے کام مین لانے کے لئے میدان اور وسعت دی جائے۔ آزادی کے یہ معنی ہین کہ تمدنی حالت مین ایک شخص کو اپنی مرضی بلا روک ٹوک کام مین لانے کا جس قدر اختیار دیا جاسکتا ہے وہ اوس کو حاصل ہو اور وہ کسی ایسے فعل یا کسی ایسے حظ کے حاصل کرنے سے نہ روکا جائے جس مین کسی دوسرے شخص کا نقصان نہین اور جو اوس کا حق ہے نیز اوس کی ایسی ترقی مین جو دوسرون کو مضرت رسان نہین ہے کوئی چیز حارج اور مانع نہ ہو۔ قانوناً آزادی کے یہ بھی معنی ہین کہ ہر شخص کا جان و مال محفوظ رہے اور اوس کو اپنے مال کو ہر طرح کام مین لانے کا اختیار ہو۔

غرض قانون کی نظر مین آزادی اس کا نام ہے کہ جو شخص کوئی جائز فعل کرنا چاہتا ہے وہ کرسکے اور جو کام وہ کرنا نہین چاہتا اوس پر مجبور نہ کیا جائے لیکن انسان کی مرضی مین یہ ضرور دیکھنا ہے کہ آیا وہ حق و جائز ہے یا ناحق و ناروا۔ ایک مسافر کو اختیار ہے کہ جس راستہ سے چاہے منزل مقصود کو جائے لیکن اگر وہ ٹیڑھا خطرناک اور ناقابل گزار راستہ اختیار کرے تو وہ عقلمند آدمی نہ خیال کیا جائیگا۔ زندگی کے طویل سفر مین بھی جادۂ مستقیم سے بھٹک جانا آزادی نہین بلکہ طبیعت کی کمزوری۔ بدقسمتی۔ اور انسان کا نقص ہے۔ اور اوسکو روکنا آزادی کا روکنا نہین ہوسکتا۔ جس شخص کے ارادہ اور مرضی کے خلاف سوائے اخلاق یا ملک کے قانون کے (جو راہ نمائی کی غرض سے بنایا گیا ہو) کوئی روک نہ ہو وہ پورا آزاد ہے۔ سسرو کا مقولہ ہے کہ جو لوگ قانون کے

بندے ہین وہ دراصل آزاد ہین۔

غلامی کی حالت

اس مین شک نہین کہ انسان کی آزادی طبع بہت قیمتی اور شریف چیز ہے لیکن یہی بعض وقت بہت خوفناک بھی ہوجاتی ہے انسان اپنے قوا کو کام مین لانے سے پہلے اوس کا ارادہ کرتا ہے اور چونکہ وہ سمجھدار ہے اوس کا ارادہ کسی نہ کسی غرض یا مقصد پر مبنی ہوتا ہے۔ یہ مقصد خود انسان کی طبیعت اوس کے شوق اور اوس کی خواہش کا معین کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور بعض اوقات حصول مدعا کی خواہش اس قدر غالب ہوجاتی ہے کہ وہ اندھا دھند حصول مطلب کے پیچھے پڑجاتا ہے اور ناجائز طریقہ یا وسیلہ کو کام مین لانے مین بھی باک نہین کرتا۔ اخلاق یا ملک کے قانون کا یہ فرض ہے کہ اس وقت اوس کو روکے اور یہ آزادی کے خلاف نہین۔ لیکن جو قانون کسی قوم کو اون کے جائز حقوق نہ دے جو قانون اون کو جائز حظوظ سے محروم رکھے یا جو قانون انسان کے کسی گروہ کے حق مین ترقی کی روک ہو یا جس قانون کی رو سے لوگون کے جان و مال زبردستی چھینے جاتے ہون۔ جو قانون اپنی تمام رعایا کو برابر نہ سمجھے۔ اور ایک کی بے جا حمایت اور دوسرے پر تعدی کرے جس قانون مین مختلف گروہون کے ساتھ یکسان انصاف نہ کیا جاتا ہو۔ جہان کوئی سچ بات کہنے پر سزا پاتا ہو۔ جہان لوگون کو یہ اختیار نہ ہو کہ وہ اپنی راحت و ترقی کے سامان خود جمع کرسکین اور جس ترقی کے قابل ہین یا ہوسکتے ہین وہ حاصل کرسکین۔ جہان لوگون کے حقوق تعصب و طرفداری کے سبب تلف ہوتے ہون وہ قوم اور وہ ملک آزاد نہین ہے۔ یہان انسان کی آزادی طبع مٹ جاتی ہے اوسکی ترقی کی طاقت نیست و نابود ہوجاتی ہے اور وہ شخص حکمرانون کے ہاتھ مین ایک بے جان آلہ کی طرح ہوتا ہے۔ اوس مین ترقی اور آزادی کی تمام قوتین ہوتی ہین لیکن جس طرح عالم خواب مین انسان کے قوا ظاہری بے حس ہوتے ہین اسی طرح خود مختار گورمنٹ کے عہد مین انسان کے قوا روحانی خوابیدہ ہوتے

ہین۔آزادی کے قیام کے لئے ضرور ہے کہ قانون تمام رعایا مین مساوات قائم رکھے اور سب کے حقوق کی برابر حفاظت کرے اوراس لئے ضرور ہے کہ قانون کے بنانے مین رعایا کا حصہ ہو۔تاکہ مقنن اپنے واسطے بڑی بڑی رعایتین اور دوسرون پر جبر نہ کرسکین۔کسی قوم کو پولٹکس سے بالکل روک دینا اوس مین سے ترقی۔آزادی اورانتظام کی قوت کا کھو دینا ہے۔اون کی شگفتگی خاطر اور آیندہ ترقی کی تحریک اور اُمنگ کو مٹا کر بالکل ناکارہ کر دیتا ہے۔

قانونی آزادی

قانون کا بڑا فائدہ یہ ہے کہ قانون کی حمایت کے سبب ہر شخص اپنی مرضی اورپسند کے مطابق اپنی زندگی کے واسطے جائز مشاغل اور کام اختیار کرسکتا ہے یعنی ہر شخص کی ذاتی آزادی قائم رہتی ہے۔جب تک انسان آزاد نہ ہو اوسکی اخلاق کامل نہین ہوسکتے نہ وہ کوئی سعادت کما حقہٗ حاصل کرسکتا ہے اورانسان اوس وقت تک آزاد نہین رہ سکتا جب تک اوس کی آزادی اون لوگون کی غارتگری سے نہ بچائی جائے جو اپنے خودغرضانہ مقاصد کے لئے اوس مین رخنہ ڈال سکتے ہین۔صرف زبردست اورسینہ زور یا ذمیم الاخلاق لوگون سے ہی کمزورون کی آزادی کی حفاظت کی ضرورت نہین ہے بلکہ اکثر اوقات اون نیک ارادہ اورروشن دماغ اشخاص سے بھی محافظت کی حاجت ہوتی ہے جو اپنے اتفاقی تلون مزاجی یا شدید جذبہ کو روک نہین سکتے۔قانون تمام لوگون کی آزادی کا خیال رکھتا ہے اورکمزور سے کمزور اور ادنےٰ سے ادنےٰ شخص کی بھی اوسی مستعدی ویسی دلسوزی اور قوت سے حفاظت کرتا ہے جیسا کہ امیر اوراعلیٰ طبقہ کی۔بعض ممالک مین ایسے قانون موجود ہین جو اعلیٰ طبقہ کی طرفداری کرتے ہین اورغریبون یا رعایا کے ادنےٰ طبقہ کو پیسے ڈالتے ہین یا جو رعایا کی آزادی حکمرانون کی مغرور طبیعتون کے خوش کرنے کے لئے قربان کرتے ہین یہ قانون بنانے والون کا قصور ہے نہ اصول قانون کا۔قانون وضع کرنا انسان کا فعل ہے اورانسان کا فعل سقم۔غلطی۔لغزش۔عیب سے خالی نہین ہوسکتا

اس سبب سے ممکن ہے کہ ہر ضابطہ اور قانون مین واضعان قوانین کی عقل دور اندیشی میلان طبع کے لحاظ سے کم وبیش نقص پائے جائین۔ لیکن اس مین شک نہین ہوسکتا کہ برے قانون نہین بلکہ اچھے قوانین کے طفیل سلطنتون اور ملکون اور قومون نے ترقی کی ہے اور اشاعت قانون نے ہر ملک مین آزادی کو اتنا برباد نہین کیا جتنا اوس کو بچایا ہے اور تہذیب وشائستگی کو بہت ترقی دی ہے۔

۶۔ ٹیکس

گورمنٹ کے کام

ہر گورمنٹ کا فرض ہے کہ رعایا کے جان ومال کی حفاظت کرے۔ اور بعض ایسے کام کرے جو بحیثیت گورمنٹ اوس کے ذمہ فرض ہین۔ یا ملک کی رفاہ اور رعایا کی بہبودی اور آسایش کے لئے ضروری ہین۔ اس طرح جو کام گورمنٹ کو کرنے چاہئین۔ وہ دو قسم کے ہوسکتے ہین:۔

۱۔ ضروری جو گورمنٹ کے فرائض مین داخل ہین۔

۲۔ استحسانی جو گورمنٹ اس سبب سے اپنے ذمہ لیتی ہے کہ رعایا کو اوس کا بندوبست کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور رعایا کا ہر ایک شخص یا چھوٹی چھوٹی جماعتیں اوسے ایسی سہولت سے اور ایسے کم خرچ مین ایسا عمدہ نہین کرسکتین جیسا کہ گورمنٹ کرسکتی ہے۔ اور چونکہ وہ کام نہایت ضروری اور ملک اور اہل ملک کے لئے سہولت وآسایش کا باعث ہوتے ہین گورمنٹ کا اون کے واسطے بندوبست کرنا نہایت مستحسن بلکہ لابدی ہے۔ پہلی قسم کی ضروری ذمہ داریان تھوڑی ہین لیکن جس قدر تھوڑی ہین اوسی قدر مشکل۔ اہم۔ بڑی ہین مثلاً رعایا کے جان ومال کو غیر ممالک کے حملہ آورون کی دست برد سے بچانا۔ اس کے لئے بہت بڑی مسلح فوج رکھنے اوس کے واسطے سامان حرب تیار کرنے جنگی جہاز بنانے وغیرہ کامون کی ضرورت ہوتی ہے۔ دوم خود رعایا مین جو مفسدین سفراق چور دوسرے لوگون کے جان ومال کو تباہ اور برباد کرتے ہین اون کو روکنا۔ اور

رعایا کی نگہبانی اور پاسبانی کرنا۔ اس کے لئے پولس متعین کرنے اور کوتوالی کے انتظام کی حاجت ہے۔ سوم رعایا کی باہمی منازعات اور قضایا کا فیصلہ کرنا۔ اس کے لئے عدالت قائم کرنے قانون نافذ کرنے۔ اور دار القضا بنانے کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ سب کام گورمنٹ کے ذمہ فرض ہین۔ چہارم ملک کے واسطے سکہ بنانا اگرچہ بعض حکما اس کو گورمنٹ کے وائض مین نہین داخل کرتے لیکن سچ یہ ہے کہ اگر گورمنٹ کوئی سکہ جاری نہ کرے تو ملک مین تجارت کی سہولت اور لین دین مین آسائش قائم نہین رہ سکتی۔ ممکن ہے بلکہ یقیناً ایک شہر یا ایک گروہ کے مفروضہ سکہ کو دوسرے شہر کے باشندے یا دوسرا گروہ نامنظور کریگا۔ اور ان مین آئے دن ردّ و بدل اور قضیہ ہوتا رہیگا۔

یہ کام ایسے مہتم بالشان ہین کہ سوائے گورمنٹ کے رعایا کبھی انجام نہین دے سکتی خواہ وہ گورمنٹ خود مختار بادشاہت ہو یا جمہوری سلطنت اور اگر رعایا کو اپنے جان و مال کی حفاظت بیرونی حملہ آورون یا اپنے ہی شہر اور ملک کے قزاقون سے کرنی پڑے تو اوس کا تمام وقت اپنی حفاظت مین گزر جائے۔ اور وہ کوئی صنعت کوئی پیشہ یا کوئی کام بھی نہ کرسکیگی۔ بلکہ تھوڑے ہی دن مین فنا اور برباد ہو جائیگی۔ یا جو کچھ پیدا کریگی وہ محفوظ نہ رہیگا اور جلدی غارت ہو جائیگا۔

ان ضروری کامون کے علاوہ استحسانی کام بہت سے ہین اور یہ ضرور نہین ہے کہ جو استحسانی کام ایک ملک مین کوئی گورمنٹ اپنے ذمہ لے دوسرے ملک مین بھی گورمنٹ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہون۔ بلکہ ان کی تعداد ہر جگہ کی ضرورت کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے مثلاً بعض ممالک مین سڑک اور ریل گورمنٹ جاری کرتی ہے بعض مین خود رعایا کی کمپنیان ان کامون کو انجام دیتی ہین۔ تمام مہذب ممالک مین ڈاک اور تار کا انتظام گورمنٹ کے ذمہ ہے۔ کیونکہ جس قدر سہولت سے گورمنٹ اس کام کو چلا سکتی ہے اگر رعایا اپنی ڈاک علیحدہ علیحدہ

بھیجنی چاہے تو اس قدر کم بلکہ برائے نام خرچ مین کبھی خبر رسانی کا انتظام نہین ہوسکتا۔ اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ خط بھیجنے مین اتنا ہی خرچ پڑے جتنا کہ انسان کے خود جانے مین تو جو دقتین پیش آئین وہ ظاہر ہین۔ ڈاک اور تار اور اور ایسی چیزون کے اس قدر کم ارزان اور سہل ہونے سے جو صرف گورمنٹ کے انتظام کی خوبی ہے بے انتہا سہولتین اور آسایشین حاصل ہورہی ہین اور تجارت وغیرہ کی ترقی مین بہت مدد ملی ہے۔ یہ ناممکن بات ہے کہ کوئی صحیح فہرست ایسے کامون کی بنائی جاسکے جس مین یہ فیصل کردیا جاے کہ فلان کام گورمنٹ کو اپنے ذمہ لینے چاہئین۔ اور فلان کام خود رعایا کو کرنے چاہئین۔ ہر کام فی نفسہ غور طلب ہے اور ہر ملک کی حالت اور رعایا کی ضرورت اور مفاد کے لحاظ سے اوس کی نسبت یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ گورمنٹ انجام دے یا رعایا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ رعایا یا گورمنٹ دونون مین سے کون اس کام کو کم خرچ مین اور زیادہ عمدگی سے کرسکتا ہے۔ اور جس کی نسبت یہ فیصلہ ہوجاے اوسی کے اختیار مین دینا چاہئے۔ جو کام ایسے وسیع ہین کہ رعایا کے کل افراد امیر سے لیکر غریب تک ہر فرقہ ہر پیشہ اور ہر درجہ اور طبقہ کے لوگون کو اون کی ضرورت ہوتی ہے بلکہ اون کی وسعت غیر ممالک اور غیر اقوام تک بھی پہونچتی ہی وہ گورمنٹ کے کئے بغیر نہین ہوسکتے۔ مثلاً انتظام ڈاک وغیرہ۔ لیکن جن کامون کو رعایا بسہولت اور کم خرچ مین کرسکتی ہے اُن مین گورمنٹ کا خواہ مخواہ مداخلت کرنا اور اوس پر زیادہ روپیہ خرچ کرنا نازیبا ہے۔ مثلاً نمک یا افیون وغیرہ اشیا کی پیداوار گورمنٹ نے اپنے ہاتھ مین لے رکھی ہے اور اوس کو بہت زیادہ گران کرکے فروخت کرتی ہے۔ گورمنٹ کو اپنے ملازمین کو کام چھوڑنے کے بعد بھی بیش قرار تنخواہین اور بھاری بھاری وظیفے دینے پڑتے ہین اور اس سبب سے جو کام وہ کرتی ہے وہ زیادہ گران ہوتا ہے جس کا بار غریب رعایا کو اُٹھانا پڑتا ہے اس لئے جب تک یہ یقین نہ ہو کہ گورمنٹ کوئی کام کم خرچ مین اور زیادہ

سہولت اور زیادہ عمدگی سے انجام دے سکیگی اوس وقت تک گورمنٹ کو ہاتھ
ڈالنا ضرور نہین ہے۔ البتہ بعض ضروری اور مفید کام جن کے فوائد سے رعایا
ناواقف ہو خود شروع کر کے رعایا کے ہاتھ مین دیدینے شفیق اور محسن گورمنٹ
کا کام ہے۔ ہندوستان مین کونین کی کاشت اور فوائد سے لوگ ناواقف تھے
اس واسطے گورمنٹ نے خود اس کام کو شروع کیا او۔ فائدہ عام کردیا۔ اسی طرح
محکمۂ تعلیمات ہے۔ قس علیٰ ہذا۔

گورمنٹ کو روپیہ کی ضرورت

خواہ گورمنٹ صرف ضروری فرائض انجام دے یا کم وبیش استحسانی کام
بھی کرے اوس کو روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ رعایا کے جان ومال کی حفاظت
کے لئے فوج کی تنخواہ اور سامان جنگ کی قیمت کے لئے روپیہ درکار ہے۔ محکمۂ جات
عدالت وکوتوالی مین ملازمون کی تنخواہین دینی پڑتی ہین علیٰ ہذا القیاس حکومت
اور سیاست کے قیام کے لئے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن روپیہ کہان سے
آئے جو اس قدر خرچ کیا جاے اس واسطے جن لوگون کی حفاظت اور آسایش
کے واسطے یہ کل کام کئے جاتے ہین اون سے ہی اون کی اُجرت لینی چاہیے۔
بازار سے جاکر میز وکرسی اور خور ونوش کا اسباب خریدتے ہین اور مال کی قیمت
اور بازار سے گھر تک لانے والے کی مزدوری دیتے ہین۔ کھانا پکانے کے لئے
باورچی اور خدمت کے واسطے ملازم رکھتے ہین تو اوس کو تنخواہ دیتے ہین۔ گورمنٹ
سے جان ومال کی نگہبانی اور پاسبانی کا کام لیا جاتا ہے اور اوس کو اس کے
ٹیکس
عوض مین ٹیکس دیتے ہین تا پاسبانی کے اخراجات چلا سکے۔ اس واسطے ٹیکس
اوس رقم کا نام ہے جو لوکل یا جنرل گورمنٹ کو بالواسطہ یا بلاواسطہ ہر شخص
اس واسطے ادا کرتا ہے کہ اوس کے جان ومال کی حفاظت کی جاے۔ غرض ملک
کے صنعتی یا زراعتی پیداوار کا ایک حصہ کل رعایا کی حفاظت اور امن کے کام
مین صرف کرنے کے لئے گورمنٹ کو دیا جاتا ہے۔ تاکہ بدامنی اور فساد سے جملہ لوگون
کے اطمینان اور اکتساب معاش کے مشاغل مین حارج نہ ہو۔ اور ملک کی کُل

پیداوار پر پانی نہ پھر جائے۔ ورنہ جس قدر ٹیکس مین دیا جاتا ہے اوس سے زیادہ نقصان ہوگا۔ اس سبب سے گورمنٹ خواہ کیسی ہی جابر اور ظالم کیون نہ ہو گورمنٹ نہ ہونے سے بہتر ہے۔ اور اس کو دینا رائیگان کرنا نہین ہے۔ دوسرے لوگون کو اجرت دینے اور گورمنٹ کو اجرت دینے مین اتنا فرق ہے کہ اورون کو دینا یا نہ دینا اور اون سے کام لینا یا نہ لینا ہمارے اختیار مین ہے لیکن گورمنٹ نے جو کام اپنے ذمہ فرض سمجھ رکھا ہے وہ اوس کو ضرور کریگی خواہ ہم اوس سے وہ کام لینا چاہین یا نہ چاہین۔ اور جو معاوضہ (ٹیکس) گورمنٹ نے مقرر کیا ہے وہ اگر ہم نہ دین تو زبردستی لیگی۔ یا تو گورمنٹ کی حفاظت مین رہو ورنہ اوس کے ملک سے نکل جاؤ۔ کیونکہ گورمنٹ یہ نہین کرسکتی کہ جو فوج اور سامان اوس نے ملک کی حفاظت اور آسایش کے لئے مہیا کئے ہین کسی خاص شخص کے لئے اوس کو روک دے۔ بلکہ وہ اوس کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے اوپر سے نہین اُٹھا سکتی۔ اس واسطے یہ بالکل قرین انصاف ہے کہ اوس سے ٹیکس بھی برابر وصول کرے خواہ وہ دینا چاہے یا نہ چاہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ٹیکس کی مقدار معین کرنے کا اختیار بھی گورمنٹ کو یا رعایا مین سے اون چند اشخاص کو جن کو گورمنٹ مشورہ مین شریک کرے حاصل ہے اور جس وقت مانگے دینا پڑتا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی حریص گورمنٹ ضرورت سے زیادہ بھی لیتی ہو۔ لیکن عموماً انصاف پسند سلطنتین اوسی قدر ٹیکس کا بار رعایا پر ڈالتی ہین جو نہایت ضروری اور مناسب مقدار مین ہو۔ اور بہت ہی نرمی سے وصول کرتی ہین۔

ٹیکس وصول کرنے کے طریقے

ٹیکس دو طرح وصول کیا جاتا ہے بلا واسطہ اور بالواسطہ۔ بلاواسطہ ٹیکس وصول کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس شخص سے ٹیکس لینا منظور ہو خود اوس کی ذات سے وصول کیا جائے۔ مثلاً انکم ٹیکس یا ہوس ٹیکس وغیرہ۔ اور بالواسطہ ٹیکس وصول کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اشیاء تجارت وغیرہ پر ٹیکس لگا دیتے ہین۔ یہ ٹیکس

سوداگر اوقات معینہ پر ادا کرتے ہین مثلاً مال کی درآمد و برآمد پر یا کسی اور وقت۔
لیکن جب وہ شے خریدارون کے ہاتھ فروخت کی جاتی ہے تو سوداگر جس قدر
ٹیکس ادا کرتے ہین وہ بھی قیمت مین بڑھا کر خریدارون سے وصول کر لیتے ہین
اس طرح فی الحقیقت ٹیکس کا روپیہ خریدارون سے وصول ہوتا ہے۔ اگرچہ
گورمنٹ کو سوداگرون نے دیا ہو۔

اسٹامپ بھی ایک قسم کا ٹیکس ہے جو عدالت کے اخراجات کے لئے وصول کیا جاتا ہے۔ یعنی ایک کاغذ کی ایک خاص قیمت مقرر کر لیتے ہین اور فریقین مقدمہ کو وہ کاغذ خرید کر استعمال کرنے پڑتے ہین۔ اس طرح سے اگرچہ لوگ عدالت مین انفصال مقدمہ کے لئے کوئی رقم نہین داخل کرتے لیکن اون سے کافی فیس وصول کر لی جاتی ہے۔ اسٹامپ

گورمنٹ کا بغیر ٹیکس لئے کام نہین چلتا اور لوگون کو ٹیکس دینے گران گزرتے ہین اور بعض اوقات یہ شکایتین بہت بڑھ جاتی ہین کہ گورمنٹ بھاری بھاری ٹیکس لگا کر غریبون کو تنگ کرتی ہے۔ یا گورمنٹ کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ لوگ ضرورتون کا تو لحاظ نہین کرتے اور ٹیکس دینے سے دم چراتے ہین۔ لیکن اگرچہ گورمنٹ اپنا کام کسی نہ کسی طرح نکال لیتی ہے۔ اور لوگون کو چار و ناچار جتنا گورمنٹ مانگے ٹیکس دینا ہی پڑتا ہے لیکن پھر بھی یہ مناسب ہے کہ بعض ایسے طریقے مقرر کئے جائین کہ ٹیکس بسہولت وصول ہو جائے۔ اور رعایا پر بے ضرورت بار نہ پڑے اس لئے چار طریقے مقرر کئے گئے ہین:۔

اوّل۔ ہر ایک شخص سے اوس کی آمدنی کے موافق ٹیکس لیا جائے۔ یعنی گورمنٹ کی زیر حفاظت رہکر جو شخص جس قدر پیدا کرتا ہے اوس کے تناسب وسیر ٹیکس لگایا جائے تاکہ امیر غریب اپنی اپنی حیثیت کے موافق ٹیکس ادا کرین اور سب مین درجہ مساوات قائم رہے۔ لیکن یہ اصول ایسے صحیح طریق سے کام مین لانا کہ کسی شخص سے ذرا بھی کم و بیش ٹیکس نہ لیا جائے عملاً مشکل ہے۔ ہر شخص

کی صحیح آمدنی یا اوس کے روپیہ پیدا کرسکنے کی قابلیت کا صحیح اندازہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اور یہ بھی ہوجاے تو اوس کے اخراجات کے لحاظ سے ایسا تناسب قائم کرنا کہ وہ مساوات کے درجہ سے متجاوز نہ ہو محال ہے۔ مثلاً عمرو کی آمدنی سو روپیہ ماہوار کی ہو اور اوس کے ذمہ چار آدمیون کی پرورش ہو اور زید کی آمدنی بھی سو روپیہ ماہوار ہو اور اوس کے ذمہ کسی دوسرے شخص کا خرچ نہ ہو تو ان دونون اشخاص سے برابر ٹیکس نہین وصول کیا جاسکتا۔ عمرو کو خورونوش اور لباس وغیرہ کی اشیاء زید کی نسبت چہار چند خریدنی پڑین گی اور جو ٹیکس اوس کو ان اشیاء کے خریدنے مین بالواسطہ دینا پڑیگا وہ زید سے چہار چند حصہ زیادہ ہوگا درانحالیکہ دونو کے اخراجات کے لحاظ سے قرین انصاف یہ ہے کہ زید زیادہ ٹیکس دے کیونکہ اوس کے اخراجات کم اور بچت زیادہ ہے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ زید اور عمرو کے استعمال کی اشیاء مین بھی فرق ہو اور اون کے لحاظ سے ا اور ۴ کی جو نسبت قائم ہے یہ بھی نہ رہے۔ گورمنٹ کے لئے یہ ناممکن بات ہے کہ وہ کل رعایا کی آمد و خرچ کا بالکل صحیح حساب لگاکر اون پر ٹیکس قائم کرے کوئی گورمنٹ ایسا کرنا چاہے تو اوس کو اس قدر عملہ رکھنا پڑیگا کہ وصول شدہ ٹیکس کی ساری مقدار اوس عملہ کی تنخواہ وغیرہ اخراجات مین صرف ہوجائیگی۔ اور گورمنٹ کو کچھ بھی پس انداز نہ ہوگا۔ اور اس طرح ٹیکس جمع کرنے کا اصلی مطلب فوت ہوجائیگا۔ پوری پوری مساوات قائم ہونا تو ناممکن ہے ہان گورمنٹ یہ کرسکتی ہے کہ محض آرایش یا فضول خرچی کی اشیاء پر جن پر صرف امراء ہی روپیہ صرف کرسکتے ہین زیادہ ٹیکس لگائے۔ مثلاً شراب۔ تنباکو۔ یا بیش قیمت لباس یا سامان آرایش پر کہ غرباء اوس ٹیکس سے بچنا چاہین تو اون کو نہ خریدین۔ اور چونکہ وہ اشیاء ضروریات زندگی مین داخل نہین ہین اون کا کوئی ہرج اور نقصان بھی نہ ہوگا۔

دوم۔ ہر چیز کی نسبت ٹیکس کی مقدار معین کی جاے اور ٹیکس وصول

کرنے والون کو اوس مین کم و بیش کرنے کا اختیار نہ دیا جائے۔ اور ٹیکس کے ادا کرنے کا وقت۔ ادا کرنے کا طریقہ۔ اور مقدار معینہ۔ خود ٹیکس دینے والونکو بلکہ عام طور پر سب کو پہلے سے معلوم ہو۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو گورمنٹ کے کارپرداز زیادہ ٹیکس وصول کرین گے یا لوگون کے ساتھ رعایت کرکے کم ٹیکس وصول کرین گے۔ اس صورت مین تجارت کو بہت نقصان پہونچیگا۔ اور چونکہ لوگون کو پہلے سے یہ نہ معلوم ہوگا کہ کس قدر ٹیکس دینا پڑیگا وہ اشیار کی قیمت کا صحیح اندازہ نہ کرسکین گے۔ اور لین دین مین تامل کرین گے۔ نیز رشوت ستانی اور بے ایمانی کا بازار گرم ہوجائیگا۔ جس مین رعایا اور گورمنٹ دونو کا سراسر نقصان ہے۔

سوم۔ ٹیکس ایسے وقت مین لگایا جائے اور اس طرح سے وصول کیا جائے کہ دینے والون کو ادا کرنا بہت سہل ہو۔ سوداگری کی اشیار پر جو ٹیکس لگایا جاتا ہے وہ خریدار اوس وقت ادا کرتے ہین۔ جبکہ اوس چیز کو خریدین۔ اور خریدتے اوس وقت ہین جبکہ مقدرت ہو۔ پس ایسے وقت مین ذرا سا ٹیکس ادا کرنا ناگوار نہین معلوم ہوتا اور چونکہ عموماً اشیار حسب ضرورت تھوڑی تھوڑی خریدی جاتی ہین ٹیکس بھی تھوڑا تھوڑا ادا ہوتا رہتا ہے۔ اور گران بھی نہین گزرتا۔ اسی طرح روپیہ کے لین دین کے وقت لینے والے سے رسید کے ٹکٹ کی غرض سے ایک آنہ وصول کرنا نہایت سہل طریقہ ہے۔ روپیہ وصول کرنے والے کے پاس چونکہ ایک رقم آتی ہے اوسے ایک آنہ دینے کی کچھ بھی پروا نہین ہوتی لیکن اگر یہی ایک آنہ روپیہ دینے والے سے لیا جائے تو اوسے بہت ناگوار گزرے۔ اسی طرح ہر ایک ٹیکس کا انتظام کیا جاسکتا ہے۔ اگر یہ قاعدہ ملحوظ نہ رکھا جائیگا تو ایک تو لوگون کو ادا کرنے مین تکلیف زیادہ ہوگی۔ دوسرے گورمنٹ کو بھی کم روپیہ وصول ہوگا۔

چہارم۔ ٹیکس وصول کرنے کے ذرایع بھی ایسے مقرر کیے جائین کہ وصول کرنیکا

خرچ بہت کم ہو اور جس قدر مقدار لوگون سے وصول کی گئی ہے اوسمین سے بہت کم وصول کرنے والون کی تنخواہ وغیرہ مین صرف ہو۔ اگر ایسا نہ ہوگا تو لوگون کو زیادہ ٹیکس دینا پڑیگا۔ جو اون پر بار اور جبر ہوگا اور گورمنٹ کا یہ نقصان ہوگا کہ رعایا سے روپیہ بھی لیا اور خزانہ خالی ہی رہا۔ اگر تیسرے اصول کی رعایت کی جائیگی تو ٹیکس وصول کرنے مین کم خرچ ہوگا کیونکہ اوس صورت مین وصول کرنے کے لئے زیادہ عملہ رکھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ ٹیکس لگاتے وقت یہ ضرور خیال رکھنا چاہیے کہ غربا پر ٹیکس کا بار کم پڑے۔ ایسی چیزون پر جیسی کہ نمک۔ اناج۔ ترکاری وغیرہ مین ٹیکس لگانا غربا کو فاقہ مارنا ہے کیونکہ جب تک اپنے کسی ضروری خرچ کو بند نکرین غربا ٹیکس نہین دے سکتے۔ ہان جو لوگ نعمات اور لذائذ دنیا سے حظ اوٹھا سکتے ہین وہ اگر گورمنٹ کے خزانہ مین بھی کچھ روپیہ داخل کرین تو جائز اور واجب ہے۔ اسی طرح سے انکم ٹیکس ہے جو ہر شخص کی ذاتی آمدنی پر لگایا جاتا ہے اس کا اثر بھی غربا پر زیادہ پڑتا ہے کیونکہ قلیل آمدنی والے شخص کو ٹیکس کی ایک رقم دینی اگرچہ خفیف ہو خالی از تکلیف نہین ہے۔ قرین مصلحت یہ ہے کہ انکم ٹیکس مین بھی مختصر آمدنی کے لوگ ٹیکس سے مستثنیٰ کئے جائین۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے شہرون کی ویرانی کے دو سبب تحریر فرمائے ہین۔ ایک تو ایسی جماعت کا پیدا ہونا جو کوئی کام نہین کرتی اور بیت المال مین اپنا حق سمجھتی ہے ایسی جماعت جو دوسرون کے مال مین حصہ بٹانے کے لئے تیار ہو جائے جب زیادہ ہو جاتی ہے تو قوم پر ایک بار ہو جاتا ہے۔ دوسرے بڑا سبب یہ ہے کہ سوداگرون اور صناعون پر بھاری بھاری ٹیکس مقرر کردئے جائین۔ ٹیکس کی کثرت سے فرمان بردار لوگون کا استیصال ہو جاتا ہے وہ بدحال اور تنگ دل ہو جاتے ہین۔ جن لوگون کو قوت ہوتی ہے وہ بغاوت کر بیٹھتے ہین۔ تمدن کی اصلاح بڑے بڑے ٹیکسون سے نہین بلکہ خفیف محصول مقرر کرنے سے ہوتی ہے۔

باب دوم

معاملات

۱- انسان کی ضرورتین اور اون کے پورے ہونیکی عام تدابیر

انسان کی ضـ

انسان دنیامین بہت سی چیزون کا محتاج ہے اوس کو کھانے کے لئے غذا کی ضرورت ہے پینے کے واسطے پانی کی حاجت ہے رہنے کے لئے مکان درکار ہے۔ پہننے کے واسطے کپڑا چاہیئے استعمال کے لئے برتنون اور ہزار ہا اقسام کے اشیا کی احتیاج ہے غرض دنیامین جو کچھ پیدا ہوتا ہے کسی نہ کسی طرح انسان کے کام کا ہے۔ انسان دنیامین سردار بناکر بھیجا گیا ہے اور اوس کو قدرت حاصل ہے کہ دنیا کی ہر ایک چیز کو خواہ قدرتی حالت مین خواہ اوس مین تصرف اور تصنع کر کے اپنے کام مین لائے۔ فطرت نے یہ انعام سب کو یکسان بخشتا ہے اور کسی شخص کے واسطے دنیا کی پیداوار یا اوس کا کوئی حصّہ اس طرح مخصوص نہین کیا کہ یہ حصّہ ایک شخص کی ملک ہے اور دوسرا حصّہ دوسرے شخص کی۔ جو کچھ دنیامین پیدا کیا گیا ہے اوس کے استعمال کا استحقاق کل نسل انسان کو برابر عطا ہوا ہے اور اوس کو ہی عقل و تمیز دی گئی ہے کہ وہ ان اشیا کو کام مین لاکر فائدہ اور آرام حاصل کرے اور یہ چیزین انسان کی بقاءِ حیات اور بقاءِ نسل کے لئے ممد ہون۔ نباتات جو زمین سے اُگتی ہین حیوانات جو انسان کی طرح پیدا ہوتے اور اس زمین کی پیداوار سے اپنا پیٹ بھرتے ہین۔ معدنیات جو زمین سے نکلتے ہین۔ یہ سب انسان کے استعمال مین آنے کی چیزین ہین لیکن قدرت نے ان کو کسی خاص شخص کی اس طرح ملک نہین بنایا کہ اس مین دوسرون کا حصّہ نہو

لیکن انسان کی خلقت بخلاف دوسرے حیوانات کے فطرتاً ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ نہ تو کسی چیز کو کام مین لاتا ہے نہ اوس سے اوس وقت تک فائدہ اُٹھا سکتا ہے جب تک کہ وہ اُسے اپنی ملک اس طرح نہ قرار دے کہ دوسرون کی شرکت یا اون کا حق اوس شے پر باقی نہ رہے۔ جس چیز مین سب کا حق برابر ہو اوس کو سب سے چھین کر محض اپنا قرار دینا کوئی آسان کام نہ تھا۔

حق استعمال کیلئے ملکیت شرط ہے

لیکن خود ہر ایک انسان کی ذات مین ایک ایسی چیز ہے جو خاص اوس کی ملک ہے اور دوسرون کا اوس مین کوئی دخل نہین ہے اس قوت کا نام "محنت" ہے یا اُس کے ہاتھون کا سلیقہ جسے "صنعت و حرفت" کہتے ہین۔ قدرتاً جو چیزین پیدا ہوتی ہین وہ بہت کم ایسی ہین جو اوس حالت مین انسان کے استعمال کے قابل ہون۔ مثلاً لکڑی کہ جب تک درخت سے کاٹ کر نہ لائین ایندھن کا کام نہین دیتی۔ یا جب تک اوس کا صندوق نہ بنائین کپڑے رکھنے کے کام نہین آسکتی۔ پتھر قدرتاً پیدا ہوتا ہے لیکن جب تک سنگتراش نہ گھڑے مکان کے لئے ستون نہین بن سکتے وقس علی ہذا۔ پس انسان قدرتی حالت سے اُٹھا کر جس چیز پر اپنی محنت صرف کرتا ہے وہ اوس کی ہو جاتی ہے وہ کان سے سونا نکالتا ہے اور پھر زیور بنا کر فروخت کرتا ہے غرض جس جگہ اور جس حالت مین قدرت نے کوئی چیز پیدا کی ہے اوس کو اوس جگہ سے لانا یا اوس مین کچھ تصرف کر کے استعمال کے قابل بنانا ملکیت کا استحقاق قائم کرتا ہے اور دوسرے اشخاص جو اس محنت مین شریک نہین ہوتے اوس پر سے اپنا حق کھو دیتے ہین اور وہ چیز محنت کرنے والے کی ہو جاتی ہے۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب قدرتی حالت مین ایک چیز تمام لوگون کی ملک ہے تو کسی شخص کو اوس کو ہاتھ لگانے اور خواہ بذریعہ محنت ہی کیون نہ ہو اوس پر قبضہ کرنے کا حق کیون کر حاصل ہو گیا جب تک کہ وہ دنیا بھر کے تمام لوگون سے اسے ہاتھ لگانے اور استعمال کے قابل بنانے کی اجازت نہ لیلے لیکن نہین فطرت کا یہ آئین نہین ہے

محنت حق ملکیت قائم کرتی ہے

فطرت کا قانون یہ ہے کہ جو شخص کسی چیز پر پہلے محنت کرے اور پہلے اوسے لیلے وہ اوسی کی ہے۔ ایک شخص جنگل کے درختون مین سے جنگلی پھل چن لیتا ہے اور اپنے گھر لاکر کھاتا ہے۔ دوسرا ایک ندی مین سے جو تمام ملک کو سیراب کرنے کے لئے بہ رہی ہے ایک گھڑا پانی بھر لیتا ہے اور استعمال کرتا ہے۔ وہ ایک ہرن کا شکار کرتا ہے جو جنگل مین چرتا پھرتا تھا اور اوس کا گوشت کھاتا اور کھال اوڑھ لیتا ہے۔ یہ پھل اور یہ پانی اور یہ گوشت و پوست جو اس شخص نے اورون سے پہلے لے لیا اس کی محنت کے طفیل اس شخص کا حق ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو خدا کے سارے بندے بھوکے پیاسے مرجائین اور ہر ایک چیز جو نہایت افراط سے کل دنیا کے لئے پیدا کی گئی ہے بیکار پڑی رہے۔ لوگ نعمتہاے الٰہی کو دیکھین اور ترسین اور کوئی شخص ہاتھ بھی نہ لگا سکے آج کل کا زمانہ تہذیب اور قواعد کا زمانہ ہے بات بات کے لئے قواعد و قوانین مقرر کئے گئے ہین ملک اور جاگیر کے لئے بھی بہت سے قوانین ہین لیکن قدرت کا یہ قانون جیسا ابتداے آفرینش مین تھا آج تک تمام املاک کے قانون کی بنیاد ہے۔ آج بھی مچھلی والے بے پایان سمندر مین سے مچھلیان نکال لاتے ہین اور فروخت کرکے اُن کی قیمت اپنے تصرف مین لاتے ہین۔ سمندر مین سے موتی نکالتے ہین اور دوسرون کو دکھاتے بھی نہین۔

کوئی شخص اپنی قوت سے زیادہ محنت نہین کرسکتا

ایک اعتراض یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب ملک کا مدار محنت پر ہے تو ممکن ہے کہ ایک شخص تمام دنیا کی پیداوار پر قابض ہو جائے۔ تمام معدنیات اور نباتات وغیرہ اوس کے حصہ مین آجائین۔ لیکن یہ بات نہین ہے۔ قدرت کے جس منتظم نے ہمین محنت کا استحقاق عطا فرمایا ہے اُس نے اپنی حکمت بالغہ سے اوس کی حد بھی مقرر فرمادی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے دنیا مین ہر ایک چیز نہایت افراط سے پیدا کی ہے اور ہمین اتنی ہی قوت بخشی ہے کہ ہم اسقدر حاصل کرسکتے ہین جو ہماری ضروریات کے لئے کافی ہو۔ اور جس کی ہمین

فی الحقیقت ضرورت ہے۔ اور اس سے زیادہ جس قدر ہے وہ ہمارا نہین بلکہ دوسرون کی محنت کا حصّہ ہے۔ دنیا مین کوئی چیز اس لئے نہین پیدا کی گئی ہے کہ وہ فضول برباد کی جائے۔ اگر دنیا بھر کی پیداوار کی افراط کو دیکھا جائے اور یہ خیال کیا جائے کہ اتنی مدّت سے دنیا قائم ہے اور اس مین سے کس قدر حصّہ آج تک خرچ ہوا ہے پھر ایک انسان کے جمع کرنے کی طاقت کا اندازہ کرو تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے دولت مند سے دولت مند کے پاس بھی دنیا کے کُل خزانہ کے مقابلہ مین جو قدرتی حالت مین موجود ہے اتنا بھی نہین جتنا کہ سمندر مین قطرہ۔ اس کے علاوہ انسان مین استعمال کی قدرت بہت ہی محدود ہے اوس کے پاس چاہے کسی قدر ہو لیکن وہ صرف اتنا ہی استعمال کرسکتا ہے جتنا کہ ایک شخص کو درکار ہے اور باقی اگر کچھ بچے تو کسی نہ کسی طرح اور کبھی نہ کبھی دوسرون کا حصّہ ہو گا۔

ین انسان کی ... سے ہے

حیوانات کا گوشت و پوست۔ یا درختون کے پھل پھول اور لکڑی یا معدنیات مین سونا چاندی اور تانبا ہی انسان کی مِلک مین داخل نہین بلکہ انسان خود زمین کے حصّون کا مالک بھی ہے جس مین سے یہ کل چیزین پیدا ہوتی ہین ابتدائے تمدن مین یہ زمین بھی انسان کے ہاتھ محنت ہی کے استحقاق سے لگی کیونکہ ہر ایک شخص جس قدر زمین مین زراعت کرسکتا۔ باغات لگا سکتا معدنیات کھود سکتا تھا غرض اپنی محنت و مشقت سے جس قدر حصّۂ زمین کو کام مین لا سکتا تھا وہ اُسی کا مالک ہو گیا اور جو لوگ اِن کامون کو ہاتھ نہ لگاتے تھے وہ اوس کے استحقاق سے محروم ہو گئے۔ اور اگر اب وہ اوس شخص سے چھینین گے تو اوس کی حق تلفی اور غصب کرینگے۔

نسان کی حاجتون ... کثرت

اس طرح انسان کی ضروریات دو چیزون سے پوری ہونے لگین ایک تو زمین کی پیداوار سے اور دوسری اپنی محنت یا صنعت سے لیکن پھر بھی اسکی مشکلات کا خاتمہ نہ ہوا۔ انسان کی ضروریات لا حد و لا تحصیٰ واقع ہوئی ہین

اور خود اس کے پورا کیۓ پوری نہین ہوسکتین۔ اوس کو کھانے کے واسطے اناج
کی ضرورت ہے اور اناج کے لیۓ زمین مین ہل چلانا۔ بونا۔ کاٹنا۔ پیسنا۔ چھاننا
پکانا پڑتا ہے۔ یہی اتنا بڑا کام ہے کہ سارا وقت اسی مین صرف ہو جاتا ہے
دوسری طرف لباس کی حاجت ہے روئی کی کاشت اوس کا کاتنا۔ کپڑے
بننا۔ سینا۔ اس مین بجاے خود سارا وقت صرف کرنے کی ضرورت ہے۔
اِن کامون کے کرنے کے لیۓ آلات کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر زمین سے
لوہا نکالنا اور اوزار بنانا آسان کام نہین۔ اگر ایک جوتی کی ضرورت ہے
تو چمڑا صاف کرنا۔ رنگنا۔ جوتا سینا۔ اسی طرح ہزارون ضرورتین اور لاکھون
کام ہین ایک سر اور ہزار سودا بیچارا انسان کیا کیا کرتا وہ ایک کام تو کرسکتا ہے
کہ اناج بہت سا پیدا کرلے یا کپڑے بُن لے یا جوتے بنالے لیکن سارے
کام اوس سے نہین ہوسکتے۔ اناج کوٹھون مین بھرا پڑا ہے۔ لیکن گلے
سے ننگا ہے۔ سردی کے مارے اکڑا جاتا ہے۔ دوسرے شخص کے پاس
کپڑون کے تھان تیار رکھے ہین لیکن فاقون کے مارے دم لبون پر آرہا ہی
غرض اس طرح ہر ایک کے پاس ایک چیز تو اوس کی ضروریات سے زیادہ موجود
ہے لیکن دوسری چیزین نہین ہین۔ اور حاجت سب کی برابر ہے۔ اِس احتیاج تبادلہ اشیاء
نے اوسے یہ سبق پڑھایا کہ اپنے پاس جو چیز زیادہ ہو وہ تو وہ دوسرون کو دے
اور جو چیز اون کی ضرورت سے زیادہ ہو وہ اون سے معاوضہ مین لے۔ اِس
طرح جولاہے نے کسان کو کپڑے دیۓ اور اناج لیکر اپنا پیٹ بھرا۔ موچی نے
معمار کو جوتا بنا کر دیا اور اوس سے اپنا مکان بنوالیا۔ غرض یون ایک دوسرے
کی معاونت سے سب کا کام چل نکلا۔ اسی کا نام "تعاون" ہے۔ اس
احتیاج تعاون نے انسان کو مجبور کر رکھا ہے کہ چاہے باہم تنازع اور فساد ہو
جنگ وجدل برپا ہو لیکن سب ملکر رہین۔ انسان جانورون کی طرح تنہا رہ ہی
نہین سکتا اور صرف اسی سبب سے نہین رہ سکتا کہ تنہا اوس کی حاجتین پوری

نہین ہوتین - باہم ملکر رہنے سے مختلف صناعتون کے لوگ اپنی اپنی اشیار
جواون کے استعمال سے زیادہ ہون دوسرون کو دیدیتے ہین اوراون سے
اوس کے عوض مین وہ چیز لے لیتے ہین جواون کو درکار ہے اس لین دین کا
نام "معاملات" ہے - یعنی معاملات حکمت کا وہ حصّہ ہین جس مین یہ بیان معاملات
کیاجاتا ہے کہ لوگ باہمی ضرورتون کے پورا کرنے کے لئے دوسرون کی معاونت
کس طرح کرین - نیز صنعت وزراعت وتجارت اور پیشون کا بیان ہے جس سے
لوگ باہم حاجت روائی کرتے ہین - شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہین کہ
" لوگ جتنی ترقی کرتے جائینگے اور اون مین تہذیب وشائستگی بڑھتی
جائیگی - لذت وعیش کی خواہش زیادہ ہوتی جائیگی آرایش ونمائش کا
خیال بڑھتا جائیگا اوسی قدر مختلف صناعتین اور دستکاریان ایجاد
ہوتی جائینگی - لوگ کوئی خاص پیشہ دووجہ سے اختیار کرتے ہین ایک تو
یہ کہ قدرتاً اون مین اوس کام کرنے کی قوت زیادہ ہوتی ہے مثلاً کوئی دلیر
اورشجاع آدمی ہے تو وہ فوجی خدمت کے لئے زیادہ مناسب ہے - عقلمند
اورقوی الحافظہ شخص حساب کتاب اور امور انتظامی اچھے کرتا ہے - یا توانا
اورقوی الجثہ شخص ہے تو محنت اور مشقت کے کام زیادہ آسانی سے کریگا
دوسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ بعض اتفاقات ایسے واقع ہوجاتے ہین کہ کسی شخص
کو کوئی خاص فن سیکھنا سہل ہوتا ہے مثلاً کسی پیشہ ورکا لڑکا اپنے باپ کا
فن آسانی سے سیکھ سکتا ہے یا ایسے مقام اور شہر مین رہتا ہے جہان کسی خاص
فن کی تعلیم دی جاتی ہو یا جہان کسی خاص پیشہ کے اسباب قدرتاً مہیا ہون
اکثر لوگ عمدہ صناعت اور جائز طریقہ اکتساب معاش نہین حاصل کرسکتے تو
وہ ناجائز طریقون پر اتر آتے ہین مثلاً چوری کرتے ہین - جوا کھیلتے ہین اور
ایسے ہی ایسے طریقون سے دوسرون کا مال غصب کرتے ہین - دنیا مین
سلسلۂ اسباب اس طرح قائم ہوا ہے کہ لوگون کی حالت مین مساوات نہین ہے

کوئی عقلمند ہے کوئی بے وقوف کسی مین کام کرنے کی قوت بہت زیادہ ہے کسی مین کم کوئی بالکل اپاہج ہی ہے کسی کی ضرورتین بہت زیادہ ہین کسی کی کم ہین اس لئے یہ ضرور ہے کہ لوگ باہم معاونت کرین - او یہی معاونت "معاملہ" کہلاتی ہے - چونکہ معاملات مین لوگ اکثر بد دیانتی - سستی - نقص عہد - یا انکار کیا کرتے ہین اس لئے گواہ اور دستاویز - رہن - کفالت کی حاجت واقع ہوئی اور چونکہ انسان مین باہم ہمدردی اور اُلفت کا مادہ بھی ہے اسلئے وہ محتاجون کو ضروری چیزین بغیر معاوضہ کے بھی دیتا ہے اور اسی سبب سے ہبہ - عاریت - صدقہ - اور خیرات کا طریقہ جاری ہوا "

تبادلہ اشیا مین وقتین

ابتدا مین لین دین تبادلہ اشیا کے ذریعہ سے ہوتا تھا اور یہ طریقہ ایک عرصہ تک جاری رہا - لیکن اس مین بھی قباحتین اور وقتین پیش آئین مثلاً سنار جوتا خریدنا چاہتا ہے اوس نے موچی سے کہا کہ زیور لیکر جوتا بنادو لیکن موچی کے پاس تن ڈھکنے کو نہین تو بال بچون کا ہاتھ گلا کیا ڈھکے - اوس نے جواب دیا کہ زیور نہین کپڑے ہون تو لاؤ - غرض یہ دقت اکثر پیش آنے لگی کہ ایک شخص کی چیزون کو دوسرا اس سبب سے نہ لیتا تھا کہ اوسے اوس چیز کی اوس وقت ضرورت نہ ہوتی تھی - اور وہ جو تیسری چیز لینا چاہتا تھا وہ اوس کو اس سبب سے نہ ملتی تھی کہ اوس کے مالک کو بھی ان اشیاء کی ضرورت نہین تھی - غرض اس طرح ہر ایک شخص اپنی اپنی اشیاء لئے پھرتا تھا اور اون کا تبادلہ اس سبب سے مشکل ہو گیا تھا کہ ایسے دو شخص جن کو اون ہی اشیاء کے تبادلہ کی ضرورت ہو نہ ملتے تھے - دوسری مشکل یہ تھی کہ اشیاء کی قیمت معین نہین ہو سکتی تھی - سنار اور موچی مین اس سبب سے اتفاق نہ ہو سکتا تھا کہ زیور بیش قیمت ہے اور جوتہ کم قیمت اگر زیور کا ایک حصہ کاٹ کر دیدین تو سارا زیور خراب ہوتا ہے - دو صاحب کتاب اور خوردبین کا تبادلہ کرنے بیٹھے لیکن خوردبین کی قیمت کتاب سے دوچند ہے اگر خوردبین آدھی

توڑ دین تو ساری برباد ہو جاے۔ اس دقت کو دور کرنے کے لئے سب نے
ملکر یہ تجویز کی کہ ایک تیسری چیز اور ایجاد کی جائے اور بجاے اشیار کے باہمی
تبادلہ کے سب لوگ اس سے تبادلہ کیا کرین۔ اس چیز کا نام روپیہ رکھا گیا
اب یہ ہونے لگا کہ بنیہ روپیہ کے عوض مین اناج فروخت کرتا اور اوس روپیہ
سے جوتا۔ زیور۔ چار۔ صندوق اور جو چیز درکار ہو خرید لیتا۔ اسی طرح موچی
جوتہ روپیہ کے عوض بیچتا اور روپیہ کا اناج اور کپڑا خرید لاتا۔ روپیہ کے ایجاد
ہونے سے دو فائدے ہوئے ایک تو تبادلۂ اشیار مین جو دقت پڑتی تھی
وہ اُٹھ گئی۔ اور روپیہ ذریعۂ تبادلہ ہو گیا۔ دوم اشیار کی قیمت کا اندازہ روپیہ
سے کیا جانے لگا۔ مثلاً یہ معلوم کرنا ہو کہ فلان مکان کی کیا قیمت ہے تو کہہ دیگے
کہ اس قدر روپیہ اوس کی قیمت ہے۔ یا موتیون کا ہار دو لاکھ روپیہ کا ہے۔
اگر روپیہ قیمت کے اندازہ کرنے کا ذریعہ نہ ہوتا اور ہم کو کسی بڑی آمدنی و خرچ
کا اندازہ معلوم کرنا ہوتا تو بڑی دقت پڑتی مثلاً یہ دریافت کرنا ہوتا کہ کسی
نواب کے پاس کتنی دولت ہے تو ضرور تھا کہ اوس کی کل املاک کی ایک لمبی
چوڑی فہرست بنائی جاے اور اگر کسی ملک کی دولت اور پیداوار کا حال معلوم
کرنا ہو تو ایک فہرست کیا ایک کتاب بنانی پڑتی اور پھر بھی شاید صحیح اندازہ
نہ ہو سکتا۔ اسی طرح ایک چھوٹی سی چھوٹی کم قیمت چیز اور اعلیٰ سے اعلےٰ
بیش قیمت شے کی قیمت روپیہ مین بیان کی جاتی ہے۔ غرض روپیہ دو کام دیتا
ہے ایک تبادلہ اشیاء کا ذریعہ ہے اور دوم قیمتون کے اندازہ کرنیکا معیار ہے
روپیہ کے لئے یہ ضرورت نہین ہے کہ وہ کسی خاص چیز کا بنایا جائے لیکن
یہ ضرور ہے کہ خواہ کوئی چیز روپیہ قرار دی جاے لیکن تمام لوگ متفق ہو کر قرار دین
اور سب اوس کو روپیہ تسلیم کرین۔ اگر تمام دنیا کے لوگ نہین تو ایک ملک اور
ایک آبادی کے لوگ جن کو باہم لین دین کا اکثر کام پڑتا ہے ضرور متفق اور
مجتمع ہون۔ چنانچہ ایک زمانہ مین اہل چین نے چاء کے پتون پر کچھ سکہ لگا کر روپیہ

روپیہ

روپیہ تبادلۂ اشیا اور قیمتون کے اندازہ کرنے کا ذریعہ ہے۔

کی طرح چلایا - قدیم زمانہ میں یونانیون کے ہان مویشی سے روپیہ کا کام لیا گیا
اور جب اُنہون نے اتنی ترقی کی کہ باہر والون کے ساتھ تجارت کرنے لگے تو
کسی دھات کے ٹکڑون پر بیل کی تصویر بنا کر روپیہ بنا لئے - غرض ہر ملک کی تاریخ
مین ایک ایسا زمانہ ضرور ہے کہ اون مین روپیہ کا نام بھی نہ ہو اور وہ تمام اشیا کا
لین دین تبادلہ کے ذریعہ سے کرتے ہون بعد مین جو چیز روپیہ کے بجاے قائم
کی گئی وہ اکثر ممالک مین ایک معمولی چیز ہوتی تھی یا ایسی چیز ہوتی تھی جس کی
اوس ملک مین زیادہ ضرورت یا قدر یا پیداوار تھی - بعض ملکون مین چمڑے کے
ٹکڑے یا رنگی ہوئی کھالین روپیہ کا کام دیتی تھین - ایسے روپیہ کے جاری کرنے
سے اگرچہ ان لوگون مین اشیا کے تبادلہ مین سہولت ہو گئی لیکن جس چیز کا روپیہ
بنایا جاتا تھا دوسری اقوام کی نظر مین اوس کی کوئی قیمت نہ ہوتی تھی - اس
سبب سے وہ اُسے قبول نہ کرتے تھے اور دیگر اقوام سے تجارت نہ ہوسکتی تھی -
جب تمدن اور تہذیب نے زیادہ ترقی کی اور لوگ دنیا کے دور دور حصون مین
تجارت کرنے لگے تو روپیہ کی اصلاح کی بھی ضرورت واقع ہوئی - اور کسی ایسی
چیز کی روپیہ بنانے کی حاجت ہوئی جس کو دنیا کے تمام لوگ روپیہ تسلیم کرنے مین
تامل نہ کرین - اگرچہ کسی ملک کے روپیہ کی قیمت کچھ زیادہ ہو کسی جگہ کے روپیہ کی
قیمت کچھ کم ہو - لیکن یہ نہ ہو کہ کوئی اُسے روپیہ ہی نہ مانے - ظاہر ہے کہ ایسی چیز
جس کا روپیہ بالعموم تسلیم کیا جاے وہی ہوسکتی ہے جس مین روپیہ کی ضرورت
کو پورا کرنے کی زیادہ قابلیت ہو - سات صفتین ہین جو روپیہ مین ہونی چاہئین
اور اگر ان مین سے ایک کی بھی کمی ہوگی تو وہ روپیہ یا تو زیادہ عرصہ تک چل سکیگا
یا عموماً سب ملکون مین وہ روپیہ تسلیم نہ کیا جائیگا -

اوّل - جس چیز یا جس دھات کا روپیہ بنایا جاے فی نفسہ وہ خود بھی قیمتی ہو
اگرچہ ایک کاغذ یا چمڑے کے ٹکڑے یا پتھر یا لوہے کے روپیہ بھی بن سکتے ہین اور
اون سے ہزارون بلکہ لاکھون روپیہ کی قیمتی چیزین خرید و فروخت کی جاسکتی ہین

لیکن روپیہ کی یہ قیمت فرضی ہوگی اور اوس وقت تک قائم رہے گی جب تک لوگ اوس کے ذریعہ سے اشیار کا تبادلہ کرنے یا معیار قیمت قرار دینے کے لئے متفق رہین اور ایسے لوگ تھوڑے ہی سے ہونگے۔ یہ بات مدت سے چاندی اور سونے کو حاصل ہے کہ وہ دنیا کی تمام مہذب اور غیر مہذب اقوام مین قیمتی مانا جاتا ہے۔ اور اس سبب سے سونے اور چاندی کے سکہ نے تمام دنیا مین رواج پایا۔

دوم۔ روپیہ کا حجم کم ہو۔ یعنی ایسی دھات کا ہو کہ اوس کی تھوڑی مقدار کی بڑی قیمت ہو۔ قیمت لوہے۔ پتھر۔ رانگ۔ لکڑی کی بھی ہوتی ہے لیکن اگر لوہے یا لکڑی کے روپیہ بنائے جائین تو ضرور تھا کہ کسی قیمتی چیز مثلاً سونے کی گھڑی یا ہیرے کی انگوٹھی بلکہ اس سے بھی کم قیمت اشیار کی قیمت کے روپیہ چھکڑون پر لاد کر لیجانے پڑتے اور ہر وقت کے لین دین مین ایسی بھاری بھاری بوجھ کا اُٹھائے پھرنا کس قدر دشوار ہوتا۔ سونے اور چاندی مین یہ صفت ہے کہ تھوڑی مقدار ہی زیادہ قیمت کی ہوتی ہے اور اگر سونے اور چاندی کے روپیہ اوسی گھڑی یا انگوٹھی کی قیمت مین دے جائین تو اون کی مقدار اس قدر ہوگی کہ لانے اور لیجانے مین ذرا بھی دقت نہ ہو۔ جواہرات کو بھی یہ تفوق حاصل ہے کہ وہ بہت ہی قیمتی مانے جاتے ہین لیکن پھر بھی چاندی اور سونے کے سکہ نے دنیا مین رواج پایا اور جواہرات کا روپیہ کبھی کسی ملک مین نہین چلا۔ سبب یہ ہے کہ زیادہ قیمتی ہونے نے جواہرات کو محروم رکھا ایک تل برابر عمدہ جواہر کی قیمت دس بیس روپیہ ہوتی ہے۔ اب اگر روپیہ دو روپیہ کی چیز خریدنی ہو تو جواہرات کا سکہ کتنا سا ہوگا۔ اور ہر وقت کے لین دین مین ایسی چھوٹی چیز کی حفاظت اتنی مشکل ہے کہ عملاً جواہرات کا سکہ کام نہین دے سکتا۔ سکہ کا قیمتی ہونا ضرور ہے مگر نہ اتنا!

مرتبہ کم حرصِ رفعت سے ہمارا ہوگیا   آفتاب اونچا ہوا اتنا کہ تارا ہوگیا

سوم۔ ناممکن الفنا ہو۔ اگرچہ بقار تو خداوند عزوجل ہی کی ذات پاک کو

ہے لیکن اس دنیا مین سونے کو یہ صفت حاصل ہے کہ چاہے آگ مین ڈالو یا پانی مین یا مٹی مین وہ ضایع نہین ہوتا۔ زمین مین دفن کردو کبھی نہین گلتا۔ ہزارون برس کے بعد نکالا جاے وہی آب وتاب موجود۔ زنگ بھی نہین لگتا۔ اس کے خلاف اگر انڈون کا سکہ ہوتا یا شیشہ کی طرح کوئی اور نازک چیز ہوتی کہ ذرا ٹھیس لگی اور ٹوٹی تو بہتیرون کے دوالے روز نکل جاتے۔

چوتھی صفت روپیہ کی یہ ہے کہ اوس کے مادے کی قیمت مختلف نہ ہو۔ خالص سونے کے تولہ تولہ بھر کے دو ٹکڑے مساوی القیمت ہوتے ہین۔ جواہرات کا یہ حال نہین اون کی قیمت چمک دمک اور رنگ کے لحاظ سے کم وبیش ہوتی ہے اگرچہ جسامت برابر ہو۔ مساوی وزن کے دو ہیرے کے ٹکڑے ہون تو ایک کی قیمت پانچ سو اور دوسرے کی پانچ ہزار ہونی ممکن ہے۔ پھر بھلا ایسی چیز کا کیا سکہ چل سکتا ہے جس کے جتنے روپیہ بنین سب مختلف قیمت کے ہون۔ اور ہر وقت روپیہ کی صحیح قیمت تشخیص کرنا آسان کام نہین۔ روپیہ پیدا ہوا ہے دنیا کے کاروبار مین سہولت پیدا ہونے کے لئے نہ کہ اور دقت پیدا کرنے کے واسطے۔

پانچوین صفت یہ ہے کہ روپیہ کے مادہ کے ٹکڑے ہو سکین اور نسبتاً اونکی قیمت مین کمی نہ آئے۔ مثلاً تولہ بھر سونا ؎ کا ہو تو چھ ماشہ ؎ کا تین ماشہ ؎ کا۔ جواہرات مین یہ بات نہین وہ جتنے بڑے ہون اُتنے ہی زیادہ قیمتی ہین۔ اور اگر اون کے ٹکڑے کیجئے تو قیمت بہت زیادہ گھٹ جاتی ہے۔ مثلاً ایک ہیرے کے دو مساوی حصہ کرین تو قیمت نصف نہ رہیگی بلکہ بہت زیادہ گھٹ جائیگی۔

چھٹی صفت یہ ہے کہ مادہ کی قیمت سب جگہ یکسان ہو۔ ایک سونا اور چاندی ہے کہ تولہ بھر کی قیمت جو ہندوستان مین ہے وہی انگلستان مین وہی جاپان اور امریکہ مین۔ لکڑی۔ چمڑے۔ اناج۔ مویشی اور تقریباً تمام اشیا کی قیمت یہان کچھ ہے وہان کچھ۔

ساتوین صفت یہ ہے کہ وہ آسانی سے کھوٹا کھرا پرکھا جا سکے جیسے مراً

علامات معینہ و مخصوصہ کے ذریعہ سے پہچان لیتے ہین اور اس صفت کی حفاظت کے لئے ضرور ہے کہ گورنمنٹ روپیہ کا انتظام اپنے ہاتھ مین لے اور اوس پر کوئی علامت بنائے تاکہ کسی کو شک و شبہ کرنے کا موقع نہ رہے - اور تمام لوگ اُسے سکّہ قبول کرین - جن ممالک مین گورنمنٹ کی طرف سے سکہ کے انتظام پر توجہ نہین ہے خود وہان کی رعایا غیر اقوام کے روپیہ لینے دینے مین تو باک نہین کرتی لیکن اپنے ملک کا روپیہ لیتے مین تامل کرتی ہے -

یہ تجارت کی ترقی کا زمانہ ہے لوگون کو مختلف اقوام اور مختلف ممالک سے لین دین کرنے کا کام پڑتا ہے - اس سبب سے ان کو ایسے روپیہ کی ضرورت درپیش رہتی ہے جو زیادہ مروج ہو اور زیادہ مروج وہی ہوگا جس کی قیمت معین ہو اور جس کے کھرے ہونے مین لوگون کو شبہ نہ ہو - اور چونکہ روپیہ فی نفسہ دولت نہین ہے اور اس کی قیمت اعتبار پر ہے اس لئے ہر ملک کو اپنے روپیہ کا اعتبار قائم کرنا لازم ہے - اور اس زمانہ مین یہ اعتبار صرف گورمنٹ کے انتظام سے ہوسکتا ہے - ہندوستان مین چاندی کے روپیہ چلتے ہین اور روپیہ کا وزن ایک تولہ ہے - چاندی کی ارزانی نے تولہ بھر کی قیمت تقریباً نو آنہ کر رکھی ہے لیکن روپیہ وہی سولہ آنہ کو چلتا ہے - اگر روپیہ کی قیمت صرف بازار کے بھاؤ پر قرار دی جاے کہ صبح کو روپیہ کا نورو وہ کچھ ہو اور شام کو کچھ تو ایسا روپیہ آخر کار چاندی کے بھاؤ پر چلیگا - اور وہ اعتبار کم ہوجائیگا جو روپیہ کے لئے ضروری شرط ہے - روپیہ سے دنیا بھر کی چیزین حاصل ہوتی ہین اور جس شخص کے پاس روپیہ زیادہ ہے اس کو یہ قدرت حاصل ہے کہ جس چیز کو چاہے حاصل کرلے - اس سبب سے روپیہ والون کو لوگ دولت مند کہتے ہین - اس مین شک نہین کہ روپیہ دنیا مین بہت بکار آمد چیز ہے - لیکن وہ ہمیشہ بالواسطہ بکار آمد ہوتا ہے جن مقامات مین اس کے تبادلہ سے ضروری اشیا مل سکتی ہین وہین روپیہ روپیہ ہے ورنہ روپیہ کے ڈھیر فی نفسہ کسی کام کے نہین - روپیہ پاس ہے لیکن جنگل مین اناج نہین ملتا بھوک

روپیہ بالواسطہ حاجت روائی کرتا ہے

سکے مارے براحال ہے۔ روپیہ ہے لیکن پیٹ نہین بھرتا۔ بیابان مین پانی کا قطرہ میسر نہین دل چاہتا ہے کہ کوئی روپیون کے توڑے لیلے اور پیاس بھر پانی پلادے لیکن ناممکن۔ غرض اسی طرح دنیا کی ہرایک چیز کا حال ہے۔ کہ اگر وہ نہ ملے تو خواہ کتنا ہی روپیہ ہو حاجت پوری نہین ہوتی۔ انسان کو دراصل روپیہ کی ضرورت نہین بلکہ ضرورت اون اشیا کی ہے جو وہ روپیہ کے تبادلہ مین لیتا ہے روپیہ دیتا ہے اور کرسیان اور میز۔ قالین۔ لیمپ۔ گلدان۔ کپڑا۔ جوتہ۔ اناج۔ مکان خریدتا ہے اگر یہ اشیا نہ ہون تو روپیہ بیکار ہے۔ مزدور دن بھر محنت مزدوری کرتے ہین اور شام کو مزدوری کے پیسہ لیجا کر ضروریات زندگی خرید لیتے ہین۔ لوگ ملازمت کرتے ہین اور مہینہ بھر کے بعد قلیل و کثیر جس قدر تنخواہ ملتی ہے اس سے تمام اشیا جن کی ضرورت ہے لیتے ہین۔ اس لئے خواہ مزدوری ہو خواہ نوکری۔ یا تجارت یا کوئی اور پیشہ دراصل روپیہ حاصل کرنے کی غرض سے نہین ہے بلکہ اُن اشیا کے حاصل کرنے کی غرض سے ہے جن کی ضرورت واقع ہو اور جو اس روپیہ سے جو مزدوری۔ یا تنخواہ۔ یا اشیا تجارت کی قیمت مین ملا ہے خریدی جائین گی۔ فرض کرو کہ کوئی آقا یا کوئی سرکار اپنے نوکر کو یا کوئی شخص کسی مزدور یا کاریگر کو نقد روپیہ نہ دے بلکہ وہ تمام اشیاء خورد و نوش۔ لباس و مکان وغیرہ جس کی اس کو ضرورت ہے اس کے حسب لیاقت مہیا کردے تو ملازم کو روپیہ لینے کی کچھ بھی ضرورت نہین ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے پاس ایک پائی بھی نہ ہو لیکن اس کے پاس اسباب و اشیا موجود ہون جن کی اس کو یا اور لوگون کو ضرورت پڑتی ہے۔ تو وہ دولت مند ہے۔ روپیہ دولت نہین ہے بلکہ جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے دولت کے اندازہ کرنے کا معیار ہے جیسے کہ وزن کے اندازہ کرنے کا معیار ترازو ہے۔ ایک گھڑی کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ چار تولہ کی ہے تو ہمین معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کا وزن کیا ہے۔ اسی طرح جب یہ کہا جاے کہ اس کی قیمت پچاس روپیہ ہے تو اس کی قیمت کا حال معلوم ہوگا

اگر کسی شخص کے پاس ایک پیسہ بھی نہ ہو لیکن ایسی ایسی سو گھڑیاں ہون تو اتنا ہی دولتمند ہے جیسا کہ اس کے پاس پانچ ہزار روپیہ ہون - وہ ان گھڑیون سے پانچہزار روپیہ کی اور مختلف چیزین خرید سکتا ہے - غرض روپیہ اور چیز ہے اور دولت اور چیز ہے - دولت وہ ہے جس کا تبادلہ ہو سکے - بنظر ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روپیہ کا تبادلہ اشیا سے ہوتا ہے - لیکن نہین غور کرنے سے یہ معلوم ہوگا کہ روپیہ سے تبادلہ نہین ہوتا بلکہ روپیہ تبادلہ کا ایک آلہ یا وسیلہ ہے - ایک شخص نے گھڑی پچاس روپیہ کو فروخت کی اور پانچ پانچ روپیہ کو دس کرسیان اُس روپیہ سے دوسرے دن خریدین تو کرسیون کی ضرورت نے اس سے گھڑی فروخت کرائی تھی نہ کہ روپیہ کی حاجت نے اور اگرچہ گھڑی کی قیمت پچاس روپیہ ملی اور کرسیون کی قیمت پچاس روپیہ دینی پڑی لیکن روپیہ صرف گھڑی اور کرسیون کے تبادلہ کا آلہ ہوا - ورنہ گھڑی جاکر کرسیان آئی ہین - یہی حال تمام دنیا کے روپیہ کے مصرف کا ہے - غرض روپیہ دولت نہین بلکہ دولت وہ اشیا ہین جو دولت کے تبادلہ مین اور بنظر ظاہر روپیہ کے تبادلہ مین حاصل ہوتی ہین - اور انسان کے لئے آسائش یا آرایش کا باعث ہوتی ہین - جن اشیا کا تبادلہ نہین ہو سکتا وہ خواہ مدار حیات ہون لیکن دولت نہین خیال کی جاتین - کوئی متنفس نہین جو ایک لمحہ بغیر ہوا کے زندہ رہ سکے - ہر جاندار منون ہوا ہر روز سونگھتا ہے لیکن ایک حبہ قیمت ادا نہین کرتا - قریشی تیل اور موم بتی دولت ہے اور سورج کی کرن جو سب سے زیادہ تیز - روشن اور دنیا مین سب سے زیادہ مفید ہے دولت نہین - پانی مدار حیات ہے لیکن دریا کے کنارہ اس کی قیمت نہین - ہان! صحرا مین ایک ایک قطرۂ آب زر سے زیادہ قیمتی ہے - بات یہ ہے کہ یہ قادر حقیقی کے بے پایان انعامات اور اعلیٰ مہربانیون اور فیاضی کے ادنیٰ کرشمہ ہین - ورنہ اگر حضرت انسان کے قبضہ مین ہوا اور سورج ہوتا تو دیکھتے کہ زر زمین زن پر تو کیا جھگڑے پڑتے ہین جو سانس بھر ہوا اور ایک کرن سورج پر رن پڑتے -

دولت

۲- صنعت و حرفت

پیداوار اور دولت کے ذرایع

دولت پیدا کرنے کی خواہش تو عموماً سب ہی لوگون کو ہے اس لئے دولت پیدا کرنے کے اصول سے واقفیت حاصل کرنی بھی ضرور ہے۔ کسی قوم مین دولت آسمان سے نہین برستی بلکہ خود پیدا کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ دولت کے پیدا کرنے کے تین ذرایع ہین۔ زمین - محنت - اور راس المال ان تینون پر علحدہ علحدہ غور کرنا چاہئے۔

زمین

زمین دولت کی پیداوار کا قدرتی ذریعہ ہے۔ دنیا کی کل چیزین زمین سے پیدا ہوتی ہین۔ اناج زمین سے پیدا ہوتا ہے۔ پھل درختون مین لگتے ہین۔ درخت جن کی لکڑی کی بڑی بڑی چیزین کروڑون روپیہ کے جہازون کے بیڑے اور ریلون کی گاڑیان بنتی ہین زمین سے پیدا ہوتے ہین۔ گھاس زمین سے اُگتی ہے اور مویشی جس سے ہمین گوشت پوست ملتا ہے گھاس چرتے ہین اور اس سے ان کا جسم نشو نما پاتا ہے۔ لوہا۔ چاندی - سونا - کوئلہ - پتھر اور ہر طرح کے معدنیات زمین سے نکلتے ہین - روئی اور سن کے درخت زمین سے اُگتے ہین جن سے تمام اقسام کے کپڑے بنتے ہین - غرض کوئی چیز چھوٹی یا بڑی ایسی نہین ہے جو زمین سے نہ پیدا ہوتی ہو۔ زمین کل دنیا کی دولت کے پیداوار کا مخزن ہے۔ اگر زمین نہ ہو تو انسان عقل اور ہنر لئے ہوئے بیٹھا رہے اور اسے کچھ بھی نہ ملے

محنت

دولت پیدا کرنے کا دوسرا ذریعہ محنت یعنی صنعت و حرفت ہے اگرچہ سب چیزین قدرتاً زمین سے پیدا ہوتی ہین لیکن ان کو بکار آمد اور بیش قیمت بنانا انسان کا کام ہے۔ جس چیز پر محنت صرف نہ ہو وہ کچھ بڑی دولت نہین ہے مثلاً ہوا اور دریا کے کنارہ پانی دولت نہین ہے - لکڑی زمین سے پیدا ہوتی ہے لیکن اس کا بکار آمد سامان بنانا انسان کا کام ہے - لوہا زمین سے نکلتا ہے لیکن اوزار انسان بناتا ہے - چاندی سونا زمین سے پیدا ہوتے ہین لیکن زیورات انسان گھڑتا ہے - غرض بہت کم چیزین ہین جن پر انسان کی محنت نہ صرف ہوتی ہو

یہ محنت ہی ایسی عمدہ چیز ہے کہ دمڑی کی چیز کو لاکھون روپیون کا بنا دیتی ہے۔ گھڑی کے پُرزے پیتل کے بنتے ہین اتنے سے پیتل کی قیمت دو تین آنہ بھی نہین ہوتی لیکن گھڑی سیکڑون روپیہ کو فروخت ہوتی ہے۔ جس شخص کے ہان گھڑی بنانے کا کارخانہ ہو اور سیکڑون گھڑیان روز بنا سکے تو اس کے ہان کیون نہ دولت ٹوٹ پڑے۔ روئی ایک روپیہ کی ۶ سیر فروخت ہوتی ہے لیکن جب اِس کا کپڑا بنایا جاتا ہے تو کئی روپیہ کا ایک گز بکتا ہے۔ غرض اسی طرح ہر ایک چیز جو قدرتی حالت مین ارزان ہوتی ہے جب اس پر محنت کی جاتی ہے تو بہت قیمتی ہو جاتی ہے۔ جس قوم مین صنعت و حرفت زیادہ ہوگی وہ زیادہ دولتمند ہوگی۔ اہلِ یورپ کے ہان اس محنت اور صنعت کی بدولت دولت کا چراغ روشن ہے۔ اُنھون نے ہاتھون کے علاوہ مشین سے کام لینے کا طرز اختیار کیا ہے جو ایک دن مین ہزارون ہاتھون کا کام کرتی ہے اور کام بھی وہ جو سونے کی تول بکتا ہے۔ ہندوستان ایسا ملک ہے کہ قدرتی پیداوار کا منبع اور طرح طرح کی صنعت و حرفت کا مخزن ہے لیکن یہان مشین سے کام لینے کا رواج نہین تھا اس سبب سے اہلِ یورپ کی مصنوعات کے آگے اس کی صنعت کا چراغ ٹھنڈا ہو گیا اور آج اس کی صنعت و حرفت کے بازار بند پڑے ہین اگرچہ کوئی چیز ایسی نہین ہے جو یورپ سے یہان آتی ہو اور یہان نہ پیدا ہو سکتی ہو لیکن لوگون کو اس طرف توجہ چاہیے کہ وہ صنعت و حرفت سیکھین اور خود ہاتھ پاؤن ہلائین۔ آج کل تو یہان کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ کپڑا یورپ سے بنکر آئے تو ہم پہنین۔ سوئی تاگہ وہان سے آئے تو ہمارا لباس سل سکے۔ شیشہ اور چینی کے سامان یورپ سے آئین تو ہم برتین۔ لیمپ اور قریشی تیل بلکہ لمپ کی بتیان بھی اہلِ یورپ بناکر بھیجین تو ہمارے ہان چراغ جلے۔ نب۔ قلم۔ دوات۔ کاغذ۔ چاقو پینسل یورپ سے آئے تو ہم لکھ سکین۔ غرض ہم کل کامون مین اہلِ یورپ کے محتاج اور دست نگر ہین۔ ایک الپن بھی ہمارے ہان نہین بنتی۔ جب یہ حالت ہے تو کیا تعجب ہے کہ ہم

مفلس اور اہل یورپ دولت مند ہون - جس قوم کو دولت کمانی مقصود ہے اُسے صنعت و حرفت مین ترقی کرنی چاہیے - اور ایسی اشیا بنانی لازم ہین جو خوبی اور فائدہ مین بہت اعلیٰ ہون جو شئے جس قدر زیادہ بکار آمد ہے اوسی قدر اوس کی حاجت زیادہ ہوگی -

محنت کی تقسیم و تالیف

محنت کے عمدہ نتایج حاصل کرنے کے لئے ضرور ہے کہ محنت کی تقسیم و تالیف مناسب طور پر کی جاے - محنت کی تقسیم سے یہ مراد ہے کہ ایک چیز کے بنانے مین جس قدر مختلف کام کرنے پڑین وہ مختلف آدمی سرانجام دین - اس طرح محنت کی تقسیم سے کئی فائدے ہین - اوّل تو ایک جگہ سے دوسری جگہہ جانے اور ایک قسم کے کام کو چھوڑکر دوسرا کام کرنے مین وقت زیادہ صرف ہوتا ہے اگر ہر شخص کے متعلق ایک ہی کام ہوگا تو وہ کام زیادہ جلدی پورا ہوگا مثلاً ایک کرسی کے بنانے مین ایک شخص صرف فریم بناتا ہے دوسرا اُسے بنتا ہے اور تیسرا رنگ پھیرتا ہے - اگر یہ سب کام ایک ہی آدمی کو کرنے پڑین تو کام نہایت مشکل سے اور بہت عرصہ مین ہوتا ہے - اس طرح تین آدمی ملکر مہینہ بھر مین اتنی کرسیان بنا سکتے ہین کہ اگر علیحدہ علیحدہ ہرایک آدمی اوّل سے آخر تک کرسی بناتا تو ایک ماہ مین اس سے نصف کرسیان بھی نہ بن سکتین - فرض کرو کہ ریل کی چھت پر سے لالٹینین اُتارنی ہین - اگر ایک ہی شخص کا یہ کام ہو کہ ریل کی چھت پر چڑھے اور وہان سے قندیل اُتارکر پھر نیچے اُترے اور اوسے ٹوکرے مین رکھکر پھر دوسرے درجہ تک لیجاے پھر چھت پر چڑھے اور پھر اُترے تو سَو لالٹینین اُتارنے مین بہت وقت صرف ہوگا لیکن جب تین چار آدمی ملکر یہ کام کرتے ہین کہ ایک شخص چھت پر سے صرف لالٹینین نکالتا ہے دوسرا اوس کے ہاتھ سے لیکر ٹوکرے مین رکھتا ہے تیسرا ٹوکرا سرکاتا ہے تو سو لالٹینین چھٹکا بھر مین اُتر آتی ہین - اسی طرح ہرایک کام کا حال ہے کہ جب کئی آدمی اوس کے مختلف حصہ انجام دین گے تو جلدی ہوگا - تقسیم محنت سے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ایک کام کو

تقسیم محنت کے فوائد

کرتے کرتے کاریگر کو ملکہ ہو جاتا ہے - اور کام زیادہ عمدہ اور جلدی ہوتا ہے تیسرا فائدہ تقسیم محنت کا یہ ہے کہ جو شخص جس درجہ کا کام کرسکتا ہے وہی اوس سے لیا جاتا ہے کیا ضرورت ہے کہ جو شخص ایک روپیہ روز کی مزدوری کا کام کرسکتا ہی اوس کو بھی وہی چار آنہ روز کی مزدوری کا کام دیا جائے - ایک مطبع مین ایک کاپی نویس کو دو روپیہ روز دئے جاتے ہین اور پریسمین کو چار آنہ روز - اگر کاپی نویس کا ہی یہ کام ہو کہ وہ کاپی لکھنے کے بعد پریس پر کام کرے تو خواہ مخواہ اوسے دن بھر کے دو روپیہ دینے پڑین گے اور جو کام چار آنہ مین ہوتا وہ دو روپیہ مین ہوگا -

تقسیم محنت مین جہان کئی فائدے ہین وہان ایک نقصان بھی ہے یعنی ہمیشہ صرف ایک کام انجام دیتے دیتے کاریگر کو دوسرے کام کی مشق نہین رہتی اور اگر اس کام کا مندا ہو جاے تو وہ پھر کسی کام کا نہین رہتا - دوسرے یہ کہ پورے کام کی عمدگی کا کوئی ذمہ دار نہین ہوتا کیونکہ جس شخص نے جتنا کام کیا ہے وہ اوسی کا ذمہ دار ہے -

تالیف محنت کا فائدہ

تالیف محنت یہ ہے کہ چند آدمی متحدہ طور پر ایک ہی کام کے کرنے مین مدد دین بہت سے کام ایک آدمی کی قوت سے باہر ہوتے ہین مثلاً ایک بھاری شہتیر کا ایک مکان کی چوٹی پر چڑھانا - اس صورت مین جب تک چند آدمی ملکر کام نہ کرین کام نہین چلتا -

کاریگر کے اخلاقی اوصاف

کام تو سب ہی کرتے ہین لیکن کاریگر مین چار صفتین ہونی چاہئین کہ وہ اچھا کام کرسکے - ایک ہنرمندی - دوم ذکاوت - سوم پرہیزگاری - چہارم دیانت - بے ہنر آدمی تو صنعت و حرفت کے کام ہی کا نہین - جسے آتا ہی نہ ہو وہ کیا خاک کام کریگا - بعض کام ایسے دقیق اور مشکل ہوتے ہین کہ اون کو سیکھنے کے لئے عرصہ درکار ہوتا ہے اور بہت مشق سے آتے ہین لیکن ایسی ہی پھر اون کی قدر بھی ہوتی ہے -

کاریگر کی ذکاوت خود کاریگر کے لئے بہت مفید ہے ذہین اور طباع کاریگر کوئی نئی ایجاد کرتے ہین اور اوس فن کو اور زیادہ ترقی دیتے ہین - جن لوگون مین ذکاوت نہین ہوتی وہ مشین کی طرح کام کرتے ہین کہ جس کام پر لگا دیا اُسی طرح کئے جاتے ہین - اور اگر وہ کام نہ ملا تو خود بھی بیکار ہو گئے - جیسے کہ ہندوستان کے کاریگرون کا حال ہے کہ جو چیزین یہان بنتی تھین وہی ولایت سے بنکر آنے لگین لیکن اون کی صورت اور وضع مین ذرا تغیر و تبدل ہو گیا - اور طبیعتین چونکہ جدت پسند واقع ہوئی ہین نکل جدید لذۃ لوگون نے اونکی خریداری کی طرف زیادہ میل کیا - یہان کے کاریگر چونکہ لکیر کے فقیر تھے یہ مقابلہ نہ کر سکے رفتہ رفتہ ان کا بازار ایسا سرد ہوا کہ اب ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین -

پرہیزگاری کاریگر مین کام کرنے کی قوت بڑھا دیتی ہے - بے اعتدالی کا قاعدہ ہے کہ بدن کی قوت گھٹاتی ہے اور جب بدن مین قوت نہ ہو تو ہاتھ پاؤن کیا چلین -

کاریگرون کو تعلیم کی ضرورت ہے -

اگر کاریگر دیانت دار ہون گے تو کارخانہ دار کو یہ ضرورت نہ ہو گی کہ ایک نگران کار نوکر رکھے اور جو روپیہ نگران کار کی تنخواہ مین صرف ہوتا ہے وہ بچ رہیگا ان اوصاف کے حاصل کرنے کے لئے ضرور ہے کہ کاریگرون کی جماعت کو بھی تعلیم دی جائے خصوصاً علم اخلاق کی تعلیم کہ یہ دیانت و پرہیزگاری کے اوصاف پیدا کرتی ہے - جن ممالک مین تعلیم عام کر دی گئی ہے اور ہر طبقہ کے لوگون کو تعلیم سے بہرہ دیا جاتا ہے اون کے ہان کی صنعت و حرفت آج اوس اوج ترقی پر ہے کہ ایک ایک مزدور اپنے گھر راج کر رہا ہے - اور قوم کا دماغ آسمان پر ہے -

مشین کا استعمال اور رواج

دولت کے پیدا کرنے مین مشین سے بہت مدد ملی ہے اور دوسرے ممالک مین ان مشینون ہی کے استعمال نے ہندوستان کی صنعت و حرفت کو خاک مین ملا دیا روئی ہمارے ملک مین پیدا ہوتی ہے لیکن کپڑا ولایت کا بنا ہوا پہنتے ہین - اور ہمارے ہان کے اہل حرفہ فاقہ مرتے ہین - لوہا ہندوستان مین نکلتا ہے لیکن

جا قو انگلستان کے کارخانہ مین بنتے ہین۔ اور ہمارے کاریگر ایک الپن بھی نہین بناسکتے۔ اور بچارے کیا کرین ایک دن مین اتنا کیونکر بنا سکتے ہین کہ اس قدر ارزان فروخت کرین۔ مشین سے کام لینے مین دو فائدے ہین ایک تو یہ کہ وہ ایک دن مین اتنی ساری چیزین بنا سکتی ہے کہ سیکڑون انسان نہین بنا سکتے۔ دوسرے یہ کہ مشین سے ایسے کام لئے جا سکتے ہین کہ انسان کی طاقت سے باہر ہین۔ مثلاً لاکھون من کا بوجھ جرثقیل سے اُٹھا لیا جاتا ہے۔ انجن منون بوجھ کو سیکڑون کوس کے فاصلہ پر تھوڑی دیر مین پہونچا دیتے ہین۔ اور اور بہت ایسے کام ہین جو انسان کی طاقت سے باہر ہین۔ اسی طرح مشین کے ذریعہ سے جس ملک مین دولت پیدا کرنے کا کام لیا جائیگا۔ وہ ملک بہت جلدی اور بہت زیادہ مالا مال ہوگا۔ مشین کے جاری کرنے سے ایک یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ جب ایک مشین ہزارون آدمی کا کام کرنے لگے گی تو یہ لوگ بیکار ہو جائینگے اور روٹیون کو محتاج پھرینگے بیشک ایسا ضرور ہوگا کہ مشین کی ایجاد سے وہ لوگ جو وہی کام ہاتھ سے کرتے تھے بیکار ہو جائینگے لیکن بہت تھوڑے دن کے لئے کیونکہ مشین کے استعمال سے ایک قسم کا کام بند ہوتا ہے لیکن کئی قسم کے کام کھل جاتے ہین۔ جب ریل جاری نہ تھی تو گاڑی اور گھوڑے منازل کے طے کرنے مین کام آتے تھے۔ ریل نے گاڑی گھوڑون کے بجائے خود کام دیا اور گاڑیبان بیکار ہو گئے۔ لیکن ریل پر سیکڑون طرح کے کام ایسے کھل گئے کہ اس سے کہین زیادہ آدمیون کی کھپت ہو گئی اب یہ گاڑیبان اگر اپنی ہی نادانی سے ریل پر کام نہ کرین تو نہ کرین ورنہ کام کی کمی نہین ہے۔ ہان مشین کے جاری کرنے سے یہ ضرور ہوتا ہے۔ کہ اہل حرفہ کو بعض اوقات اپنے کام کی نوعیت بدلنی پڑتی ہے۔ غرض خاص طور پر مشین کے ایجاد سے اگر کسی شخص کو کچھ عرصہ کے لئے نقصان ہو تو ہو لیکن بالعموم ملک کے بہت سے بیکار آدمیون کے واسطے کام نکل آتا ہے۔ اور وہ اپنی روزی پیدا کرنے لگتے ہین۔ اگر ہمارے ملک مین اس وقت گھڑی بنانے۔ کپڑا بننے۔ لوہے کے

اوزار گھڑنے اور شیشہ وچینی کے برتن بنانے اور اور بہت سی چیزون کے کارخانہ جاری ہون - تو اگر کپڑے دنی مشین سے جولاہون اور لوہے کی مشین سے لوہارون کو - کپڑا دھونے کی مشین سے دھوبیون کو کچھ نقصان پہونچیگا - تو اس نقصان کی تلافی بہت اچھی طرح یون ہو جائے گی کہ گھڑی سازی اور شیشہ وغیرہ کے کارخانون مین اس سے کہین زیادہ آدمیون کی ضرورت ہو گی - غرض اپنے ملک مین ہر قسم کی صنعت و حرفت کے جاری کرنے سے یہ فائدہ ملیگا کہ ملک مین بیکار آدمی جو اب تلاش معاش مین سرگردان ہین نہ رہین گے بلکہ عام خوشحالی اور بہبودی پھیل جائیگی -

راس المال

مشینون کے جاری کرنے اور کارخانون کے کھولنے کے لیے **راس المال** کی ضرورت ہوتی ہے - اور یہ دولت پیدا کرنے کا تیسرا ذریعہ ہے - راس المال اس ذخیرہ کو کہتے ہین جو آیندہ دولت کمانے کی غرض سے اُٹھا رکھا گیا ہو - یہ راس المال بہت ضروری چیز ہے - دولت اگرچہ زمین سے اور محنت سے پیدا ہوتی ہے - لیکن اس کے پیدا ہونے مین عرصہ لگتا ہے - اور اتنے عرصہ مین بھی کام کرنے والون کو ضروریات زندگی حاصل کرنے کی احتیاج ہوتی ہے - راس المال کا کام یہ ہے کہ آیندہ دولت پیدا کرنے کے لیے جو کوشش کیجا رہی ہے اس مین مدد دے - فرض کرو کہ ایک کپڑا بننے کا کارخانہ کھولنا ہے - روئی خریدنے اور اس کے کاتنے اور بننے مین ایک عرصہ درکار ہے - اس قدر عرصہ مین اوّل روئی کی قیمت ادا کرنی دوسرے کاتنے اور بننے والون کو روزانہ مزدوری دینے کی ضرورت ہوتی ہے - اگر پہلے سے ذخیرہ نہ ہوگا تو یہ کام کس طرح ہوسکین گے بعض اوقات کارخانہ کی عمارت اور مشین کی قیمت پر بھی لاکھون کا خرچ ہوتا ہے جتنا بڑا کارخانہ ہوگا اُتنے ہی زیادہ راس المال کی ضرورت ہوگی - اور پھر اسی لحاظ سے منافع بھی ہوگا - کہ زر زر کشد در جہان گنج گنج - دو باتین ہین جو **راس المال**

راس المال جمع کرنے کی تحریک

جمع کرنے کی محرک ہوتی ہین - اوّل تو آیندہ کی پیش بینی - دوم تجارت کے

ذریعہ سے دولت کمانے کی خواہش - غیر مہذب ملکون مین جہان لوگون کا جان و مال محفوظ نہین ہوتا لوگ ایسے کامون مین روپیہ لگانے سے احتیاط کرتے ہین اور اس سبب سے جو بری بھلی مزدوری ملجاے اس ہی پر قناعت کرتے ہین دوسرے یہ کبھی ہے کہ بڑے کارخانہ کھولنے اور مشین کے ذریعہ سے اشیا پیدا کرنے مین بہت بڑے ذخیرہ اور راس المال کی ضرورت ہوتی ہے اس سبب سے لوگون سے بڑے کارخانہ اور مشین قائم کرنے کا سرانجام نہین ہوسکتا لیکن

مشترکہ کمپنیان — درحقیقت اس کا بہت سہل علاج ہے - یعنی بہت سے لوگ ملکر اتنا سرمایہ جمع کرین کہ جو کام وہ کرنا چاہتے ہین اس کے لئے اچھی طرح کافی ہو "دانہ دانہ شود انبار" مثلاً اگر کسی کارخانہ کے لئے دس لاکھ روپیہ سرمایہ درکار ہے تو سو سو روپیہ کے دس ہزار حصے کئے جائین اس طرح اگر کسی شخص کے پاس سو روپیہ بھی ہونگے تو وہ بھی اس کارخانہ مین حصہ لے سکیگا - جن لوگون کے پاس زیادہ روپیہ ہے وہ بہت سے حصے خرید سکتے ہین - جب نفع تقسیم ہوگا تو ہر ایک حصہ دار کو اس کے حصہ کی نسبت سے روپیہ تقسیم ہو جائیگا - اس صورت مین نفع بھی اتنا معقول حاصل ہوتا ہے کہ اگر وہی سو روپیہ کسی علیحدہ کام مین لگائے جائین تو اس کا نصف حصہ منافع بھی حاصل نہ ہوگا - علاوہ ازین بطور شراکت روپیہ لگانے سے ہر ایک شخص کو وقت صرف کرنے کی ضرورت نہین ہوتی بلکہ حصہ دار اپنے اپنے متعلقہ دوسرے کاروبار مین مصروف رہ سکتے ہین

راس المال کے مصرف — راس المال کو نہایت احتیاط سے صرف ضروری اخراجات مین صرف کرنا چاہئے - لیکن خرچ کرنا ضروری ہے - اگر کل سرمایہ جمع رہیگا تو اس سے کچھ بھی منافع حاصل نہ ہوگا - راس المال کے تین مصرف ہین - مکان - آلات اور مزدوری -

ذخیرہ دائم — مکان اور آلات ذخیرہ قائم ہین کہ ایک دفعہ بن گئے اور عمر بھر کام دیتے ہین لیکن مزدوری کا یہ حال نہین وہ روزانہ دینی پڑتی ہے - اور جس قدر دو

اس ہی قدر خرچ ہو جاتی ہے یہ ذخیرہ دائرہ ہے کہ ایک دفعہ اپنا حق ادا کر دیتا ہے۔ ہمارے ملک مین بھی متحدہ کمپنیان قائم ہوئی ہین اور ان مین سے اکثر اچھی حالت مین ہین۔ لیکن بعض کمپنیون کو ناکامی بھی ہوئی۔ اور لوگون کے حصے ڈوب گئے اِس سے لوگ ذرا اس طرف سے بدگمان ہونے لگے ہین اور عوام مین یہ بددلی پھیلتی جاتی ہے کہ کمپنیون مین روپیہ دینا محض خطرہ مین ڈالنا ہے۔ اگر یہ کیفیت ہوئی تو ملک کی ترقی کی طرف سے قطعی نا اُمیدی ہو گی۔ لیکن کوئی مرض نہین ہے جس کا علاج نہ ہو البتہ تشخیص مرض اور علاج کی پابندی ضرور ہے۔ اس ملک مین کمپنیون کی ناکامی کے کئی وجوہ ہین۔ اوّل تو لوگون مین پیش بینی کی کمی ہے۔ ہمیشہ اُن اشیاء کا کارخانہ کھولنا چاہیئے جن کی ضرورت زیادہ ہو۔ ہندوستان ایسا ملک ہے کہ کل اقسام کی اشیاء کی اس مین کھپت ہے۔ لیکن لوگ یہ نہین خیال کرتے کہ کس قسم کی اشیاء یہان بن رہی ہین اور کتنی باقی ہین جو غیر ممالک سے آتی ہین۔ کارخانہ اِن اشیاء کا کھولنا چاہیئے جو غیر ممالک سے آکر یہان کثرت سے فروخت ہو رہی ہین۔ ذرا سے غور سے معلوم ہو جائیگا کہ سیکڑون انواع واقسام کا مال دوسرے ممالک سے چلا آرہا ہے۔ لیکن چونکہ ان اشیاء کی ساخت کا علم اور لاگت اور نفع ونقصان کا اندازہ یہان کے لوگ نہین کر سکتے۔ اس لئے ایسے کارخانے جاری کرتے ہین جو ابھی جاری ہو چکے ہین اس طرح اس شئے کی پیداوار کی اتنی کثرت ہو جاتی ہے کہ اس مقام مین ضرورت نہین رہتی۔ اور دونون کارخانون کو نقصان پہنچتا ہے باوجودیکہ نئی اشیاء بنانے کے لئے بہت میدان کھُلا پڑا ہے۔

کمپنیون کی ناکامی کے وجوہ

ایک ہی شئے کے چند کارخانے مفید نہین ہوتے

دوم۔ لوگ بہت سی اشیاء کی ساخت کے علم سے واقف نہین ہین۔ افسوس ہے کہ وہ ملک جو صنعت وحرفت کی کان تھا جس کی تہذیب اور ترقی کا سارے عالم مین چراغ جلتا تھا۔ ایک دیا سلائی تک کا محتاج ہے کہ یورپ و جاپان سے آئے تو اس کے ہان چراغ چلے۔ اب یہ ضرورت باقی نہین ہے کہ

لوگ ساخت اشیاء کا علم نہین رکھتے

ملک مین تعلیمی درس گاہین قائم کی جائین اور ان مین وہ ناقص تعلیم نہ دیجا دے جو آج کل کے مدارس مین دیجا رہی ہے - بلکہ محبان قوم جو ملک کی ترقی کے خواہان ہین اگر قوم پر احسان کرنا چاہتے ہین تو صنعت و حرفت کے مدارس قائم کرین - لوگون کی ضروریات مختلف ہین لہذا صرف ایک قسم کے مدارس مین ایک ہی ناپ کا سب آدمیون کو گھڑنا کیا مفید ہوگا تو صنعت و حرفت کے مدارس بھی ایک ہی طرح کے نہین بلکہ مختلف فنون کے قائم کئے جائین - یہ ضرور نہین ہے کہ ایک مدرسہ مین تمام فنون سکھائے جائین بلکہ اگر ایک مدرسہ ایک ہی فن کی کامل تعلیم دے تو اوسکے ہے -

اشیار کی صورت اور وضع مین تبدیلی

سوم - اس ملک کے کاریگر زمانہ کے اداشناس نہین ہین - لوگون کے مذاق اور پسندیدگی کے میلان بدل گئے ہین - روز بروز نئے فیشن نکلتے چلے آتے ہین - نئی نئی وضع کی چیزین اختراع ہوتی ہین ان کو چاہئے کہ زمانہ کے ساتھ ساتھ چلین اور جس طرف خریدارون کا رجحان دیکھین ویسی چیزین بنائین جس نئی چیز یا نئی طرز کی ضرورت ہو یا دوسرے ملک سے جو نیا نمونہ بنکر آئے اس کو چلنے نہ دین بلکہ خود اس سے بہتر اور اس سے ارزان بناکر فروخت کرین - ہم لوگ نہ صرف اشیاء کے لئے دوسرون کے محتاج ہوگئے بلکہ وہ ہم پر ایسے حاوی ہوگئے ہین کہ خود ہمارے واسطے نئے فیشن ایجاد کرکے ہمین لوٹتے ہین -

ڈائرکٹران کمپنی کی ناقابلیت نقصان پہونچاتی ہے

چہارم - اس ملک مین متحدہ کمپنیان قائم ہوئے تھوڑے ہی دن ہوئے ہین لیکن ابھی سے دوالہ نکلنے لگے - اور کئی کارخانہ بند ہوگئے - جس سے حصہ دارون کا بہت نقصان ہوا - اس کا سبب یہ نہین ہے کہ ملک مین اُس مال کی ضرورت نہین بلکہ ڈائرکٹرون کا قصور ہے کہ ان مین کام کرنے کی قابلیت نہین - یہ ملک کی نہایت بدنصیبی ہے کہ جن چیزون کی اسے بے انتہا ضرورت ہے اون کے کارخانہ جاری ہون اور نہ چل سکین غیر اقوام تو دل مین خوش ہونگی - کہ یہ جتنے نالایق رہین بہت اچھا ہے تاکہ ہمین ہاتھ رنگنے کا موقع ملے - لیکن کیا اب ہم اتنے گئے گذرے

ہو گئے ہین کہ اتنی سی بات نہ سمجھ سکین کیا ہماری خودغرضی ہمارا لالچ اور ہماری نادانی اس حد تک پہونچ گئی ہے کہ اپنے نفع کے واسطے تمام قوم کے نقصان کا کچھ بھی لحاظ نہ کرین۔ کیا ہم مین اتنی عقل بھی نہین ہے کہ یہ سمجھ سکین کہ قوم کی عزت ہماری عزت۔ قوم کی بہبودی ہماری بہبودی اور قوم کی سلامتی ہماری سلامتی ہے۔ یہ مانا کہ اگر کسی کمپنی کی بدنیت ڈائرکٹر دوسرون کا مال لے کر کھا جائین گے تو وہ اپنا گھر بھر لین گے لیکن یہ عام نقصان جو اس سے پھیلے گا کہ لوگ صنعت و تجارت کی طرف سے بددل ہوکر متحدہ کام کرتے ڈرین گے اور اپنے موجودہ افلاس پر اس سبب سے قناعت کرین گے کہ مبادا جو تھوڑا بہت سرمایہ موجود ہے یہ بھی جاتا رہے تو اس سے جو تنزل اور تنزل کے سبب سے جو تذلیل قوم کو حاصل ہوگی اس سے وہ ناعاقبت اندیش اور کورباطن ڈائرکٹر نہین بچ سکتے جنہون نے اپنے تھوڑے سے نفع کے لئے قومی بربادی کی بنیاد قائم کی۔ اکثر کمپنیان اس سبب سے نہین چلین کہ ڈائرکٹرون نے دیانتداری سے کام نہین کیا۔ دوسرا سبب نہ چلنے کا یہ بھی ہوا کہ منتظمون مین اتفاق قائم نہ رہا اور ان کی نزاع نے کارخانہ کو نقصان پہونچایا۔ یہ عقل سلیم اور اصابت راے کی کمی کا قصور ہے۔ تیسرا سبب کارخانجات نہ چل سکنے کا اور بھی ہے اور وہ بھی کام کرنے والون کی جہالت اور ناواقفیت کے سبب سے پیدا ہوتا ہے۔ ہمارے ملک مین ایسے لوگ بھی نہین ہین جو مشین کے استعمال اور کارخانہ کے انتظام کی واقفیت رکھتے ہون۔ اس سبب سے ان کو غیر ملک اور غیر قوم کے منیجر ملازم رکھنے پڑتے ہین۔ یہ منیجر اوّل تو تنخواہ اتنی لیتے ہین کہ منافع کا ایک معتدبہ حصہ اون کی نذر ہو جاتا ہے دوسرے ان کو ڈائرکٹران کمپنی کی کوئی پرواہ نہین ہوتی وہ بجاے اون کا کہا ماننے کے خود اپنی نازبرداری بلکہ حکمرانی چاہتے ہین۔ اور ایسا ہوتا بھی ہے۔ ان کو قومی یا ملکی کوئی تعلق یا دلسوزی کمپنی کے ساتھ نہین ہوتی۔ اس سبب سے ان کو اس کے چلنے یا نہ چلنے کی پرواہ بھی نہین ہوتی

اور چونکہ یہان کے کارخانجات کے فروغ سے اپنے اہل وطن کی کساد بازاری کا اندیشہ ہوتا ہے ان کو اس کے ڈبونے مین کوئی تامل نہین ہوتا۔ مین یہ نہین کہتا کہ سب غیر ملکی منیجر ایسا ہی کرتے ہین بلکہ ممکن ہے کہ بعض نیک نفس اس کے خلاف تن دہی اور دیانت داری سے کام کرتے ہون لیکن کوئی کمپنی کسی غیر ملکی منیجر کے ہاتھون ڈوبی ہے تو ضرور اس کا سبب یہی ہوا ہے۔ اگر کسی کارخانہ مین کسی غیر ملکی منیجر کے بغیر کام چل ہی نہ سکے تو تنخواہ کے علاوہ منافع مین اس کو شریک اور حصہ دار کر لینا چاہیئے تاکہ کام مین اس کی ذاتی دلچسپی بڑھ جائے اور وہ پوری توجہ سے کام کرے۔ بلکہ کمپنی کے کل کامون مین مناسب یہی ہے کہ کارندون کا حصہ ضرور شامل کیا جائے اس صورت مین وہ نہایت جان توڑ کر اچھا اور بہتر کام کرنے کی کوشش کرینگے۔

اہل ملک کا مذاق بدل گیا ہے

پنجم۔ ہمارے ملک کی حالت اوس سقیم بیمار کی سی ہے جسے نہ صرف تشخیص مرض اور تجویز دوا کی ضرورت ہے بلکہ تیمارداری کی بھی حاجت ہے اس لئے صرف سوداگرون اور صناعون کو تحریک دلانا ہی مفید نہین بلکہ خود خریدارون کی توجہ بھی درکار ہے۔ بدقسمتی سے اہل ملک کا مذاق اس قدر بگڑا ہوا ہے کہ ان کو اپنے ہان کی کوئی چیز خوش نہین آتی۔ اور بجائے اس کے کہ اپنے ملک کی چیز تلاش کرین غیر ممالک کی اشیا کی فرمایش کی جاتی ہے اگرچہ اپنے ملک مین اس سے بہتر اور اس سے ارزان موجود ہو۔ خریدارون کو یہ جان لینا چاہیئے کہ دولت بہت مشکل سے پیدا ہوتی ہے اور اس کو کھونا اپنی عزت۔ اپنی قوت۔ اور اپنے آرام کو کھو دینا ہے۔ بنظر ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم ایک چیز کی قیمت ادا کرتے ہین تو ہمارے پاس سے تو قیمت ہر حال مین جاتی ہے خواہ وہ چیز کسی ملک کی ساخت ہو۔ لیکن واقعی دولت کے اپنے ملک مین چکر کرلے اور اپنے ملک سے نکل کر دوسرے ملک مین جانے مین بہت بڑا فرق ہے جو قیمت اپنے ملک سے نکل کر دوسرے ملک مین گئی وہ پھر واپس نہین آتی اور اتنی قوت اپنے ملک سے

کم ہو جاتی ہے۔ اگر وہی قیمت یہان رہتی تو اس سے زیادہ اس کا تبادلہ ہوتا۔
جیسے کہ کوئی چیز صندوقچہ کے ایک خانہ سے نکالکر دوسرے خانہ مین رکھ دی جائے
اگرچہ اس وقت ہماری جیب مین سے وہ قیمت نکل جاتی ہے لیکن اپنے ہی ملک
مین رہنے کی صورت مین ملک کے تمول مین زیادتی ہوتی اور ہماری محنت کے
صلہ مین ہمین خاطرخواہ قیمت مل سکتی اس طرح ایک چکر رہتا کہ سب خوش حال
رہتے لیکن ملک مین افلاس ہو تو وہ محنت کا صلہ نہین دے سکتا۔ اور لوگ
زیادہ غریب حالت مین رہتے ہین پس جو لوگ اپنے ملک کے مصنوعات خریدتے
ہین وہ بالواسطہ اپنے تئین بھی فائدہ پہونچاتے ہین۔ اس لئے جب کسی چیز
کی ضرورت ہو تو اپنے ہی ملک کی بنی ہوئی تلاش کرو اگر نہ ملے تو خیر کہین اَور کی
خریدنے کا مضائقہ نہین۔ یہ طلب ایسی چیز ہے کہ اگر خریدار اس طرف ذرا توجہ
کرینگے تو کاریگر بہتر سے بہتر بنا کر لائین گے۔ اور تھوڑے دن مین کہین اَور سے
چیز منگانے کی ضرورت نہ رہیگی۔ ہندوستان کے افلاس کا یہ سبب نہین ہے
کہ اس مین پیداوار کی کمی ہے بلکہ سبب یہ ہے کہ اس کی دولت مختلف ذرایع
سے دوسرے ملکون مین کھنچی چلی جاتی ہے۔ اگر اہل ملک دیسی چیزون کی طرف
توجہ کرین تو کاریگر کیا کچھ نہ کر دکھائین۔ اس موقع پر ایک غلطی کی تصحیح کر دینی ضرور
ہے لوگ اعتراض کرین گے کہ جب ہم کوئی چیز خریدتے ہین تو وہ چیز لیکر روپیہ دیتے
ہین۔ روپیہ فی نفسہ دولت نہین ہے اور جو چیز لی گئی ہے وہ دولت مین داخل ہے
لہذا ہمارے ملک مین جب کوئی شئے روپیہ کے عوض آتی ہے جو دولت ہے تو پھر
اس کے خریدنے اور لینے مین کیا تامل ہے۔ بلکہ جس قدر زیادہ آئے بہتر اور مناسب
ہے۔ اور جب ہم ایک چیز کے بدلے دوسری چیز لیتے ہین تو ملک مین کیون افلاس
پھیلے اس کے جواب مین اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ جو روپیہ ہم نے دیا ہے وہ کیا
شئے ہے بیشک وہ دولت نہین ہے لیکن تبادلۂ دولت کا ذریعہ ہے۔ اس سبب
سے ہم نے جو روپیہ حاصل کیا ہے وہ کسی نہ کسی محنت کے عوض مین حاصل کیا ہوگا

خواہ وہ ہماری کسی شئے کی قیمت ہو یا تنخواہ یا مزدوری یا کچھ اور۔ غرض کوئی چیز روپیہ کی صورت مین جمع ہے۔ اور اس روپیہ مین اب یہ قوت ہے کہ جس چیز سے چاہین ہم اس کا تبادلہ کرلین اور جب تک یہ روپیہ قائم ہے اس کی قوت بھی قائم رہیگی۔ اب یہ غور کرو کہ غیر ممالک سے جو اشیا آئی ہین وہ کیا کیا ہین وہ ایسی چیزین ہین کہ استعمال کرنے سے تھوڑے دن بعد ہو چکین گی ان مین بعض بہت کم دیرپا ہین۔ بعض سوائے آرائش کے کسی ضروری کام کی نہین۔ بعض صرف کھیل تماشہ ہی ہین جو بالکل غیر ضروری ہین۔ اپنے ملک مین یہ بہت کم قیمت مین بنی ہین اور یہان آکر دوچند اور سہ چند قیمت پر فروخت ہوتی ہین۔ ان چیزون کے خریدنے سے ملک مین دو طرح سے افلاس پھیلا۔ ایک تو یہ کہ جو چیز خریدی اس کا جس قدر منافع ہے وہ اس ملک سے مفت گیا اب رہی اصل قیمت اس کا ادا کرنا بھی خالی از نقصان نہین۔ کیونکہ جو روپیہ دیا گیا وہ اُس ملک مین قائم رہیگا اور اس کا دور اُس ملک مین ہمیشہ ہوگا۔ اور یہان وہ چیز اتنے روز مین اس قدر فرسودہ ہو جائے گی کہ اِس کے خریدنے کی ضرورت پھر واقع ہوگی۔ اگر اس روپیہ کا سرکیولیشن اس ملک مین ہوتا تو جس قدر دولت پیدا ہوتی۔ وہ کسی نہ کسی صورت مین محفوظ رہتی بلکہ روز بروز بڑھتی جاتی۔ اور اس طرح ملک دولت مند ہو جاتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ غیر ملک کی جو چیز ہم کو دی گئی ہے۔ اگر اس کی اصلی لاگت بھی لی جائے تو بھی ہمارے ملک مین افلاس ضرور پھیلیگا کیونکہ اصلی لاگت مین کاریگرون کی مزدوری وغیرہ شامل ہے اگر وہ چیز ہمارے ملک مین بنائی جاتی تو ہمارے ہان کے مزدورون اور کاریگرون کو اس کی اُجرت ملتی اس طرح وہ خوش حال ہوتے۔ اور جب دوسرے ملک مین بنی ہے تو اگرچہ ہم نے اصلی قیمت دی اور بالفرض تبادلہ مین ہمارا کوئی نقصان بھی نہین ہوا لیکن ملک کے غریب پیشہ ورون کا بیشک نقصان ہوا۔ کہ ہم نے ان سے محنت نہ لی۔ اور وہ بیکار اور پریشان رہے۔ تجارت روپیہ کمانے کا ذریعہ ہے

لیکن۔ جس قوم مین صنعت و حرفت نہین وہ تجارت کس چیز کی کرین گے۔ اگر دوسرے ملکون کی بنائی ہوئی چیزین خود فروخت کرین توبھی زیادہ نفع حاصل نہ ہوگا تھوڑی سی کمیشن مل رہیگی۔ تجارت جس چیز کا نام ہے وہ تو اپنی ہی مصنوعات کی ہے۔ اوراس سے منافع کثیر حاصل ہو جاتے ہے۔ صنعت و حرفت مین حصہ لینا صرف غربا اور پیشہ ور لوگون کا ہی کام نہین ہے بلکہ اُمرا کو بھی اس طرف توجہ کرنی چاہیے کہ جو چیز درکار ہو اپنے ملک سے لین یا بنوائین اور یہ کوشش کرین کہ ملک مین اعلےٰ اعلےٰ اشیاء بن سکین خصوصاً مشین جاری کرنا اور اُن کے حصے لینا یا کوئی بڑا کارخانہ کھولنا اُمرا سے زیادہ سہولت سے ممکن ہے۔ وہ زمانہ گیا جو یہ کام حقارت سے دیکھے جاتے تھے اب ان کے کرنے مین عزت ہے نہ صرف اس دنیا مین بلکہ دونون جہان مین۔ الکاسب حبیب اللہ۔ دنیا مین تہذیب اور شائستگی صناعون کی بدولت پھیلی۔ جب قدیم زمانہ کی تاریخ مین کسی قوم کی تہذیب اور شائستگی کا پتہ لگاتے ہین تو یہ دیکھتے ہین کہ کن کن پیشون کے نام اوس زمانہ کی تاریخ مین ملتے ہین اگر پہلے لوگ صنعت و دستکاری کی طرف توجہ نہ کرتے یا زراعت و فلاحت کو ترقی نہ دیتے تو آج دنیا مین تہذیب کی ابتدا بھی نہ ہوتی۔ آج وہ تمام راحت و آرام و سہولت مفقود ہو تی۔ جو ان کی ایجاد اور اختراعات سے حاصل ہوئی۔ اور جو اصول اُنھون نے مقرر کئے وہ آج سائنس اور تمام علوم و فنون کی بنیاد ہین۔ ہزارہا کوششین کرنے اور ہزارہا ناکامیون کے بعد دن رات کی محنت و جانفشانی سے ان لوگون نے اشیاء کی ایجاد کی اور ان کے بنانے کے طریقے نکالے تاکہ بنی نوع انسان کی زندگی مین لطف و آسایش پیدا ہو۔

اس مضمون کو زیادہ ثبوت کی ضرورت نہین۔ اہل یورپ کی مثال ہماری آنکھون کے سامنے ہے کہ اُنھون نے صرف صنعت و حرفت کے طفیل کہان سے کہان ترقی کی ہے اور کتنی کوشش کرتے ہین کہ اون کی بنائی ہوئی اشیاء

دوسرے ملک مین فروخت ہون - دوسرے ملک کی مصنوعات اپنے ملک مین لینا اپنے ہاتھون اپنے پاؤن مین کلھاڑی مارنا ہے - ہان قدرتی پیداوار جو ہمارے ملک مین نہ ہو دوسرے ممالک سے لیکر اپنے کام مین لائین تو مضائقہ نہین لیکن ہمارا ملک ایسا نہین جو قدرتی پیداوار مین دوسرون کا دست نگر ہو - اپنے ملک سے مصنوعات کا دوسرے ممالک مین بھیجنا مفید ہے اور قدرتی پیداوار کا باہر جانا باشندون کے حق مین مضر ہے - اور یہان سے قدرتی پیداوار ہی باہر جاتی ہے اور اہل ملک کی بے توجہی اور بدسلیقگی کے سبب اوس کی مصنوعات کو نقصان پہونچ رہا ہے - ترقی کے لئے میدان موجود ہے اہل ہمت قدم آگے بڑہائین اور تعلیم صنعت و حرفت کی طرف متوجہ ہون -

تعلیم صنعت و حرفت

تعلیم صنعت و حرفت سے یہ مراد ہے کہ ایسی تعلیم دی جائے جو لوگون کے لئے ضروریات زندگی مہیا کرنے مین مدد دے - انسان کی ضرورتین مختلف واقع ہوئی ہین اور اس تعلیم مین ان تمام اشیاء کا بنانا اور پیدا کرنا داخل ہے جس کی انسان کو ضرورت پڑتی ہے -

صنعت و حرفت کی تعلیم کی ضرورت لوگون کو روزبروز زیادہ معلوم ہوتی جاتی ہے - اور وہ ایک ایسی تعلیم کے لئے تقاضا کرنے لگے ہین جو اون کو اپنے ملک کی پیداوار کو کام مین لانا اور اوس سے نفع اوٹھانا سکھائے - آج کل بڑے بڑے شہرون کے علاوہ چھوٹے چھوٹے قصبے اور دیہات مین بھی مدارس قائم ہین لیکن وہ طلبہ کو کسی کام کا بناتے ہین - شاید اکثر کا وقت اس طرح صرف ہوتا ہے کہ وہ اپنے آبائی پیشہ کو بھی حاصل نہین کرسکتے - اور جب مدرسہ سے نکلتے ہین تو نان شبینہ کو محتاج پھرتے ہین - یہ سچ ہے کہ تعلیم سے قوا عقلی کی تہذیب اور تکمیل مراد ہے لیکن ساتھ ہی یہ خیال بھی تو رکھنا چاہئے کہ قوا بدنی کی پرورش کے لئے کیا انتظام کیا جا رہا ہے ؟ تعلیم صنعت و حرفت سے یہ مراد ہے کہ لوگون کو ایسے فنون اور اس قسم کے سائنس کی تعلیم دی جائے جس سے وہ کوئی پیشہ یا

کسی قسم کی تجارت کرسکین۔ جن مدارس مین یہ تعلیم دیجاتی ہے وہ مدرسۂ صنعت وحرفت کہلاتے ہین اور تعلیم صنعت وحرفت انسان کو یہ سکھاتی ہے۔ کہ وہ کوئی ایسا کام کرنے لگے جو دولت پیدا کرنے کا سبب ہو۔ اور انسان کی احتیاج اور خواہشین اس سے پوری ہوسکین۔ اس علم مین دولت کی پیداوار کے طریقون سے بحث کی جاتی ہے۔ اور تمام ایسے علوم جن کا پیداوار دولت مین عملاً کام پڑتا ہے اس مین داخل ہین۔ آج کل اشیار کی ساخت اور پیداوار کے طریقہ اس قدر بدل گئے ہین اور کلون اور دخانی انجن کے استعمال نے ان کا سیکھنا اس قدر مشکل کر دیا ہے کہ جب تک کسی شخص کو اس فن کی باقاعدہ تعلیم نہ دیجائے وہ اپنے پیشہ مین ترقی نہین کرسکتا۔ بلکہ بعض پیشہ اختیار ہی نہین کرسکتا۔ جن کارخانون مین تقسیم محنت کا قاعدہ جاری ہے۔ اور ایک شخص سے ایک ہی قسم کا کام عمر بھر لیا جاتا ہے وہان ایک کاریگر پورے طور سے سارے کام سے واقف نہین ہوسکتا جب تک کہ وہ کسی صنعتی مدرسہ مین پورے کام کو نہ سیکھے اور اسے اس کام کی باقاعدہ تعلیم نہ دیجائے اسی طرح بہت سے آدمی اگرچہ کارخانون مین اپنی تمام عمر گزار دیتے ہین لیکن خود کوئی کام کرنے کے قابل نہین ہوتے وہ بچون کی طرح صرف کام کا ایک حصہ انجام دے سکتے ہین صنعتی کامون کی چار قسمین ہین۔ ایک تو وہ جن مین مشین اور کلون اور انجن سے کام لیا جاتا ہے۔ جیسے لوہے کے کارخانہ۔ دوسرے وہ جن مین انسان اپنے ہاتھون اور اوزارون سے کام لیتا ہے۔ تیسرے وہ جن کا دارمدار صناع کی دماغی قوا اور مشاقی پر ہے جیسے مصوری۔ سنگ تراشی۔ چوتھے زراعت۔ لوگون کو ان پیشون مین تین قسم کے کام کرنے پڑتے ہین۔ بعض کاریگر ہین اور خود اپنے ہاتھ سے کام بناتے ہین۔ بعض نگران کار ہین۔ بعض منتظم اور صاحب کارخانہ ہین۔ اور ان تینون قسم کے کامون کے انجام دینے کے لئے بہت بڑی لیاقت۔ واقفیت تجربہ۔ پیش بینی اور انتظام کی ضرورت ہے۔ صنعتی تعلیم کے لئے جو مدارس

قائم کئے جائیں ان مین دو قسم کی تعلیم ہونی چاہیئے ایک تو اُن علوم (سائنس) کی تعلیم ہو جو اشیاء کے بنانے اور پیدا کرنے مین مدد دیتی ہین۔ مثلاً ریاضی۔ انجینیری۔ نباتات۔ زراعت۔ وغیرہ اور ان علوم کو عملاً کام مین لانا سکھایا جائے۔ دوم مختلف قسم کی صنعتین اور ہاتھ کے کام سکھائے جائین۔ تاکہ ہر شخص اپنا سرمایہ اور اپنی لیاقت کو کام مین لاسکے۔ اور غیر ممالک کا محتاج نہ رہے۔

۳۔ تجارت

تجارت کی ضرورت

اوپر بیان ہوچکا ہے کہ جب انسان کی ضروریات اس کے کئے پوری نہ ہوسکین تو اس نے یہ تدبیر نکالی کہ اپنے پاس کی اشیاء کو دوسرے لوگون کو دے کر اون کے پاس سے اپنی ضرورت کی چیزین لینے لگا یہ لین دین پہلے کچھ عرصہ تک تو اشیاء ہی کے تبادلہ سے ہوتا رہا۔ لیکن چونکہ یہ طریقہ مشکل تھا بجائے باہمی تبادلہ کے اشیاء کی قیمت روپیہ مین لی جانے لگی۔ اس فن نے رفتہ رفتہ اس قدر زور پکڑا کہ قومون کی قوت و دولت اور ملک کی ثروت کا انحصار تجارت کی ترقی پر ہوگیا۔ بلکہ تجارت ان کا جزو بن گئی۔ تجارت اس کا نام ہے کہ ایک شخص اپنی کسی چیز کو جس پر وہ مالکانہ قابض ہے کسی قیمت کو دوسرے شخص کو دے تاجر کو جس چیز پر ملکیت کا حق نہین وہ فروخت نہین کرسکتا۔ اور تجارت کے لئے ضرور ہے کہ پہلے کوئی چیز اپنی ملک قرار دیجائے بعض دوکاندار ایسا بھی کرتے ہین کہ دوسرون سے مال منگاکر فروخت کرتے ہین اور جب وہ فروخت ہوجاتا ہے تو اس کی قیمت ادا کر دیتے ہین۔ دراصل یہ تجارت نہین بلکہ دلالی ہے کہ اصل مالک کا مال فروخت کرنے کے عوض کچھ اُجرت اون کو حاصل ہوجاتی ہے۔ دراصل تجارت اپنے ہی مصنوعات فروخت کرنے کا نام ہے کوئی مال جس قدر روپیہ یا جس قدر کسی دوسری شئے کے عوض مین فروخت کردیا جاتا ہے۔ وہ روپیہ یا وہ شئے اس مال کی قیمت ہے

تجارت کیلئے ملک ہونی شرط ہے۔

قیمت کی کمی و بیشی کے اسباب

لیکن کسی چیز کی قیمت ہر حال مین یکسان نہین رہتی بلکہ گھٹتی بڑھتی رہتی ہے قیمت کے گھٹنے اور بڑھنے کے دو سبب ہوتے ہین یا تو اوس شئے کی مقدار یا خریدارون کی

طلب مین فرق آجاتا ہے یا جس شئے کے بدلے وہ فروخت کی جارہی تھی یا یون کہا جائے کہ جو چیز اوس کی قیمت تھی اوس کی مقدار یا طلب مین کوئی فرق واقع ہوتا ہے - اور قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک چیز کی قیمت بڑھتی ہے تو دوسری چیز کی قیمت کم ہوجاتی ہے - آج کل چونکہ لین دین روپیہ مین ہوتا ہے تو اس طرح سمجھنا چاہئے کہ جب شئے کی قیمت بڑھتی ہے تو اوس کے مقابلہ مین روپیہ کی قیمت گھٹ جاتی ہے اور جب روپیہ کی قیمت بڑھتی ہے تو شئے کی قیمت گھٹ جاتی ہے - اور اگر تبادلہ اشیاء کی صورت مین ہو تو بھی یہی قاعدہ رہیگا جن دو چیزون کا تبادلہ مقصود ہوا ان مین سے اگر ایک کی قیمت بڑھیگی تو دوسری چیز کی قیمت گھٹ جائیگی - اور جب دوسری چیز کی قیمت بڑھیگی تو پہلی چیز کی قیمت کم ہوجائے گی -

قیمت کے اصول

جب مال کا قیمت کے ساتھ اندازہ کیا جاے تو تین صورتین پیدا ہوتی ہین :-

۱- بعض مال تو اس قسم کا ہے کہ دنیا مین جس قدر موجود ہے اُتنا ہی ہے اب اگر اوس کو بڑھانا چاہو - تو ناممکن ہے - مثلاً ایک اعلیٰ درجہ کی مصور کے ہاتھ کی بنائی ہوئی تصویرین یا کسی خوشنویس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتابین کہ مصور اور کاتب مرچکے ہین لیکن تصویرین اور کتابین ایسی لاجواب ہین کہ لوگ خریداری کو آمادہ ہین -

۲- دوسری قسم کا مال اس طرح کا ہے کہ اگر مال مین افزایش کی جائے تو ساتھ ہی ساخت یا پیداوار کا خرچ بھی زیادہ پڑتا ہے مثلاً اناج کی زراعت یا معدنیات نکالنے کا خرچ کہ اگر کم پیدا کرنا ہو تو کم خرچ پڑیگا اور اگر زیادہ پیدا کرنا ہو تو اوس حساب سے لاگت بھی زیادہ آئے گی -

۳- تیسری قسم کی چیزین وہ ہین کہ اون کے تھوڑے سے بنانے مین جس قدر لاگت آتی ہے اوس سے زیادہ بہت سے بنانے مین نہین آتی - یہ

مصنوعات کا حال ہے خصوصاً وہ مصنوعات جو مشین سے تیار ہوتی ہین۔

طلب کا قیمت پر اثر

ان تینون قسم کے مال کی قیمت کے گھٹنے بڑھنے کے مختلف سبب ہوتے ہین۔ یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ خود مال کی مقدار اور خریداری کی طلب (مانگ) کا قیمت پر کیا اثر ہوتا ہے۔ کسی چیز کی قیمت ایسی ہونی چاہئے کہ جتنی چیز ہے اوسی قدر اوس کے خریدار بہم پہونچ جائین۔ قاعدہ یہ ہے کہ جس قدر کم قیمت ہوگی اوسی قدر زیادہ خریدار ہون گے۔ اور جس قدر زیادہ قیمت ہوگی اوسی قدر خریدار کم ہونگے اگر کسی چیز کی قیمت اس قدر زیادہ ہو کہ لاگت سے بہت زیادہ حصہ اوس مین منافع ہو تو نفع کے لالچ مین اور لوگ اوس چیز کو بہت کثرت سے بنانا شروع کر دیتے ہین اور جب کسی چیز کی کثرت ہو جاتی ہے تو خریدار اوس قدر نہین رہتے اور پھر قیمت گھٹتے گھٹتے مناسب معیار پر آجاتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی مال کی اتنی مقدار موجود ہو کہ خریدار اُتنے نہ ہون اور وہ بہت سستے دامون فروخت ہو تو سوداگرون کو نفع کم ملتا ہے۔ اور اس سبب سے لوگ اُسے بنانا چھوڑ دیتے ہین یا کم کر دیتے ہین۔ اور جب مال کی مقدار مین کمی آتی ہے تو اوس مین بھی خریدارون کی تعداد سے مساوات پیدا ہو جاتی ہے اور قیمت اس قدر بڑھ جاتی ہے جتنی کہ اوس شئے کے لئے مناسب ہو۔ لیکن جو ایسی چیزین ہین جن کا قسم اوّل مین ذکر کیا گیا چونکہ اون کی تعداد نہین بڑھتی خواہ خریدار زیادہ ہون یا کم اوس کی قیمت مین اس قدر افزایش کرنی پڑتی ہے کہ خریدارون کی تعداد موجودہ شئے کے برابر ہو جاے۔ باقی دونون قسم کی چیزون کی قیمت اس بات پر منحصر ہے کہ وہ کس قدر بکار آمد ہین۔ اور اون کا حاصل کرنا کس قدر مشکل ہے۔ بکار آمد ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ آسایش یا آرائش کے کام آسکین اور اون کو دیکھکر طبیعت مین لینے کی خواہش پیدا ہو اگر یہ بات نہ ہوگی تو کسی چیز کے حاصل کرنے مین خواہ کسی قدر دقت کیون نہو کوئی شخص بھی پروا نہ کریگا کہ اوسے خریدے یا لے۔ جو چیز ذرا بھی بکار آمد ہے

اوسے لینے کی خواہش ہر شخص کو ہوتی ہے اور جس قدر زیادہ قابل استعمال اور ضروری شئے ہے اوسی قدر اوس کی خریدار اور طلبگار زیادہ ہون گے۔ اور اگر ایسی شے کی مقدار معین ہو گی تو سونے کی تول بلکہ بعض اوقات اوس سے بھی زیادہ گران فروخت ہو گی۔ بکار آمد ہونے کے ساتھ حصول شے مین جس قدر زیادہ وقت ہو اوسی قدر زیادہ قیمتی ہوتی ہے۔

اناج کی قیمت

اگرچہ مال کی قیمت زیادہ ہونے سے خریدارون کی کمی ہوتی ہے لیکن اناج کا یہ حال نہین بلکہ اناج اگر گران ہو تو جب تک خریدارون کی جان مین جان ہے لینا نہین چھوڑتے اور چونکہ مدار حیات اسی پر ہے ہزار طرح کے خرچ کم کر کے اناج لیتے ہین۔ اس لئے اگر قحط پڑ جائے اور اناج کی پیداوار مین قلت ہو تو دوسرے مقامات اور دوسرے ممالک سے اناج لا کر فروخت کرنا پڑتا ہے۔ کسی مقام کی مزروعہ پیداوار محدود اور معین ہو اور وہان کی آبادی بڑھ جائے تو بھی اناج کی کمی واقع ہوتی ہے اس صورت مین جو زمین غیر مزروعہ پڑی تھی یا آبادی سے فاصلہ پر تھی اوس مین بھی زراعت کرتے ہین چونکہ یہ کھیت آبادی سے دور ہوتے ہین یہان سے آبادی تک اناج کے لانے کا خرچ بھی زیادہ پڑتا ہے اور اسی سبب سے پہلے کی نسبت اناج کسی قدر گران فروخت ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جن اشیا کی مقدار دنیا مین محدود ہے اور اب وہ کسی کے بڑھائے نہین بڑھ سکتین۔ اون کی قیمت تو اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ جتنی چیز ہے اوتنی ہی خریدار لے سکین۔ اور باقی مُنہ دیکھتے رہ جائین۔

جو چیزین ضروریات زندگی مین داخل ہین اور اون کے زیادہ پیدا کرنے سے خرچ بھی زیادہ بڑھتا ہے وہ گران فروخت ہوتی ہین لیکن جہان تک ممکن ہو خریدارون کے واسطے اون کا مہیا کرنا ضرور ہے۔

جو اشیا ایسی ہین کہ اگر زیادہ بنائی جائین تو خرچ بہت زیادہ نہین بڑھتا وہ اول اول تو ضرورت کے لایق بنائی جاتی ہین۔ لیکن اگر اون کی مانگ بڑھ جائے

تو اون کی قیمت زیادہ ہو جاتی ہے۔ قیمت کی یہ زیادتی صرف چند روز ہی رہتی ہے۔ لوگ اوس چیز کو اس کثرت سے بناتے ہین کہ پھر بہت جلدی اصلی قیمت پر آجاتی ہے۔ یہ اشیاء کی قیمت کے اصول ہین جن سے تجار کو واقف ہونا لازم ہے۔

اصول تجارت کی معلومات کی ضرورت

آج کل تجارت کا پیشہ آسان کام نہین رہا ہے۔ اور بغیر وسیع معلومات کے کوئی شخص اس مین خاطر خواہ ترقی نہین کر سکتا۔ کلون اور انجنون کے استعمال اور وسائل آمد و رفت کی سہولت نے تمام دنیا کے نرخ مین تغیر و تبدل پیدا کر دئے ہین۔ اگر ایک چیز کا دنیا کے کسی حصہ مین بھاؤ بدل جاتا ہے تو تمام دوسرے حصون پر اوس کا اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح کوئی نئی یا بہتر چیز کسی مقام پر کثرت سے بننے لگتی ہے تو اوس قسم کی کمتر اشیاء کا بازار تمام دنیا مین ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔ اِس زمانہ مین تاجر کو صرف اپنے شہر اور قریہ کے حالات سے واقف ہونا کافی نہین بلکہ اوسکی معلومات کی وسعت اس قدر ہونی چاہئے۔ کہ مشرق و مغرب تک کی خبر رکھ سکے۔ اور اپنے کاروبار کو گھٹنے نہ دے۔ علاوہ ازین اس زمانہ مین تاجر کو علم حساب۔ علم جغرافیہ۔ اور مختلف زبانون سے بھی واقف ہونا لازم ہے۔

ہندوستان مین تجارتی تعلیم بالکل نہین دی جاتی اور لوگ صرف یونیورسٹی کی تعلیم پر اکتفا کرتے ہین۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے بازار اور منڈیان باہر والون کے مال سے پٹی پڑی ہین اور یہان لانے اور بیچنے والے بھی باہر کے ہی لوگ ہین۔

۴۔ زراعت

زراعت کی شرافت

کوئی پیشہ ایسا نہین ہے جو زراعت سے زیادہ قابل تعریف ہو۔ یہ خود انسان کی ذات کے لئے مفید اور تمام بنی نوع کے لئے بکار آمد اور نہایت ضروری ہے نہ کوئی پیشہ اِس سے زیادہ منزہ ہے نہ اس سے زیادہ تفریح بخش نہ اس سے زیادہ قدیم نہ اس سے زیادہ قابل عزت ہے۔

اہل ملک کو زراعت کی طرف توجہ نہین

بدقسمتی سے اہل ملک کو زراعت کی طرف اس قدر توجہ نہین جو اتنے بڑے زرخیز ملک کے شایان ہو۔ لوگ ملازمت یا چھوٹی چھوٹی تجارتون کی طرف زیادہ

متوجہ ہین۔ اور خوش حال آدمیون کو بالکل بھی یہ خیال نہیں ہے کہ وہ اپنے بچون کو زراعت کا کام سکھائین۔ سوائے کسانون یا چند غریبون کے زراعت کی طرف کسی کو توجہ نہین۔ نتیجہ یہ ہے کہ زراعت ایسے ادنیٰ طریقہ سے اور اتنے چھوٹے چھوٹے قطعون کی ہوتی ہے کہ زمین کے محصول ہی مین ساری پیداوار کی آمدنی لگ جاتی ہے اور مزارعین کے پاس کچھ تھوڑی سی پیداوار بچ رہتی ہے۔ کہ آوسین اون کا پورا خرچ بھی نہین چلتا۔ زمینداروں کی کیفیت یہ ہے کہ وہ اتنی سی املاک پر مغرور ہو جاتے ہین اور فن زراعت سے اس قدر ناواقف ہوتے ہین کہ نہ تو پیداوار کو ترقی دے سکتے ہین نہ زمین کی حالت درست کرسکتے ہین۔ زراعت کو ترقی دینے کے اصول ایسے یقینی اور سہل ہین اور اون سے اس قدر معتد بہ فائدہ ہوتا ہے کہ اگر اس طرف توجہ کی جائے تو اس سے زیادہ نفع حاصل ہوسکتا ہے جتنا کہ کسی بڑی سے بڑی تجارت یا کسی پیشہ مین کامیابی سے ممکن ہے۔

سب لوگون کو ایک قسم کی تعلیم مفید نہین ہوسکتی ہزارون لڑکے ہر سال مدت کی محنت کے بعد امتحانات یونیورسٹی پاس کرتے ہین اور پھر ناقدری اور کس مپرسی کی حالت مین تلاش معاش کے لئے ٹھوکرین کھاتے پھرتے ہین۔ اگر ان مین سے بعضون کو سات آٹھ برس کی عمر سے زراعت کے کام پر لگایا جائے اور ان مین کامل واقفیت اور مہارت پیدا کی جائے اور بڑے ہوئے پر ایک سرمایہ دیکر اُنہین زراعت مین مشغول کردیا جائے تو ملک کی سرسبزی آناً فاناً بڑھے کیونکہ اس چھوٹے سے قطعہ زمین کی پیداوار بھی اس قدر کافی ہوگی کہ ایک کنبہ کا پیٹ بھرسکے۔ اور جن کے پاس بڑی بڑی زمینین ہون اور وہ محنت سے کام لین تو اون کو بہت ہی نفع حاصل ہوگا۔

زراعت کی ضرورت

زراعت قیام حیات کے لئے ضروری ہے اس کی ضرورت اسی پر قیاس کرلو کہ اگر ملک مین اور فنون نہ ہون تو زراعت قائم رہ سکتی ہے لیکن اگر کسی جگہ زراعت نہو تو وہان کوئی فن زندہ نہین رہ سکتا۔ اگر انسانون مین قوت نطق نہ رہے

تو آج تمدن کی بنیاد خاک مین مل جاے اور حیوانون کی طرح انسان پریشان ہوجائین۔ یہی حال فنون مین زراعت کا ہے کہ سب کا شیرازۂ زراعت کے طفیل بندھا ہوا ہے یہ نہین تو کچھ بھی نہین۔ ایسی قومین پہلے زمانہ مین تھین کہ اُنمین سواے زراعت کے اور کوئی فن رائج نہ تھا اگرچہ اون کی زندگی اوس اعلیٰ درجہ کی نہ تھی جو مہذب قومون کو حاصل ہے لیکن یہ ثابت ہے کہ وہ زندہ رہتے اور رہ سکتے تھے۔

زراعت ایک پاک پیشہ ہے

زراعت کے پیشہ مین سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ نہایت پاک ہے اور مزارع اعلیٰ درجہ کی منزہ زندگی گزار سکتا ہے۔ اگر مزارعین مین پرہیزگاری نہ رہے تو وہ سب سے زیادہ قابل الزام ہین کیونکہ ناپرہیزگاری اور خرابی کی طرف مائل کرنے کے لئے مزارعین کے پاس کوئی چیز نہین ہے۔ مزارعین کا دنیا مین سب سے زیادہ امن پسند اور بے آزار فرقہ ہے جس کو ملک کے قضیون سے مطلب ہے نہ سلطنت کے جھگڑون سے ان کی زندگی کا طریقہ ہی ایسا واقع ہوا ہے کہ امن اور سکون کو پسند کرین اور باہمد گر محبت اور موانست رکھین۔

دیہاتی زندگی

دیہاتی زندگی جو ایک مزارع کو حاصل ہوتی ہے کیسی سادی اور کیسی دلفریب زندگی ہوتی ہے۔ نیچر کے نظر فریب منظر اس کی نگاہ کے سامنے ہوتے ہین اور چونکہ دنیا کے پولٹکل جھگڑون سے کوئی سروکار نہین ہوتا۔ قلبی تسکین اور راحت ہر وقت حاصل رہتی ہے۔ دیہات مین انسان کو ہر شئے کی صاف سادہ اور قدرتی حالت کا مزہ آتا ہے لیکن شہرون مین مذاق بگڑ جاتے ہین اور ہر چیز مصنوعی صورت مین دکھائی دیتی ہے۔ دیہات مین بے ضرر اور ارزان آسایش افراط سے ملتی ہے لیکن شہرون مین مضرت رسان اور گناہ مین مبتلا کرنے والے فیشن طبیعت کو خراب کر دیتے ہین۔

کسان کو ایک اور حقیقی خوشی بھی اکثر حاصل ہوتی ہے یہ کہ جب وہ چارون طرف دیکھتا ہے تو اُسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ میرے بوئے ہوئے بیج ہین

جواب پھل لا رہے ہین خدا نے میری محنت ٹھکانے لگائی ہے۔ اُسے اپنی عرقریزی کا ثمرہ تیار نظر آتا ہے اور اپنے بوے ہوئے کھیت کو سرسبز و تروتازہ دیکھ کر اس کا دل باغ باغ ہوتا ہے۔

زراعت کا فن دنیا مین سب سے پہلے ایجاد ہوا اور باقی تمام فنون اِس کے پیچھے ایجاد اور اختراع ہوئے۔ ابتدائے آفرینش سے لوگ گلہ بانی۔ باغبانی اور کسانی مین مصروف ہین۔ قدرت نے سب سے پہلے انسان کو زراعت کرنا اور زمین سے اناج پیدا کرنا سکھایا ہے۔

زراعت کی تعلیم

یہ بات نہایت تعجب انگیز ہے کہ تمام علوم و فنون ریاضی منطق۔ اخلاق طبیعات وغیرہ (جو بیشک فی نفسہ بہت اچھے علوم ہین) کی تو تعلیم دی جائے اور اِن کے علاوہ ناچنا گانا۔ مصوری۔ نقشہ نویسی۔ کھلونے بنانا۔ کھانا پکانا سب کچھ تو سکھایا جائے اور ان کے واسطے مدارس اور مدرس مقرر کئے جائین لیکن زراعت جو سب سے زیادہ دل خوش کن۔ زیادہ پاک۔ زیادہ مفید۔ زیادہ معزز اور سب سے زیادہ ضروری ہے سیکھنے سکھانے کا کہین نام بھی نہ سُنا جائے۔ مناسب تو یہ ہے کہ ہر یونیورسٹی مین کم سے کم ایک کالج ایسا بنایا جائے جس مین فن زراعت کامل طور سے سکھایا جاتا ہو۔

پیداوار زمین کی تقسیم

زمین پیداوار دولت کا منبع ہے اور اس مین وہ اشیا پیدا ہوتی ہین جن پر انسان کی حیات کا دارومدار ہے یعنی غلہ اجناس میوہ جات پھل پھول یہ دولت تین حصّون مین تقسیم ہوتی ہے۔ محصول۔ مزدوری۔ نفع۔ مالک زمین کو پیداوار کا جو حصّہ دیا جاتا ہے وہ محصول کہلاتا ہے۔ مزدور جو تردد کی محنت اُٹھاتے ہین مزدوری پاتے ہین۔ جو شخص زمین پر روپیہ لگاتا ہے وہ نفع لیتا ہے اگر ایک ہی شخص مالک زمین بھی ہو خود ہی تردد کی محنت اُٹھائے اور اپنے پاس سے روپیہ بھی خرچ کرے تو کل پیداوار کا وہی مالک اور مستحق ہو سکتا ہے۔ ہندوستان مین عموماً ایک شخص زمیندار ہوتا ہے اور کسان اپنا روپیہ صرف کرتے اور تردد کرتے ہین

اِس لئے یہان ایک حصّہ زمیندار کو دیا جاتا ہے اور مزدوری اور راس المال کا نفع کسان کو بچ رہتا ہے۔ زمیندار کو پیداوارِ زمین سے جس قدر حصّہ یا اس کی قیمت دی جائے وہ گویا اس کی زمین کا کرایہ ہے۔ بعض مقامات مین زمین کا محصول رواجاً مقرر ہوتا ہے اور مزارعین کو اسی قدر دینا پڑتا ہے بعض جگہ زمین کا محصول منافست کے طور پر لگا دیا جاتا ہے اور جو شخص سب سے زیادہ محصول دینے کو آمادہ ہو اس کو زمین زراعت کے لئے دیجاتی ہے زمین کے محصول کا انحصار دو باتون پر ہے ایک تو یہ کہ زمین بہت زرخیز ہو اور اس مین پیداوار خوب ہوتی ہے۔ دوسرے یہ کہ عمدہ موقع پر واقع ہو کہ اس کی پیداوار کو آبادی تک لانے مین زیادہ صرف نہ ہو ورنہ کس کو غرض پڑی ہے کہ ایسی بنجر زمین پر اپنا روپیہ لگائے اور جان کھپائے جس مین اتنی پیداوار بھی نہ ہو کہ مزارعین کا پیٹ بھر سکے اور روپیہ پر نفع نہ ملے۔ یا زمین زرخیز ہے لیکن ایسی جگہ واقع ہے کہ وہان سے آبادی تک اس کی پیداوار لاتے لاتے اتنا خرچ پڑتا ہے کہ نفع کچھ بھی نہین ہوتا۔ ایسی زمین کو بھی کوئی لینا پسند نہین کرتا۔ ہان اگر ملک مین پیداوار کم ہو اور کھانے والون کی کثرت زیادہ ہو تو ایسی زمینون مین بھی زراعت کیجاتی ہے۔ جو آبادی سے زیادہ دور ہون اور پہلے ان مین صرف اس سبب سے زراعت نہ ہوتی تھی کہ آبادی تک لانے کا خرچ زیادہ پڑتا تھا جب آبادی کی کثرت ہوگی تو اناج کی ضرورت زیادہ واقع ہوگی اور جب ضرورت زیادہ ہوگی تو قیمت بڑھنی لازمی ہے اور جب قیمت بڑھی تو ایسی زمینون مین بھی زراعت کرنے سے فائدہ ہوتا ہے۔ خواہ زمیندار اور مزارع ایک ہی شخص ہو یا جدا جدا۔ زمین کی پیداوار بڑھانے مین سب کا فائدہ ہے کیونکہ اگر پیداوار اچھی ہوگی تو زمیندار کو بھی محصول زیادہ ملے گا اور مزارعین کو بھی کافی مقدار پہنچے گی۔

زراعت کے لئے آلات اور مشینون کا استعمال

جو لوگ آج کل زراعت مین مشغول ہین ان کو زراعت کو ترقی دینے اور ہر کام اچھی طرح انجام دینے کے لئے اون آلات سے کام لینا چاہئے جو یورپ نے

اِس زمانہ مین ایجاد کئے ہین اور ان کلون کے ایجاد ہونے سے اِن ممالک مین زراعت مین نمایان ترقی ہوئی ہے جس سبب سے پیداوار کی سہولت اور کام کی عمدگی بڑھ گئی۔ اور اس کی لاگت گھٹ گئی ہے افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ کے مزارعین اس قدر جاہل اور زمانہ کی ترقی سے اس قدر ناواقف ہین۔ کہ خود کوئی مشین ایجاد کرنا تو درکنار ان مشینون سے کام لینا بھی نہین جانتے۔ بلکہ ان کو یہ بھی خبر نہین کہ اس فن نے کہان تک ترقی کی ہے۔ زراعت کے ہر چھوٹے بڑے کام کے لئے ایک مشین موجود ہے۔ اس ہی طرح زمین کے تیار کرنے مولیشی پالنے کی سیکڑون ترکیبین دریافت کی گئی ہین۔ جن کے بیان کا یہان موقع نہین۔ لیکن اگر فن زراعت کی انگریزی کتابون کا مطالعہ کیا جائے۔ یا ان کتابون کا اردو مین ترجمہ ہو جائے تو ہندوستان کی پیداوار کو بہت فائدہ پہونچے اور یہان کے لوگ نہال ہو جائین۔ جس طرح بغیر تردد کے فصل نہین پیدا ہوتی اسی طرح بغیر تعلیم کے زراعت کی عمدہ لیاقت بھی حاصل نہین ہوتی اب وہ زمانہ نہین ہے کہ زراعت جاہلون اور گنوارون کا پیشہ سمجھا جائے بلکہ دنیا کے عقلمندون نے اس کو باقاعدہ علم بنا دیا ہے اور اس مین نمایان ترقی کی ہے۔

۵۔ مزدوری اور تنخواہ

کام کے فرق سے مزدوری کی نوعیت مین فرق نہین آتا

محنت کے صلہ مین جو معاوضہ دیا جاتا ہے وہ مزدوری کہلاتا ہے یہ محنت خواہ دماغی ہو یا جسمانی ادنیٰ ہو یا اعلےٰ معزز ہو یا مبتذل ایک ہی سی ہے فرق مراتب اور وقعت مین ہے نہ کہ نوعیت مین دفاتر کے ادنیٰ و اعلیٰ ملازم بلکہ عہدہ دار کارخانون کے مہتمم اور تمام کاریگر حمال اور خاکروب سب مزدور ہین جو اپنی دماغی یا جسمانی محنت کو کچھ ماہوار یا روزانہ معاوضہ پر فروخت کرتے ہین اور ان تمام قوانین کا ان پر یکسان اثر ہوتا ہے جو مزدوری سے متعلق ہین۔ کاریگرون مین بہتیرے ایسے ہین جو اپنی دستکاری سے اس سے کہین زیادہ

پیدا کر لیتے ہین جو ایک دفتر کے ہیڈ کلرک کو ملتا ہو۔ اور کلارک سے کہین زیادہ
مطمئن اور آسایش مین ہین۔

مزدوری کی مقدار

جب کسی دفتر یا کسی کارخانہ مین کسی شخص کی خدمات کی ضرورت ہوتی
ہے تو آقا (خواہ گورنمنٹ ہو یا رئیس یا مالک کارخانہ یا کوئی اور) چاہتے ہین۔
کہ کم سے کم معاوضہ پر ایسا شخص رکھین جو اس کام کو بہت اچھے طور پر
پورا کر سکے ملازم یہ کوشش کرتے ہین کہ جہان تک زیادہ ممکن ہو اس خدمت کا
صلہ لین یا ایسے شخص کے پاس کام کرین جو ان کی خدمات کا سب سے زیادہ صلہ
دینے کو مستعد ہو فیصلہ ضرورت کے ہاتھ ہوتا ہے۔ اگر ایک کام کے کرنے والے
تھوڑے ہین اور ملک مین اس کی زیادہ قدر اور ضرورت ہے تو ان خدمات کے
بڑے بڑے صلے ملتے ہین لیکن اس کے خلاف اگر بہت سے آدمی ایک ہی
کام کرنے کو آمادہ ہو جائین تو خواہ کتنا ہی اعلےٰ درجہ کا کام کیون نہ ہو اس کی
قدر و قیمت بہت گھٹ جاتی ہے۔ اور بہت تھوڑا معاوضہ ملتا ہے۔ یہ معاوضہ

تنخواہ

اگر مستقلانہ یا ماہوار دیا جائے "تو تنخواہ" کہلاتا ہے۔ اور اگر کام کی مقدار پر
کم و بیش ہوتا رہے۔ اور روزانہ یا ہفتہ وار دیا جائے یا صرف چند روز ہو تو

اُجرت

"مزدوری یا اُجرت" کہلاتا ہے

ادم اسمتھ بیان کرتا ہے کہ مختلف کامون مین اُجرت کی کمی بیشی
کے پانچ سبب ہوتے ہین۔

کام کی سہولت اور خوش گواری

اوّل تو کام ہی ایسا سہل اور خوش گوار ہو کہ لوگون کو اس کے کرنے مین
تکلیف یا کراہت نہ ہو ایسے کام کو بہت سے لوگ کرنے کو کھڑے ہو جاتے ہین
لیکن اگر کوئی مشکل اور مکروہ کام ہے تو بہت تھوڑے سے لوگ ایسے ہون گے
جو اس کے کرنے پر آمادہ ہون۔ اور اس سبب سے جو کریگا وہ اُجرت بھی خاطرخواہ
لے گا۔ مثلاً کان کھودنا۔ کہ زمین کے اندر کام کرنے مین بہت تکلیف اٹھانی پڑتی
ہے۔ اس سبب سے کان کھودنے والون سے کام کم لیا جاتا ہے اور انکو تنخواہین

معقول دینی پڑتی ہین اور تنخواہ ان کے کام کا صلہ نہین بلکہ جان جوکھون مین ڈالنے کا صلہ ہے۔ اسی طرح کوئی معزز شخص ایسی خدمت کرنے پر جو اس کے مرتبہ کے لحاظ سے ذلیل ہو راضی نہ ہوگا جب تک اس کو اس قدر معاوضہ نہ دیا جائے کہ وہ معاوضہ کے لالچ مین اس کام کو کرنا گوارا کرے۔ البتہ اگر کوئی معزز خدمت دی جائے تو کم تنخواہ پر بھی خوشی سے راضی ہوجائیگا۔ وقت طلب اور مشکل کامون کی انجام دہی کی اُجرت عموماً زیادہ دینی پڑتی ہے لیکن ناخوشگوار یا مکروہ کام کی اُجرت اس صورت مین زیادہ دینی پڑے گی جب وہ کام ایسے لوگون سے لیا جائے جن کی وقعت کے خلاف ہے مگر دنیا مین ایسے فرقے بھی ہین جو بتنزل سے بتنزل کام کوڑیون مین کرتے ہین۔ اور چونکہ ایسے کام عموماً ان ہی لوگون سے لئے جاتے ہین گران نہین ہوتے۔

کام سیکھنے کی دقت یا سہولت

دوم۔ کام کے سیکھنے مین سہولت اور ارزانی یا دقت اور خرچ۔ جس کام کا اکتساب زیادہ مشکل ہوگا۔ اور جس کے سیکھنے مین بہت دقت اور بہت روپیہ صرف ہوگا۔ اس کے کرنے والے تھوڑے ہونگے اور جب تھوڑے ہونگے تو اوس کا معاوضہ زیادہ لین گے۔ اس کے خلاف آسان اور کم خرچ کام بہت لوگ سیکھ لیتے ہین۔ اور تھوڑی سی اُجرت پر کرتے پھرتے ہین اس زمانہ مین بھی کہ تعلیم اس قدر عام اور کم خرچ ہے۔ ایک عمدہ ڈاکٹر اور انجنیر کو جو تنخواہ ملتی ہے۔ وہ یونیورسٹی کے کسی اور ڈگری یافتہ کو نہین ملتی۔ جو لوگ میکنکل انجنیری مین ذرا دستگاہ رکھتے ہین وہ دفاتر کے عہدہ دارون سے زیادہ کماتے ہین۔ معمار اور مستری بلکہ ورک شاپ کے کاریگر عام مدرسون سے زیادہ تنخواہ پاتے ہین

کام کا ہمیشہ جاری رہنا

سوم۔ کام کا استقلال یا غیر استقلالی۔ جو ایسے کام ہین کہ بارہ مہینہ چلے جاتے ہین ان کو لوگ اس سبب سے کم اُجرت پر کرتے ہین کہ اون سے ہمیشہ اکتساب معاش ہوتا رہے گا لیکن عارضی خدمتون کے لئے زیادہ معاوضہ مانگتے ہین۔ تاکہ بیکاری کے زمانہ مین سہارا رہے۔

اعتماد۔ اعتماد

چہارم۔ ملازمون کا اعتبار۔ بہت سے کام ایسے ہین جن مین ملازمون کی دیانت داری پر پورا اعتماد اور بھروسہ کرنا ہوتا ہے اور اس پر بھی ان سے ضمانت لی جاتی ہے۔ مثلاً خطوط رسان۔ بنک کے مہاجن۔ انجن ڈرائیور۔ ریلوے گارڈ۔ کہ لوگون کے جان و مال ان کے سپرد ہوتے ہین۔ جس قدر زیادہ کسی کام مین اعتماد کی ضرورت ہے۔ اسی قدر زیادہ اس کی اُجرت ہے۔

پنجم۔ کام مین کامیابی یا ناکامی کا امکان۔ جن کامون مین کامیابی کا یقین ہوتا ہے وہ کام لوگ خوشی سے کرتے ہین۔ اور جن مین کامیابی کا یقین نہ ہو اس کو بعض منچلے ہی اختیار کرتے ہین۔ اس سبب سے ایسے کامون مین زیادہ اُجرت دینی پڑتی ہے۔ مثلاً ایک موچی اپنے پیشہ مین یقیناً کامیاب ہو سکتا ہے لیکن بیرسٹر اگر فیل ہو جائے تو کسی کام کا نہین رہتا۔ اس سبب سے کامیاب بیرسٹر بڑی بڑی فیس لیتے ہین۔

۶۔ کاروباری آدمی

اخلاق معاملات مین ترقی دیتا ہے

خواہ وہ شخص جو دوسرون کے ساتھ معاملہ کرتا ہے خواہ وہ تجارت ہو یا کوئی پیشہ یا ملازمت یا وکالت۔ کاروباری آدمی کہلاتا ہے۔ انسان کو دوسرون کے ساتھ معاملہ پڑنا لابدی اور ضروری بات ہے۔ اور حسن انتظام تمدن کے لئے معاملات مین صداقت۔ دیانت۔ راستبازی۔ پابندی وقت کا لحاظ رکھنا ضرور ہے۔ کشادہ دلی۔ مروت۔ راست گفتاری۔ ایمانداری اور تمام اخلاقی اصول معاملات کو فروغ دیتے اور سہولت پیدا کرتے ہین۔ دنیا کے بازار معاملات کا مدرسہ ہین۔ ایک دانشمند آدمی اس مدرسہ مین رہکر نازک وقت مین کام چلانا بہت سے آدمیون سے محنت کے کام لینا انسانی طبائع کو پہچاننا اور مختلف قسم کے لوگون کے ساتھ برتاؤ کرنا سیکھتا ہے اور اس طرح اس کا تجربہ ہر روز اُسے کوئی نئی بات سکھاتا ہے۔ اور یہ انسانیت کی بہت بڑی شان ہے۔ اسی طرح کاروبار کی عمدگی انسان کو انسان بناتی ہے۔ اور بدمعاملگی خراب و رسوا کرتی ہے

کسی پیشہ میں کامیابی کی تدبیر

کسی پیشہ کو عمدگی سے کرنے کے لئے ضرور ہے کہ انسان کی پوری توجہ
اس طرف مائل ہو۔ صحت و صفائی اور قاعدہ کا لحاظ رکھا جائے۔ وقت پر کام
تیار کیا جائے۔ اور ضرورت کے مطابق بنایا جائے۔ بادی النظر مین یہ باتین خفیف
معلوم ہوتی ہین۔ لیکن یہ انسان کی نیک نامی خوشی بلکہ سرسبزی کا باعث
ہوتی ہین۔ کوئی بات اس سبب سے حقیر نہین کہ وہ چھوٹی اور خفیف ہے انسان
کی زندگی چھوٹے چھوٹے کامون پر منقسم ہے۔ اور اگر ان مین ابتری پھیل جائے
تو کوئی بڑا کام وقت پر نہین ہو سکتا۔ یہی چھوٹی باتین ہین جو ایک انسان کا بلکہ
ایک قوم کا رویہ ظاہر کرتی ہین۔ اور جب ان کی ابتری عام ہو جاتی ہے تو ملک کے
ملک تباہ کر دیتی ہین۔ ہر انسان کے لئے کام اور فرض مقرر ہین اور ضرور ہے کہ
انسان مین ان فرائض کو انجام دینے کی لیاقت ہو۔ یہ فرض خواہ خانہ داری
کا انتظام ہو یا تجارت یا دوکانداری۔ یا مزدوری یا ملازمت یا ممالک اور
اقوام کا انتظام یا سیاست جو شخص اپنے فرض کو ادا نہین کرتا وہ خود اپنے تئین
برباد کرتا ہے اور دوسرون کو تکلیف مین ڈالتا ہے۔ کاروباری آدمی کی ترقی کا
مدار اسپر ہے کہ وہ جزوی اور فروعی امور کو نہ بگڑنے دے ورنہ اصلی مقاصد
غارت اور برباد ہو جائین گے۔ کام کے دیر مین کرنے کا مضائقہ نہین۔ لیکن
جو کام ہو کامل توجہ اور پوری احتیاط سے کیا جائے۔ کام شروع کرنے سے پہلے
تھوڑا سوچ لینا کام کو جلدی ختم کرتا ہے۔ جلد باز اور بے سوچے سمجھے کام کرنیوالے
آدمی ہمیشہ دقت مین پھنسے رہتے ہین۔ کام کی عمدگی کام کرنے کے طریقہ پر
منحصر ہے۔ جس طرح ایک خوش سلیقہ شخص چھوٹی سی جگہ مین بہت سا اسباب
چن دیتا ہے اور وہ نظر مین خوشنما معلوم ہوتا ہے اسی طرح خوش فکر لوگ
ہر کام خوش اسلوبی سے انجام دیتے ہین۔ بڑے بڑے کامی آدمیون کا یہ طریقہ
ہے کہ وہ ایک وقت مین ایک کام کرتے ہین اور اس کو پورا کر کے چھوڑتے
ہین آسان کام کو پہلے اور مشکل کو بعد نہین کرتے۔ بلکہ جس کام کی ضرورت ہو

پہلے اُسے انجام دیتے ہین خواہ کتنی محنت کتنا ہی وقت صرف کیون نہ ہو۔
بڑے یا ضروری کام نوکرون یا ایجنٹون پر چھوڑنا کام خراب کرنا ہے۔ دوسرے
لوگون کے چونکہ ذاتی اغراض شامل نہین ہوتین وہ اس توجّہ اور دلسوزی
سے کام انجام نہین دیتے جیساکہ خود اہل معاملہ اور اس سبب سے یا خراب
کرتے ہین یا دیر کرتے یا بالکل نہین کرتے۔ اوّل وہ کام انجام دینے چاہئین
جو پہلے کرنے کے ہین اور فرصت و تفریح کا وقت کام کرنے کے اوقات کے
بعد مقرر کیا جائے نہ کہ کام سے پہلے۔ پہلے کامون کی ابتری پچھلے کامون کو بھی
خراب کرتی ہے اور انسان کا دماغ ایسا پریشان ہو جاتا ہے۔ کہ پھر کسی کام
کو نہین سنوار سکتا۔ وقت پر کام کرنا ترقی کا زینہ ہے۔ وقت پر کام کرنے سے
فرصت کا وقت بہت زیادہ نکلتا ہے۔ وہ تفریح کے علاوہ تہذیب نفس اور
تکمیل علم کے کامون مین یا دوسرے مفید مشاغل مین استعمال کیا جا سکتا ہے
جو لوگ وقت پر کام نہین کرتے وہ گھبراہٹ۔ جلدی۔ دقّت و تکلیف مین ایسے
پھنسے رہتے ہین کہ ان کو زندگی تلخ اور وبال معلوم ہونے لگتی ہے۔ جو لوگ
پابندی وقت کی دوڑ مین پیچھے رہتے ہین وہ حصول مقصد مین بھی پیچھے رہتے
ہین۔ اور چونکہ ایسے لوگون کے ساتھ معاملات مین دوسرے لوگون کا وقت
بھی ضائع ہوتا ہے اکثر ان سے معاملہ نہین کرنا چاہتے۔ قوت ادراک اور فہم
اگرچہ قدرت سے عطا ہوتی ہین لیکن تجربہ کی کثرت اور تخیل کو قوت دینے سے
بھی یہ قوت بڑھتی ہے اور کاروباری آدمی کے لئے یہ دونون صفتین بہت
ضروری ہین۔ تاکہ اس کو جن لوگون سے کام پڑے۔ ان کی عادات اور خصائل
و ضروریات کو سمجھ سکے۔ اور اپنا کام سہولت اور نرمی سے لے سکے۔ افعال مین
دیانت اور اقوال مین صداقت بھی کاروباری آدمی کے لئے ضرور ہے۔ اس سے
نیکنامی اور شہرت حاصل ہوتی ہے۔ اور بہت سے لوگ صداقت شعار سے
معاملہ کرنا پسند کرتے ہین۔ اسی طرح اخلاق کی عمدگی اشتہار کا کام دیتی ہے

جب لوگون کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ فلان شخص سچ بولتا ہے - اور ہر چیز کے عیب اور صواب صاف کہدیتا ہے - تو ان کو اس سے معاملہ کرنا سہل اور قابل اطمینان معلوم ہوتا ہے - سچائی کے بغیر انسان کی عزت قائم نہین رہ سکتی - اور ایک سوداگر - صناع - وکیل - ملازم کو اپنی عزت کی ایسی پاسداری ہوتی ہے - جیسے کہ رئیس یا عالم یا حاکم کو ہو -

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بددیانت آدمی اوّل اوّل فروغ پاتے ہین - یہ فروغ نہایت ناپائدار ہوتا ہے - اور بہت جلد ہی ان کی بددیانتی لوگون کو معلوم ہوجاتی ہے - راستباز آدمی اگرچہ دیر مین پھلتے ہین لیکن اخیر مین یہ زیادہ نفع مین رہتے ہین - اور سچ تو یہ ہے کہ ایسی ناکامی جس مین عزت و وقعت قائم رہے - بے آبروئی کی کامیابی سے بدرجہا بہتر ہے -

باب سوم

ابنائے جنس کے ساتھ مدارات

۱- عام لوگون کے ساتھ مدارات کا طریقہ

خوش اخلاقی

اور لوگون کے ساتھ اپنے ہون یا پرائے دوست ہون یا دشمن واقف ہون یا اجنبی جس طرح ہم پیش آتے ہین اوس کا نام مدارات ہے۔ مدارات ممکن ہے کہ اچھی ہو یا بُری۔ اگر اچھی ہے تو معمولی کام بھی طریقۂ مدارات کی عمدگی کے سبب خوش نما اور دل خوش کن ہوتے ہین۔ اور اگر بُری ہے تو بھلے کام بھی دل آزار معلوم ہونے لگتے ہین۔ مثلاً نصیحت جو دوسرے کو خاص نفع پہونچانے اور اوس کی بہی خواہی کی خاطر کی جائے اگر سخت الفاظ مین کی جائے گی تو سننے والے متنفر ہون گے اور وہ دوستی دشمنی اور نکتہ چینی خیال کی جائیگی۔ لیکن اگر اوسی مطلب کو مہربانی اور خوش اخلاقی سے ادا کیا جائے تو لوگ نہ صرف قبول کرین گے بلکہ اوس بیش بہا رائے دینے کے شکر گزار ہون گے۔ خوش اخلاقی تمام ایسے کامون کو جن مین دوسرون کی شرکت کی ضرورت ہے سہل کر دیتی ہے تمدن کے تعلقات مین لطف و محبت پیدا کرتی ہے۔ اور سر انجام امور دنیا مین بہت کچھ مدد دیتی ہے۔ کج خلقی دلون مین رنجش اور کبیدگی پیدا کر کے لوگون کو ایک دوسرے سے الگ کرتی اور سر انجام امور مین سدّ راہ ہوتی ہے۔ کسی کا قول ہے کہ خندہ پیشانی ہونا خوبصورت ہونے سے بہتر ہے اچھی اچھی تصویرون یا مورتون کو دیکھکر کوئی اتنا خوش نہین ہوتا جتنا خوش اخلاق آدمی سے ملکر۔

چند مہربانی کے الفاظ یا جملہ دل کو موہ لینے کو کافی ہوتے ہین یا کوئی ذرا سا فعل یا کوئی عنایت دل مین گھر کر لیتی ہے۔ ہمارے افعال و اقوال سے

ہماری طبیعت کا اندازہ ہوتا ہے پس دلون مین گھر کرنے کا اس سے بہتر طریقہ نہین ہے کہ ہماری مدارات سے لوگ ہمارے گرویدہ ہون نہ کہ ہم سے بھاگین۔ بعض لوگ اگرچہ صاف باطن اور نیک طبیعت ہوتے ہین مگر اون کی ظاہری بیدماغی لوگون مین اون کی طرف سے نخوت پسند یا خشک مزاج ہونے کا غلط خیال پیدا کر دیتی ہے۔ اور اسی سبب سے ان کے تمام عمدہ اوصاف کی نصف بلکہ اس سے بھی کم قدر کی جاتی ہے۔ ایک میٹھا بول دلون کو مسخر کرنے مین وہ کام کرتا ہے جو تلوارین نہین کر سکتین۔ اور یہ فتح کرنا حقیقی فتح کرنا ہے۔

خوش اخلاقی کی خواہش

لوگون کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنے کی خواہش اس غرض سے پیدا ہوتی ہے کہ لوگ ہمارے برتاؤ سے ناراض نہ ہون۔ امیر ہو یا غریب عقلمند ہو یا بیوقوف سب کے ساتھ یکسان مہربانی اور ملاطفت سے پیش آنا چاہیے تاکہ دوسرون کو خوشی پہونچے۔ اور اون سے خوشی حاصل ہو۔ ایسے شخص کو کوئی پسند نہین کرتا جو اپنے قول یا فعل سے اشارۃً یا کنایۃً بھی کسی پر نکتہ چینی کرے یا اوس کی تضحیک وتذلیل کرنا یا اپنے مُنہ میان مٹھو بنکر اپنے تئین بڑا جتانا چاہتا ہو۔ حتیٰ کہ اگر احسان بھی چین بہ جبین ہو کر کیئے جایئن تو محسن الیہ کے دل پر احسان مندی کا احساس نہین ہوتا اور احسان کی قیمت جاتی رہتی ہے خوش اخلاقی ایسی چیز ہے کہ اوس پر خرچ تو کچھ بھی نہین ہوتا لیکن اوس سے بہت کچھ مل جاتا ہے جس شخص کا دل ہاتھ مین لاؤ اوس کا روپیہ بھی ہاتھ آجاتا ہے۔ اور جہان طاقت اور قوت کا زور نہین چلتا وہان میٹھی میٹھی باتین کام بنا لیتی ہین۔ اکثر لوگ جن مین ہنرمندی کا جوہر نہین ہوتا صرف خوش اخلاقی اور ظاہری طریقہ مدارات سے اپنے بہت سے کام نکال لیتے ہین۔ اور بہت سے لایق آدمی اپنی بے دماغی اور خشک مزاجی کے سبب لوگون کو اپنا دشمن بنا لیتے ہین۔

اشتعال طبع اور غصہ کے وقت بھی آپے سے باہر ہونا اور زبان کو قابو

مین نہ رکھنا انسانیت کے خلاف ہے چہ جائیکہ عام برتاؤ مین - لوگون کی آنکھون کو اپنے اوضاع واطوار حرکات وسکنات کی عمدگی سے اور کانون کو اپنی شیرین کلامی سے اپنی طرف متوجہ کرلو اور پھر یقین جانو کہ اون کے دل بھی تمھاری طرف کھنچ آئین گے -

کاروباری آدمی کو خوش اخلاقی کی ضرورت

ایک کاروباری آدمی کے لئے خوش اخلاقی بہت ہی ضروری اور لابدی صفت ہے کیونکہ کوئی شخص کسی ایسے آدمی سے معاملہ کرنا پسند نہین کرتا جس کی بدمزاجی کے سبب اوس سے مل کر خوشی تو نہ حاصل ہو اور طبیعت کو کوفت اور انقباض اُٹھانا پڑے - اس لئے تمام تاجرون - صنّاعون - وکیلون - اور کل ملازمت پیشہ اشخاص کو اپنا طریقۂ مدارات بہت ہی دلچسپ رکھنا چاہئے - اور صرف محکومون یا ادنیٰ درجہ کے لوگون کو ہی نہین بلکہ حاکمون اور اعلیٰ درجہ کے لوگون کو بھی - کیونکہ اگر ادنیٰ درجہ کے لوگ اپنی بدمزاجی کے سبب اہل معاملہ کو راضی نہ رکھ سکین گے اور اپنے کاروبار مین نقصان ڈالین گے تو اعلیٰ درجہ کے لوگ بھی اپنی کج خلقی سے نوکرون اور محکومون کو اپنے سے بدظن کرکے اون کو متنفر کرلین گے - اور وہ نہ تو کوئی خدمت دل سے انجام دین گے نہ اون کی طبیعت مین وفاداری اور محبت قائم رہیگی - اور اس طرح جب موقع بنیگا علیحدگی اختیار کرین گے یا نقصان پہونچائین گے -

مختلف لوگون کے ساتھ مدارات کے طریقے

یہ سچ ہے کہ ہمین لوگون کے ساتھ مہربانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہئے - لیکن اس کے یہ معنی نہین کہ دوسرے لوگون کی بدخلقی یا اُن بُرائیون کا جو اُن مین ہین بالکل خیال نہ کرین - یا اپنے برتاؤ مین احتیاط کا خیال نہ رکھین بلکہ ہر شخص کے ساتھ اوس کی حالت اور طبیعت کے موافق برتاؤ کرنا لازم ہے اگر کوئی شخص بد اطوار ہے تو یہ ضرور نہین کہ اوس سے اجتناب نہ کیا جائے اور اوس کے ساتھ اس قدر شیر و شکر ہون کہ خود ہمین نقصان پہونچے - بلکہ ہر طبقہ کے ساتھ مدارات کے طریقے جدا جدا ہین -

دوستان حقیقی کے ساتھ مدارات

حقیقی دوستون کے ساتھ خواہ چھوٹے ہون یا بڑے دلی خلوص محبت و عزت اور یگانگت سے پیش آنا اون کے رنج وراحت مین شریک ہونا اور اون کی مدد کرنا۔ اپنی مشکلات کے وقت اون سے مشورہ کرنا بلکہ ہر قسم کی مدد طلب کرنا جائز ہے۔

دوستان غیر حقیقی کے ساتھ مدارات

دوستان غیر حقیقی سے بھی جو صرف زبانی باتین بناتے اور تملق وظاہر داری سے دوستی کا دعوی کرتے ہین مہربانی اور کشادہ پیشانی سے پیش آنا اور اپنی استطاعت کے موافق اون کی حاجت روائی کرنا مناسب ہے تاکہ دوستی کو ترقی ہو۔ اور رفتہ رفتہ حقیقی دوست کے درجہ پر پہونچ جائین۔ لیکن ان لوگون سے اپنے راز چھپانے چاہئین۔ اور بہت اعتماد و بھروسہ نہ کیا جائے۔

دشمنوں کے ساتھ مدارات

دشمنون کے ساتھ اگر مدارات اور تلطف سے کام چل سکے تو ضرور ہے کہ اون کے دل مین گھر کرکے سبب دشمنی کو زائل کیا جائے۔ تاکہ اگر وہ دوست نہ بنین تو دشمن بھی نہ رہین۔ اگر یہ مطلب روپیہ صرف کرکے بھی حاصل ہوسکے تو ہرگز دریغ نہ کرنا چاہئے۔ اوس شخص سے زیادہ کون بے فکر ہوسکتا ہے جس کا کوئی دشمن نہ ہو اور اگر دشمن اظہار دشمنی نہ کرے۔ تو خود اوسے کبھی نہین چھیڑنا چاہئے۔ بلکہ اوس کی بہت سی ناپسندیدہ باتون کا تحمل کرنا اور ٹال جانا مناسب ہے۔ تاکہ عداوت زیادہ نہ ہو۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ عمر گرانمایہ فتنہ و فساد مین کٹے اور آتش غضب دل کو جلاکر خاک کرے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ انسان دشمن کے حالات اور عیوب سے واقفیت حاصل کرے۔ اور جہان تک ممکن ہو اوس پر قابو پانے کی کوشش کی جاے۔ لیکن نہ اس طرح کہ آشکارا ہو اوسے دشمنی کا اور موقع ملے۔ بلکہ اس طرح کہ اگر وہ دشمنی پر جما رہے تو اوس کی مضرتون کو دور کرنے کے لئے کام آسکے۔ اور اگر دشمنی سے باز آئے اور صلح کی طرف مائل ہو تو اپنی کارروائیون سے نہ اوسے آگاہی ہو نہ یہ کارروائیان صلح مین حارج ہون۔

مردم لوگون کے ساتھ مدارات

انسان کو ایسے بہت سے اشخاص کے ساتھ معاشرت کا اتفاق ہوتا ہے جو نہ دوست ہون نہ دشمن اور ان کے ساتھ گزارا کرنے کے لئے بہت بڑی مردم شناسی کی ضرورت ہے۔ کتاب کا مطالعہ آسان ہے لیکن لوگون کی طبیعت اور فطرت کا مطالعہ کرنا بہت مشکل ہے۔ طریقۂ معاشرت یہ ہونا چاہئے۔ کہ ہر ادنیٰ اور اعلیٰ کا اوس کے مرتبہ کے موافق اعزاز کیا جاے اور اپنے کسی قول و فعل بلکہ کسی حرکت سے بھی اوس کی دل آزاری یا تضحیک نہ کی جاسکے۔ اگر ممکن ہو تو حسب موقع اظہار اخلاص یا مناسب معاونت سے اوس کے دل مین دوستی اور محبت قائم کرین۔ تاکہ ہر شخص حسن اخلاق کا مداح رہے۔ اور اگر ایک مدت تک اوس کے ساتھ موافقت کا اتفاق ہو تو دوست بنجائے لیکن پہلے ہی کسی کی ظاہری باتون پر فریفتہ ہوکر اوس سے شیر وشکر ہونا اور اپنا رازدار بنانا یا بغیر امتحان کئے اوس پر اعتماد کرنا احتیاط کے خلاف ہے۔ ممکن ہے کہ وہ خودغرض ہو اور کچھ اپنا کام نکالنے کے لئے اظہار موافقت کرتا ہو۔ لیکن اتنی بدگمانی بھی نہین چاہئے کہ خواہ مخواہ کسی کو اپنا مخالف یا دشمن سمجھ لین۔

۲۔ سیاست خدم

نوکرون کے ساتھ مہربانی

نوکر بہت سی تنخواہ دینے سے اتنے راضی نہین رہتے جتنی نرمی اور انسانیت کے برتاؤ سے خوش ہوتے ہین۔ ہر شخص کو اپنی ذاتی عزت و وقعت کا کچھ نہ کچھ خیال ہوتا ہے۔ اور جب اِس کے ساتھ اوس کے خلاف برتاؤ کیا جائے تو وہ چڑ جاتا ہے۔ بلکہ بدزبان آقاؤن کی عزت خادمون کے دل مین باقی نہین رہتی۔ جو لوگ اپنے نوکرون کے ساتھ مہربانی اور ہمدردی سے پیش آتے ہین اور ان کو بُرے الفاظ نہین کہتے نوکران کے گرویدہ ہوجاتے ہین اور ایسے آقاؤن کی خدمت دلی جوش سے کرتے اور ان کے راحت اور آرام کا خیال رکھتے ہین ان کی خدمت بددلی سے نہین بلکہ طبعی جوش اور خواہش سے ہوتی ہے۔ آقا اکثر چاہتے ہین کہ نوکر ایسے بے نفس ہون کہ وہ ان کے ہر بُرے لفظ اور بُری عادت

برداشت کرین یہ لوگ گویا تنخواہ نہین دیتے۔ احسان کرتے ہین۔ اور اپنے راحت و آرام کے آگے نوکر کی جان اور آرام کا ذرا لحاظ نہین کرتے۔ اور اس کو کولھو کے بیل کی طرح دن رات پیلنا چاہتے ہین۔ ایسے نوکر یا تو بددل ہو کر نوکری چھوڑ دیتے ہین۔ یا بددلی کے سبب اچھی طرح کام انجام نہین دیتے۔ جب ان سے بہت سے غیر ضروری کام لئے جاتے ہین۔ تو وہ ضروری کامون مین غفلت کرنے کے عادی ہو جاتے ہین۔ اور عدیم الفرصتی کا بہانہ بتا دیتے ہین۔ بہت سے لوگ ایسے بھی ہین جن کے خادم ان کی بہت اچھی طرح خدمت کرتے ہین۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ نوکرون کے ساتھ رعایت کرتے ہین۔ اور ان کی عقل اور طاقت کے موافق ان سے کام لیتے ہین۔ ہر شخص کا کام اور وقت مخصوص کر دیتے ہین اور ان کو اتنی مہلت دیتے ہین کہ وہ اپنی ضروریات بھی پوری کرین یا آرام لے لین خدمتگار فی نفسہ اتنے خودغرض اور کام چور نہین ہوتے جتنے آقاؤن کی بے تمیزی اور خودغرضی سے کاہل اور نمک حرام بن جاتے ہین۔ کیونکہ آقا بعض وقت نوکرون کو غیر ضروری تکلیف دیتے ہین اور جب وہ تھکے ہوئے ہون۔ یا کھانا کھا رہے ہون اوس وقت ایسے کامون کا حکم کرتے ہین۔ جو ایک عرصہ بعد بھی اچھی طرح ہو سکتے ہین۔ یا بعض کامون کے کرنے کا بے وقت حکم دیتے ہین۔ اور اپنی بھول یا غفلت کا الزام نوکرون کے سر رکھتے ہین یا ذرا سی غفلت اور کام خراب ہونے پر بے تحقیق کئے نوکرون کو زجر و توبیخ شروع کر دیتے ہین۔

۳۔ ہمدردی

ہمدردی کے

ہمدردی اس خصلت کا نام ہے جس سے دوسرون کو خوش حال دیکھ کر خوشی ہوتی ہے اور جو دوسرون کی تکلیف مین مدد دینے کی باعث ہوتی ہے یہ تعلق جب صرف ایک شخص کے ساتھ ہو تو دوستی یا اتحاد کہلاتا ہے۔ اور جب ایسے بہت سے آدمیون پر رحم آئے جو تکلیف مین مبتلا ہون تو اس کا نام رحمدلی ہے۔ یہ تعلق جب اور وسیع ہو یا ساری قوم کے حال پر شفقت ہو تو قومی محبت

کہلاتا ہے۔ اور جب تمام انسانون کے ساتھ یہ تعلق ہو تو اس کا نام انسانی ہمدردی رکھا جاتا ہے۔

ہمدردی کا اثر

مہربان اور رحم دل اشخاص اورون کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کرتے ہین جیسا خود اپنے لئے چاہتے ہین۔ بے سبب کسی کی دل آزاری یا خاطر شکنی کرنا تو درکنار ذرا ذرا سی باتون مین بھی اورون کو خوشی پہونچانے سے دریغ نہین کرتے کیونکہ اورون کو راحت پہونچانے کی کوشش کرنے سے خواہ خفیف ہی کیون نہ ہو طبیعت مین خوشی اور اولوالعزمی پیدا ہوتی ہے جو روح کو ترقی دیتی اور انسان کو اعلےٰ مرتبہ کی طرف اُبھارتی ہے۔ ظاہری برتاؤ سے ہی لوگ دلی مہربانی اور باطنی خوبی کو بان سکتے ہین۔ پس انسان کے افعال واقوال دونون ایسے شائستہ ہونے چاہیئین کہ زمانہ اوس کی حسن اخلاق کا گرویدہ رہے۔ ہان صرف باتین ہی باتین اور ظاہری مدارات نہ ہو بلکہ اوس مین صداقت بھی شامل ہو۔ جس طرح امیرون کی خوشامد کرنا نازیبا ہے اسی طرح غریبون کو حقارت سے دیکھنا بھی ناروا ہے۔ بلکہ غریبون اور محتاجون کی مدد کرنے سے انسان عنداللہ ماجور اور عبدالناس مشکور ہوتا ہے۔ رشتہ دارون اور اور ایسے لوگون سے تو جن سے قدرت نے محبت کے رشتہ مین جکڑ دیا ہے سب ہی محبت کیا کرتے ہین۔ انسانیت یہ ہے کہ غریبون کے ساتھ اپنون سے زیادہ عمدہ برتاؤ ہو اور اپنے ملک اپنی قوم اپنے ابنائے جنس کے واسطے خواہ تکلیفین سہین مصیبتین جھیلین ہدف سہام ملامت بنین۔ مگر سعی کرین اور نہ کسی سے صلہ کی تمنا ہو نہ انعام کی خواہش۔ یہ صفت اوس وقت پیدا ہوتی ہے کہ انسان خودغرضی کو دور کرے اور اپنی نفسانی اور ذاتی خواہشون کے پورا کرنے مین ساری ہمت نہ صرف کردے۔ ہم دنیا مین بعض جانورون کی طرح بے لگاؤ نہین پیدا ہوئے بلکہ قدرت نے ہمین مدنی بالطبع بنایا ہے اور ہمارے اغراض اور حاجتین ایک دوسرے سے وابستہ کی گئی ہین تاکہ لوگون مین سلوک اور ہمدردی پیدا ہو۔ سب ملکر رہین۔ عدالت اور محبت کے قوانین پر عمل کرین۔

انسانیت

اپنے ہاتھ پاؤن سے - زبان سے - قلم سے - روپیہ سے - نصیحت سے - ملامت سے غرض جس طرح کسی کو کوئی اصلی فائدہ پہونچ سکے - اوس کے پہونچانے مین سعی کرین اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ شہرت حاصل کرنے یا حکام و پبلک کی نظر مین اعتبار و وقعت قائم کرنے کے لیئے اکثر لوگ نام ونمود کے کامون مین تو شریک ہو جاتے ہین مگر آس پاس کے حاجت مندون کی خبر نہین لیتے - ورانحالیکہ لازم یہ ہے کہ سب سے پہلے قریبی حاجتمندون کی حاجتین روا کی جاہین - اپنا شہر - اپنی قوم - اپنا ملک اول ہمدردی کا مستحق ہے - اور پھر کل ابناے جنس - قدرت جس طرح کسی گناہ کی سزا دیے بغیر نہین رہتی - کسی بھلائی کو بے انعام بھی نہین چھوڑتی - دوسرون پر مہربانی کرنے سے خود اپنی خوشیان زیادہ ہوتی ہین - سنیکا کا قول ہے کہ "جو لوگ اورون کے ساتھ بھلائی کرتے ہین وہ اپنے ہی حق مین بھلا کرتے ہین کیونکہ اون کے فعل کا نتیجہ بلکہ خود وہ فعل ہی اون کی ذاتی بھلائی کا باعث ہوتا ہے - اور اچھے کام کرنے کا یقین ہی طبیعت کے واسطے اعلے درجہ کا انعام ہے"۔

عالی حوصلگی

عالی حوصلہ اشخاص اپنی تن پروری نہین کرتے بلکہ اپنا وقت - اپنا مال دوسرون کی بہبودی اور قوم کی ترقی کے واسطے صرف کر دیتے ہین اور حتی الامکان سوسائٹی کی خرابی کو رفع اور تکلیف کو دور کرنے مین سعی کرتے ہین - فیاضی دل سے تعلق رکھتی ہے نہ کہ ہاتھون سے تقسیم مال و دولت صرف دلی جوہر کے اظہار کا ایک طریقہ ہے - ممکن ہے کہ کوئی شخص جو ذرا بھی دولت مند نہ ہو اور کسی کو کچھ بھی نہ دیتا ہو یا نہ دے سکتا ہو فیاض ہو - دیکھنا یہ ہے کہ کسی اور کے ساتھ کسی طرح کی بھلائی کرنے مین یا اوس کو کسی قسم کی خوشی پہونچانے مین وہ کچھ کرتا ہے یا نہین - فیاضی وہی خواہی خلایق ایک طبعی خصلت ہے - جس کا مقتضے یہ ہے کہ انسان اورون کی محبت - ہمدردی و مدد پر بلا تکلف مائل ہوتا ہے اور محتاجون کی معاونت کرتا ہے۔

ہمدردی پیدا کرنیکا طریقہ

دوسرون کے ساتھ ہمدردی پیدا کرنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ انسان یہ سوچے کہ اگر ہم اس کی جگہ اس حالت مین ہوتے تو ہم پر کیا گزرتی۔ اور پھر یہ خیال کرے کہ انقلابات زمانہ کے آگے اس حالت مین گرفتار کر دینا نہ مشکل ہے نہ بعید۔ زمانہ کو نہ بگاڑتے دیر لگے نہ بناتے۔ پھر شاید ہمین بھی کبھی ایسی ہی نازک حالت مین کسی کی مدد کی ضرورت ہو۔

ہمدردی کا اثر

ہمدردی ایک برقی قوت ہے کہ دلون مین دوڑی ہوئی ہے اور توی سے نکل کر کمزور تک پہونچتی ہے باہمی ہمدردی سے نہ صرف غم غلط ہوتے ہین بلکہ ٹوٹی ہوئی ہمتین پھر بندھ جاتی ہین۔ مہربانی آمیز کلمات اور ہمدردانہ الطاف دلون کو تقویت دیتے ہین۔ ہمدردی۔ ظلم۔ جہالت۔ مصیبت پر اپنا متبرک ہاتھ پھیلاتی ہے۔ اور اونکو کم کرنے اور تسکین دینے کی کوشش کرتی ہے۔

ہمدردی بنی نوع انسان کو افلاس اور نکبت سے نکال کر اون کی حالتون کو درست اور درجہ کو بلند اور قابلیتون کو مکمل کرتی ہے۔ ہمدردی تہذیب کو دور دور تک پھیلاتی ہے اور لوگون کو اُخوت اور یگانگت کا سبق پڑھاتی ہے۔ پس جن لوگون کو خدا نے دولت۔ مقدرت۔ علم۔ لیاقت۔ ہمت دی ہے۔ اون کا فرض ہے کہ وقت کا کچھ حصہ عوام کی بہی خواہی مین صرف کرین۔ جس قدر ہم کسی شخص سے محبت کرتے ہین اوسی قدر اوس کے رنج ہمارے رنج اور اوس کی خوشیان ہماری خوشیان ہو جاتی ہین۔ ہمسایون سے محبت۔ اور ابنائے جنس کی کارروائی اور معاونت۔ لوگون کی تکالیف اور مصیبت کو کم کرنے کی خواہش اور دنیا کو زیادہ خوش اور زیادہ بہتر حالت مین چھوڑنے کی آرزو نہ صرف دوسرون ہی کو آرام و راحت پہونچانے کا باعث ہوتی ہے بلکہ اپنی خوشی کی مقدار بھی دو چند بلکہ دہ چند کر دیتی ہے۔ اپنے سے کمزور یا ادنے درجہ کے آدمیون پر رحم نہ کرنا نہ صرف سنگ دلی ہے بلکہ خلافِ شان انسانیت ہے۔ اس کے علاوہ خطا وار۔ گنہگار پر رحم کرنا بھی ہمت و حوصلہ کا کام ہے۔ ہان یہ شرط ضرور ہے کہ اوس کی خطا

بخشنے سے نہ تو دوسرون کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو نہ اوس پر رحم کرنا انصاف کے خلاف ہو۔ ورنہ ایسے شخص پر رحم کرنا دوسرون پر ظلم کرنا ہے۔

جانورون سے بدسلوکی

انسان تو انسان جانورون سے بھی بدسلوکی خبث نفس اور سنگدلی کی علامت ہے۔ جو شخص بے زبان جانورون پر رحم نہ کرے ہرگز اوس کے دل مین رحم کا مادہ نہین۔ اگر وہ اپنے ابناے جنس کے ساتھ بُرے سلوک نہین کرتا تو گویا تو اوسے لوگون کی شکایت کا خوف ہے یا حاکم کے انصاف کا ڈر ہے۔ بے چارے بے زبان جانور بھی جان رکھتے ہین۔ ان کو بھی عقل حیوانی دی گئی ہے۔ خوف ان کے دل پر طاری ہوتا ہے۔ آرام و مہربانی سے خوش ہوتے ہین۔ تکلیف سے بھاگتے ہین۔ ڈر سے کانپتے ہین۔ محنت سے تھکتے ہین۔ بھوک پیاس مار پیٹ اور بدسلوکی سے متاذّی ہوتے ہین۔ واویلا کرتے ہین۔ غرض وہ بے حس نہین ہین پھر کس طرح اون پر ظلم روا رکھا جاے۔ اگر وہ انسان کی طرح نہین بولتے تو زبانِ حال سے اظہار کئے بغیر نہین رہتے۔ پس جو شخص یہ سمجھ سکتا ہے کہ جانورون مین حس موجود ہے اور پھر عمداً اُن کو تکلیف دیتا ہے سنگدلی نہین تو کیا ہے۔ اوسے صرف اس قدر خیال کر لینا چاہئے کہ اگر کوئی زبردست اسی طرح اوس کے ساتھ سلوک کرے اور مُنہ بند کر کے اُف بھی نہ کرنے دے تو اوس پر کیا گزرے گی۔

زیرِ پایت گر بدانی حالِ مور	ہمچو حالِ تست زیرِ پاے پیل

جانور بھی خدا نے پیدا کئے ہین نہ انسان نے۔ پس انسان کو کسی طرح حق نہین ہے کہ خدا کی مخلوق کو بلا وجہ آزار دے۔ اگرچہ انسان دنیا مین اشرف و افضل بنایا گیا ہے لیکن اوس کے حقوق غیر متناہی نہین ہین اور وہ اپنے اعمال کا جواب دہ بھی ہے۔ جانور ہماری خدمت کے لئے ہین مگر یہ فرض ہے کہ اون سے مناسب خدمت لی جاے اور طاقت سے زیادہ کام نہ لیا جائے۔ اور اون کے ساتھ بے پروائی یا بدسلوکی نہ کی جائے۔ یہ بھی فرض ہے کہ اون کی پرداخت اور نگہداشت پوری پوری طرح کرین۔ اون کو بھوکا نہ مارین۔ اون کے آرام کا

بھی خیال رکھین- افسوس ہے کہ کچھ تو دلون مین رحم کم ہے اور کچھ بے پروائی نے ان مظلومون پر اور ستم ڈھا رکھا ہے-

۴- دوستی

دوستی کے فوائد

اگرچہ ہمدردی- رحم- التفات ہر شخص کے ساتھ ہونا چاہیئے الا اگر خاص خاص اشخاص کے ساتھ خاص خاص روابط ہون اور دلی تعلقات زیادہ تر باہمی مودت واتحاد کا سبب ہون تو نا جائز نہین بلکہ مناسب ہے- کیونکہ دوست باہمی فوائد کو ترقی دینے مین ساعی اور ممد ہوتے ہین- انسان کو بمقتضاے فطرت کسی غمگسار ہمدرد- بے تکلف جلیس کی ضرورت ہے کہ مصیبت مین دل بہلانے والا ضرورت مین کام آنے والا- دقتون مین ہاتھ بٹانے والا ہو نیز عمدہ مشیر- صلاح کار اور ناصح ہو- بیکن کا قول ہے کہ" وفادار دوست عمدہ پناہ ہے اور جسے ایسا دوست مل گیا اوسے بیش بہا خزانہ مل گیا" للی کا قول ہے کہ" دوستی انسان کی زندگی کا جوہر ہے"، سچا دوست ایک قیمتی خزانہ سے زیادہ بہتر اور زیادہ بکار آمد ہے- لیکن افسوس ہے کہ فی زمانا روپیہ حاصل کرنے کے لئے تو بہت سی کھکیڑ اُٹھائی جاتی ہے لیکن کسی کو دوست بنانے کے لئے ذرا بھی تکلیف نہین اُٹھاتے- سقراط کا قول ہے کہ لوگ مکان- زمین- غلام- مویشی اور طرح طرح کی چیزین خریدنے مین بڑی احتیاط کرتے ہین اور جب کوئی اچھی چیز اون کے ہاتھ لگ جاتی ہے تو اوسکی حفاظت بھی بہت کرتے ہین لیکن دوست اگرچہ ان چیزون سے زیادہ خوشی بخشتا ہے لیکن چند ہی لوگ ہین کہ ایک مخلص دوست کی تلاش کرتے ہون- یا جب ایک اچھا دوست ملجاے تو اوس کی محبت اور ہمدردی کی قدر اور حفاظت کرین- ایک حقیقی دوست اپنے دوست کی حاجت برآری کی کوشش کرتا ہے اوس کی جان کی یہان تک حفاظت کرتا ہے کہ اگر دشمن اوس پر حملہ کرے تو اپنی جان لڑانے کو مستعد ہو جاتا ہے- خوش حالی کے زمانہ مین اوس کی صحبت لطف زندگی کو بڑھاتی اور بدحالی کے زمانہ مین مصائب گھٹاتی ہے- یہ کیسی حماقت

کی بات ہے کہ اس اُمید پر کہ تھوڑے سے اچھے پھل کھانے کو ملین گے لوگ زمین کو درست کرتے اور باغیچہ لگاتے ہین اور محبت کی زمین مین جو نہایت فائدہ بخش اور بہت زرخیز ہے اور جہان سے کہ عمدہ عمدہ پھل ملنے یقینی ہین کچھ بھی نہین بوتے

دوست کی راے

دُنیا کی سیر خوشی آرام راحت کے سامان دوستون کے بغیر بدمزہ معلوم ہوتے ہین اور معمولی دل چسپیان دوستون کے ساتھ نہایت دل خوش کن اور فرحت بخش ہوتی ہین۔ سب سے زیادہ قابل قدر دوستون کی صلاح ہے کیونکہ غیرون کو چونکہ پوری پوری ہمدردی نہین ہوتی اون کی راے یا تو سرسری ہوتی ہے یا کسی نہ کسی طرفداری پر مبنی ہوتی ہے۔ بیکن کہتا ہے کہ "اپنے معاملات مین کسی شخص کی اپنی صلاح اور دوست کی صلاح مین اتنا ہی فرق ہے جتنا کہ خوشامد اور آزادی مین ہے۔ کیونکہ انسان اپنے نفس کے دھوکہ مین بہت گرفتار ہوتا ہے اور اپنے نفسانی دھوکہ سے بچنے کا علاج دوست کی آزادی سے زیادہ نہین" دوست کی وفاداری۔ جان نثاری۔ مدد کی مثالون سے تاریخ کے صفحے بھرے پڑے ہین۔ دوستانہ ہمدردی۔ اُلوالعزمی۔ شرافت۔ دلیری کا نشان ہے۔ بہت سے کام انسان اپنے واسطے نہین کرسکتا مثلاً اپنے اوصاف یا قابلیتون کی ستایش۔ لیکن دوست اسے شہرت دیتے ہین۔ یا مثلاً نامکمل کام اور بعض تمنائین جو موت پوری نہین کرنے دیتی دوست ہمارے موافق اُنھین پورا کر دیتے ہین۔

دوستون کی نکتہ چینی

سچے دوست خوشامد نہین کرتے بلکہ عیوب پر ملامت کرتے ہین وہ جس طرح دوست کے محاسنِ اخلاق کو دنیا مین شہرت دیتے ہین۔ اسی طرح اوس کے عیوب کو اوس کے سامنے بیان کرتے ہین۔ اور پوری نکتہ چینی سے کام لیتے ہین مگر اس کا مطلب اصلاح اور دوست کی بہی خواہی ہوتا ہے تاکہ وہ اورون کی نظرون مین حقیر نہ ہو۔ اور اوس کا دامن کمال داغِ عیوب سے پاک وصاف نظر آئے۔ ایسے دوستون سے کہ صرف تعریفین ہی کرین دشمن بہتر کہ اون کی

نکتہ چینی سے ہوشمند سبق حاصل کر لیتے ہین۔

از صحبت دوستے برنجم ... کاخلاق بدم حسن نماید
عیبم ہنر و صواب بیند ... خارم گل و یاسمن نماید
کو دشمن شوخ چشم بیباک ... تا عیب مرا بمن نماید

غلط فہمی

اگر کبھی کسی دوست سے کوئی غلط فہمی ہو جاے تو اوسے عیب نہ خیال کرنا چاہئے بلکہ سمجھ لو کہ اوس نے اپنی راے کے موافق بہتر خیال کیا ہے۔ انسان مختلف الطبائع اور مختلف الآرا ہین اور اس سبب سے کبھی کسی خاص امر پر اختلاف ہونا کسی خفیف شکر رنجی کے باعث ملال و شکایت پیدا ہونی ممکن ہے مگر اوسے دل مین جگہ دیکر دوست کی خوبیون کو برباد نہ کرنا زیبا نہین۔ اور جلدی سے لڑ جھگڑ کر رشتۂ مودت توڑنا نامناسب ہے۔ بلکہ طبیعت کو روکنا اور دوسرے وقت جب جوش کم ہو جاے غور و انصاف کرنا لازم ہے تاکہ اصل حقیقت معلوم ہو جاے اور شتاب زدگی کی پشیمانی نہ اوٹھانی پڑے۔

سچے اور جھوٹے دوست

سچے اور وفادار دوست دنیا مین بہت مشکل سے ملتے ہین اور بہت کم ہوتے ہین۔ اگر ایک دوست بھی ملجاے تو غنیمت ہے۔ دوستون کے انتخاب مین اون کی عمدہ خوبیون اور ذاتی جوہرون اور وفاداری کا لحاظ رکھنا بہت ضرور ہے۔ برا دوست ہونے سے نہ ہونا بہتر ہے۔ جھوٹی دوستی کا دعوی کرنیوالے یا کسی لالچ یا ذاتی فائدہ یا زمانۂ عیش مین لطف اوٹھانے کی خاطر بہت سے لوگ دوستی کا دم بھرنے لگتے ہین۔ لیکن یہ بدترین مصاحب اور بدتر از دشمن ہین۔ کیونکہ دوستی کے پردہ مین لوٹتے اور خراب کرتے ہین۔ جو شاید دشمن بھی نہ کرے ایسون سے وفاداری کی اُمید محض نافہمی ہے۔ ایسے لوگ زمانہ کی ہوا بدلتے ہی تتر بتر ہو جاتے ہین۔ اور پھر بات بھی نہین پوچھتے۔ مصیبت اور ضرورت کے وقت دوستی کے امتحان مین پورے اُترنے والے اور جان و مال سے مدد کرنے والے حقیقی دوست ہین۔ اقبال مندی کے زمانہ مین تو اپنے بیگانے سب ہی یگانگت

اور محبت جتایا کرتے ہین۔

جھوٹے دوستوں کے نقصانات

بعض اوقات ایسے خراب اور واہی مصاحبون کی جماعت ہی بربادی کا سبب ہوتی ہے کیونکہ یہ دوستی کے پردہ مین بیخ کنی کرتے ہین۔ فضول لہو و لعب و ناشائستہ افعال مین پھنساتے ہین۔ غرض کل امور جن سے سچا دوست متنبہ کرتا ہے یہ جھوٹے دعویداران کی طرف راغب کرتے ہین۔ ان کی صحبت اخلاق کے حق مین زہر۔ ترقی اور اکتساب کمال کے حق مین روک۔ ان کی بے حیا خوشامد اور دھوکہ بازی بربادی کا باعث ہوتی ہے۔ لہذا کسی شخص کو بغیر سوچے سمجھے دل مین دوستی کی جگہ نہ دینی چاہیے خصوصاً جاہل و بد وضع اشخاص سے تو کمال درجہ پرہیز کرنا لازم ہے۔

برے دوستوں کا اثر خراب کرتا ہے

انسان کی طبیعت کا خاصہ یہ ہے کہ وہ بے تکلفی اور قیود تہذیب سے آزادی پسند کرتا ہے۔ اور اس مین دوستون کے اوضاع و اطوار کے چربے اُتارنے اور اون کی اخلاق سے متاثر ہونے کا بھی بہت مادہ ہے۔ پس آوارہ مزاج شخصون سے ملنے مین ڈر یہ ہے کہ کہین اون کے رذیل خصائل اپنی طبیعت مین نہ اثر کر جایئن۔ نوجوانون کو خصوصیت سے یہ احتیاط رکھنی چاہیے کہ جن لوگون کے اوضاع و اطوار شرفا و فضلا کے نزدیک ناشایستہ ہون اون سے پرہیز کریں کیونکہ آیندہ طبیعت نہ صرف اون کی بعض عادات اختیار کر لیتی ہے بلکہ تمام حرکات و سکنات افعال و اقوال خیالات کل اُسی رنگ مین رنگے جاتے ہین۔

اوّل اوّل تو ایسا ہوتا ہے کہ افعال شنیعہ مکروہ معلوم ہوتے ہین اور طبیعت اون سے اجتناب کرتی ہے لیکن پھر اوس کا دیکھنا گوارا ہو جاتا ہی ارتکاب کی کراہت زائل ہو جاتی اور رفتہ رفتہ خود اوسی مین گرفتار ہو جاتی ہے غرض۔ اوباش اور بازاری آدمیون کی صحبت انسان کے رویہ پر بہت بڑا اثر ڈالتی ہے اور اوس کو اپنے رنگ مین رنگ کر اوس کی شرافت۔ صداقت

اور مردانگی کا جوہر کھو دیتی ہے اور وہی خراب اور تباہ کن جذبات جو اوس سوسائٹی مین عام طور پر پھیلے ہوئے تھے اِس شخص کی طبیعت مین بھی جاگزین ہو جاتے ہین - دل مین تنگی اور سیاہی پیدا ہو جاتی ہے - اخلاقی حالت کمزور ہو جاتی ہے اور اوس مین اولوالعزمی اور جرأت باقی نہین رہتی اِس کے برخلاف ایسے لوگون کی صحبت جو اپنے سے زیادہ عاقل فہیم - عالم - تجربہ کار ہین - ضرور تقویت پہونچاتی اور فائدہ بخشتی ہے - وہ خود ہمارے علم کو زیادہ کرتے ہین اور اون کی باتین سن سن کر ہم اپنی غلط رایون کی تصحیح کرتے ہین - مشاہدہ اور تجربہ کے میدان مین جب انسان اپنے سے زیادہ تجربہ کار اور عالم شخص کو دیکھتا ہے تو اون کی راحت و تکلیف کے ہر واقعہ سے اوس کو سبق ملتا ہے - غرض دانا اور عالم آدمی کی صحبت رویہ پر بہت اچھا اثر ڈالتی ہے - انسان کے ارادون کو بلند اور نظر کو وسیع کرتی اور دل کو ناگوار خیالات کے بوجھ سے ہلکا کرتی ہے عقل و فراست کو جلا دیتی ذکاوت اور علم مین ترقی ہوتی اچھی اور نیک رائین قائم ہوتی ہین -

لایق دوستون کا اثر لایق بناتا ہے

مختلف انسانون کے طبائع اور خصائل معلوم کرنے سے زیادہ مفید کوئی سائنس نہین - آدمی کی شناخت مشکل کام ہے لیکن جب ملکہ پیدا ہو جائے تو اس سے یہ سہولت پیدا ہوتی ہے کہ جو شخص جس قدر بھروسہ کرنے کے لائق ہو اوسی قدر اوس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے - بعض اشخاص کسی خاص کام کی خوب مہارت اور قابلیت رکھتے ہین اون سے وہی کام لینا زیادہ مناسب ہوتا ہے اگر بے سوچے سمجھے ہر امر مین اون پر بھروسہ کر لیا جائے تو نقصان اُٹھانا پڑتا ہے اور یہ اون کا قصور نہین بلکہ اپنا قصور ہے کہ اون کی قابلیت کو اچھی طرح نہ جانچا کہ کس کام آسکتی ہین -

مردم شناسی کی ضرورت

۵ - سخاوت

سخاوت کی تعریف

سخاوت کی تعریف یہ کی گئی ہے کہ جس قدر ضرورت ہے اُتنا ہی اون

لوگون کو دیا جائے جو اِس خیرات کے مستحق ہون۔ کیونکہ اگر غیر مستحقین کو دیا جائیگا
تو وہ سخاوت کی حد سے خارج ہوگا۔ یہ بھی سخاوت نہین ہے کہ اپنی استطاعت
یا دوسرے کی ضرورت سے زیادہ دے بلکہ جس طرح ہر کام مین طریقۂ اعتدال
ملحوظ رکھنے کی ضرورت ہے اسی طرح خیرات بھی اوسی وقت تک مستحسن ہے کہ
عدالت کے خلاف نہ ہو۔ نفس مین جب سخاوت کا یہ ملکہ پیدا ہو جاتا ہے کہ اوس کو
حاجتمندون کی مدد کرنے مین تامل نہین ہوتا تو بہت سی خوبیان انسان مین
پیدا ہو جاتی ہین مثلاً کرم۔ ایثار۔ عفو۔ مروت۔ نیل۔ مواسات۔ سماحت۔
مسامحت۔

کرم کرم یہ ہے کہ رفاہ عام کے کامون مین جن کا نفع عام ہو یا جن سے ملک و
قوم کے بہت سے افراد مستفید ہو سکتے ہون بہت سا روپیہ صرف کرنا بھی
گران نہ گذرے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اِس کام مین مدد دینا اقتضاء مصلحت ہو
ورنہ ایسے کامون مین چندے دینا جو پبلک کے نفع یا فائدہ کی غرض سے نہین
ہین کرم نہین ہے۔

ایثار ایثار زیادہ دشوار اور بہت فیاضی کا کام ہے کہ جس چیز کی اپنے تئین
حاجت ہے اگر دوسرے شخص کو بھی اس کی ضرورت ہے تو اوس کو دیدے
اور خود استعمال نہ کرے۔ مگر اس مین یہ دیکھ لینا ضرور ہے کہ دوسرے شخص
کی حاجت اتنی شدید ہو کہ وہ اوسے پورا نہ کرسکتا ہو ورنہ اپنی حاجت بند کرکے
صاحب استطاعت کو دینا ایثار نہین ہے۔

عفو عفو۔ وہ شریف ملکہ ہے کہ جس شخص سے کوئی رنج یا نقصان یا بدی پہونچی
ہو اور اوس پر اتنی قدرت حاصل ہو کہ اوسے سزا دے سکین یا اوس کا بدلہ
لے سکین لیکن معاف کردین اور طبیعت کو یہ ملال نہ ہو کہ کیون اِس سے
بدلہ نہ لیا۔

مروت مروّت۔ دوسرون کا کام کرنے یا اون کو کوئی فائدہ پہونچانے کی

رغبت کا نام ہے کہ جس قدر اپنے امکان مین ہے اُتنا نہ کرے تو طبیعت کو ملال ہو۔

نیل — **نیل**۔ نفس پر قدرت حاصل کرنا ہے کہ اوس کو افعال پسندیدہ اور خصائل نیک کی طرف نہ صرف توجہ ہو بلکہ اوس پر عمل بھی کرے۔

مواسات — یارون۔ دوستون۔ رشتہ دارون کو معیشت مین اپنے ساتھ شریک کرنا اور مستحقون کو قوت و مال سے مدد دینا **مواسات** کہلاتا ہے۔

سماحت — **سماحت**۔ بخشش کرنا ہے کہ جو چیز کسی کو دینی اور بخشنی واجب نہین ہے اور قانوناً اور شرعاً ہماری ملک اور ہمارا حق ہے وہ بخوشی دوسرون کو دیدین۔

مسامحت — **مسامحت**۔ کسی شخص سے کوئی چیز لینے یا نہ لینے کا اختیار حاصل ہو لیکن نہ لین اور اوسی کو بخشدین۔

دوسرون کو دینے کے اقسام — دوسرون کو کچھ دینا تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک تو زکوٰۃ۔ صدقہ۔ نذر۔ یعنی حکم الٰہی اور قانونِ شریعت کے بموجب دینا۔ دوسرے بطریق انعام واکرام وایثار۔ جیسے ہدیہ و تحفہ دینا۔ تیسرے کسی فائدہ یا نفع کے حاصل کرنے یا کسی نقصان کے روکنے کے لئے دینا۔ تیسری شق تو خیرات سے خارج ہے۔ البتہ اوّل کی دو سخاوت و خیرات کی مد مین آسکتی ہین۔ بشرطیکہ دائرۂ اعتدال سے خارج نہ ہون۔ اور مستحقین کو دی جائین۔

زکوٰۃ و صدقہ کی شرائط — زکوٰۃ و صدقہ احکام شریعت سے تعلق رکھتے ہین۔ اور ان کے لئے یہ شرط ہے کہ جو کچھ دے بہ طیب خاطر دے اور نہ بظاہر نہ دل مین یہ ملال پیدا ہو کہ کیون دیا۔ اگر برضا و رغبت نہ دیا جائے تو ایسا دینا کچھ کام نہین دے سکتا۔ دوم یہ کہ خیرات خاص اللہ کے واسطے ہو اور اپنی ذاتی کوئی غرض اوس مین نہ ہو۔ سوم۔ مستحقین اور ایسے لوگون کو دیا جاے جو واقعی محتاج ہون۔ چہارم جو کچھ دے حتی الامکان پوشیدہ دے پنجم جو کچھ دینا ہو اوس مین بے وجہ دیر اور تامل نہ کرے تاکہ الم انتظار خیرات کی لذت کو نہ کھودے۔

سخاوت کے لئے ضرور ہے کہ انسان اپنی خواہشون کو روکے۔

دوسرون کو دینے اور اپنے مال سے دوسرون کی مدد کرنے کی قوت اوس شخص کو حاصل ہوسکتی ہے۔ جو اپنی آمدنی کو کفایت شعاری سے خرچ کرے اور اوس کا ایک حصہ ابنا‌ے جنس کی خاطر صرف کرسکے۔ شفاخانہ۔ مدارس محتاج خانہ۔ یتیم خانہ۔ نہرین۔ کنوئین۔ سرائین۔ پل وغیرہ ایسے بزرگ قائم کرتے ہین جن کے دل مین انسان کی ہمدردی کا اس قدر مادہ ہوتا ہے کہ وہ اون کے واسطے اپنی نفسانی خواہشون کو روک سکتے ہین اور اپنا روپیہ فضول برباد نہین کرتے۔ بلکہ غریبون حاجتمندون کو اپنے حال مین شریک کرتے ہین اور خیرات کے کامون مین خود اون کو بھی ایسی ہی خوشی ہوتی ہے جیسی کہ اوس شخص کو جس کی وہ مدد کرتے ہین۔ بہ لحاظ تمدن ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ دوسرے انسانون کی مدد کرے اور دوسرون کی مصیبت کے کم کرنے مین حصہ لے تاکہ کل سوسائٹی مین فلاح اور بہبودی قائم رہے۔ یہ لازم نہین ہے کہ دولت مند آدمی ہی دوسرون کا ہاتھ بٹائین بلکہ ہر شخص کو اپنی استطاعت کے بموجب خیراتی کامون مین حصہ لینا چاہیے لیکن جس طرح ذاتی کامون مین روپیہ خرچ کرنے کے لئے ضرورت اور عاقبت اندیشی کی حاجت ہے۔

سخاوت کا غلط طریقہ

اسی طرح خیراتی امور مین بھی روپیہ صرف کرنا توجہ کا محتاج ہے۔ اگر بے سوچے سمجھے روپیہ دیدیا جاے تو ممکن ہے کہ بنی نوع انسان کو نفع پہونچانے کی بجاے وہ نقصان پہونچاے اور بجاے راحت اور مدد کے انسان کیلئے تکلیف اور مصیبت کا باعث ہو۔ غیر مستحقین کو روپیہ دینا سخاوت نہین ہے اور ایسی خیرات محسن الیہ مین سے خود داری۔ عزت۔ اور محنت اور خود اعتمادی کی عادت کو کھو دیتی ہے اور اوس مین پرہیزگاری۔ دیانت داری نہین قائم رہتی۔ ایسی خیرات جیسی کہ آج کل رائج ہے غریبون کا علاج نہین بلکہ اون کے حق مین مضر ہے کیونکہ اون کو دوسرے کے مال پر زندگی بسر کرنے اور بھیگ مانگنے کی عادت پڑجاتی ہے اور جس قدر کسب معاش وہ کرسکتے ہین وہ بھی نہین کرتے

اس طرح سوسائٹی مین ایک کثیر جماعت مفت خوارون کی پیدا ہو جاتی ہے اور جب اون لوگون کو بلا محنت و مشقت ملتا ہے تو باوجود محنت کرسکنے اور اپنی قوت بازو سے پیدا کرنے کی قدرت کے وہ بھیک مانگنے لگتی ہین۔ بلکہ ایسے ہٹے کٹے فقیرون کو جب کسی کام کرنے کے لئے کہا جاے تو وہ صاف انکار کر دیتے ہین۔ اس طرح ایسے لوگ جو ہر طرح کام کر کے کھانے کی قوت رکھتے ہین خوب پیدا کر لیتے ہین اور جو واقعی محتاج ہین اور جو دوسرون کے آگے ہاتھ پھیلانا یا کسی سے طلب کرنا عار سمجھتے ہین بلا مدد و استعانت رہ جاتے ہین۔ جو خیرات اِس طرح تقسیم کی جاے کہ جو سامنے آگیا اوس کو دیدیا۔ وہ خیرات نہین روپیہ کا برباد کرنا ہے اور ایسا دینے والا بالکل بھی ہمدرد انسان نہین ہے سچے ہمدرد وہ ہین جو دنیا مین سے مصیبت۔ تکلیف۔ احتیاج کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہین اور دوسرون کو اس قابل بناتے ہین کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے کے لایق ہو جائین۔ ہزارون فقیرون کو کھانا کھلانے سے یہ بہتر ہے کہ ایک تعلیم گاہ۔ ایک صنعتی مدرسہ۔ ایک کارخانہ مین وظیفہ یا چندہ دیا جاے۔ اور فقیرون کو پیسے بانٹنے کی جگہ یہ مناسب ہے کہ ایسے غربار کے لئے جنھین کام نہین ملتا کوئی کام جاری کر کے شام کو انھین مزدوری دی جائے۔ لوگون مین علم و فن کی ترقی دینا اور اون کی تمدنی حالت کو درست کرنا سب سے بہتر خیرات ہے۔ کیونکہ اس سے لوگون مین خود اپنی مدد کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ اور اون کی حالت ترقی کرتی جاتی ہے۔

خیرات کا صحیح طریقہ

دوسرون کی مدد کما حقہٗ کرنے کے لئے اعلیٰ درجہ کی دل سوزی۔ دانشمندی اور دور بینی کی ضرورت ہے۔ کسی کا بوجھ اپنے سر دھر لینا اوس کی اچھی طرح مدد کرنا نہین ہے بلکہ اوس کو اس قابل بنانا کہ خود اپنا بوجھ سنبھال سکے اور اوس مین اتنی ہمت و جرأت و قابلیت پیدا کرنا کہ آیندہ زندگی کی کھکیڑ اُٹھا سکے اصلی مدد کرنا ہے۔ کسی شخص کو روپیہ دینے کی نسبت ڈھارس دینا اور

اوس کی ہمت بندھانا زیادہ مشکل اور زیادہ مفید ہے۔ وقت اور محنت دولت سے زیادہ قیمتی ہین پس غریب ابنائے جنس کی بہی خواہی کی خاطر تھوڑا وقت صرف کرنا اور اون کی عام حالت کی درستی کی کوشش کرنا بھی خیرات اور فیاضی مین داخل ہے۔ اس سے یہ مراد نہین ہے کہ صاحبانِ مقدرت روپیہ سے مدد نہ کرین بلکہ یہ مراد ہے کہ خیرات کا جو طریقہ آج کل مروّج ہے یہ بجائے مفید ہونے کے مضر ہے۔ کہ اس نے کاہل اور مفت خوار بھکاریون کا ایک گروہ پیدا کر دیا ہے جو باوجود محنت پر قدرت حاصل ہونے کے بھی مزدوری نہین کرتے۔ اور اون غریبون کی حق تلفی کرتے ہین جو واقعی معذور ہین۔ انسان کے خصائل مین فطرتاً یہ بات پیدا کی گئی ہے کہ جب اُسے مفت اور بے مشقت ملنے لگے تو ذرا سے کام سے بھی جی چرانے لگتا ہے لہذا خیرات کے جوش مین اوس کی محنت اور اپنے اوپر بھروسہ کرنے کی قوت کو برباد کر دینا اوس کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔ اِس لئے بجائے اِس کے کہ کسی کو روٹی دی جائے اوسے روٹی کمانے کے طریقہ پر لگانا چاہئے۔ اور اس طرح مدد کرنی چاہئے کہ وہ خود اپنی مدد کرنے کے قابل ہو جائے مثلاً یتیمون اور لاوارثون کی تعلیم کے لئے مدرسہ مین مفلسون کی خاطر صنعت گاہون مین غریب بیوہ عورتون کے لئے اون کے اکتساب معاش کے ذرایع مین معذورون کے لئے محتاج خانون مین روپیہ سے مدد دینا خیرات کا اصل منشاء پورا کرنا ہی لیکن پیشہ ور فقیرون کو دیکر ملک مین مفت خوارون کی تعداد بڑھانا روپیہ کو برباد اور ملک کو خراب کرنا ہے۔ لفظ خیرات کے معنی کی اس غلط فہمی نے ملک مین آوارہ گرد اور کاہل فقیرون کی تعداد بہت بڑھا دی ہے۔

باب چہارم

آداب معاشرت

آداب معیشت کی تفصیل

شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کہ آداب معیشت حکمت کا ایک شعبہ ہے اس مین یہ بیان ہے کہ تمدن اور منزل کی جو تدابیر تجربہ سے صحیح ثابت ہون اور جو نفع سے قریب اور ضرر سے بعید ہون وہ اختیار کی جائین۔ جو لوگ کامل الخلقت اور صحیح العقل ہین یا الہام ربانی سے مستفیض ہوتے ہین اون کے اخلاق کو دیکھا جاے اور اوس کے بموجب قواعد مستنبط کئے جائین یہ بھی دیکھا جاے کہ جو آداب مقرر کئے جاتے ہین یہ حسن معاشرت اور لطف مشارکت مین مدد دین گے۔ اور ایسے مقاصد ملحوظ رکھے جائین جو راے کلی سے پیدا ہون۔ یعنی اون کی تحریک حیوانات کی طرح کسی طبعی خواہش یا جوش کے پورا کرنے کے لئے نہ ہوئی ہو بلکہ اون مین ایسی منفعت بھی ہو جس کا اثر عام طور پر پھیلتا ہو۔ معاشرت کے اہم مسائل یہ ہین۔ کھانے پینے کے آداب۔ لوگون سے ملنے جلنے۔ بات چیت کرنے۔ چلنے پھرنے۔ نشست و برخاست کے طریقے۔ سفر کرنا۔ لباس۔ مکان وغیرہ۔ نکاح۔ ولیمہ۔ ولادت پر اظہار خوشی۔ مصائب و رنج کا اظہار۔ مریضون کی عیادت۔ مجلسون اور عام لوگون کے جمع ہونے کی جگہ مین لوگون کو مدعو کرنا اور اون سے ملنا۔ لوگون کے گروہون مین ان امور کے متعلق خاص خاص رسم و رواج مقرر ہو جاتے ہین جو بجاے قاعدہ اور ضابطہ کے خیال کئے جاتے ہین۔ یہ ضوابط عام پسندیدگی کے لحاظ سے مقرر ہوتے ہین یعنی جن امور کو سب لوگ مستحسن خیال کرتے ہین اون پر کاربند ہوتے ہین۔ اور دوسرون کے سامنے خواہ بہ تکلف ہوان قواعد

کی پابندی ضروری خیال کی جاتی ہے۔ تاکہ کوئی فعل ایسا سرزد نہ ہو جو دوسرون کو ناپسند ہو اور اون کی بیدگی خاطر یا انقباض کا سبب ہو اسی کا نام تہذیب ہے۔ اور جو لوگ اس کی سختی سے پابندی کرتے ہین وہ مہذب اور شائستہ کہلاتے ہین۔ یہہ آداب ہر قوم کے جدا جدا ہوتے ہین اور ہر فرقہ کے لوگ اپنے ہان کے قواعد کو مہذب خیال کرتے ہین اگرچہ دوسری اقوام اوسے ناپسندیدگی کی نظر سے نہ دیکھین۔ اس واسطے آداب معاشرت کا کوئی ایسا جامع طریقہ مقرر نہین کیا جا سکتا جو تمام بنی نوع انسان کے لئے یکسان ہو۔ آداب معاشرت کی خوبیان زیادہ تر اعتباری ہوتی ہین لیکن تمدن مین حسن او شائستگی قائم رکھنے کے لئے اس اعتبار کو قائم رکھنا بلکہ ترقی دینا ضرور ہے۔ اور قومیت و اخوت کے خیال کو زیادہ مستحکم رکھنے کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ ہر فرقہ اپنے ہان کے آداب کی پیروی کرے۔ آداب معاشرت مین گفتگو اور لباس کا بیان کسی قدر وضاحت سے کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

تہذیب

۱۔ گفتگو

گفتگو کے نتائج

گفتگو اپنے خیالات ظاہر کرنے اور دوسرے شخص کے خیالات اخذ کرنیکا ذریعہ ہے۔ گفتگو خوشی۔ تسکین اور اطمینان بخشتی ہے اور وہ غصہ رنج اور فساد پیدا کرتی ہے۔ عقلمند۔ نیک مزاج اور بھلا مانس یا بیوقوف جاہل اور کور باطن ثابت کرتی ہے۔ گفتگو لوگون کی نظرون مین عزت وقعت اور ہیبت قائم کرتی ہے اور وہی بے عزت ذلیل رسوا اور خوار کر دیتی ہے۔ کبھی ترقی اور حصول مطالب کا سبب ہوتی ہے اور کبھی تنزل اور ناکامی کا باعث۔

زبان کے کام

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب احیاء العلوم مین زبان اور اوس کی آفات کا مفصل ذکر لکھا ہے۔ اور خاموشی کے بہت فضائل بیان فرمائے ہین کل تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ زبان اگرچہ چھوٹا سا گوشت کا ٹکڑا ہے لیکن نعمت الٰہی اور عجیب وغریب صنعت کا نمونہ ہے۔ زبان سے ایک طرف تو اتحاد۔

کفر وگناہ کبیرہ کا اظہار ہوتا ہے اور دوسری طرف عبودیت اطاعت۔ اور حق کی شہادت ظاہر ہوتی ہے۔ زبان ایسی چیز ہے کہ تمام چیزین جو انسان کے علم مین ہین خواہ وہ معدوم ہون یا موجود یا اون کی ہیئت وحالت حقیقت واصیت کچھ ہی ہو زبان پر آسکتی ہین۔ یہ خاصیت زبان کے ساتھ مخصوص ہے کہ وہ کائنات کی کل چیزون سے تعرض کرسکتی ہے اور ہرامر کو خواہ حق ہو یا باطل بیان کرسکتی ہے۔ آنکھ۔ کان۔ ناک صرف رنگ آواز اور بو ہی کو جان سکتی ہین لیکن زبان کا میدان اتنا وسیع ہے کہ کوئی چیز اوس سے باہر نہین۔ جس طرح خیر کے بولنے پر قادر ہے ویسے ہی شر کے بولنے پر بھی اور تمام اعضاء انسانی مین سب سے زیادہ نافرمان اور بہت جلدی خرابی مین پھنسانے والی زبان ہی ہے۔ کیونکہ انسان کو زبان ہلانے مین ذرا بار نہین معلوم ہوتا اور اس سبب سے لوگ اس کی حفاظت سے غافل ہین۔

بات کرنا

بات کرنے سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ ہمین کیا کہنا ہے اور اوس مطلب کے ادا کرنے کے لئے کون سے مناسب الفاظ ہین جو سامع کے عقل اور رتبہ کے موافق ہون اور اون مین کوئی کلمہ زائد۔ حشو۔ اور خلاف تہذیب نہ ہو۔ لوگ رات دن باتین کرتے ہین لیکن تھوڑے ہین جو بات کرنے کے فن سے واقف ہون۔ ضرور نہین ہے کہ بہت باتین کرنے والے آدمی اچھی باتین کرنے والے بھی ہو۔ بہت سے لوگ صرف اس لئے یکسان بکواس کئے جاتے ہین کہ اونکو اپنی زبان کو مصروف رکھنے کے لئے الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ایسی بہت سی باتین کہہ جاتے ہین جن سے آخر کو پچھتانا پڑتا ہے اور چاہتے ہین کہ کاش نہ کہتے اور یہ بے سوچی سمجھی باتین ایسی ایسی آفتین ڈھاتی ہین کہ ہزارون فتنہ اور نقصان بپا کردیتی ہین۔ بہت سے مفید مقصدون کو خاک مین ملادیتی ہین۔ ترقیون کو روک دیتی ہین اس لئے ضرور ہے کہ گفتگو کے اصول سے واقفیت ہو اور یہ معلوم ہو کہ کلام کے محاسن کیا کیا ہین۔ اور جہان تک ممکن ہو

ان اصول پر کاربند ہون تاکہ عادت زبان کو قابو مین رکھے۔

خاموشی

اوّل۔ سب سے پہلا گر یہی ہے کہ بہت سی باتین ہی نہ کرے زیادہ بکواس کرنا خفتِ عقل کی دلیل ہے جو لوگون کے دلون سے ہیبت و وقعت کو کھو دیتی ہے۔ سب کی سننی آسان ہے لیکن اپنی بات کہنی بہت مشکل ہے لوگ جو کچھ کہہ رہے ہین اوس کو خاموشی سے سُنے جاؤ اور اون کے دلی بھید ون اور راؤن پر غور کرو۔ لیکن اپنی رائے کے اظہار مین جلدی مت کرو۔ اور جب تک روئے سخن تمھاری طرف نہ ہو اگرچہ تمھارا ہی ذکر ہو بول اُٹھنا اور دخل درمعقولات کرنا نہ چاہئے۔ اور اگر کسی مجلس مین چند آدمیون کے بعد تمھارے گفتگو کرنے کا موقع آئے تو دوسرون پر اگرچہ اون کی رائے غلط ہو نکتہ چینی کرنا یا طعن کرنا مناسب نہین بلکہ جو کچھ تمھاری رائے اور تمھارا علم ہے اوس کو متانت و سنجیدگی سے ظاہر کرو۔ لوگ اتنے کسی بات سے نہین چڑتے جتنے کہ نکتہ چینی سے خصوصاً کسی فرقہ یا جماعت کے کسی فعل پر یا اوسکے کسی پیشہ پر نکتہ چینی کرنا اور سب کو بُرا کہنا بالکل خلاف مصلحت ہے۔ ایک شخص بہت سی باتین معاف کر دیتا ہے یا بھول جاتا ہے لیکن کوئی جماعت اپنے خلاف شان یا خلاف طبع امر کو نہین بھولتی اور کبھی نہین معاف کرتی۔ تلوار کے زخم بھر جاتے ہین لیکن زبان کے زخم نہین بھرتے۔ امام غزالیؒ کا قول ہے کہ "کلام چار قسم کے ہوتے ہین۔ ایک تو وہ کہ اون مین ضرر ہی ضرر ہو۔ دوسرے وہ کہ اون مین محض نفع ہی ہو۔ تیسرے وہ کہ ضرر و نفع دونون ہون۔ چوتھے وہ کہ نہ نفع ہو نہ ضرر۔ قسم اوّل سے تو سکوت لازم ہے۔ قسم سوم مین اگر ضرر نفع سے زیادہ ہو تو خاموشی لازم ہے۔ چوتھی قسم کے کلام مین وقت کا ضائع کرنا ہے اور یہ بھی بڑا نقصان ہے۔ پس قابل بولنے کے دوسری قسم ہی ہے اور اسی لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ صَمَتَ نَجَا"

سچ بولنا

دوم یہ کہ ہمیشہ سچ بولے - سچ کہنے والے کا اعتبار اور عزت قائم رہتی ہے اور کبھی کسی کے سامنے شرمانا نہین پڑتا - حتّٰی کہ اگر اپنے سے کوئی خطا بھی سرزد ہو تو اوس کا مردانہ وار اعتراف کرنا جھوٹ بولکر چھپانے سے بہتر ہے جھوٹ بولنے سے ایک گناہ دوچند ہو جاتا ہے ایک پہلی خطا اور دوسرا کذب - کذب ایک بے بنیاد عمارت ہے کہ کبھی نہ کبھی آ رہیگی - اور نہ صرف خود گر پڑیگی بلکہ جھوٹ بولنے والے کو بھی اپنے ساتھ خراب و برباد کریگی - جب جھوٹ کی قلعی کھل جاتی ہے تو جھوٹ بولنے والے لوگ ایسے بے اعتبار ہو جاتے ہین کہ اگر وہ کوئی سچ بات بھی کہین تو کوئی شخص یقین نہین کرتا اور اگر دیانتداری بھی کرین تو کوئی اعتماد نہین کرتا - باہمی معاملات اور دنیا کے کاروبار مین صداقت اور ایمانداری کی بہت ضرورت ہے اور اس سے ہی اہل معاملہ کی ساکھ بندھتی ہے اور اون کے کام کی شہرت و عزت ہوتی ہے - کذب ایک مذموم صفت ہے اور اوس کے ظاہر ہو جانے کے بہت سے طریقے ہین - بہت سے الفاظ ایسے ہین کہ بظاہر خلاف واقعہ نہین لیکن اون کا طرز ادا ایسا دھوکہ مین ڈالتا ہے کہ سامع کے دل مین غلط خیال پیدا ہوتا ہے - ایسے ہی مبالغہ بھی جھوٹ ہے - یا ایسے موقع پر خاموش رہنا جہان اصل بات کو ظاہر کرنا چاہیے جھوٹ بولنے کے برابر ہے - اسی طرح اشارہ یا کنایہ سے کوئی غلط خیال دوسرے کے دل مین پیدا کرنا دھوکہ دینا اور جھوٹ بولنا ہے - وعدہ کرکے پورا نہ کرنا - امید بندھا کر نا امید کرنا لوگون کو دھوکہ دینا ایسے صریح جھوٹ ہین کہ ان کی تشریح کی ضرورت نہین - جھوٹ بولنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان خدا سے بے خوف ہے اور لوگون سے ڈرتا ہے - جھوٹ بزدلی کی علامت ہی کیونکہ جھوٹ بولنے والے مین اتنی ہمت اور جرأت نہین ہوتی کہ صاف صاف سچ بات کو ظاہر کرے - اس واسطے وہ یہ کمینہ حرکت کرتا ہے کہ جھوٹ بولتا ہی - جھوٹ بولنے سے باہمی گفتگو کی خوبی اور فائدہ جاتا رہتا ہے اور جن لوگون مین

جھوٹ کی عادت زیادہ ہے اون کی سوسائٹی مین یگانگت اور ربط وضبط نہین ہوسکتا۔ کیونکہ جب باہم ایک دوسرے سے جھوٹ بولین اور دھوکہ دہی کرین تو گفتگو کا فائدہ مفقود ہوجائیگا اور لوگون کے دلون مین چونکہ اعتبار نہ رہے گا صداقت اور محبت بھی اُٹھ جائیگی اور بے اطمینانی پھیل جائیگی جس سے ذرا ذرا سے معمولی کام کرنے بھی مشکل اور پیچیدہ ہوجائین گے۔

صداقت کا اثر قوم پر

جو شخص اپنا ادا ے فرض کرتا ہے یا اپنا چال وچلن نیک رکھنا چاہتا ہے وہ ہمیشہ سچ بولتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے وہ کرتا ہے۔ اسی طرح صداقت قومیت کا شیرازہ ہے جس قوم مین سے صداقت جاتی رہے اوس مین سے قوت جاتی رہے گی نہ کسی قوم پر دروغ گوئی سے حکومت کی جا سکتی ہے نہ کسی گھر مین دروغ گوئی سے امن قائم رہ سکتا ہے۔

وعدہ پورا نہ کرنا

جھوٹی باتون مین سخت تر وعدہ کا پورا نہ کرنا ہے کیونکہ اِس سے دوسرے شخص کو اُمید بندھتی ہے اور اوس کو پھر نا اُمیدی کی سخت تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے۔ اور اکثر اوقات یہ نقصان بھی ہوتا ہے کہ جو کوئی اور تدبیر کام کے کرنے کی ممکن تھی وہ اِس کے وعدہ کرنے سے نہین کرتا اور جب دوسری تدابیر کا موقع نکل جاتا ہے اور وعدہ پورا نہین ہوتا تو وہ بے چارہ سخت نقصان اور مصیبت مین مبتلا ہوتا ہے۔ اِس سبب سے جھوٹا وعدہ کرنا شرعاً نفاق کی علامت بیان کیا گیا ہے اور ایفاے وعدہ کا صریح حکم دیا گیا ہے یا ایہا الذین اٰمنوا اوفوا بالعقود۔

سچ بولنا ہر شخص پر ہر حال مین فرض ہے۔

انسان کا یہ فرض نہین ہے کہ وہ سب لوگون کے ساتھ یکسان مہربانی سے پیش آئے۔ سب کی یکسان خبر لے۔ تمام لوگون کو یکسان فائدہ پہنچائے کیونکہ یہ انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ تمام زمانہ کی خبر رکھ سکے اور سب کے ساتھ یکسان فیاضی برتے قدرتاً اوس کو اپنے رشتہ دار اپنے دوست اپنے ہم وطن اپنے ہم مذہب زیادہ پیارے ہوتے ہین۔ اور وہ جتنی خدمت علی قدر مراتب

ان کی کرتا ہے اتنی دوسرے لوگون کی جو اوس سے کوئی تعلق نہین رکھتے نہین کرسکتا۔ لیکن انسان کا یہ فرض ہے کہ وہ ہر شخص کے ساتھ خواہ اپنا ہو یا غیر واقف ہو یا ناواقف۔ دوست ہو یا دشمن سچ بولے۔ کیونکہ دنیا مین اور تمام فرائض انسان کے مرتبہ کے مناسب ہوتے ہین۔ لیکن سچ بولنا ایسا فرض ہے کہ اوس مین کسی مرتبہ یا عہدہ یا حالت سے فرق نہین آتا۔ انسان کو دولتمند اور غریب افسر اور ماتحت سب کے ساتھ سچ بولنا چاہیئے بلکہ جو لوگ خود جھوٹ بولتے اور سچ سے نفرت کرتے ہین اون سے بھی سچ کہنا لازم ہے یہان تک کہ اون دشمنون سے بھی جو اوس سچ بات کو اوس کے خلاف استعمال کرین یا خود اوس سے کوئی نفع اوٹھائین سچ ہی کہنا چاہیئے۔ سچائی بلکہ ہر نیک کام کی محبت اس سبب سے ہونی چاہیئے کہ وہ سچ اور نیک ہے نہ اس سبب سے کہ اوس سے کسی خاص وقت مین کوئی مطلب نکلتا ہے جو شخص صرف مطلب نکالنے کے لئے سچ بولے وہ سچا نہین اور جو صرف کوئی نفع حاصل کرنے کے لئے نیک کام کرے سعید نہین بلکہ ریاکار ہے۔ انسان پر بعض وقت ایسا آتا ہے کہ وہ اپنی پاک محبت کو بھی جو اوسے اپنے کسی رشتہ دار سے ہو ظاہر نہین کرسکتا اور اگر ظاہر کرے تو خلاف مصلحت ہوتا ہے۔ لیکن کوئی وقت ایسا نہین آسکتا کہ وہ حق بات چھپائے کیونکہ صداقت کسی کی ملک نہین بلکہ انسان اوس کا شاہد اور امانت دار اور محافظ ہے۔ صداقت خدا کا نور ہے جو انسان کو عطا ہوا ہے اور ضرور ہے کہ وہ ہر وقت اور ہر حال مین چمکے۔

بحث و تکرار

۲۔ بحث و تکرار کرنا ہمیشہ خوفناک ثابت ہوا ہے اور نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اور غلط فہمی مین پڑے اور طبیعت مین ضد کا مادّہ بڑھا۔ اور اگر بحث و تکرار سے کسی بات کو قبول بھی کرالیا لیکن طرف ثانی جو پہلے دوست تھا اب دشمن ہوگیا تو کیا فائدہ ہاتھ آیا۔ اگر کسی امر پر بحث و حجت کرنے کی ضرورت بھی ہو تو بھی

نہایت نرم الفاظ مین اور اس طریقہ سے ہونی چاہئے کہ سامع کو یہ نہ معلوم ہو کہ
میرے ساتھ تکرار کرنا مقصود ہے بلکہ صلاح اور مصلحت کا طرز اختیار کیا جائے
کیونکہ حجت و تکرار ایسی بُری چیز ہے کہ اوّل تو لوگ مانتے ہی نہین اور اگر دل مین
تسلیم بھی کر لین تو علانیہ اپنی غلط فہمی کا اعتراف کرنے کو دل نہین چاہتا۔ اور
کج بحثی تک نوبت پہونچ جاتی ہے۔ لہذا جہان تک ممکن ہو اپنا مطلب صاف
اور مشرح الفاظ مین نہایت متانت اور تہذیب سے ادا کیا جائے۔ اور اگر
سامع کا دل قبول کر لے تو بحث کا نتیجہ حاصل ہو گیا اس سے زیادہ کی
امید فضول ہے۔

فحش ۴۔ فحش الفاظ زبان سے نکالنے خلاف تہذیب ہین بلکہ اگر کسی ایسے
بیان کی ضرورت پڑے جن کی اصطلاحین فحش ہین تو بھی اشارةً یا کنایتہً
ادا کرنا مناسب ہے چہ جائیکہ تکیہ کلام گالی یا کوئی خلاف تہذیب لفظ ہو۔
شرافت نسبی اس قدر قابلِ اعتبار نہین جس قدر افعال و اقوال کی پاکیزگی مین
شرافت ہے۔ جو لوگ اپنی زبان فحش سے آلودہ کرتے ہین وہ یہ ظاہر کرتے
ہین کہ اون کی طبیعت مین شرافت کا جوہر نہین ہے۔ فحش بکنے کی عادت اکثر
اوباش لوگون کی صحبت مین پڑ جاتی ہے اور اس کا مقصد یا سننے والے کو ایذا
پہونچانا ہوتا ہے یا مسخراپن کرنا اور یہ دونون قبیح ہین۔

سامع کی عقل کا اندازہ ۵۔ سامع کے اندازہ اور عقل کے موافق بات کہنی چاہیے اگر سامع نہ سمجھے
تو بات خواہ کیسی لطیف اور پُر مغز کیون نہ ہو کوئی فائدہ نہین دے سکتی۔
اسی طرح اگر لوگ متوجہ نہ ہون تو بات کہنا بیکار ہے۔

جواب دینا ۶۔ جواب ہمیشہ نرمی اور ملائمت سے دینا چاہیے اگر اپنی زبان سے کسی کو
دشمن بنایا تو اس سے بُرا کوئی کام نہین۔ لوگون کو سخت ناگوار معلوم ہوتا ہے
کہ اون کی تضحیک کی جائے اور خواہ کوئی شخص بے وقوف ہی کیون نہ ہو
وہ ہرگز پسند نہین کرتا کہ اوسے بے وقوف کہین یا اوس کی تحقیر کرین۔

اگر کوئی شخص اپنے تئین بے وقوف بنائے اور اپنے اوپر ہنسے تو بات ٹالنے اور اوسے شرمندہ کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ خود بھی اوس کی ہان مین ہان ملائے اور ہنسی مین شریک ہو اس سے نہ صرف اپنی دانشمندی ظاہر ہوتی ہے بلکہ وہ خود جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ اور اپنی خوش اخلاقی کا سکہ جم جاتا ہے۔ اور جب تم خود اپنے اوپر ہنسو تو کوئی تم پر نہین ہنسے گا۔

۷۔ اپنا بہت سا ذکر کرنا یا اپنے حالات بیان کرنے یا موافق یا مخالف بہت کچھ کہنا نہ چاہیئے بلکہ اپنی نسبت جو کچھ جتانا ہے وہ اقوال سے نہین بلکہ کردار سے ظاہر کرنا چاہیئے۔ ہان یہ دیکھو کہ اور لوگ تمہاری نسبت کیا کہتے اور کیا راے ظاہر کرتے ہین۔

۸۔ اپنا راز کسی سے نہین کہنا چاہیئے اگر تم خود اپنا راز پوشیدہ نہین رکھ سکتے تو دوسرے اوس کو کبھی نہین چھپائین گے۔ چینی فلاسفر کنفیوسیس کا قول ہے کہ عقلمند آدمی کی زبان اوس کے دل مین ہے اور بے وقوف آدمی کا دل اوس کی زبان مین ہے کہ جو کچھ اوس کے دل مین آتا ہے جھٹ سے کہدیتا ہے۔ جس طرح اپنا راز دوسرون سے کہنا نامناسب ہے اسی طرح دوسرون کا راز بھی لوگون سے کہنا نازیبا ہے خصوصاً ایسے دوستون کا راز جنہون نے غم۔ غصہ۔ رنج کی حالت مین کوئی بات اس طرح بے اختیار بیان کی ہو گویا وہ اپنے دل سے کہہ رہے ہین ایسے راز کی باتین جو اس اعتماد اور اعتبار سے بیان کی گئی ہون کہ ہمیشہ محفوظ رہین گی دوسرون سے کہنا دغابازی اور حماقت ہے۔

۹۔ اپنی راے کے وثوق مین بہت زور مت دو ممکن ہے کہ تم کو اپنی راے کے درست ہونے کا یقین کامل ہو لیکن تم غلطی پر ہو۔ حافظہ۔ کان۔ آنکھ۔ اکثر دھوکہ دیتے ہین۔ ایسی صورت مین جس قدر زیادہ وثوق سے زور دیا جاے اوسی قدر زیادہ شرمندگی اوٹھانی پڑتی ہے۔

مزاح
۱۰- مزاح - کسی شخص کو بنانا اوس کے ساتھ تمسخر اور ٹھٹھا اس طرح کرنا کہ اوسے بُرا معلوم ہو ایک مذموم صفت ہے - کیونکہ اوس سے دوسرون کو ایذا اور رنج پہونچتا ہے - اور گویا یہ اوس کی اہانت اور حقارت کرنی ہے - اور وہ بھی ایسی بُری طرح سے کہ سننے والون کو ہنسی آئے - اگر تمسخر کسی کے مُنہ کے سامنے ہو تو استہزاء ہے اور اگر پیٹ پیچھے ہو تو غیبت ہے اور دونون کا مقصد ایک ہی ہے -

غیبت
۱۱- غیبت - امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب احیاء العلوم مین اس کا بیان مفصل کیا ہے اوس بیان کا خلاصہ یہ ہے کہ " دوسرے کا ذکر کرنا تین طرح ہوتا ہے - غیبت - بہتان اور افک - غیبت کی تعریف یہ ہے کہ دوسرے کے واقعی عیوب کا اس طرح ذکر کرین کہ اگر وہ سنے تو بُرا جانے - بہتان یہ ہی کہ کسی پر جھوٹ الزام لگایا جاے اور جو عیوب اوس مین فی الحقیقت نہین ہین اوس سے منسوب کئے جائین - افک یہ ہے کہ جیسا دوسرون کو کہتے سنا بے تحقیق خود بھی ویسا ہی کہنے لگے - غیبت کے لئے یہ ضرور نہین کہ زبان سے صریح الفاظ مین کسی کے عیوب بیان کئے جائین یا اوس پر نکتہ چینی کیجاے بلکہ اشارۃً - کنایۃً اور رمز سے بھی کسی کے عیوب اس طرح ظاہر کرنے کہ دوسرے کی سمجھ مین آجائین غیبت ہے اور شرعاً یہ سب حرام اور ناجائز ہین "

عوام جو ایک دوسرے کی غیبت کرتے ہین اوس کے آٹھ سبب ہین :-

غیبت کے اسباب
۱- کینہ اور غضب - یعنی جب کسی پر غصّہ آئے تو اپنا جی ٹھنڈا کرنے کے لئے کسی پر نکتہ چینی کرے - اور عیوب بیان کرے تاکہ دوسرون کی نظرون مین اِس کی حقارت ہو -

۲- دوسرون کے خوش کرنے کو ان کی ہان میں ہان ملانا تاکہ وہ اس سے خوش ہون - اگرچہ بظاہر یہ ملنساری اور حسن معاشرت معلوم ہوتا ہے - لیکن دراصل کینہ اور عداوت کی آگ کو بھڑکاتا ہے -

۳- پیش بندی- جب کسی کی جانب سے یہ گمان ہو کہ وہ ہمارے عیوب بیان کرے گا- یا ہمین بدنام اور متہم کرے گا- تو انسان اس سے پہلے اس کے عیوب بیان کرنے اور لوگون کو اس کی طرف سے بدظن کر دینا شروع کر دیتا ہے تاکہ لوگ حریف کی بات باور نہ کرین اور وہ جب اس کی برائیان کرے تو خود اوس کو جھوٹا اور خطاوار سمجھین-

۴- کسی عیب سے اپنا بری ہونا ظاہر کرنا مقصد ہوتا ہے- تو دوسرون کے ویسے ہی عیوب ظاہر کرنے لگتا اور ان کو برا کہنا شروع کر دیتا ہے- تاکہ لوگ اس کو اس گناہ سے پاک سمجھنے لگین-

۵- فخر و مباہات- تاکہ دوسرون کو ناقص بتا کر اپنا کمال اور افضلیت ظاہر کرے-

۶- حسد- انسان جب دوسرے صاحب کمال کی عزت و حرمت ہوتے دیکھتا ہے تو اس کو ناگوار گزرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے نام کو بٹہ لگائے اس واسطے اس کے عیوب چن چن کر بیان کرتا پھرتا ہے- تاکہ لوگ بدظن ہو جائین-

۷- کھیل اور دل لگی کے طور پر- دوسرون کے حالات بیان کرنا اور وقت گزارنے کے لئے ان حکایات پر ہنسنا-

۸- دوسرے کی حقارت کرنے کے لئے اُسے بنانا خواہ اس کے مُنہ پر اسے بنانا اور اس طرح ذکر کرنا کہ اس کی برائی ثابت ہو- یا پیٹھ پیچھے حقارت آمیز الفاظ مین اس کا ذکر کرنا-

غیبت سے بچنے کا ذریعہ یہ ہے کہ اسباب غیبت کو دور کیا جائے- اور انسان یہ غور کرے کہ خود میرے نفس مین کیسے کیسے عیوب ہین پھر مین کس مُنہ سے دوسرے کو برا کہتا ہون- جیسے دوسرے کی عیب چینی مجھے بری معلوم ہوتی ہے ویسے ہی میری عیب چینی دوسرے کو بری معلوم ہوتی ہوگی- پھر خواہ مخواہ

کسی کو آزار دینا یا کسی کا راز فاش کر دینا اور بدنام کرنا ثواب نہین بلکہ شرعاً ناجائز اور قابلِ بازپُرس ہے۔ انسان کو خود اپنے نفس کی اصلاح کرنی چاہیے نہ کہ دوسرے کی عیب چینی کے پیچھے پڑے۔ طُوبیٰ لِمَن شَغَلَہٗ عَیبُہٗ عَن عُیُوبِ النَّاسِ۔ بعض عیوب تو ایسے ہوتے ہین جو انسان سے عادتاً یا احیاناً ظاہر ہوتے ہین۔ اور کم و بیش کُل انسان ان مین مبتلا ہین۔ کسی کو کسی پر نکتہ چینی کا حق نہین ہے۔ بعض جبلی مثلاً بدصورتی وغیرہ۔ ایسی باتون پر نام دھرنا گویا خالق پر نام دھرنا اور نعوذ باللہ اس کو بُرا کہنا ہے۔ کیونکہ خود وہ شخص جس کی اس طرح مذمت کی جا رہی ہے معذور ہے۔

کن حالتون مین غیبت جائز ہے

البتہ چھ وجوہ ایسے ہین جن کے سبب سے کسی کی غیبت جائز ہے:-

۱- ظلم کی دادرسی کے لئے مظلوم خود یا اس کی طرف سے کوئی اور حاکم اعلےٰ سے اس کی کیفیت بیان کرے۔ لیکن اس کے سوا کوئی غرض ہوگی تو وہ غیبت مین داخل ہے۔

۲- کسی شخص کی اصلاح کے لئے۔ اس کے اُستاد یا ماں باپ یا حاکم یا کسی ایسے شخص سے اس کا حال بیان کرنا جس کی نصیحت کا اس پر اثر ہوتا ہے لیکن اس سے مقصود اصلاح حال ہو۔ نہ نکتہ چینی۔ اگر یہ حال نیک نیتی سے نہ بیان کیا جائیگا تو غیبت ہوگا۔

۳- کسی مسئلہ مین حکم شرع یا قانون پوچھنا منظور ہے۔ اور اس پر بھی اولیٰ یہ ہے کہ بالکنایہ پوچھے۔ اور کسی کا نام نہ لے۔

۴- کسی نیک اور خوش اطوار شخص کو کسی بُرے آدمی کی شر سے بچانا مقصود ہو۔ مثلاً کوئی خوش معاملہ اور بھلا آدمی ایک بدمعاملہ جھوٹے فریبی شخص کی عادات سے ناواقف ہو اور اس سے معاملہ کرنا چاہے۔ جس مین اندیشہ ہے کہ یہ دھوکا کھائے گا۔ تو اسے آگاہ کرنے کا مضائقہ نہین۔ یا کوئی شخص ایک نیا نوکر رکھنا چاہتا ہے۔ اور اس کے عادات سے واقف نہین تو اس کی

شر سے آقا کو بچانے کے لئے اس کی کیفیت کہدینی جائز ہے۔ یا کوئی حاکم کسی گواہ کی نسبت دریافت کرے۔ یا کوئی شخص نکاح کرنے یا ودیعت رکھنے کے باب مین دریافت کرے۔ تو خیر خواہانہ مشورہ دینا لازم ہے۔ اور چونکہ نیک نیتی سے ایک شخص کو بچانا مقصود ہے۔ اِس کے سامنے کسی کی عادات اور حالات کا صحیح صحیح بیان کر دینا غیبت نہین ہے۔

۵۔ کوئی شخص نابینا یا بہرا ہے اور وہ اس ہی نام سے مشہور ہو جائے

۶۔ فاسق معلن۔ یعنی وہ شخص جو کسی عیب کو چھپا کر نہ کرتا ہو بلکہ علانیہ اوس کا ارتکاب کرے اور اوسے برا نہ جانے۔ مثلاً ایک شراب خوار کہ برابر مجلسون مین شراب پیئے۔ اور جلسون مین گلاس اُڑائے اور اسے داخل تہذیب سمجھے تو ایسے شخص کو شراب خوار کہنا جائز ہے لیکن اگر وہ کوئی برا فعل چھپا کر کرتا ہے تو پردہ پوشی لازم ہے"

غرض جہان تک ممکن ہو دوسرے شخص کی برائی کرنے سے بچنا چاہیے اِس سے دنیا مین انسان بے اعتبار اور دین مین گنہگار ہوتا ہے۔ چغلی کھانا اور دو رخی بات کہنا بھی خود قائل کی خباثت اور بدطینتی ظاہر کرتا ہے۔

مجالس مین باتین کرنے یا بزرگون اور دوستون کی مجلس مین گفتگو کرنے مین چند ایسی باتون کا خیال رکھنا چاہیے جو آداب مجلس کے موافق ہون مثلاً بہت سی باتین نہ کرنین کیونکہ بہت سی باتین کرنا بے عقلی کی دلیل ہے۔ اور لوگون کی نظرون مین بے وقعتی ہوتی اور ہیبت کم ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص بے ضرورت باتین کئے جائے تو سمجھو کہ دیوانہ ہے۔ ایک بات کو دوبارہ مت دُہراؤ لیکن اگر دوبارہ کہنے کی ضرورت ہو تو تنگ نہ ہو۔ اگر کوئی سوال ساری جماعت سے کیا جاسے تو اگر تم کو اوس کا جواب معلوم بھی ہے تو بھی جواب دینے مین دوسرون پر سبقت نہ کرو اور جب کوئی دوسرا شخص جواب دے رہا ہے اور تم کو اوس سے بہتر معلوم ہے تو جب تک وہ اپنا جواب باتین کرنا

ختم نہ کرے بیچ مین مداخلت نہ کرو۔ اور بعد مین اپنا جواب بیان کرو مگر اس طرح کہ پہلے شخص پر طعن نہ ہو۔ اور جب تک سوال ختم نہ ہو جواب نہ دو۔ اگر لوگ کوئی بات تم سے چھپانی چاہین تو کن سُئیان مت لو۔ بزرگون کے سامنے یا محفل مین بات چیت کرتے وقت اس طرح بات کرنی چاہیے کہ مخاطب اچھی طرح سُن لے اور نہ آواز زیادہ پست ہو نہ بہت بلند۔ باتین کرنے مین چشم و ابرو سے اشارہ کرتے جانا بھی بدنما ہے۔ اور ایسی باتین جن سے کینہ عداوت اور جھگڑا پیدا ہو یا کسی کی دل آزاری منصور ہو ہرگز نہین کرنی چاہیئین۔ ہر شخص سے اوس کی عقل کے مطابق بات کہنی لازم ہے یہ نہین کہ معمولی سمجھ کے آدمی کے سامنے ایسی دقیق باتین کرنے لگے کہ وہ سمجھ بھی نہ سکے۔

۲۔ لباس

لباس کی ضرورت صرف انسان کو ہے

حیوان اور انسان مین ایک تمیز یہ بھی ہے کہ قدرت نے حیوانات کو اون کی ضرورت کے مطابق پوست عطا کیا ہے کہ وہ گرمی سے محفوظ رہین لیکن انسان کو خواہ کسی ملک کا باشندہ ہو جانورون کی طرح پوستین عطا نہین ہوا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ خلاق عالم نے اوسے ایک چیز عقل ایسی عطا فرمائی ہے کہ اوس کے ذریعہ سے اپنی ضرورت کے مطابق اپنا لباس بناتا ہے جاڑے کے لئے گرم کپڑے تیار کرتا ہے تو گرمی مین ٹھنڈے کپڑے پہنتا ہے۔ اور جس چیز کو لباس کے لئے زیادہ مناسب خیال کرتا ہے استعمال کرتا ہے۔

لباس کی غرض

لباس سے بڑی غرض یہ ہے کہ جسم ڈھکے اور بدن گرمی و سردی سے محفوظ رہے۔ انسان اکثر اس سبب سے بیمار ہو جاتا ہے کہ موسم مین تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور اوس موسم کے مطابق اپنا لباس تبدیل نہین کرتا۔ کبھی سردی پڑتی ہے کبھی گرمی کبھی موسم بہار ہوتا ہے ان تمام موسمون مین اون کے مطابق لباس پہننا چاہیے۔ اور کوئی لباس جو ایک زمانہ مین مفید ہے دوسرے زمانہ

مین بکار آمد نہین ہو سکتا - لیکن فلالین ایک ایسا کپڑا ہے کہ ہر موسم مین اوس کا پہننا مفید صحت ہے -

جاڑے کے کپڑے ایسے ہونے چاہئین کہ باہر کی سردی بدن تک نہ پہونچے اور بدن کی گرمی قائم رہے - اسی طرح گرمی کے کپڑون کی یہ خاصیت ہو کہ بدن کی گرمی کو نکلنے نہ دین اور سورج کی شعاعون کو جذب نہ کرین - رنگین کپڑے خصوصاً سیاہ رنگ کا لباس سورج کی شعاعون کو زیادہ جذب کرتا ہے اسی سبب سے گرمی کے لئے مناسب نہین ہے - سفید لباس شعاعون کو ہٹاتا ہے اور بدن کو گرمی سے بچاتا ہے -

لباس کی وضع

ڈاکٹر مہیر لکھتے ہین کہ کوئی لباس ایسا تنگ نہ ہونا چاہئے کہ جسم کا کوئی حصہ دبے یا کھنچے - اس لحاظ سے ہندوستانیون کا لباس یورپین اقوام کے لباس سے بہتر ہے - گلوبند - کولر - نکٹائی وغیرہ تمام کپڑے خون کی گردش کو روکتے ہین اور دردسر - دوران سر بلکہ غشی پیدا کرتے ہین - سینہ اور کمر کو کسی چیز سے نہین جکڑنا چاہئے - سینہ بند اور پیٹی وغیرہ چیزین بہت بری ہین کیونکہ ان سے معدہ - دل اور شش اور رودون کے افعال مین خلل پڑتا ہے اور سوہضم - ضیق اور قبض پیدا ہوتا ہے -

لباس ایسا ہونا چاہئے کہ بدن کی حرارت کو قائم رکھے اور آرام دہ ہو - یکایک گرم کپڑے اتار کر سرد کپڑے نہ پہننے چاہئین - اگر موسم بھی یکایک ایسا ہی بدل جائے تو مضائقہ نہین -

کپڑون کی ماہیت

کپڑے زیادہ تر سن - روئی - اون اور ریشم کے بنتے ہین - سن کے کپڑے ملایم ہوتے ہین اور گرمی بھی ان مین سے خوب خارج ہوتی ہے اس لئے گرمی مین سن کے کپڑون کا استعمال زیادہ مناسب ہے - لیکن سن کے کپڑے جسم کے ملحق نہین پہننے چاہئین - کیونکہ جب پسینہ آتا ہے تو سن بدن کو یکایک ٹھنڈا کر دیتا ہے -

روئی مین سے ایسی گرمی خارج نہین ہوتی جیسی کہ سن مین سے اس سبب سے روئی کے کپڑے بہ نسبت سن کے زیادہ گرم ہوتے ہین۔ جاڑون مین اسی کا استعمال کسی قدر زیادہ مفید ہوتا ہے۔

اُون کے کپڑے پسینہ خوب جذب کرتے ہین وہ گرمی کو خارج نہین کرتے اور یکایک موسم کے تغیر کے اثر سے بچاتے ہین۔

ریشم اون سے بہتر ہے ریشم کے کپڑے ہلکے صاف اور نرم ہوتے ہین۔ جن لوگون کو استطاعت ہے اون کو ریشم کے کپڑے بدن سے ملحق پہننے چاہئین۔

لباس کی صفائی

اِس کے علاوہ لباس مین چند اخلاقی خصوصیات بھی ہین اور اس واسطے لباس کی حالت۔ وضع۔ صفائی۔ پر توجہ کرنی لازم ہے۔ ہمیشہ صاف لباس پہننے سے لوگون کی نظر مین عزت اور وقعت قائم ہوتی ہے اَلنَّاسُ بِاللِّبَاس۔ بازار مین سے گزرو۔ مجالس مین شریک ہو تو بہت سے لوگ ایسے ہی ملتے ہین جو سابقہ تعارف نہین رکھتے وہ صرف لباس سے وقعت کا اندازہ کرتے اور کر سکتے ہین۔ خراب اور ناصاف لباس سے لوگون کی نظر مین بے وقعتی ہوتی ہے اور وہ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ لباس کے لئے یہ ضرور نہین ہے کہ بہت بیش قیمت ہو۔ بلکہ ہر شخص کو اپنی استطاعت کے موافق صاف اور خوش وضع لباس پہننا چاہئے تاکہ لوگ غلط فہمی مین نہ پڑین۔ لباس سے انسان کے عادات۔ اخلاق۔ چال وچلن اور مذاق کا اندازہ ہوتا ہے اور لوگ فطرتاً سب سے زیادہ لباس کو دیکھتے اور نکتہ چینی کرتے ہین۔ لباس کی خوبیان اگرچہ اعتباری ہین لیکن یہ انسان کا اعتبار بڑھاتی ہین اور سوسائٹی مین موقر وممتاز کرتی ہین۔

لباس کی خصوصیت

لباس دوسری اقوام سے بھی امتیاز پیدا کرتا ہے جو لوگ اپنے قومی لباس کو قائم نہین رکھتے وہ نیشنیلٹی اور اخوت کے بڑے رکن کو کھوئے دیتے

ہین۔ قوم کی خصوصیات کے قائم رکھنے سے قومیت کے قائم رکھنے مین مدد ملتی ہے۔ اور لباس کی خصوصیت بہت اہم اور بہت ضروری شئے ہی۔ اگرچہ ہر زمانہ مین لباس کی وضع بدلتی رہتی ہے اور لوگ اپنے مذاق اور پسندیدگی کے مطابق اوس مین تبدیلیان کرتے ہین لیکن یہ ضرور ہے کہ اوس مین کوئی خصوصیت ایسی قائم رہے جو بادی النظر مین ظاہر کردے کہ کس قوم سے تعلق ہے۔ یہ فرق ایسے چھوٹے چھوٹے فرقون مین بھی نہ ہونا چاہیئے کہ ایک ہی قوم کے چند گروہ بنجائین بلکہ ایک مذہب کے پابند ایک ملک کے رہنے والے ایک زبان بولنے والے۔ ایک سا لباس پہنین اور قومیت کے نشان قائم رکھین۔

باب پنجم

رسم و رواج

قواعد کی پابندی فطرت انسان مین داخل ہے

انسان کی طبیعت فطرتاً اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ وہ اپنے کامون کے لئے قاعدہ اور ضابطہ مقرر کرلیتا ہے یہ قواعد جب کسی پیغمبر یا ایسے شخص کی طرف سے مقرر کئے جائین جو الہام ربانی سے ممتاز ہو تو شریعت کہلاتے ہین اور جب بادشاہ یا حاکم وقت امن عامہ اور انتظام مملکت قائم رکھنے کے لئے مقرر کرے تو ان کا نام قانون ہے۔ اور جو قاعدے اور طریقے کہ عوام (بلکہ خواص بھی) اپنے روزمرہ کے کامون کی پورا کرنے یا تقریبات کے سرانجام کے لئے مقرر کرین رسم و رواج کے نام سے موسوم ہوتے ہین۔ شریعت و قانون کا ایک حصہ ایسے ہی رسم و رواج کی تہذیب اور اصلاح کرتا ہے بلکہ ایک بُری رسم کی جگہ دوسری عمدہ رسم قائم کردیتا ہے۔ دنیا مین کوئی قوم

خواہ مہذب ہو یا وحشی عالم ہو یا جاہل رسم و رواج سے خالی نہین بلکہ انسانون کی چھوٹی چھوٹی جماعتون مین بھی ایسے رسم و رواج پائے جاتے ہین جو اونمین بمنزلہ قانون اور شریعت کے ہوتے ہین۔

رسوم کے پیدا ہونے کے اسباب

رسم و رواج کے پیدا ہونے اور اون کے رواج پانے کے بہت سے سبب ہوتے ہین۔

۱- حکمران قوم یا بادشاہ کی عادات اور طریقون کی طرف لوگون کو زیادہ رغبت ہوتی ہے اور اون کے خیالات اور لباس اور طریقے اخذ کرتے اور ان پر کاربند ہو جاتے ہین رفتہ رفتہ یہ طریقے رواج پا جاتے ہین۔

۲- کوئی حکیم یا دانشمند شخص کسی مصلحت سے ایک قاعدہ جاری کرتا ہے یا کسی فعل کو اختیار کر لیتا ہے۔ اور لوگ بھی اوس کا اتباع کرتے ہین اور اوس پر کاربند ہوتے ہین۔

۳- بعض لوگ بعض کام اظہار تفوق اور نمایش کے لئے کرتے ہین اونکی دیکھا دیکھی دوسرون کو بھی اوس قسم کی نمایش کا شوق ہوتا ہے۔ رفتہ رفتہ یہ بات ایسی عام ہو جاتی ہے کہ وہ خصوصیت جاتی رہتی ہے اور سب لوگ اوس قسم کے موقعون پر وہ فعل لازم اور فرض سمجھ لیتے ہین اور اگرچہ اس مین بعض کا نقصان ہوتا ہے لیکن رسم کی پابندی کے سبب نقصان گوارا کرتے ہین مثلاً شادی بیاہ کے موقعہ پر فضول خرچی اور بہت سا جہیز دینا یہان تک کہ قرضدار ہو جائین۔

رسم و رواج کا اثر

رسم و رواج کا اثر انسان کی طبیعت پر اس شدت سے ہوتا ہے کہ وہ جان و مال کا نقصان گوارا کرتا ہے لیکن رواج کے خلاف کرنا پسند نہین کرتا فضول تقریبون مین لاکھون روپیہ برباد کر دیتا ہے تاکہ لوگ تعریف کرین یا کم از کم نام نہ دھرین۔ ہندو عورت آگ مین ستی ہو جاتی تھی اور اُف تک نہین کرتی تھی۔ زمانہ جہالت مین عرب اور ہندوستان کی بعضی قومون مین

دختر کشی کی رسم جاری تھی اور وہ اولاد جو انسان کو سب سے زیادہ عزیز ہے رسم ورواج پر قربان کردی جاتی تھی۔ آج تک اکثر اقوام اپنے جسم کو سوئی سے گودتے اور اوس مین سرمہ بھر کر پھول گل بناتے ہین۔ چینی عورتین پاؤن کو اس قدر چھوٹا کرتی ہین کہ چلنے پھرنے سے محتاج ہوجاتی ہین۔

قانون مملکت کا اثر دلون پر قوی نہین ہوتا لوگ مارے باندھے کو اون پر کاربند ہوتے ہین لیکن مذہب و شریعت کا حکم بھی جو دلون پر سب سے زیادہ اثر کرنے والا ہے رسم ورواج کے آگے ماند ہوجاتا ہے اور اون احکام شریعت کی زیادہ پابندی ہوتی ہے جن کا رسم ورواج بھی ساتھ دین مثلاً شراب وزنا مذہباً دونون ممنوع ہین۔ زمانہ کی بداعمالی نے جب یہ اعتبار اُٹھا دیا تو امرا کے ہان علانیہ عورتین نوکر رہنے لگین لیکن کسی کو شرابی کہنا گویا گالی دینا اور ہتک عزت تھا۔ وہ شراب پیتے بھی تھے تو چھپ کر۔ آج کل انگریزی تہذیب اور شائستگی کا اتباع کیا جاتا ہے۔ دعوت کی مجلسون اور ڈنر کے جلسون مین علانیہ میز پر شراب رکھی جاتی ہے۔ اور پینے والے سب کے سامنے پیتے ہین۔ اونکو اِس کے اظہار مین اس سبب سے شرم نہین آتی کہ شراب خواری نے عام رواج حاصل کرلیا ہے۔ نماز روزہ اور احکام شریعت کی پابندی فرض ہے۔ لوگ اس بات سے شرماتے تھے کہ اور لوگ اون کو بے نمازی جانین اور سب کے ساتھ نماز پڑھنے کو ضرور تیار ہوجاتے تھے۔ آج کل بے دینی عام ہے تو نماز پڑھتے شرماتے ہین۔ اور اکثر نمازین اس سبب سے قضا ہوجاتی ہین کہ نماز کے وقت کسی جلسہ یا پارٹی مین شریک تھے اگرچہ وہان تمام یا اکثر مسلمان ہون۔ ہندو دوسری اقوام کے ہان کا پانی پینا یا کوئی چیز کھانی مذہباً منع سمجھتے ہین اور مسلمانون کے ساتھ معاشرت سے بہت احتراز کرتے ہین لیکن ڈاکٹری دوا اور شفاخانہ کا پانی اب اون مین بھی جائز ہوگیا ہے اگرچہ ڈاکٹر مسلمان یا انگریز ہو۔ اور دوا مین کسی مسلمان نے پانی ڈالا ہو یا انگلستان سے بنکر آئی ہو۔

رسم ورواج کا دوسرا نام فیشن ہے بڑے بڑے عقلمند اس مین گرفتار ہین اور بعض فضول حرکتین اون سے اس سبب سے صادر ہوتی ہین کہ وہ فیشن کے خلاف نہین کر سکتے۔ اور طریقہ مروجہ کے ذرا خلاف ہو تو وہ اس قدر ہتک سمجھتے ہین گویا درجۂ انسانیت سے گر پڑے۔

غرض انسان کے تمدن مین رسم ورواج کو یہان تک دخل ہے کہ گویا تمدن رسم ورواج ہی کے مجموعہ کا نام ہے اس سبب سے رسم ورواج کی اصلاح تمدن کی اصلاح ہے اور شریعت نے بڑا کام یہ کیا ہے کہ اوس زمانہ کے جو مذموم عادات اور رواج پھیلے ہوئے تھے اون کی اصلاح کی ہے اور اوسکی بجاے بہتر رسوم قرار دی ہین۔

رسم ورواج کی اصلاح

زمانہ کے امتداد اور لوگون کی غفلت یا احکام شریعت سے عدم واقفیت کے سبب تمدن مین خرابی پڑجاتی ہے اور بعض برے رسم ورواج پیدا ہوجاتے ہین جن کی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور بعض ریفارمر رسم ورواج کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ رسم ورواج مین دیکھنے کی باتین یہ ہین:-

۱- کون سی رسمین کس سبب سے پیدا ہوگئی ہین۔

۲- کون سی رسمین فی نفسہ اچھی ہین۔ لیکن افراط وتفریط سے اُن مین نقصان پیدا ہوگیا ہے یا کس سبب سے کوئی مضرت رسان جزو اُن مین مل گیا ہے۔

۳- بعض رسوم ایسی بھی ہوتی ہین کہ وہ صرف انسان کے دل کا بہلاوا ہین اور کسی خاص وقت کو چہل پہل سے گزارنا مقصود ہوتا ہے۔ تاکہ طبیعت کو تازگی حاصل ہو۔ اور ان کے قیام مین نہ نفع ہے نہ نقصان۔

۴- بعض رسوم مصلحت وقت پر مبنی ہین اور ان کا قیام ضروری اور مفید ہے۔

جو لوگ یہ کوشش کرتے ہین کہ رسوم کو مٹا دین وہ انسان کی زندگی کو پھیکا۔ بدمزہ۔ سست کرنا اور اوس مین سے لطافت و تازگی

کھو دینا چاہتے ہین - یہ ناممکن بات ہے کہ انسان رسوم کو بالکل چھوڑ دے وہ ایک رسم کو ترک کرے گا تو دوسری ضرور اختیار کریگا - اس لئے بری رسمون کے بجاے عمدہ رسمین قائم کرنی لازم ہین اور جن رسمون کا کوئی حصہ خراب ہو گیا ہے اوس کے صرف اوسی قدر حصہ کی اصلاح کردینی مناسب ہے۔ جو رسوم مصلحت وقت کے مناسب ہین اون کے تو قائم رکھنے کی ضرورت ہی ہے - ایسی رسمین بھی جن مین نہ نفع ہو نہ نقصان قائم رکھنی چاہیئین - تاکہ انسان کی زندگی مین لطافت - رنگینی اور دلچسپی قائم رہے - ایسی رسمون کا بہت سا حصہ عورتون کے ہاتھ مین ہوتا ہے اون کا وقت زیادہ تر گھر کے کاروبار مین گزرتا ہے - جس کی وسعت محدود ہوتی ہے - مہمات امور مین اون کو مصروفیت نہین ہوتی - اون کے مشاغل ایک ہی طرح کے ہوتے ہین - جنمین اون کی ساری عمر گزرتی ہے - اس لئے اون کا دل تبدیلی کو چاہتا ہے اس لئے ایسے طریقے اور رسمین ایجاد کرتی ہین جس مین دل بہلے - کسی قدر فرحت اور دلچسپی ہو - جب عورتین تعلیم یافتہ ہونگی اور ہر چیز کے نفع و نقصان کو سمجھنے لگین گی - تو وہ خود ان رسمون کی اصلاح کرتی جائین گی - مسلمانون مین تو رسوم کی اصلاح کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ ہر تقریب کے لئے جو احکامات شرع مقرر ہین اون کا ایک دستور العمل بنا کر جاری کردیا جاے اس سے وہ مضرتین دفع ہو جائین گی جو تقریبات مین افراط و تفریط یا خلاف مصلحت امور کے داخل ہونے سے پیدا ہو گئی ہین - رسوم کے ادا کرنے کا طرز یا اور فروعی امور ہر فرقہ اپنی پسند اور مذاق کے مطابق مقرر کرلیگا۔

رسومون مین عورتون کا حصہ

رسوم مین بے ڈھنگی اصلاح

بعض لوگ جو رسوم کی اصلاح کرنا چاہتے ہین اور اپنی کوشش مین ناکام ہوتے ہین - اوس کا سبب ایک تو یہ ہوتا ہے کہ وہ بالکل رسمون کو مٹا دینا چاہتے ہین یا ایک بُری رسم کی جگہ دوسری بُری بلکہ اوس سے بدتر رسم قائم کردیتے ہین مثلاً یہ کوشش کہ شادی یا بیاہ کی تقریبون مین کوئی رسم ادا نہ کی جائے اور

شادی بالکل سادگی سے روزمرّہ کے کامون کی طرح ہوجائے نوع انسان پر ظلم کرنا ہے۔ انسان کا طبعی خاصّہ ہے کہ وہ کسی نہ کسی وقت جمع ہونا اور کوئی نہ کوئی وقت خوشی سے گزارنا چاہتا ہے۔ جمع ہوکر بیٹھنے کے لئے مشاغل کی ضرورت ہی اور وہ مشاغل یہی رسوم ہین۔ بعض صاحب یہ تو منع کرتے ہین کہ دولھا دُلھن کو شربت تک نہ پلایا جائے لیکن شادی کی محفل مین شراب اُڑے تو مضائقہ نہین۔ دعوت ولیمہ اون کی راے مین ناجائز ہے لیکن ڈنر دینا مستحسن ہے زیورات بنانے روپیہ کا برباد کرنا ہے لیکن یورپین لیڈیون کی نقل اُتارنے کے لئے اوس سے زیادہ روپیہ درزیون کی نذر کرنا جائز ہے۔ فی الحقیقت یہ اصلاح نہین فقط تغیُّر ہے کہ بجاے ایک بُری رسم کے دوسری بُری رسم کا رواج دیا جاتا ہے۔

باب ششم

انسان بہ حیثیت رکن قوم

۱۔ حُب وطن

وطن کی خصوصیات

وطن ایک ایسا لفظ ہے کہ ایک بیکس اور غریب آدمی کے دل مین بھی جو اپنے وطن سے کوسون دور ہو جوش اور محبت پیدا کرتا ہے۔ جس طرح سورج مکھی کا رُخ آفتاب کی طرف رہتا ہے اِسی طرح دل کا رُخ ہمیشہ اپنے عزیز وطن کی طرف رہتا ہے۔ کبھی اوس کی یاد بے چین کرتی اور کبھی مسرت بخش جوشیلے خیال پیدا کرتی ہے۔ قدیمی گھر۔ بچپنے کے دوست۔ عزیز اور رشتہ دار۔ غرض بہت سی چیزین جن سے دلی محبت ہوتی ہے اور جو خوشی کا سرچشمہ ہوتی ہین وطن سے تعلق رکھتی ہین۔ خاکِ وطن کچھ ایسی دلفریب ہوتی ہے جہان ایک غریب کسان کو

ملک و وطن کی اصلی محبت

اپنے گھاس کے جھونپڑے میں بادشاہ کے محلون کا مزا آتا ہے۔ لیکن حبّ وطن کا اقتضا یہ ہے کہ انسان وطن کو صرف آرام و راحت ہی کے لئے نہ چاہے بلکہ جہان تک ممکن ہو اپنے ملک کے عام امن اور بہبودی کی ترقی مین سعی کرے اور جہان تک ہو سکے اون اسباب اور موانعات کو دور کرے جو ملک مین خرابی پیدا کرنے والے یا اوس کی سرسبزی۔ اوس کی آزادی۔ اوس کی شان و شوکت کو مٹانے والے یا گھٹانے والے ہون۔ اپنے ملک کی بہبودی مین کچھ نہ کچھ سعی کرنا ہر شخص کے اختیار مین ہے مثلاً تاجر بذریعہ تجارت نفع پہونچاتے ہین صناع دوسرے ملکون کی مصنوعات سے مستغنی کرکے اپنے ملک کا نام روشن کرتے ہین۔ اہل سیف دشمنون کے حملون کو روکتے اور حفاظت کرتے ہین۔ اہل قلم اپنے حسن تدبیر سے انتظام مملکت مین مدد دیتے یا اپنی بیش بہا تصنیفات سے نئے نئے علوم و فنون کے خزانے اور معلومات کے ذخیرے زیادہ کرتے ہین۔ ہر محب وطن کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ملک کے قانون کی اطاعت اور بادشاہ کی حق گزاری اور ابنائے ملک کو راحت اور آرام پہونچانے کی عمدہ مثال بنے۔ محبان وطن نے اپنے ملک کی آزادی اور اپنے مذہب کی حمایت مین جان تک کی بھی پروا نہین کی اور وہ نام پیدا کیا کہ دنیا مین آفتاب و ماہتاب کے ساتھ قائم رہے گا۔

قومی عظمت

کسی ملک یا کسی قوم کے بڑے ہونے کے یہ معنی نہین ہین کہ اوس کی آبادی بہت ہے یا ملک کا رقبہ وسیع ہے بلکہ یہ معنی ہین کہ قوم کے بہت سے افراد بلکہ کہنا چاہئے کہ کل افراد مین اوصاف حمیدہ موجود ہین۔ اور وہ محنتی۔ دانشمند۔ راست باز۔ عالم۔ شجاع ہین۔ اسی طرح کسی قوم کی مردم شماری خواہ کسی قدر زیادہ کیون نہ ہو اگر وہ کاہل۔ خود غرض۔ جاہل۔ بزدل ہین تو وہ قوم کمزور اور وہ ملک ضعیف ہے۔ کسی ملک کو موجودہ حالت سے ترقی دینے کے لئے قوانین بنانے اور ریگیولیشن جاری کرنے کی ضرورت نہین۔ بلکہ ابنائے ملک کے دلون

مین عام بہی خواہی اور اخوت قائم کرنی چاہیے کیونکہ اگر تنزل کا سیلاب بذریعہ قوانین ایک طرف سے روکا گیا تو وہ دوسری طرف سے کسی اور صورت مین ظاہر ہوگا۔ جو شخص جہالت۔ خود غرضی اور برائیون مین گرفتار ہے وہ اوس سے بدتر ہے جو کسی خود مختار کے ہاتھ مین گرفتار ہو۔ انسان کو خود اپنی طبیعت کا حاکم ہونا اور اپنے دلی جذبات پر قابو حاصل کرنا چاہیے۔ اور اگر یہ نہین تو گورمنٹ خواہ کیسے ہی اعلےٰ اصول کیون نہ مقرر کرے اوس کو کوئی فائدہ حاصل نہین ہوسکتا۔ اور جو قومین اس طرح اپنی خرابیون کے ہاتھ مین گرفتار ہین اون پر حکومت کی تبدیلی یا قوانین کے تغیر سے کوئی فائدہ مترتب نہین ہوتا۔ کیونکہ آزادی کی بنیاد صرف گورمنٹ مین نہین بلکہ قوم کے ہر فرد مین قائم ہونی چاہیے اور صرف اسی صورت مین ابناے ملک من حیث القوم ترقی کرسکتے ہین اور ملک مین آزادی اور سرسبزی ہوسکتی ہے۔ جو قومین آج ترقی یافتہ ہین اُنہون نے یہ عروج ایک دفعہ ہی نہین حاصل کیا بلکہ یہ گزشتہ زمانہ اور پہلے لوگون کے حالات کا نتیجہ ہے۔ اور ایک نسل دوسری نسل کی ترقی اور افزایش مین مدد دیتی اور اون کا پایہ بلند کرتی رہی ہے۔ اور اس طرح ان عمدہ کام کرنے والون نے صنعت و حرفت۔ علم و فن کا ذخیرہ اپنے اخلاف کو وراثتاً دیا اور اونہون نے اوس مین اور ترقی کی۔ اور اس سے بہتر حالت مین اپنی نسلون کے لئے چھوڑا۔ وطن کی محبت کے یہ معنی ہین کہ شریفانہ کامون سے ملک کا نام روشن کیا جائے۔ اور اوس کے رتبہ اور قوت کو بڑھایا جاے۔ جو قوم کہ دیانت داری پرہیزگاری۔ صداقت۔ بلند ہمتی سے زندگی بسر کرتی ہے اور ترقی کرنے کے جو ذرایع اوسے موجود ملتے ہین اون کو اپنی محنت اور جانفشانی سے کام مین لاتی ہے وہ بے شک محب وطن ہے۔

قومی عزت جب لوگ مجتمع ہوکر کسی کام کے انجام دینے کی کوشش کرتے ہین اون کے دل مین ایک خاص قسم کی خوشی پیدا ہوتی ہے جو اون کی ہمت باندھتی ہے۔ جو

شخص کسی خسارہ یا موت کے ڈر سے اپنے ملک کی خدمت سے مُنہ موڑے اور اپنے نام کو بٹہ لگالئے وہ زندہ رہنے کے قابل نہین ہے۔ اس مین شک نہین کہ ملک و قوم کی خدمت مین تکالیف کا سامنا بھی ہے سب سے پہلے اپنے راحت و آرام کو ترک کرنا پڑتا ہے اور بہت سے بڑے بڑے کام ایسے کرنے ہوتے ہین جن کا کوئی مالی معاوضہ نہین ملتا لیکن صرف دولت یا مکانات اور عالیشان فرنیچر ہی زندگی کا مقصد نہین بلکہ سب سے زیادہ ضروری چیز عزت ہے۔ جن لوگون کو قومی عزت حاصل ہے اون کے غریب۔ اور مفلس اور کمینہ آدمیون کی بھی وہ وقعت ہے جو دوسرے اقوام کے امیرون اور سربرآوردہ لوگون کی نہین۔ کیونکہ دنیا مین قومی عزت قوم کے تمام افراد کو معزز بنا دیتی ہے اور اس سے زیادہ شریف کام اور کونسا ہوسکتا ہے جو نہ صرف ہمارا بلکہ ہماری قوم کے ہر ایک ادنیٰ اور اعلیٰ کا پایہ بلند کرے اپنے ذاتی منفعت کی پروانہ کرکے تمام ملک کی خاطر محنت اُٹھانا بڑے جوان مردون کا کام ہے لیکن اگر ملک کے تمام فراد یہ لیاقت پیدا کرین اور ایسا جوان مرد بننا چاہین تو ممکن ہے کہ وہ اپنا تھوڑا سا وقت ابنائے ملک کی خاطر صرف کرین تاکہ سب لوگون کی زندگی سنور جائے۔

قومی محبت کا اثر

اور آیندہ نسلین زیادہ لایق اور فایق ہون۔ ملک کی محبت تمدن کی ترقی کا سبب ہوتی ہے۔ اور خود غرضی کے تنگ حلقہ سے نکالکر نظر مین وسعت اور دل مین حوصلہ طبیعت مین اُمنگ پیدا کرتی اور قومی اعزاز کا تاج سر پر رکھتی ہے۔ اپنے ملک کا نام روشن کرنے اپنی لٹریچر اپنی زبان کو ترقی دینے اپنے ملک کے باشندون اور اپنی تجارت کو بحر و بر مین پھیلانے کا فخر حاصل ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے ہندوستان کی ہوا ایسی بگڑی ہوئی ہے کہ اتفاق اور اتحاد کا کوئی کام یہان راس نہین آتا قدرتی طور پر بھی ایسے اختلافات واقع ہوئے ہین کہ ہندوستانیون کا کسی کام پر مجتمعاً کمر ہمت باندھنا محال کے قریب قریب ہے۔ ہر خطہ کی آب و ہوا۔ مزاج عادات زبان اور لوگون کی طرز معاشرت مین اس قدر اختلاف ہے کہ گویا وہ

باہم بالکل غیر ہین۔ اس پر مذہب کے اختلاف نے سب سے زیادہ غضب ڈھایا ہے جو اہل ہند کو کسی ایک مطلب پر خواہ کیسا ہی اعلیٰ اور کیسا ہی عمدہ کیون نہ ہو متفق ہونے نہین دیتا۔ یہ سچ ہے کہ ہر شخص کو پابند مذہب ہونا چاہئے اور ارکان مذہب کو بہت اچھی طرح ادا کرنا انسان کا فرض ہے لیکن مذہب کو باہمی نفاق کا بیج بنا کر جھگڑے فساد اور باہمی تنازع کی جڑ قائم کرنی اور بجائے ترقی کے تنزل کا آلہ بنانا ٹھیک نہین ہر زمانہ کا اقتضا اور ہر ملک کی مصلحت جدا جدا ہوتی ہے ہندوستان کی تمام اقوام کے لئے خواہ کسی مذہب و ملت کے کیون نہ ہون تعصب مذہبی کو بالاے طاق رکھکر ترقی تمدن مین متحدہ طور پر کام کرنا اور اپنے اپنے مذہب کی پابندی کے ساتھ امور دنیا مین ایک دل و یک جان ہو کر کوشش کرنا لازم ہے۔ مذہب نجات اخروی کا ذریعہ ہے نہ دنیوی فساد کا آلہ۔ اہل کشتی کی سلامتی کشتی کی سلامتی پر منحصر ہے۔ اہل ہند کی رفاہ ملک کی رفاہ اور ملک کی دولت اور ملک کی عزت پر منحصر ہے۔

۲ - قومیت

قومی ترقی اور تنزل

قومی ترقی افراد قوم کی محنت۔ لیاقت۔ دانش۔ راستبازی کا نتیجہ ہوتی ہے اور قومی زوال یہ ہے کہ افراد قوم مین سے خصائل حسنہ جاتے رہین اور اون مین خودغرضی۔ جہالت۔ ناعاقبت اندیشی پھیل جائے۔ جب لوگون کے رویہ خراب ہو جاتے ہین اور اون مین سے ترقی کی قابلیت سلب ہو جاتی ہے تو وہ ترقی معکوس کرنے لگتی ہے۔ اور تمدن کی جو خرابیان قوم مین پائی جاتی ہین وہ اس سبب سے ناقابل اصلاح ہوتی ہین کہ افراد قوم اپنی حالت پر نظر نہین کرتے اور یہ سمجھتے ہین کہ اون کے سوا دوسرے لوگ اس الزام کے مورد ہین اور اگر کوئی قانون یا قاعدہ ایک بات کے انسداد کے لئے مقرر کیا جاے تو دوسری خرابیان پیدا ہو جاتی ہین بلکہ مرض ایک سے دہ چند ہو جاتا ہے۔ البتہ یہ خرابی اوس وقت رفع ہو سکتی ہے کہ افراد قوم جلدی اور متواتر ترقی شروع کر دین۔ محبانِ قوم کا

بعض قوم کو بناتا بگاڑتا ہے

کام یہ ہے کہ بجاے اس کے کہ وہ قواعد و آئین کی اصلاح کرین لوگون کے اصلاح حال کی طرف متوجہ ہون اور اون مین ترقی کی روح پھونکین - قوم ایک دن مین نہین پیدا ہوتی نہ اوس کی حالت تھوڑے عرصہ مین بن یا بگڑ سکتی ہے - بلکہ موجودہ حالت گزشتہ نسلون کے خیالات اور کامون کا نتیجہ ہوتی ہے - صرف علماء فضلا خطیب - فلسفی - بادشاہ اور امراہی قوم کو نہین بناتے بلکہ صناع اور مزدور جو دن بھر دوکانون اور میدانون مین کام کرتے ہین - کسان جو کھیتون مین ہل جوتتے ہین - وہ محنتی اور جفاکش لوگ جو دن رات کانون مین کام کرتے ہین وہ عالی دماغ اور فہیم اشخاص جو نئی ایجادین اور اختراع کرتے ہین - وہ نازک خیال شاعر جو اپنی سحر بیانی سے دلون کو مسخر کرتے ہین - سب قوم کے بنانے یا بگاڑنے مین مدد دیتے ہین - ایک نسل دوسری نسل کے لئے ایک نیا مواد چھوڑ جاتی ہے - اور یہ نئی نسل اپنی آیندہ نسل کے ہاتھ مین اوسے سنوار اور بنا کر دیتی ہے یا خراب اور تباہ کرکے - اس طرح ایک کا نتیجہ ترقی اور دوسری کا حشر تنزل ہوتا ہے یہ ورثہ جو ایک قوم کو اپنی گزشتہ نسل سے ملتا ہے اوس کی موجودہ حالت کی بنیاد بلکہ سانچہ ہوتا ہے - تاریخ اور سوانح عمری مین صرف چند بڑے بڑے لوگون کے نام لکھے جاتے ہین لیکن بہت سے لوگ جن کے نام معلوم نہین ہوتے ایسے ہوتے ہین جن کو قوم کے بنانے یا بگاڑنے مین بہت دخل ہوتا ہے - ایک غریب سے غریب محنتی مزدور بھی اپنی محنت - پرہیزگاری - دیانت داری کی مثال سے لوگون پر اثر ڈالتا ہے اور یہ اثر نہ صرف اوسی وقت بکار آمد ہوتا ہے بلکہ آیندہ بھی قائم رہتا ہے - تناسخ کا مسئلہ خواہ صحیح ہو یا نہ ہو لیکن یہ مسلمہ ہے کہ ایک نسل کے اخلاق کا اثر دوسری نسل مین منتقل ہوتا ہے -

دنیا کا مدرسہ اصلی تعلیم گاہ

مدارس یا کالجون مین جو تعلیم دی جاتی ہے وہ نہایت ابتدائی اور سرسری ہوتی ہے اصلی تعلیم و تربیت خود انسان کے گھر مین اوس کے دوستون کی صحبت مین - کارخانون مین - دوکانون مین - بازارون مین - ہوتی ہے جہان سے

کہ انسان نامعلوم طور پر اخلاق عادلت سیکھتا ہے۔ حروف و الفاظ کی شکل یا معنی
سے آگاہ ہو جانا تعلیم نہین بلکہ تعلیم وہ ہے جس کا انسان کے رویہ پر اثر پڑے۔
جس قسم کی مثالین انسان کے پیش نظر اور چارون طرف ہوتی ہین وہ اوسی
قسم کے قالب مین ڈھلتا ہے۔ سانچہ خراب ہو جائے تو ساری چیزین خراب
ڈھلین گی۔ اسی طرح اگر قوم کا قوام بگڑ جاے تو ہر فرد اوسی خراب رنگ کا ہوگا۔
ہان اگر قوم کی حالت درست ہے ہر طبقہ اور ہر حالت کے شخص مین وہ وصف
ہے جو اوس مین ہونا چاہیے تو جو شخص وہان پیدا ہوگا وہ اوسی طریقہ اور
قاعدہ پر چلے گا۔

محبان قوم جو اپنے ملک کی عام بھلائی کے لئے کوشش کرتے ہین
اون مین صبر و استقلال کی قوت اور آدمیون کی نسبت زیادہ ہونی چاہیے
کیونکہ اون کے بوئے ہوئے بیج بہت عرصہ مین پھل لاتے ہین۔ بلکہ اکثر اونکی
زندگی کے بعد اون کی محنتون کے نتیجے نکلتے ہین۔ اور اون کے لگائے ہوئے
پودے بار آور ہوتے ہین لیکن ایک زمانہ آتا ہے کہ اون کے نام روشن ہوتے
ہین اور زمانہ اوس کی شریفانہ کامون کی قدر کرتا ہے۔

خاتمہ

موت

زندگی کی محبت

انسان کی طبعی عمر ستر برس قرار دی گئی ہے۔ یہ زمانہ اگر نظر انصاف اور غور سے دیکھا جائے تو طرح طرح کی دشواریون گوناگون دقتون بے شمار آلام۔ بے انتہا افکار کا ایک پیچیدہ جال ہے جس مین انسان کی نازک جان گرفتار ہے۔ طفولیت مین وہ بالکل محتاج ہے ماں باپ عزیز و اقربا کے سہارے کے بغیر ایک دن بھی زندہ نہین رہ سکتا۔ بڑا ہوا تو اکتساب معاش کا فکر ہے رات دن کی محنت سخت سے سخت کام دشوار سے دشوار اور ذلیل سے ذلیل پیشہ اس لئے اختیار کرتا ہے کہ پیٹ بھر کھانا اور تن کو کپڑا ملے اور بے فکری سے وہ بھی نصیب نہین ہوتا۔ بڑھاپے مین پھر وہی بے کسی اور بے لبسی کا عالم ہے کہ بیماریون نے گھر کر لیا ہے ضعف زیادہ ہے۔ تاب و توان جواب دے چکے ہین اعضا کی قوت گم ہوگئی ہے۔ دشمنون کا کھٹکا ہر وقت لگا ہوا ہے۔ عزیز و اقارب کی بے مروتی سے کلیجہ چھلنی ہے زمانہ نے وہ وہ رنج و الم دلئے ہین کہ اون کی یاد سے آنسوؤن کی جگہ خون کے قطرے ٹپکتے ہین نہ دن کو چین ہے نہ رات کو آرام نہ گزشتہ زمانہ کے نقصانات کی تلافی کی توقع ہے نہ آیندہ کسی امید کے پورا ہونے کا امکان باقی ہے لیکن پھر بھی زندگی کی اتنی محبت ہے کہ موت کے نام سے دم نکلتا ہے۔ اس سے زیادہ ہزارون آفتین سہنی منظور بے کار اور اپاہج پڑے رہنا گوارا لیکن تعلقات دنیا سے مفارقت گوارا نہین۔ یہ تعجب ہوتا ہے کہ جب ہر انسان کے لئے خواہ کسی درجہ اور کسی طبقہ کا کیون نہ ہو خوشی اور راحت کا حصہ بہت کم ہے اور جب زندگی ایسی بے ثبات اور موت ایسی یقینی ہے تو کیون انسان بجائے زندگی کے موت کی تمنا نہین کرتے اور

موت بجاے اِس کے کہ قانون کی سب سے بڑی سزا اور قہر سلطانی مین داخل ہے کیون اعلےٰ درجہ کا انعام اور رحمت نہین خیال کی جاتی ؟

زندگی کی محبت فطرتی ہے

زندگی کی محبت صرف انسان ہی کے فرقہ مین محدود نہین بلکہ حیوانات مین بھی اوسی قدر ہے جتنی کہ انسان مین۔ شہ زور جانور اپنے قاتلون کا مقابلہ کرتے ہین اور اگر ہو سکتا ہے تو شکاریون کو ہی شکار کر ڈالتے ہین۔ چھوٹے چھوٹے پرندے صیاد کی شکل دیکھکر اُڑ جاتے ہین۔ بھوکے پیاسے بسیرا کرتے ہین لیکن خوف کے مارے دانہ پانی کا رخ نہین کرتے۔ ایک چیونٹی کو بھی پکڑنا چاہو تو جان بچا کر بھاگنے کی کوشش کرتی ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ زندگی کی اتنی محبت تعلیم یا تہذیب کا نتیجہ نہین بلکہ عقل حیوانی کا تقاضا ہے کہ جان کی حفاظت کی جاے۔

زندگی کی محبت کی وجہ

مدبر عالم جو کام جس کسی سے لینا چاہتا ہے اوس کی ویسی ہی تدبیرین فرماتا ہے اور جس قدر جو کام زیادہ مشکل ہے اوس کی خواہش اور دلچسپی اُسی قدر زیادہ ہے۔ تاکہ اوس انتظام مین جو فطرت کا منشا رہے فرق نہ آئے۔ دنیا مین اکتساب معاش کا کام سہل نہ تھا لیکن باوجود اس کے کہ غذا قیام وثبات بدن کے لئے ضروری ہے زبان مین ذائقہ دیا گیا تاکہ معاش کے کامون سے دلچسپی زیادہ بڑھ جائے۔ اگر انسان کا مذاق ایسا اعلےٰ نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ بھی دوسرے حیوانات کی طرح کسی درخت کے پتّون یا جڑون یا زیادہ سے زیادہ قدرتی جھاڑیون کے پھلون پر گزارہ کرتا۔ اسی طرح اولاد کی پرورش بہت مشکل کام ہے کہ انسان اپنے آرام وراحت کو ترک کرے اور باوجود دوسرے کامون اور دوسرے مشاغل کے جو خود اوس کی ذات کے لئے ضروری ہین ایک بیکس بچّہ کی پرورش کا بکھیڑا اپنے سر لے اور وہ بھی ایک دن دو دن نہین بلکہ برسون اور پھر تعلیم وتربیت کے جھگڑے جدا رہے۔ لیکن اس مشکل کو سہل اور اس مشقت مین دلچسپی پیدا کرنے کے لئے اولاد کی محبت دوسرے تمام تعلقات کی

محبت سے زیادہ قوی اور زیادہ موثر دی گئی ہے۔ تاکہ یہ محنت بار نہ معلوم ہو۔ اور چونکہ پرورش مین مان کا حصّہ زیادہ ہے اوس کو اولاد کے ساتھ محبت بھی زیادہ ہوتی ہے کہ وہ گھر کے سارے دھندے اور محنت و مزدوری بھی کرتی جاتی ہے اور بچہ کو دودھ بھی پلاتی جاتی ہے اور دن بھر تکان اور ماندگی مین صرف یہی راحت نصیب ہوتی ہے کہ اپنے بچہ سے دل بہلالے۔ دیگر حیوانات کو چونکہ زیادہ عرصہ تک نگہداشت کی ضرورت نہین ہے اس لئے اون کی محبت بھی بہت جلد ختم ہو جاتی ہے۔ اور جہان بچے بڑے ہوئے تو نہ صرف مغائرت پیدا ہو جاتی ہے بلکہ دشمنی۔ اگر انسان کو اولاد کی محبت نہ ہوتی تو کسی کو کیا غرض پڑی تھی کہ اتنی کھکیڑ اُٹھاتا بلکہ اِدھر بچہ پیدا ہوا اور اودھر مارا اور جب یہ حالت ہوتی تو آج دنیا کی مردم شماری صفر ہوتی۔ یہی حال زندگی کا ہے کہ زندگی مین دشواریون اور دقتون کا غیر متناہی سلسلہ لگا رہتا ہے اور ہر حالت مین افکارات اور ترددات کا تار بندھا ہوا ہے۔ انسان کو ہزارون خواہشون اور بے شمار تمنّاؤن کے خون ہونے کی تکلیف اُٹھانی پڑتی ہے اور صرف زندگی کے قائم رکھنے کے لئے ہزارون محنتین اور مشقتین برداشت کرنی پڑتی ہین۔ اس لئے زندگی کی محبت اور دنیا کے ہر ایک اچھّے یا بُرے تعلق مین دلچسپی اس قدر زیادہ ہے کہ انسان کی یہ سمجھ ہی مین نہین آسکتا کہ دنیوی حالت کو ترک کرکے راحت ملنی ممکن بھی ہے۔ اگر یہ دلچسپی نہ ہوتی یا اتنے درجہ پر نہ ہوتی تو لوگ ہزار جان سے موت کی تمنّا کرتے اور ہر شخص بہت جلدی اپنی عمر کا خاتمہ کر دیتا۔

ہر انسان کے لئے موت یقینی چیز ہے۔ بچپنے مین مرے یا جوانی یا بڑھاپے مین اس لئے موت سے بھی اوسے دلچسپی ہونی چاہئے تھی۔ لیکن یہ دلیل صحیح نہین کیونکہ زندگی اور موت مین یہ فرق ہے کہ زندگی انتظام دنیا کے لئے ضروری ہے اور موت زندگی کے لئے یقینی ہے نہ انتظام کے لئے۔ پیدائش

مان کو پیدائش
وشی ہوتی ہی
وت سے
ہ جسپی ہے

اور موت زندگی کے حدود ہین اور چونکہ اس دنیا مین صرف اون ہی چیزون کا
عمل ہے جو یہان کے لئے بکار آمد ہین اس لئے انسان کو نہ پیدایش کی خوشی
ہے نہ موت سے دلچسپی -

موت کا خوف
لوگ موت سے ایسے ڈرتے ہین جیسے کہ بچے تاریکی مین جاتے ڈرتے ہین
بچون کے آگے اگر خوفناک کہانیان بیان کی جاتین تو بھی ڈرنے لگتے ہین -
یہی حال انسان کا ہے کہ موت کی سختی اور تکالیف کا خوف اور اس دنیا
سے جدا ہونے کی حسرت ایسی دلنشین ہوگئی ہے کہ زندگی پر جان
دیتا ہے - موت کا خوف اس سبب سے کرنا کہ گناہون کی سزا ملنے کا
اندیشہ ہے بری بات نہین - کیونکہ یہ خیال معصیت سے بچاتا ہے - لیکن زندگی
کی اتنی محبت کہ باوجود عمر طبعی کو پہونچ جانے کے بھی تعلقات دنیا کو چھوڑنے
کو دل نہین چاہتا کم عقلی کی بات ہے - جن لوگون نے اپنی زندگی بھلے
کامون مین صرف کی ہے اون کو اس جہان فانی کے چھوڑنے کا ذرا بھی
ملال نہین ہوتا بلکہ وہ آخر دم تک خوش بشاش اور مطمئن رہتے ہین -
جو کچھ ایک بار پیدا ہوا ہے وہ ضرور اور یقینی فنا ہوگا - بچپنے مین مرے تو
اور جوانی یا بڑھاپے مین مرے تو - اور موت کی تکلیف سب کو سہنی ہے -
کسی کو کچھ کم کسی کو کچھ زیادہ - اس لئے جو لوگ اپنی زندگی اعمال حسنہ مین
گزارتے ہین وہ موت کی پرواہ نہین کرتے اون کے نام ہمیشہ زندہ رہتے
ہین اور وہ اس دنیا کے کھڑاگ سے چھوٹ جاتے ہین -

موت کی تکلیف
مرنے مین بے شک تکلیف ہوتی ہے لیکن کیا زندگی مین اوس سے
زیادہ تکلیفین نہین ہوتین - ہزارون بیماریان ہین جن کی تکلیف نہایت
سخت ہوتی ہے - ایک درد ہی ہے کہ موت کا مزا چکھا دیتا ہے - لیکن انسان
اوس سے ایسا نہین ڈرتا جیسا کہ موت سے - انسان کا موت سے ڈرنا
اس سبب سے نہین ہے کہ اوس مین کسی تکلیف کا خیال ہے بلکہ فی نفسہ

موت سے نفرت اور جان کی محبت اتنی بڑھی ہوئی ہے کہ اگر موت مین راحت بھی ہو تو بھی منظور نہین۔ یہ ظاہر ہے کہ دنیا کے تفکرات اور اون فضول بکھیڑون سے چھوٹنا جو اس زندگی کے ساتھ ہین راحت ہے۔ جب کوئی مشکل کام آپڑتا ہے تو اوس کا پورا کرنا کیسا اہم اور دقت طلب معلوم ہوتا ہے اور اوس سے فراغت حاصل کرکے کس قدر راحت اور تسکین معلوم ہوتی ہے۔ یا جس دن کوئی ایسا کام نہ ہو اوس روز کس قدر اطمینان اور دل کو خوشی ہوتی ہے۔ جب دنیا کے کامون سے فرداً فرداً ایسی گھبراہٹ ہوتی ہے اور اون سے فراغت حاصل کرنے مین خوشی ہوتی ہے تو ان تمام کامون سے سبکدوش ہونا اور تمام دقتون سے رہا ہونا بہت زیادہ تسکین اور اطمینان بخش ہونا چاہیے۔

بقدر ہر سکون راحت بود بنگر تفاوت را

دویدن رفتن استادن نشستن خفتن و مردن

موت کی ماہیت

یہ سمجھنا کہ موت کیا چیز ہے مشکل ہے اور بڑے بڑے حکماء نے اس کی تعریف مین اختلاف کیا ہے تاہم کسی قدر غور و فکر سے زندگی اور موت کا تعلق معلوم ہو سکتا ہے۔ پہلے یہ سوچنا چاہیے کہ زندگی مین انسان کس حالت مین ہے۔ وہ زمین کے اوپر رہتا ہے۔ ہوا اور خوشبو سونگھتا ہے۔ پانی پیتا ہے۔ غذا کھاتا ہے۔ آواز سنتا ہے۔ کل چیزون کو دیکھتا ہے گرمی اور سردی کا احساس کرتا ہے۔ ہاتھون سے کام کرتا ہے۔ پاؤن سے چلتا ہے۔ زبان سے باتین کرتا ہے۔ معاملات اور مسائل کو سوچتا ہے اور اون سے نتایج نکالتا اور یاد رکھتا ہے۔ غرض موجودات عالم کی ہر ایک چیز سے تھوڑا یا بہت قریب یا بعید کا تعلق ہے اور اس تعلق کی وجہ سے وہ تمام دوسری چیزون پر اثر ڈالتا ہے یا اون کے اثر سے متاثر ہوتا ہے موجودات عالم کے ساتھ جب تک یہ تعلق قائم ہے انسان زندہ کہلاتا ہے

اوراس تعلق کا قائم رکھنا زندگی کا قیام ہے لیکن اگرکسی سبب سے یہ تعلق قائم نہ رہے تو وہ مردہ ہے اور جس قدر یہ تعلقات کم ہوتے جائینگے اوسی قدر حیات کی وسعت کم ہوتی جائیگی۔ اگروہ اندھا ہوجائے تو بصارت کے لحاظ سے مُردہ ہے۔ سورج کی چمک ویسی ہی قائم ہے عجائبات دنیا کا نظارہ ویسا ہی دلفریب ہے لیکن نابینا کے لئے نہین۔ بہرا آدمی سماعت کے لحاظ سے مُردہ ہے پرندون کی خوش الحانی۔ موسیقی کے راگ۔ عزیزون اور دوستون کی میٹھی میٹھی باتین سب ویسے ہی دلکش ہین لیکن اوس کے لئے نہین۔ گونگا آدمی نطق کے لحاظ سے مردہ ہے۔ اپاہج چلنے پھرنے اور کام کرنے کے لحاظ سے مُردہ ہے۔ فاترالعقل دماغی قوتون کے لحاظ سے مُردہ ہے نہ سوچ سکتا ہے نہ نتیجہ نکال سکتا ہے نہ یاد رکھ سکتا ہے۔ غرض جس قدر بیرونی تعلقات مین کمی ہوتی جائے گی۔ اوسی قدر حیات کی وسعت کم ہوتی جائیگی فرض کروکہ ایک شخص اندھا اور بہرا ہے تو وہ سماعت اور بصارت کے لحاظ سے مردہ ہے۔ اگر اندھا بہرا اور گونگا بھی ہو تو اوس کی حیات کی وسعت ایک درجہ اور کم ہوگی۔ اگر اندھا بہرا گونگا اور فاترالعقل اور ہاتھ پاؤن سے اپاہج بھی ہے تو اوس کی حیات کی وسعت بہت ہی کم ہے اسی طرح بالکل مُردہ وہ ہے جس کے سب تعلقات قطع ہوجائین۔

موت ہر وقت مسلط ہے

موت کوئی اجنبی چیز نہین ہے ہماری آنکھون کے سامنے ہزارہا آدمی روز مرتے ہین دنیا کی بے ثباتی کا یہ عالم ہے کہ بچے اور جوان۔ بیمار اور تندرست توانا اور ناتوان بادشاہ اور فقیر امیر اور غریب کافر اور مسلمان۔ عقلمند اور بیوقوف حکیم اور جاہل روز مرتے رہتے ہین۔ اور موت کسی نہ کسی بہانہ سے آدباتی ہے نہ کوئی تدبیر اسے روک سکتی ہے نہ کوئی قوت اس سے بچا سکتی ہے ایک آندھی ہے کہ زور شور سے چل رہی ہے اور اوس مین تن آور درخت اور ضعیف پودے پتہ کی طرح

اُڑ رہے ہین - کوئی نہین جانتا کہ ہماری باری کب آئے گی - اور حوادث زمانہ کا صدمہ کب ہمارے شجر حیات کو تنکے کی طرح توڑ ڈالیگا - اختتام تو جب ہوگا تب ہوگا لیکن ہر روز بھی ہم جام مرگ سے ایک جرعہ چکھ لیتے ہین - زندگی کی مدت ایام کی تعداد پر معین ہے اور جو دن گزر جاتا ہے وہ گویا موت کا ایک حصہ ہے کہ ہمین نصیب ہوگیا - عمر اوسی قدر کم ہو گئی اور گزشتہ زمانہ پر ہمارا کوئی اختیار اور کوئی اقتدار نہ رہا - جب یہ سب دن پورے ہو جاتے ہین تو وہ آخری دن آتا ہے جس کے بعد ہمارے حصہ کا کوئی دن نہین ہے - اور موت جو ہم پر مسلط تھی اپنا کام کر چکتی ہے - اور پھر ایک ابدی حالت خواہ کیسی بھی ہو نصیب ہو جاتی ہے - جس مین یہ روز روز فنا ہونیکا اندیشہ نہین ہے - اس طرح مرنا موت مین داخل ہونا نہین بلکہ اوس سے نجات پانا ہے - ہان مبارک ہین وہ لوگ جو اپنے دن اس طرح گزارتے ہون کہ اس ابدی حالت مین اون کو چین اور آرام نصیب رہے - وہ جانتے ہین کہ جس حالت کا نام زندگی ہے وہ تغیرات کا ایک سلسلہ ہی جو ہر لحظہ ایک نیا رنگ بدلتا رہتا ہے - اور جس وقت یہ تغیر رک جاتا ہے وہ موت ہے - موت معلوم نہین کہ کب آئے اور کس طرح آئے - پیدائش سے پہلے انسان فنا کی حالت مین تھا اور مرنے کے بعد پھر فنا ہوتا ہے - زندگی بجلی کا سا لمعہ ہے کہ اندھیرے مین چمک جاے - پھر وہی تاریکی - اگر زندگی کے دن اچھی طرح گزرے ہین تو گور ایک ایسا گوشۂ عافیت ہے جس مین "کس نہ گوید کہ ازین جا بخیز و آنجا رو" - اور اگر ناکردنی افعال مین کٹے ہین تو زندان ہے جس مین سخت سے سخت عذاب اور شدید سے شدید تکلیف ہے - ہم ایک سمندر کے کنارہ کھڑے ہین جس کے طوفان ہم سے پہلے کروڑون جانون کو خس و خاشاک کی طرح بہا کرلے گئے ہین اور معلوم نہین کہ کب ایک لہر آئے گی اور ہم کو بھی وہان لیجائیگی جہان سے بازگشت

ناممکن ہے - اس لئے ہر روز اس طرح زندگی بسر کرنی چاہیے جیسا کہ موت کے روز ہم چاہتے ہین کہ ہم نے اپنی زندگی کو بسر کیا ہوتا - یہ ضرور نہین کہ موت کے ڈر کے مارے انسان دنیا کو چھوڑ کر الگ تھلگ ہو بیٹھے اور کوئی کام نہ کرے بلکہ یہ لازم ہے کہ اپنے فرائض کو اچھی طرح انجام دے اور جو کام جس وقت کرنے کا ہے اوسے پورا کرے تاکہ یہ حسرت نہ رہجاسے کہ ہم نے دنیا مین فضول وقت ضایع کیا اور کوئی مفید کام نہ کیا - لذاتِ دنیا سے متمتع ہونا اور آرام سے زندگی بسر کرنے کا مضایقہ نہین - لیکن لذات اور آرام جائز اور مباح ہون تاکہ جس وقت موت کا سامنا ہو کیفر کردار سے پچتانا اور گھبرانا نہ پڑے - عالم جوانی مین جب ہم گناہ اور شہوت پرستی مین پڑ جاتے ہین تو ہم کو اوس وقت نتیجہ کا کچھ بھی خیال نہین آتا بعد مین چلکر خواہ ہم کتنا ہی پچتایئن لیکن خواہشات نفسانی کا طوفان بغیر نقصان پہونچائے نہین رہتا - اور معصیت کا دھبہ لگا ہوا رہ جاتا ہے صفائی قلب مین کمی آجاتی ہے - سکون طبیعت مین فرق پڑ جاتا ہے اور کسی وقت جب رنج آکر گھیرتا ہے تو پچھلے گناہون کی یاد ایسا ڈراتی ہے جیسا کہ بھوت پُرانی قبرون مین سے نکل کر ڈراتے ہون - خوف طبیعت پر چھا جاتا ہے اور شرم دامنگیر ہوتی ہے - گزشتہ زمانہ کو اس طرح برباد کرنے کا غم کہ اوس کی تلافی بھی نہ ہو سکے چارون طرف سے گھیر لیتا ہے اور یہ حسرت رہجاتی ہے کہ ہم نے کیون نیک کام نہ کئے اور بداعمالیون کو مول لیا -

ہُشیار باش خواجہ کہ از مرگ چارہ نیست
غافل مشو کہ عمر عزیزت دوبارہ نیست

در زندگی بکوشش کہ فرصت ہمین دم است
زیرا کہ روز مرگ بہ کس آشکارہ نیست

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۱	اون	اوس
۱۹	۲۳	باریک	باریک نکات
۲۲	۱۶	گزشتہ	گزشتہ سے
۵۴	۲	ہوگا نہ	ہوگا
۶۰	۵	فضلیت	فضیلت
۶۶	۷	نہوسے	ہوسنے
۶۹	۲۳	انکارات	افکار
۸۰	۱۹	محمد حیات گاس ہے جو پانی کو	محمد حیات گاس ہے پانی کو
۸۷	۱۴	حصہ	حصہ کا
۱۰۴	۱۳	انکارات	افکار
۱۲۲	۴	اللسان	نہ السان
۱۲۸	۲	اصل	دراصل
۱۵۰	۲	رکھنا	رہنا
۱۵۵	۶	رذلیل	ذلیل
۱۶۴	۱۳	پہونچے	سوچنے
۱۶۸	۹	لسان	السان
۱۸۹	۱۷	افراط حاصل ہوتی ہے	افراط سے حاصل ہوتی ہے
۲۰۹	۱۳	اسی	اس
۲۱۱	۵	مین یامصیبت	یامصیبت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۶	۶	واقفیت	واقف
۲۱۸	۱۸	توپھر تو	تو پھر
۲۲۴	۱۷	تھی	ہے
۲۳۲	۱۸	آبرو ہی نہین	آبرو نہین
۲۴۵	۱۹	کہ جس قدر	جس قدر
۲۴۵	۱۶	نہ کہ اسقدر	نہ اسقدر
۲۵۷	۱۱	عنداللہ	عنداللہ ماجور
۲۶۱	۱۱	دولت ودیانتدا ری	دولت و دیانتداری
۲۷۰	۲	الگ	ایک
۲۷۰	۱۱	دفع	رفع
۲۸۳	۱۷	ان	انسان
۲۸۴	۲۰	ایک ایک	ایک
۳۰۴	۹	دعوے ہے	دعوے
۳۲۲	۱۳	زرعت	زراعت
۳۳۵	۱۱	نبتا	بنتا
۳۵۵	۱۶	ان مین	اس مین
۳۵۸	۸	ہوتی ہے	ہوتی ہو
۳۷۸	۹	برباد نہ کرنا	برباد کرنا
۳۷۹	۶	بے حیا	بے جا
"	۱۷	بکہ	بلکہ
"	۲۱	ہوجاتی ہے	ہوجاتے ہین
۳۸۸	۱۷	ہو	ہون